تاریخِ اسلام

سیّد امیر علی

Islami Books Quran & Madni Ittar House
Group Admin M Awais Sultan
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

تاریخ اسلام

A SHORT HISTORY OF THE SARACENS

سیّد امیر علی

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

Madina Liabrary Group on whatsapp

For Any PDF Islami Book Free On Whatsapp Contact

Group Admin

M Awais Sultan

00923139319528

Islami Books Quran & Madni Ittar House Faisalabad Pakistan

Madni Ittar House Fsd

مدنی مقصد: مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے ان شاء اللہ عزوجل

اسلامی بکس، قرآن

مدنی

مدنی عطر ہاؤس

قرآن مجید، تفاسیر، احادیث مبارکہ، درس نظامی اوراد و وظائف اور اصلاحی کتب کا مرکز نیز معیاری عطریات

تسبیحات، عمامے، ٹوپیاں، مسواک، پرچم، بینر، گلوز، احرام، مدنی چادر کا ہول سیل و ریٹیل پوائنٹ

Waqas Plaza, Amin Pur Bazar, Fsd.
041-2621568, 0313-0306-7919528

madni2641@gmail.com
0313 93 19 528
Madni Ittar House

M Awais Sultan

Group Admin

Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

تذکرۃ المصنّف

از

پروفیسر ڈاکٹر محمد احسان الحق

سید امیر علی ۶ / اپریل ۱۸۴۹ء میں دریائے ہگلی کے کنارے واقع ایک گاؤں جنسورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تعلیمی زندگی بھی آپ کی سیاسی اور علمی زندگی کی طرح درخشاں اور روشن تھی۔ آپ ایک ہونہار اور ذہین طالب علم تھے یہ آپ کی ذہانت اور لیاقت ہی تھی کہ جس کے سبب آپ سرکاری وظیفے پر انگلستان میں جاکر تعلیم حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ اور بیرسٹر بن کر واپس وطن آئے۔ واپس آنے کے بعد آپ نے کلکتہ میں بطور وکیل پریکٹس شروع کی۔ اور جلد ہی اس میدان میں نامور ہوگئے ۱۸۷۴ء میں آپ کلکتہ یونیورسٹی کے فیلو منتخب ہوئے۔ ۱۸۷۵ء میں آپ پریذیڈنسی کالج میں اسلامی قانون کے استاد مقرر ہوئے ۱۸۷۸ء میں آپ کا پریذیڈنسی مجسٹریٹ کے بطور تقرر ہوا۔ لیکن تین سال تک یہ خدمت انجام دینے کے بعد آپ نے استعفیٰ دے دیا۔ اور پھر سے آزادانہ قانون کی پریکٹس شروع کردی۔ ۱۸۹۰ء میں آپ کو کلکتہ ہائی کورٹ کا جج مقرر کیا گیا۔ آپ سرسید احمد خان کے صاحبزادے سید محمود کے بعد دوسرے مسلمان تھے۔ جو عدلیہ کے اس بلند منصب پر فائز کئے گئے۔

۱۹۰۴ء میں آپ عدلیہ سے ریٹائرڈ ہونے کے بعد انگلستان چلے گئے اور وہاں تعلیمی اور سیاسی میدان میں مسلمانوں کی خدمت کے لئے خود کو وقف کر دیا۔ ۱۹۰۹ء میں آپ پریوی کونسل کے رکن منتخب ہوئے۔ آپ پہلے ہندوستانی تھے جنہیں یہ اعزاز حاصل ہوا۔

آج سید امیر علی کو لوگ انکی گراں قدر تصانیف روح اسلام (اسپرٹ آف اسلام)

M Awais Sultan
Group Admin
Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

اور مسلمانوں کی مختصر تاریخ کی وجہ سے جانتے پہچانتے ہیں سیاسی میدان میں انہوں نے جو خدمات مسلمانوں کے لیے انجام دیں وہ بالعموم لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو گئی ہیں۔ لہٰذا ان مختصر تعارفی سطور میں ان کی سیاسی خدمات کا تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے جو قصہ پارینہ بن چکی ہیں۔ جہاں تک ان کی علمی خدمات کا تعلق ہے۔ ان کی متذکرہ بالا تصانیف آج بھی مقبول عام ہیں۔ اور قارئین ان کے مطالعے سے ان کی اہمیت و افادیت کے بارے میں از خود کوئی رائے قائم کر سکتے ہیں اس کے علاوہ اس مختصر سے تعارف میں یوں بھی ان کتب پر ڈھنگ کی گفتگو کی گنجائش نہیں۔ سید امیر علی برعظیم پاک و ہند کے مسلمانوں کی جدوجہد آزادی کے اکابر میں سے ہیں مسلمانوں کو منظم کرنے کے لئے دوران قیام ہندوستان میں انہوں نے ۱۸۷۷ء میں سنٹرل نیشنل محمڈن ایسوسی ایشن کے نام سے ایک تنظیم قائم کی۔ سید امیر علی نے اس تنظیم کے لیے سر سید احمد خاں کا تعاون بھی حاصل کرنا چاہا۔ لیکن سر سید احمد خاں کا نظریہ ان دنوں میں یہ تھا کہ مسلمان اپنی توجہ صرف اور صرف حصول تعلیم پر مرکوز رکھیں۔ ان کے نزدیک مسلمانوں کا سیاست میں حصہ لینا خطرناک تھا۔

بہر حال سید امیر علی نے تن تنہا کام جاری رکھا اور مختلف علاقوں میں اپنی تنظیم کی برانچیں قائم کیں۔

۱۸۸۲ء میں اس تنظیم کی طرف سے سید امیر علی نے لارڈ رپن کی خدمت میں ایک جامع یادداشت پیش کی جس میں تفصیل کے ساتھ مسلمانوں کے مسائل کی طرف توجہ دلائی گئی تھی اور ان کے حل کی درخواست کی گئی تھی۔

۱۸۸۵ء تک سنٹرل نیشنل محمڈن ایسوسی ایشن کی صرف تیرہ برانچیں تھیں تاہم اگلے تین سال کے اندر اندر ہندوستان میں اس تنظیم نے ترپن مقامات پر اپنی برانچیں کھول دی تھیں۔

اگرچہ سید امیر علی نے مسلمانوں کو منظم کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تھا۔ لیکن یہ دور سیاسی اعتبار سے مسلمانوں کے جمود کا دور تھا۔ ۱۸۵۷ء کے

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

انقلاب کے نتیجے میں مسلمان جن لرزہ خیز مظالم کا شکار ہوئے تھے ان کے سبب وہ ابھی تک ڈرے اور سہمے ہوئے تھے یہی وجہ ہے کہ سید امیر علی باوجود سعیٔ بسیار کے انہیں سیاسی طور پر پرجوش بنانے میں کامیاب نہ ہو سکے چنانچہ سنہ ۱۹۰۴ء میں ان کے انگلستان چلے جانے کے بعد سنٹرل محمڈن نیشنل ایسوسی ایشن تقریباً ختم ہوگئی۔ سیاسی تنظیم کے مسئلہ پر سرسید احمد خان سے اختلافات کے باوجود سید امیر علی نے علی گڑھ کے زعماء سے ہمیشہ تعاون جاری رکھا۔ چنانچہ انہوں نے سنہ ۱۹۹ء میں کلکتہ میں منعقد ہونے والی آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کی صدارت کی۔ یہ تعاون اس زمانے میں اور بھی وسیع ہوگیا جب مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا۔ چنانچہ سید امیر علی نے لندن میں مسلم لیگ کی ایک فعال برانچ قائم کی۔ سید صاحب اس برانچ کے صدر تھے اور اس کی کمیٹی میں ڈاکٹر علامہ اقبال اور ڈاکٹر انصاری جیسے معروف لوگ شامل تھے۔

سیاسی میدان میں مسلمانوں کے لئے قابل قدر خدمات انجام دینے والے مشہور مصنف اور قانون دان سید امیر علی نے سنہ ۱۹۲۸ء میں وفات پائی۔

جدوجہد آزادی کے رہنماؤں میں سید امیر علی کی انفرادیت اس میں ہے کہ انہوں نے برعظیم پاک و ہند میں سب سے پہلے ہندوجن کے سیاسی شعور کی برتری کا بڑا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے ایک سیاسی تنظیم قائم کی۔ انہوں نے اپنی سیاسی تنظیم کانگریس سید صاحب کی تنظیم کے سات آٹھ سال بعد سنہ ۱۸۸۵ء میں قائم کی تھی۔ سید امیر علی کی عظمت صرف اسی میں نہیں ہے کہ انہوں نے برعظیم پاک و ہند کی پہلی سیاسی جماعت قائم کی۔ بلکہ اس میں بھی ہے انہوں نے ایک ایسے دور میں جب کہ سنہ ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کی طرف سے مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے ہولناک مظالم کی سہما دینے والی یادیں تازہ تھیں پوری جرأت اور بے باکی سے مسلمانوں کی سیاسی تنظیم شروع کی اور اس کے ساتھ ہی ساتھ پہلی مرتبہ انگریزی زبان میں اسلامی تہذیب و تاریخ پر ایسی شاندار کتابیں لکھیں جن میں مستشرقین

M Awais Sultan
Group Admin
Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

کے ناروا اور متعصبانہ حملوں کا مدلل طریقے سے اور بڑی جرأت کے ساتھ جواب دیا گیا تھا۔ آپ نے زیادہ نہیں لکھا اور آپ کے لکھے ہوئے سے آپ کے شیعہ عقائد کے پیش نظر اختلاف بھی کیا جاسکتا ہے لیکن یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہا جاسکتا کہ آپ برعظیم پاک و ہند کے عہد انگلشیہ کے پہلے مصنف ہیں جنہوں نے اپنی تحریر دل میں مغلوبانہ یا ملتجیانہ انداز اختیار کرنے کے بجائے ڈنکے کی چوٹ پر اسلام کی برتری کو دلائل سے ثابت کیا ہے اور یورپ والوں کو آئینہ دکھا کر ان کی تہذیب و تمدن داغِ عیوب ہر رنگ میں نمایاں کئے ہیں۔

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
& Madni Ittar House
Group Admin
Awais Sultan
Alcohol-Free 100% Pure High Quality
Madni
Ittar House
Waqas Plaza, Amin Pur Bazar, Fsd.
041-2621568, 0313-0306-7919528

فہرست

دیباچہ مصنف ۴

پہلا باب ۷

عرب کی جغرافی و طبعی حالت

دوسرا باب

ابتدائی تاریخ، آنحضورؐ کی پیدائش، نبوت۔

تیسرا باب

آنحضور مدینہ میں، مدینہ کے مفسدین۔ سنہ ۱ تا سنہ ۱۱ ہجری کے
حالات و واقعات۔

چوتھا باب ۲۲

سلطنت جمہور۔ ۱۱ ہجری سے ۲۳ ہجری تک (سنہ ۶۳۲ء تا سنہ ۶۴۴ء) حضرت ابوبکرؓ۔ بغاوت، ایرانیوں اور رومیوں کے ساتھ جنگ۔ حضرت ابوبکرؓ کی وفات۔ حضرت عمرؓ کا عہد خلافت کالدیا اور عراقِ عرب کی فتح۔ ایران و روم کی شکست۔ شام و مصر اور فلسطین کی فتوحات
حضرت عمرؓ کی وفات،

پانچواں باب ۳۹

۲۴ ہجری تا ۴۰ ہجری (سنہ ۶۶۱ء تا سنہ ۶۷۷ء) حضرت عثمانؓ کا عہد خلافت۔ حضرت علیؓ۔ حضرت معاویہؓ کی بغاوت، جنگ صفین
خارجی، حضرت علیؓ کی شہادت۔ جمہوریت کا خاتمہ۔

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

چھٹا باب ۴۷
گذشتہ دور کی یاد، حکومت کی پالیسی، انتظام حکومت، فوجی نظم ونسق
معاشرت۔
ساتواں باب ۵۶
حضرت حسنؓ۔ ان کا خلافت سے استعفیٰ، حضرت معاویہؓ کا دور
حکومت، خانہ جنگی کے فتنے۔ ان کا اثر اسلام پر۔ سلطنت کی توسیع
یزید اول، حضرت حسینؓ، حادثۂ کربلا، حجاز کی بغاوت، حرّہ کی فتح
مدینہ کی پامالی، یزید اول کا انتقال، معاویہ ثانی، عبداللہ بن زبیرؓ
حجاز میں ان کی حکومت۔
آٹھواں باب ۶۹
۶۴ تا ۸۶ ہجری بمطابق ۶۸۴ء تا ۷۰۵ء مروان بن حکم امویوں کا
سردار بنایا جاتا ہے مرج راحت کی لڑائی۔ شامی مضریوں کی تباہی
مروان کی دغابازی۔ مستغفرین۔ مروان کی موت۔ عبدالملک بن
مروان کی حکومت۔ مختار کی بغاوت۔ حضرت حسینؓ کے قاتلوں
کی تباہی۔ مختار کی وفات مصعب۔ عبدالملک کا عراق پر حملہ
مصعب کی وفات۔ حجاز پر عبدالملک کا حملہ۔ مکہ کا محاصرہ۔
حضرت عبداللہ بن زبیر کی وفات۔ عبدالملک شاہ اسلام۔
ظالم حجاج۔ افریقہ کے حالات۔ رومیوں سے جنگ۔ خارجی۔
عبدالملک کی وفات۔
نواں باب ۷۷
۸۶ ہجری سے ۹۶ ہجری تک بمطابق ۷۰۵ عیسوی تا ۷۱۵ء ولید
اوّل ایشیا کی فتوحات۔ افریقہ میں پیش قدمی۔ موسیٰ بن نصیر مغرب کا
وائسرائے۔ ہسپانیہ کی حالت۔ روڈرک کے مظالم۔ طارق بن زیاد

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

جبل الطارق پر اترنا ہے۔ مدینہ سدونیا کی لڑائی۔ روڈرک کی
وفات۔ ہسپانیہ کی فتح۔ فرانس کی طرف پیش قدمی۔ ہسپانیہ
میں عرب۔ انتظام مملکت کا اجمالی حال۔ صوبائی نسلی رقابتوں کا
کا برا اثر۔ ولید اول کی وفات۔ ولید کا کردار۔

دسواں باب ۸۸
خاندان امیہ ۹۶ھ تا ۱۰۵ھ۔ سلیمان کی تخت نشینی۔ موسیٰ اور
طارق کی تنزلی۔ عبدالعزیز بن موسیٰ کی وفات۔ نسلی فسادات
یمن۔ یزید بن مہلب کا عروج۔ قسطنطنیہ کا محاصرہ۔ مسلمانوں کی
شکست۔ سلیمان کی وفات۔ عمر ثانی کی تخت نشینی۔ ان کی مدبرانہ
حکومت۔ قسطنطنیہ سے پسپائی۔ عمر ثانی کی وفات۔ یزید ثانی کی
تخت نشینی۔ یزید بن مہلب کی بغاوت۔ یمنیوں کی تباہی۔ نسلی
فساد۔ مسلمانوں کی ہزیمت۔ یزید ثانی کی موت۔ عباسی خاندان۔

گیارہواں باب ۹۸
حکومت بنی امیہ ۱۰۵ھ تا ۱۲۵ھ مطابق ۷۲۴ء تا ۷۴۳ء
ہشام کی تخت نشینی۔ سلطنت کی مخدوش حالت۔ ہشام کا کردار
ایشیائے آرمینیا اور افریقیہ کی حالت، خارجیوں اور بربروں کی بغاوت
محاربۃ الشرفا۔ بربروں کی شکست۔ ہسپانیہ، اندرونی فساد۔
گورنروں کا جلد جلد ردوبدل۔ عبدالرحمن کا تقرر۔ شمالی فرانس پر
حملہ۔ بورڈس کی لڑائی۔ پادریوں کے مبالغے۔ فرانس پر تازہ حملہ
عقبہ کی فتوحات۔ اس کی وفات۔ ملکی ہنگامے۔ فرانس میں عربوں
کی تباہی۔ خالد القسری کا تنزل۔ عراق میں زید کا خروج
اس کی وفات۔ بنو عباس۔ ابو مسلم کا نمودار ہونا۔ ہشام کی وفات

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

بارھواں باب ۱۱۳

بنی امیہ۔ ہشام کی وفات کے وقت حدود سلطنت ہشام کے جانشین کے عادات و خصائل۔ رشتہ داروں پر ظلم۔ خالد القسری کا مارا جانا۔ یحییٰ بن زید کی بغاوت، اور اس کی وفات۔ خراسان کے لوگوں پر اس کا اثر۔ معاملات ہسپانیہ۔ حسام ابوالخطار ہسپانیہ کا گورنر۔ تمام گروہوں کی اطاعت۔ شروع میں اس کی منصفانہ حکومت یمنیوں کی پاسداری۔ مضریوں کی بغاوت۔ شکندہ کی لڑائی۔ ثعلبہ کا انتخاب۔ اس کی وفات۔ یوسف کا انتخاب۔ اندلسیہ کا بہادر جنگجو اس کی وفات۔ ہشام کے پوتے عبدالرحمٰن کی آمد۔ لوزلون کا محاصرہ دھوکے سے اس کی فتح۔ فرانس میں عرب اقتدار کا خاتمہ۔ معاملات افریقہ۔ ولید ثانی کے خلاف بغاوت۔ اس کی وفات۔ یزید ثالث کا خلیفہ مقرر ہونا۔ اس کی وفات۔ ابراہیم کی تخت نشینی۔ مروان کی بغاوت۔ ابراہیم کا فرار، مروان کا خلیفہ ہونا۔

تیرھواں باب ۱۲۰

خاندان بنی امیہ۔ مروان ثانی۔ اس کے عادات و خصائل۔ بغاوتیں خراسان کی بغاوت۔ ابومسلم۔ ایران کی بغاوت۔ نصر، گورنر خراسان کی شکست اور موت۔ ابراہیم کی موت۔ عباسی امام۔ نہاوند پر امویوں کی شکست۔ سفاح کا اعلان خلافت۔ زاب کی لڑائی۔ مروان کی شکست۔ اس کا فرار۔ دمشق کی فتح۔ عباسیوں کی کینہ توزی۔ مروان کی موت۔ بنی امیہ کے زوال کے اسباب۔

چودھواں باب ۱۳۱

واقعات گزشتہ پر ریویو۔ گورنمنٹ حاصل۔ انتظام مملکت فوجی خدمت۔ عبدالملک کی اصلاح۔ سکہ۔ دمشق۔ درباری زندگی

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

سوسائٹی۔ عورتوں کی حالت۔ رسم پردہ کا اجرا۔ لباس۔ عادات
علم و ادب۔ مذہبی و فلسفی فرقے۔

پندرھواں باب ۱۴۵

۱۳۲ ہجری تا ۱۵۸ ہجری بمطابق ۷۴۹ء تا ۷۷۵ء

سفاح کا عہد حکومت۔ اس کی وفات۔ منصور کی تخت نشینی۔
اس کی عادات و خصائل۔ عبداللہ بن علی کی بغاوت۔ ابومسلم
کی وفات۔ بغداد کی بنا۔ محمد بن ابراہیم الحسنی کی سرتابی، شکست اور
وفات۔ ہسپانیہ پر حملہ اور ناکامی۔ خزر والوں کی شورش۔ رومی
ترکتازیاں۔ منصور کی وفات۔

سولھواں باب ۱۵۹

بنی عباس ۱۵۸ تا ۱۷۰ ہجری بمطابق ۷۷۵ء تا ۷۸۶ء

مہدی اور ہادی۔ مہدی کی تخت نشینی۔ اس کی عالی شان حکومت،
اس کی انسانی ہمدردی۔ زندیق فرقہ۔ رومیوں کے ساتھ جنگ،
رومیوں کا خراج دینا۔ مہدی کی وفات۔ ہادی کی تخت نشینی،
مراکش کی علیحدگی۔ ہادی کی وفات۔

سترھواں باب ۱۶۵

بنی عباس۔ ۱۷۰ ہجری سے ۱۹۸ ہجری تک بمطابق ۷۸۶ء تا ۸۱۴ء

رشید اور مامون۔ ہارون رشید کی تخت نشینی۔ اس کے عادات
و خصائل۔ عالی شان حکومت۔ خاندان برمکی۔ افریقیہ کی نیم آزادی۔
معاملاتِ ایشیا۔ خلافت کی جانشینی کا انتظام۔ امین اور مامون کا
جانشین مقرر ہونا۔ سلطنت کی تقسیم۔ برمکیوں کی تباہی۔ ایک عرب
شجاع خاتون۔ رومی جنگ۔ نائیسی فورس۔ قیصر کی بے ایمانی،
اس کی شکست۔ نیا عہد نامہ۔ رومیوں کی خلاف ورزی۔ اس

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
IslamiBooks Quran & Madni Ittar House

کا نتیجہ۔ رشید کی وفات، امین کی تخت نشینی۔ اس کے عادات اور خصائل۔ مامون کے خلاف اعلان جنگ۔ طاہر کا امین کی فوجوں کو شکست دینا۔ بغداد کا محاصرہ۔ مامون کا مکہ اور مدینہ میں خلیفہ تسلیم کیا جانا۔ امین کی وفات۔

اٹھارواں باب ۱۸۲

۱۹۸ تا ۲۳۲ سن ہجری بمطابق ۸۱۳ء تا ۸۴۷ء

مامون اعظم، معتصم، واثق، مامون مرو میں۔ بغداد میں بدامنی، امام الرضا کی وفات۔ مامون بغداد میں۔ یونانیوں کے ساتھ جنگ، علم معقولات۔ مامون کی وفات۔ اس کے عادات و خصائل۔ مامون کے وقت میں عربوں کی علمی ترقی۔ معتصم کی تخت نشینی، دارالخلافہ کی تبدیلی۔ ترک محافظ۔ سپاہ کی تقرری۔ بابک کی فتح، یونانیوں کی شکست۔ معتصم کی وفات۔ واثق کی تخت نشینی۔ اس کے عادات و خصائل۔ اس کی وفات۔

انیسواں باب ص ۱۹۶

بنو عباس ۲۳۲ تا ۴۵۴ ہجری (۸۴۷ء تا ۱۰۶۲ء)

از متوکل تا قائم۔ متوکل عرب کا نیرو۔ سلطنت کا تنزل۔ متوکل کے جانشین۔ بنی فاطمہ کا عروج۔ قرمطی گروہ۔ ان کی فساد انگیزی۔ مصر کا از سر نو خلافت میں شامل ہونا۔ غزنوی خاندان سلجوقی۔

بیسواں باب ص ۲۱۴

قائم تا مستنصر (۴۵۵ تا ۵۰۲ ہجری بمطابق ۱۰۶۲ تا ۱۱۰۱ ہجری)

صلیبی جنگوں کا آغاز۔ طغرل بیگ۔ رومیوں کے ساتھ جنگ طغرل کی وفات۔ الپ ارسلان کی تخت نشینی، رومیوں کا حملہ

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

اوران کی شکست۔ دیوجانس رومی کا قید ہو جانا۔ صلح کا عہد
نامہ۔ الپ ارسلان کی وفات۔ ملک شاہ کی تخت نشینی
قائم کی وفات، المقتدی خلیفہ بنتا ہے ملک شاہ کی عالی
شان حکومت۔ حشاشین کا زور، حسن بن صباح۔ نظام الملک
کا قتل۔ ملک شاہ کی وفات۔ مستظہر خلیفہ بنتا ہے۔ صلیبی جنگوں
کا آغاز۔ انطاکیہ کا محاصرہ، اس کی فتح، مسلمانوں کا عیسائیوں
کے ہاتھوں قتل عام۔ یروشلم میں قتل و غارت طرابلس
میں لوٹ مار۔

اکیسواں باب ۲۲۸

مستظہر۔ مکتفی۔ مستنجد

۴۹۲ھ تا ۵۶۹ھ بمطابق ۱۰۹۹ء تا ۱۱۹۴ء

کروسیڈوں کی پیش قدمی۔ سلطان محمد کی وفات۔ خلیفہ مستظہر
کی وفات۔ خلیفہ مسترشد کی تخت نشینی۔ سلطان سنجر۔ سلطان
محمود والئی عراق و شام۔ عماد الدین زنگی کا عروج۔ محمود
کی وفات۔ سلطان مسعود کی تخت نشینی۔ مسترشد کا قتل،
راشد کا خلیفہ منتخب ہونا۔ مسعود کا اس کو معزول کرنا۔ مکتفی کا
خلیفہ ہونا۔ زنگی کی کروسیڈوں کے ساتھ لڑائی۔ اس کی فتوحات
زنگی کی وفات۔ نورالدین محمود کی تخت نشینی۔ کروسیڈوں پر
اس کی فتوحات۔ مکتفی کی وفات۔ مستنجد کی تخت نشینی۔ شیرکوہ
کی مصر کی طرف روانگی۔ مصر کا الحاق۔ صلاح الدین کا عروج۔ مستنجد
کی وفات۔ نورالدین محمود کی وفات۔

بائیسواں باب ۲۴۲

۵۵۶ تا ۵۸۹ ہجری بمطابق ۱۱۸۰ عیسوی تا ۱۱۹۳ عیسوی

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

صلیبی جہاد۔ خلیفہ ناصر۔ ملک صالح۔ اسماعیل والیٔ دمشق۔ صلاح الدین اور ملک الصالح کے درمیان جنگ۔ صلاح الدین شام کا حکمران۔ صلاح الدین کا سلطان ہونا۔ ملک الصالح کی وفات صلاح الدین کی طاقت، یروشلم کی بادشاہت۔ کروسیڈوں کی بدعہدی۔ طبریہ کی لڑائی۔ کروسیڈوں کی تباہی۔ عکہ وغیرہ کی فتح۔ فریڈرک، باربروسا کی وفات۔ شاہان انگلستان و فرانس کی آمد۔ رچرڈ کے مظالم۔ صلاح الدین کا عسقلان کو زمین بوس کرنا۔ رچرڈ کے ساتھ عہد نامہ۔ صلاح الدین کی وفات۔ اس کے عادات وخصائل۔

تیئسواں باب ۲۶۲

۵۴۹ھ تا بمطابق ۱۱۹۳ء تا ۱۲۶۸ء

صلاح الدین کے بیٹے ملک العادل کا عروج۔ چوتھا کروسیڈ الملک العادل کے بیٹے۔ مشرق کی اسلامی دنیا پر عمومی نظر۔ خلافت۔ خلیفہ الظاہر۔ خلیفہ مستنصر۔ خلیفہ مستعصم۔ تاتاریوں کا خروج۔ بغداد کی تباہی۔ اسلامی تہذیب کا خاتمہ۔

چوبیسواں باب ۲۸۵

یادِ ایام گزشتہ

خلافت۔ برائے نام طریق انتخاب۔ حلف اطاعت۔ اس کا طریقہ۔ گورنمنٹ۔ پولیٹیکل مشین اور اس کے مجوزے حکمت عملی۔ انتظام مملکت۔ گورنریاں۔ صوبوں کی تقسیم وزراء۔ سلطنت کے محکمے۔ دار العدل۔ زراعت۔ صنعت و حرفت۔ سلطنت کی آمدنی۔ فوج۔ جنگی پالیسی۔ بحری طاقت۔

M Awais Sultan
Group Admin
Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

220

پچیسواں باب

بغداد۔ اس کی وضع قطع۔ عمارات۔ خلیفہ کا دربار۔ معاشرت۔
لباس۔ مستورات۔ ان کی حیثیت۔ موسیقی۔ ادب۔ فلسفہ۔
علوم وفنون۔ مذہب۔ اعتزال۔ اخوان الصفا۔

242

چھبیسواں باب

ہسپانیہ کے عرب۔ بنوامیہ
۱۲۰ ہجری تا ۳۰۰ ہجری بمطابق ۷۵۶ء تا ۹۱۲ء
عبدالرحمٰن اول (الداخل)، ہشام۔ حکم۔ عبدالرحمٰن ثانی (الاوسط)
محمد۔ منذر۔ عبداللہ۔ عبدالرحمٰن ہسپانیہ میں داخل ہوتا ہے۔
مسارہ کی لڑائی۔ سرفا کی بغاوت۔ فرانسیسیوں کی سازش
سارلین کا حملہ۔ رونسسوالز کی لڑائی۔ عبدالرحمٰن کی وفات،
اس کے عادات وخصائل۔ اس کی منصفانہ حکومت۔ فرانسیسیوں
اور عیسائی قبائل سے جنگ۔ مالکی مذہب کی اشاعت۔ ہشام
کی وفات۔ حکم اول کی تخت نشینی۔ اس کے عادات وخصائل،
فقیہوں میں اس کی نامقبولیت۔ قرطبہ میں بغاوت۔ باغیوں کا
اخراج۔ ٹولیڈو۔ حکم کی وفات۔ عبدالرحمٰن ثانی کی تخت نشینی۔
اس کی خوشگوار حکومت۔ عیسائی۔ قبائل کی یورشیں۔ انکی اطاعت
نارمنوں کی نموداری۔ قرطبہ میں عیسائیوں کی شورش۔ عبدالرحمٰن
دوم کی وفات، محمد کی تخت نشینی: اس کے عادات وخصائل،
نارمنوں کا تازہ حملہ۔ بغاوتیں۔ محمد کی وفات۔ منذر کی تخت نشینی،
اس کی وفات۔ عبداللہ کی تخت نشینی۔ اس کی پرآشوب حکومت،
اس کی وفات۔ عربوں کا سیوائے، پیڈمی، لیگوریا اور سوئٹزرلینڈ
میں داخل ہونا۔

M Awais Sultan
Group Admin
Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

۴۵۹

ستائیسواں باب

عرب ہسپانیہ میں

۳۰۰ھ تا ۳۶۶ھ بمطابق ۹۱۲ء تا ۹۷۶ء

عبدالرحمٰن ثالث۔ حکم ثانی۔ باغیوں کی اطاعت۔ شمال کے عیسائی قبائل سے جنگ۔ غلاموں کا سرکاری ملازمت میں لیا جانا۔ الخندق کی لڑائی۔ قبائل کا صلح کی درخواست کرنا۔ افریقیہ میں جنگ۔ اہل گلیشیا کے ساتھ جنگ۔ سینچو کا اپنی رعایا کے ہاتھوں خارج کیا جانا۔ اس کا عبدالرحمٰن سے مدد طلب کرنا۔ لیون وغیرہ علاقوں کا مسلم سلطنت میں شامل ہونا۔ عبدالرحمٰن کی وفات۔ اس کے عادات وخصائل۔ حکم ثانی کی تخت نشینی۔ اس کی فیاضانہ حکومت اہل گلیشیا پر فتوحات۔ افریقیہ کی طرف مہم۔ حکم کی علم پروری۔ قرطبہ۔ اس کی شان وشوکت۔ اس کی وسعت۔ مدینۃ الزہرا

۴۷۶

اٹھائیسواں باب

عرب ہسپانیہ میں

۳۶۶ تا ۴۲۸ھ بمطابق ۹۷۶ء تا ۱۰۳۶ء

ہشام ثانی۔ مہدی۔ سلیمان۔ عبدالرحمٰن محمد ثانی۔ ہشام ثالث۔ ہشام ثانی کی تخت نشینی۔ حاجب المنصور۔ اس کی سازشیں، اختیارات پر اس کا تسلط۔ عیسائی قبائل پر اس کی فتوحات، اس کی وفات۔ اس کے بیٹے المظفر کی جانشینی۔ اس کی کامیاب حکومت۔ المظفر کی وفات۔ حاجب۔ عبدالرحمٰن مہدی کا تصرف ہشام ثانی کی علیحدگی۔ سلیمان کا مہدی کو ہلاک کرنا۔ قرطبہ میں بدامنی۔

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islamic Books Quran & Madni Ittar House

انتیسواں باب ۳۸۲

۴۲۹ھ تا ۸۷۱ھ بمطابق ۱۰۳۷ء تا ۱۴۶۶ء

ملوک الطوائف یا سلطنت کی باہمی تقسیم۔ المرابطین۔ یوسف بن تاشفین۔ جنگ زلاقہ۔ یوسف کی وفات۔ اس کے بیٹے علی کی تخت نشینی۔ اس کی وفات۔ مرابطی سلطنت کی تباہی۔ الموحدین عبدالمومن ابو یعقوب یوسف۔ ابو یوسف یعقوب المنصور۔ محمد الناصر کی تخت نشینی۔ العقاب کی تباہی، سلطنت کی بربادی بنو احمر کا عروج۔ غرناطہ کی سلطنت۔

تیسواں باب۔ ۳۹۶

۸۷۱ھ تا ۱۰۱۶ھ بمطابق ۱۴۶۶ء تا ۱۶۱۰ء

آخری جدوجہد۔ غرناطہ کا محاصرہ۔ اس کا سقوط، فرڈیننڈ کی بدعہدی۔ ہسپانوی مسلمانوں کا قتل عام۔ ان کا ہسپانیہ سے نکالا جانا، ہسپانیہ سے مسلمانوں کا مکمل خاتمہ

اکتیسواں باب ۴۰۷

یاد ایام گذشتہ

غرناطہ کی سلطنت۔ غرناطہ کا شہر، الحمرا، غرناطہ کا علم و ہنر۔ لباس عربی ہسپانیہ پر تبصرہ۔ گورنمنٹ۔ امیر۔ وزیر۔ تمدنی حالت۔ صنعت و حرفت۔ زراعت۔ کاریگری۔ تعلیم۔ عورتوں کی حیثیت و حالت۔ طرز معاشرت۔

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

دیباچہ مصنفؒ

ان تمام اقوام میں سے جنہوں نے وسیع براعظموں کے طول و عرض میں فتح و ظفر کے پرچم اڑائے ہیں۔ صفحہ تاریخ کو اپنے نہ مٹنے والے کارناموں سے مزین اور اپنے معلومات و تحقیقات سے عالم خیال کو مالا مال کیا ہے۔ ان میں عرب بلحاظ زمانہ ہم سے نزدیک ترین ہیں۔ موجودہ یورپ تاہنوز ان کی ہی وراثت اور دماغی دولت کے بل بوتہ پر جو وہ اپنے جانشینوں کے لیے چھوڑ گئے تھے۔ چل رہا ہے۔ لہٰذا یہ افسوس کی بات ہے۔ کہ ان کے حالات سے یورپ میں خال خال آدمیوں کے سوا کسی کو بھی خبر نہ ہو۔ اور ہندوستان میں تو ان کی تاریخ پر بالکل ہی تاریکی چھائی ہوئی ہے۔ حالانکہ یہ ملک کسی زمانہ میں خاص طور پر ان کی تہذیب کے زیر اثر رہا ہے کوئی شک نہیں۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ اس مضمون پر کوئی قابلقدر کتاب بھی موجود نہیں۔ توجہ کو منعطف کرنے۔ ہمدردی کا جوش دلانے اور دلچسپی پیدا کرنے کے لیے جنگوں اور فتوحات کی خشک داستان ہی کافی نہیں ہوتی۔ بلکہ کسی اور چیز کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ خاص کر ایسی قوم کی حالت میں جس کا نام رومیوں اور یونانیوں کے ناموں کی طرح بچپن سے ہی گوشگذار نہیں کیا جاتا۔ زیادہ موثر و دلچسپ بنانے کے لیے عربوں کی تاریخ صرف ان کے جنگی کارناموں کی داستان ہی نہ ہونی چاہیے بلکہ وہ ایسی ہو۔ جو ہمیں ان کے خانگی حالات۔ معاشرتی و تمدنی ترقیات سے مطلع کرے۔ ایسی کتاب جو موجودہ ترقی و تہذیب کا سلسلہ ان سے جا ملائے۔ ان تعصبات و خیالات فاسدہ کے رفع کرنے میں بڑی مدد دے گی۔ جو صدیوں کے لڑائی ہنگاموں سے پیدا ہو گئے ہیں۔

یہ کتاب جو اب میں پبلک کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ مندرجہ بالا اصولوں پر تاریخ کی کمی کو پورا کرنے کی غرض سے شروع کی گئی تھی۔ میں نے ان اوراق میں وہ اخلاقی و روحانی تحریک جس نے عربوں کو آسمان ترقی کا چمکتا ہوا آفتاب بنا دیا۔ انکی حیرت انگیز وسعت و پھیلاؤ و ترقی کا وہ طریقہ جس سے ایک شیخانہ حکومت مہذب ترین گورنمنٹ میں بدل گئی۔ انکے انتظام ملک کا ڈھنگ اور اس کے ہر ایک شعبہ میں انکی ترقی کیفیت۔ لوگوں کی حالات مستورات کی قدر و منزلت انکی طرز معاشرت اور اخیر میں وہ اسباب جن سے انکی ترقی و تہذیب کا عالیشان ایوان بیخ و بن

Islamic Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

سے اُکھڑ گیا۔ بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ شروع میں اس کتاب کو بالاجمال قلمبند کرنے کا خیال تھا۔ مگر پبلشروں کی کمال مہربانی نے مجھے چیدہ چیدہ عالموں کی آرا سے مستفید ہونے کے قابل بنا دیا۔ ان میں سے بعض ہندوستان کی تعلیم یونیورسٹی میں خاص طور پر انٹرسٹ لیتے ہیں اس طرح کتاب کی قدر و قیمت بغیر اس کے حجم زیادہ ہونے کے بڑھ گئی۔ بدیں خیال کہ میں نے یہ کتاب اپنے جوڈیشنل فرائض کی انجام دہی کے دوران میں مکمل کی ہے۔ میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا۔ کہ یہ غلطیوں سے مبرا ہوگی۔ علاوہ ازیں ممالک ایشیا میں لنڈن۔ پیرس اور یورپ کے بڑے بڑے شہروں کے برعکس کتب خانوں کی عدم موجودگی۔ علمی کام میں سخت مشکلات پیش کرتی ہے۔ اس لیے میں اُمید کرتا ہوں۔ کہ اگر کتاب میں کوئی غلطی پائی جائے۔ تو اس کو نظر انداز کیا جائے۔ تاہم میں یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں۔ کہ یہ کتاب ہندوستان کی دو بڑی اقوام میں مغربی ایشیاء کی وسطی زمانہ کی ترقی و تہذیب کا علم پھیلانے میں بڑی مفید ثابت ہوگی اور میرے خیال میں ایسا علم ازبس مفید ہے۔ کیونکہ جہاں یہ مسلمانوں کو ایک آزاد اور فیاض گورنمنٹ کے زیر سایہ رہ کر معاشرتی و اخلاقی ترقی کے موقعہ کی قدر و قیمت جاننے کا سبق دیگا۔ وہیں دوسری اقوام کو بھی فائدہ دیئے بغیر نہ رہے گا۔ اور ان کے تعلقات قومی کے دائرہ کو وسیع کریگا۔ عربوں کی تاریخ بہت سی دیگر اقوام کی تواریخ کی طرح ہم کو بتاتی ہے کہ اگرچہ ہر ایک قوم اپنے افراد کی قابلیت کے مطابق اپنی ترقی کا راستہ صاف کر سکتی ہے مگر کوئی قوم اسی قدیم لکیر کو پیٹتے چلے جانے سے اپنے آپکو یقینی تباہی و بربادی سے نہیں بچا سکتی۔ یہ ہم کو سکھاتی ہے۔ کہ اخلاقی دولت علمیت۔ دماغی قابلیت کو فرضی اسباب کی بدولت کچھ عرصہ کے لیے خواہ بے اثر ہی سمجھا جاتا رہے۔ وہ وقت پر ضرور بالضرور سوسائٹی پر اثر ڈالیں گے۔ اور یہ خود ضبطی اور وقت پرستندی ایسے اوصاف ہیں۔ جن کی تعریف میں مبالغہ نہیں ہو سکتا۔ وہ قومی گھمنڈ جس نے عرب کو مفتوحہ اقوام کو بنظر حقارت دیکھنے پر آمادہ کیا۔ اور ان کو اس بات کے سمجھنے سے قاصر رکھا۔ کہ صرف انصاف سے رعایا کے دل تسخیر نہیں ہو سکتے بلکہ اس مدعا کو حاصل کرنے کے لیے کسی اور چیز کی ضرورت ہے۔ اس کیلئے ماموں کی انسانی ہمدردی اور ناصر کی فیاضی درکار ہے۔ اور یہ کوئی قوم یا فرد عالی حوصلگی۔ فرخندہ فالی اور آزاد منشی سے نقصان میں نہیں رہتی اور اخیر زمانہ میں سازشوں دھڑہ بندیوں اور غلط کاریوں کا زور ان کے تباہی بخش نتائج نے عربوں کی سطوت و جبروت اور عظمت کو خاک میں ملا دیا۔ ان سب کو ایک ہی کا معلول کہا جا سکتا ہے۔ علم تاریخ و سیر جو واقعات عالم سے مالا مال ہم تک پہنچا ہے عرب کے لیے

کوئی سبق پیش نہ کر سکا۔ عربوں کی قابلیت حکومت انکی خود ایجاد کردہ وساختہ و آموختہ تھی۔ حاصل کردہ نہ تھی۔ اپنی قوم اور ذات کا بے انتہا فخر و گھمنڈ اپنے دل میں چھپائے ہوئے جس کے لیے اسکو معذور رکھا جا سکتا ہے۔ وہ دنیا میں یہ خیال کرتا ہوا گو علانیہ نہ کہتا۔ زمین پر قدم مار کر چلتا۔ کہ وہ ایک عالی شان اور زبردست جمہور کا ممبر ہے۔ کسی دشمن کی کیا مجال جو اُسے حقارت سے دیکھے۔ شمالی ہسپانیہ کے وحشی قبائل کی عدم تسخیر اس علت کا ایک ضمیمہ تھی۔ حاجب اعظم متاسف ہوا۔ کہ اختلاط کا سبق اس کو بعد از وقت یاد آیا۔

اگرچہ گبن کے پاس بہت تھوڑا مصالحہ تھا۔ مگر عرب سلطنت کے عروج و کمال کے متعلق اس کی تاریخ اس کی امورخانہ قابلیت کی مہتم بالشان زندہ شہادت رہے گی۔ انگریزی زبان میں ہیچو قسم دیگر کتب چنداں قابل التفات نہیں۔ اگرچہ ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے رنگ ڈھنگ میں قابل تعریف ہے اور علم ادب کے صیغہ میں خاص خاص مدعا کو پورا کرتی ہے۔ مگر یورپین زبانوں میں چند ایسی کتابیں۔ جن کو تاریخ کا طالب تعریف کیے بغیر نظر انداز نہیں کر سکتا۔ بہت سے دیگر ہمعصر ممتاز عالموں میں سے کاکن ڈی پرسول۔ ڈوزی۔ ڈلس ردوجینز۔ ڈسلین۔ فرنل سڈلوٹ۔ برچم۔ وان ہیمر۔ وان کریمر۔ وسٹن فیلڈ۔ امارسی۔ علمی دنیا کی طرف سے خاص طور پر قابل شکریہ ہیں۔

میں نے عربوں کے حالات قبل از اسلام اور پیغمبر عرب صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور کارناموں کی بابت نہایت اختصار سے کام لیا ہے۔ زیادہ جگہ سلطنت جمہوریہ کو دے گئی ہے۔ بغیر طوالت کے کتاب کو زیادہ دلچسپ بنانے کے لیے بنی اُمیہ بنی عباسیہ کے عہد کے حالات وضاحت سے درج کیے گئے ہیں۔

ہسپانیہ پر اہل عرب کی حکومت کے آٹھ سو سال کی تاریخ چند سو صفحہ میں سمونی ذرا مشکل تھی تاہم میں اُمید کرتا ہوں۔ کہ ناظر کتاب کوئی ضروری واقعہ ایسا نہ پائے گا۔ جو کہ فرو گذاشت کر دیا گیا ہو شمالی افریقہ میں عربوں کے حالات کو تھوڑی جگہ ملی ہے۔ اور سوائے اس کے اور چارہ ہی کیا ہو سکتا ہے کیونکہ بنی فاطمہ کی عظمت و شان و شوکت ان کے ساتھ بٹے کھاتے میں پڑ گئی اور ان کی ترقی و تہذیب بچھلے ملوکوں کے مظالم کی بھینٹ چڑھ گئی۔ ہر ایک زمانہ کے ساتھ بطور یادگذشتہ لوگوں کی دماغی قابلیت۔ معاشرتی اور تمدنی حالت۔ انکے اوضاع و اطوار رسم و رواج اور آئین حکومت کے حالات حوالہ قلم کر دیئے ہیں۔

امیر علی ۱۸۹۸ء

M Awais Sultan

Group Admin

Madina Liabrary Group on whatsapp

For Any PDF Islami Book Free On Whatsapp Contact

Group Admin

M Awais Sultan

00923139319528

Islami Books Quran & Madni Ittar House Faisalabad Pakistan

مدنی مقصد: مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے ان شاء اللہ عزوجل

اسلامی بکس، قرآن

مدنی

مدنی عطر ہاؤس

قرآن مجید، تفاسیر، احادیث مبارکہ، درس نظامی و اوراد و وظائف اور اصلاحی کتب کا مرکز نیز معیاری عطریات

تسبیحات، عمامے، ٹوپیاں، مسواک، پرچم، بینر، گلوز، احرام، مدنی چادر کا ہول سیل و ریٹیل پوائنٹ

madni2641@gmail.com

0313 93 19 528

Madni Ittar House

Waqas Plaza, Amin Pur Bazar, Fsd.

041-2621568, 0313-0306-7919528

Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

پہلا باب

عرب کی جغرافیائی اور طبعی حالت

عرب ایک وسیع ملک ہے جو براعظم ایشیا کے جنوب مغرب میں واقع ہے اس کے شمال میں صحرائے شام، مشرق میں خلیج فارس، جنوب میں بحر ہند اور مغرب میں بحیرہ قلزم ہے۔ اس وسیع علاقے کا رقبہ عظیم فرانس سے دوگنا ہے۔ یہ کئی حصوں یا خطوں میں بٹا ہوا ہے جو بلحاظ پیداوار اور آب و ہوا ایک دوسرے سے مختلف ہیں، ان کے باشندے شکل و صورت میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

شمال میں پہاڑی علاقہ ہے، قدیم زمانہ میں یہاں وہ قومیں آباد تھیں جنہیں عہد نامہ عتیق میں عدوی اور مدینی کہا گیا ہے، مدینہ کو پرانے وقتوں میں یثرب کہا جاتا تھا، حجاز ہی میں مکہ اور جدہ واقع ہیں، مکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ولادت ہے اور جدہ وہ بندرگاہ ہے جہاں حجاج ساحل پر اترتے ہیں حجاز شمالاً جنوباً بحیرہ قلزم اور اس پہاڑی سلسلے تک پھیلا ہوا ہے جو خاکنائے سویز سے بحر ہند تک پھیلا ہوا ہے۔ جزیرہ نمائے عرب کا جنوب مغربی گوشہ یمن کہلاتا ہے۔ حجاز اور یمن کے زیریں علاقے کو تہامہ کہا جاتا ہے۔ بعض اوقات حجاز کے جنوبی حصے کو بھی اسی نام سے پکارا جاتا ہے۔ یمن کے مشرق میں حضر موت ہے جو بحر ہند کے کناروں تک پھیلا ہوا ہے۔ دور مشرق میں خلیج اومان واقع ہے۔ وہ سطح مرتفع جو حجاز کے مشرقی پہاڑوں سے شروع ہو کر الاحسا اور البحرین کے صحرا تک خلیج فارس میں پھیلی ہوئی ہے نجد کہلاتی ہے، اس سطح مرتفع میں صحرا بھی ہیں اور مرغزار بھی۔ پہاڑی علاقے بھی ہیں اور نخلستان بھی۔ لق و دق صحرا میں یہ نخلستان مقامات رحمت کا کام دیتے ہیں عرب کے اس وسیع علاقے میں جہاز رانی کے قابل کوئی دریا نہیں، ادھر ادھر جو چھوٹے چھوٹے

لہ حجاز پر اب ایک خود مختار عرب بادشاہ حکمران ہے۔ نجد پر ابو سعود خاندان کی حکومت ہے جب کہ اومان سلطانی مسقط کے زیر نگیں ہے۔

Islamic Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

ندی نالے ہیں ان ہی سے زمین سیراب ہوتی ہے۔ بارش بہت معمولی ہوتی ہے، ماسوا ان علاقوں کے جہاں پانی یا فراط موجود ہے باقی سارا علاقہ خشک اور ریگستان ہے۔ لیکن جہاں پانی ہے، وہاں سبزہ بے حد ہے۔ یمن کا بالائی علاقہ جو جبال الیمن کہلاتا ہے تقریباً مونٹ بلانک کی بلندی کے برابر ہے اور کئی وسیع اور سرسبز وادیوں سے معمور ہے۔ ان وادیوں میں کافی نیل، کھجور، سبزیاں اور انواع واقسام کے پھل پیدا ہوتے ہیں۔ آب وہوا معتدل ہے۔ سردیوں میں ہر جگہ دھند نظر آتی ہے۔ بہار اور خزاں میں موسم مرطوب رہتا ہے۔

حجاز ایک ناہموار ملک ہے۔ یہ ناہمواری مکہ کے آس پاس خاص طور پر نمایاں ہے مکہ بحیرہ قلزم سے پچاس میل اور جبل قراع کی ریتلی چٹانوں سے تقریباً تیس میل دور ہے یہاں کی بے برگ وگیاہ چٹانوں پر سورج پوری تمازت سے چمکتا ہے۔ یہاں کی خشک وادیوں میں جو تھوڑی بہت روئیدگی ہوتی ہے وہ مویشیوں کے کھانے کے کام آتی ہے اس خشک اور ویران علاقے کے مشرق میں سرسبز لہلہاتے ہوئے کھیتوں اور سایہ دار درختوں کا ایک علاقہ ہے جہاں سیب، انجیر، انار، ناشپاتی اور انگور بکثرت پیدا ہوتے ہیں۔ یہ طائف ہے۔

مختلف ادوار میں عرب میں مختلف قومیں آباد رہی ہیں، کہا جاتا ہے کہ اس کے قدیم ترین باشندے اسی نسل سے تھے جس سے قدیم کلدانی تھے۔ انہوں نے تہذیب کے بلند مدارج طے کئے جس کے آثار آج بھی جنوبی عرب میں دکھائی دیتے ہیں۔ اور یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ مصر اور عراق پر بھی ان کا قبضہ تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے بڑے بڑے محل اور مندر تعمیر کئے تھے اور عدن کے قریب آج بھی موجود مشہور تالاب انہی سے منسوب ہیں۔

ان قدیم لوگوں کو ایک سامی قبیلے نے فرات کے مشرقی حصے کے کسی ملک سے نکل کر تباہ کر دیا۔ یہ قبیلہ یمن اور حضرموت کے بعض حصوں میں آباد ہو گیا۔ ان کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ وہ قحطان کی نسل میں سے تھے۔ قحطان کے بیٹوں میں سے ایک بیٹے یعرب نے اس ملک اور یہاں کے لوگوں کو اپنا نام دیا۔ یعرب کے پوتے عبد الشمس ملقب بہ صبا کے نام پر حکمران صابئین کہلاتے تھے۔ قحطانی بادشاہ عظیم فاتح اور شہروں کے بسانے والے تھے۔ یمن اور عرب کے دوسرے حصوں میں ان کی حکومت ساتویں صدی عیسوی تک قائم رہی۔

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

سب سے آخر میں آباد ہونے والے اسمعیلی کہلاتے تھے حضرت اسماعیلؑ یہودیوں کے جد اعظم حضرت ابراہیمؑ کے فرزند تھے، وہ مکہ کے قریب آباد ہوئے اور آپ کی اولاد حجاز میں پھیل گئی، اور سچ پوچھئے تو انہوں نے ہی عربی عظمت کی بنیاد رکھی۔ یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت اسماعیلؑ نے کعبہ کی تعمیر کی۔ پرانے وقتوں سے عرب اس عبادت گاہ کی تعظیم کرتے چلے آرہے ہیں اور جو آج دنیائے اسلام کا مقدس ترین مقام ہے، حجرِ اسود اسی میں رکھا ہے۔

عرب کے لوگ ہمیشہ سے دو طبقوں میں منقسم رہے ہیں "شہروں میں رہنے والے" اور صحرا میں رہنے والے ہیں ـــــ بدو۔ بدو خیموں میں رہتے ہیں وہ اپنے خاندانوں اور گلوں سمیت سبزہ زاروں کی تلاش میں صحراؤں اور سطوح مرتفع پر گھومتے پھرتے ہیں۔

شمالی اور وسطی عرب کبھی بھی کسی غیر ملکی طاقت کے زیر نگین نہیں رہا، صرف یمن پر حبشیوں نے تھوڑی مدت حکومت کی یہاں تک کہ عربوں کے ایک سردار سیف بن ذی یزن نے شاہ ایران کی مدد سے انہیں یمن سے نکال دیا۔ اس وقت سے تقریباً ایک سو سال یا اس سے کچھ زائد عرصہ یمن پر مرزبان نامی ایک ایرانی وائسرائے کی حکومت رہی۔

یہودی اور عیسائی جن کی کثیر تعداد عرب میں آباد تھی اپنے اپنے مذہب کے پیروکار تھے لیکن عربوں کی اکثریت بتوں اور ستاروں کی پرستش کرتی تھی، ہر قبیلے کی طرح ہر شہر کے اپنے دیوی، دیوتا، عبادت گاہیں اور عبادت کے طریقے الگ الگ تھے۔ مکہ جو عربوں کی قومی زندگی کا مرکز خیال کیا جاتا تھا، روم یا بنارس کی طرح تھا، وہاں کعبہ کی عبادت گاہ میں تین سو ساٹھ بت تھے۔ یہ ان تمام دیویوں، دیوتاؤں کی نمائندگی کرتے تھے جن کی عرب پرستش کرتے تھے، انسانی قربانی کا بھی رواج تھا۔

اس وسیع علاقے میں رہنے والے لوگ خاص کر وہ جو فرات کے مغرب میں واقع صحرا میں گھومتے پھرتے تھے، یونانی اور رومی انہیں سارسینی کے نام سے پکارتے تھے۔ جب وہ دنیا کو فتح کرنے کے لیے اٹھے تو اسی نام سے مغرب میں جانے جانے لگے۔

سارسینی کا لفظ غالباً صحرا اور نشین سے ماخوذ ہے یا شرقین سے ـــ عربی میں شرق، مشرق کو کہتے ہیں۔

Group Admin
Awais Sultan

Madni Ittar House Fsd

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Isla s Quran & Madni

دوسرا باب

مدینۃ النبیؐ

یثرب کے لوگوں نے رسول کریمؐ اور آپ کے ساتھیوں کا جو دین کی خاطر اپنے گھروں کو چھوڑ کر آئے تھے نہایت گرمجوشی سے استقبال کیا۔ یثرب کا نام بدل کر مدینۃ النبی یا مختصراً مدینہ کر دیا گیا۔ اب تک اس شہر کا یہی نام ہے۔ مدینہ میں اینٹوں اور گارے سے ایک مسجد بنائی گئی اس مسجد کی چھت کھجور کے پتوں کی تھی، اس کی تعمیر میں رسول کریمؐ نے بہ نفس نفیس حصہ لیا اور اسی مسجد میں آپؐ نے اپنے سیدھے سادھے دین کی اشاعت شروع کی۔ آپ لوگوں کو نہ صرف خدا تعالٰے کی شان اور اس کے رحم و کرم کے بارے میں بتاتے بلکہ اخلاقی اصولوں کی پابندی پر زور دیتے۔ آپ برادرانہ محبت کا درس دیتے، بچوں سے پیار کرنے کو کہتے بیواؤں یتیموں پر رحم کرنے اور حیوانوں سے نرمی کا سلوک کرنے کے لیے کہتے۔

اس زمانے میں مدینہ میں دو قبیلے آباد تھے ان قبیلوں میں باہمی لڑائی رہتی تھی آپ نے ہر قسم کے قبائلی امتیازات کو ختم کر دیا اور مدینہ کے باشندوں کو انصار (مدد کرنے والے) کا نام دیا۔ وہ مسلمان جو مکہ چھوڑ کر مدینہ چلے آئے تھے مہاجرین کہلائے۔ ہم جس زمانے کا ذکر کر رہے ہیں، اس میں عرب کے کسی شہر میں بھی قانون یا ضابطہ نہ تھا، مختلف گروہ آپس میں لڑتے رہتے تھے۔ تمام جزیرہ نما بدامنی اور فتنہ و فساد کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ رسول کریمؐ نے سب سے پہلے مدینہ میں امن قائم کرنے اور دولتِ مشترکہ کو مضبوط بنیادوں پر اٹھانے کی طرف توجہ کی۔ اس مقصد کے لیے آپ نے ایک فرمان جاری کیا جس کی رو سے خونریزی اور بدامنی کا قلع قمع ہوا۔ یہودیوں کو مساوی حقوق دیے گئے۔ مدینہ اور اس کے آس پاس میں یہودیوں کی کافی آبادی تھی۔ یہودیوں نے اپنی طرف سے یہ عہد کیا کہ وہ مدینہ کی حفاظت میں مسلمانوں کا ساتھ دیں گے۔ اب آپؐ صرف ایک معلم ہی نہ تھے بلکہ ان لوگوں کے لیے آپ کی حیثیت قاضی القضاۃ کی بھی تھی، کیونکہ اہل مدینہ نے آپؐ اور آپؐ کے صحابہ کو بلایا تھا اور انہیں شہر کی حفاظت سونپ دی تھی۔ پس آپ کا فرض ہو گیا کہ فتنہ کو فرو کریں اور سازش کو دبائیں۔

مکہ کے باشندے اہل مدینہ پر اس وجہ سے سخت ناخوش تھے کہ انہوں نے رسول کریمؐ اور مسلمانوں کو پناہ دی تھی جنھیں وہ انقلابی خیال کرتے تھے اہل مکہ اور اہل مدینہ میں تصادم ناگزیر تھا۔ دونوں میں پہلی لڑائی وادی بدر، جو مدینہ سے چند میل دور ہے، میں ہوئی اس لڑائی میں اہل مکہ کو شکست ہوئی مسلمانوں کے ہاتھ ان کے بہت سے جنگی قیدی آئے، ان جنگی قیدیوں کے ساتھ بہت نرمی کا سلوک کیا گیا۔

ہجرت کا دوسرا سال خاموشی سے گزر جاتا اگر اہل مکہ گاہ بگاہ حملوں کا سلسلہ جاری نہ رکھتے۔
ہجرت کے تیسرے سال ابوسفیان بن حرب بن امیہ جو بنو ہاشم کا سب سے بڑا مخالف تھا اہل مکہ اور ان کے حلیفوں کی ایک بڑی فوج لے کر مدینہ میں داخل ہو گیا اس حملے کی روک تھام کے لیے مسلمانوں کی جو فوج نکلی تھی اس کی تعداد بہت کم تھی، احد کے دامن میں لڑائی ہوئی جس میں مدینہ والوں کو شکست ہوئی تاہم اہل مکہ کا نقصان اس قدر زیادہ تھا کہ وہ شہر پر حملہ کرنے کی جرأت نہ کر سکے اور واپس مکہ چلے گئے۔ اب ان یہودیوں نے تنگ کرنا شروع کیا، جو مدینہ میں اور مدینہ کے آس پاس کے قلعہ بند دیہات میں رہتے تھے، اپنی پوزیشن کے سبب وہ اس چھوٹی سی ریاست کے لیے مسلسل باعث ضرر تھے۔ وہ یہودی جو شہر کے اندر رہتے تھے مکہ والوں کے لیے جاسوسی کرتے تھے اور بار ہا قتل و غارت گری پر اتر آئے تھے۔ ان اسباب کی بنا پر یہودیوں کے دو قبیلوں بنی قینقاع اور بنی نضیر کو جلا وطن کر دیا گیا تھا۔

ہجرت کے پانچویں سال اہل مکہ نے دس ہزار سپاہیوں کی فوج سے مدینہ پر حملہ کیا، اتنی بڑی فوج کا مقابلہ کرنے کے لیے تین ہزار مسلمان میدان میں نکلے۔ رسول کریمؐ کی ہدایت کے مطابق مسلمانوں نے شہر کے غیر محفوظ حصوں کے گرد ایک خندق کھودی اور دوسرے حصوں کی حفاظت بنو قریظہ کے سپرد تھی، یہودیوں کے اس قبیلے کے مدینہ کے جنوب میں بہت سے قلعہ بند دیہات تھے اور معاہدے کی رو سے یہ یہودی مسلمانوں کے حلیف تھے۔

ان یہودیوں نے معاہدہ توڑ کر مدینہ پر حملہ آوروں کا ساتھ دیا۔ حملہ آوروں نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ یہ محاصرہ بہت طویل تھا لیکن محاصرین شہر پر جب کبھی حملہ کرتے تو رسول کریمؐ کی ہدایت کے مطابق مسلمان انہیں پسپا کر دیتے۔

آخر کار محاصرین کے خلاف عناصر اکٹھے ہونا شروع ہوئے، بارش اور طوفان سے ان کے گھوڑے مر گئے ان کا سامان رسد کم ہو گیا، ان کی فوج جس طرح جمع ہوئی تھی، اسی طرح منتشر

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

ہوگئی۔

بنو قریظہ کا شہر سے اس قدر نزدیک رہنا غیر محفوظ خیال کیا گیا۔ کیونکہ ان کی غداری سے کسی وقت بھی مدینہ تباہ ہو سکتا تھا، ان سے کہا گیا کہ وہ اپنی جگہ چھوڑ کر چلے جائیں۔ ان کے انکار پر ان کا محاصرہ کر لیا گیا اور انہیں بلا شرط ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیا گیا انہوں نے صرف ایک شرط پیش کی کہ ان کی سزا سردار سعد بن معاذ اوسی، جس کے وہ آباد کار تھے، کے فیصلے پر چھوڑ دی جائے۔ سعد بن معاذ ایک بہادر سپاہی تھے۔ وہ حملے کے دوران زخمی ہو گئے تھے اور زخموں کے سبب اگلے دن دنیا سے رخصت ہو گئے۔ یہودیوں کی غداری سے برہم ہو کر انہوں نے یہ فیصلہ دیا کہ لڑنے والے یہودیوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کے بیوی بچوں کو مسلمانوں کا غلام بنا لیا جائے۔ اس سزا پر عمل کیا گیا، ہمارے خیال کے مطابق یہ سزا بہت سخت تھی، لیکن یہ اس زمانہ کے مروجہ آئین جنگ کے مطابق تھی۔

اہل مکہ کی اس ناکامی کے بعد جزیرہ نمائے عرب میں جدید مذہب بڑی تیزی سے پھیلنا شروع ہوا۔ یکے بعد دیگرے عرب قبائل اپنے برے طریقوں کو ترک کر کے اسلام میں داخل ہوتے گئے۔

ہجرت کے چھٹے سال میں رسول کریمؐ نے کوہ سینا کے قریب واقع سینٹ کیتھرائن کے راہب خانے کے راہبوں اور تمام عیسائیوں کے لیے ایک فرمان جاری کیا جو بردباری کی ایک یادگار ہے اس فرمان کے ذریعے رسول کریمؐ نے عیسائیوں کو نہایت اہم مراعات دیں اور مسلمانوں کو اس فرمان کی خلاف ورزی پر شدید سزاؤں کا مستوجب قرار دیا گیا۔ اس فرمان کے ذریعے آپؐ نے اپنی ذات گرامی اور مسلمانوں پر عیسائیوں کی حفاظت لازم قرار دی۔ انہیں ہر قسم کے نقصان سے بچانے کے لیے کہا گیا۔ ان کے کلیساؤں اور راہبوں کے گھروں کی حفاظت مسلمانوں پر عائد کر دی۔ عیسائیوں پر ناروا ٹیکس نہیں لگایا جا سکتا تھا۔ کسی پادری کو کلیسا سے نہیں نکالا جا سکتا تھا۔ کسی عیسائی کو اس کا مذہب چھوڑنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا تھا۔ کسی عیسائی زائر کو زیارت کرنے سے نہیں روکا جا سکتا تھا۔ عیسائی کلیساؤں کو مسجد یا مسلمانوں کے لیے رہائشی مکان بنانے کے لیے گرایا نہیں جا سکتا تھا۔ ان عیسائی عورتوں کو جنہوں نے مسلمانوں سے شادی کر لی تھی، اپنے مذہب پر عمل پیرا ہونے کی پوری پوری آزادی تھی اور اس بنا پر ان سے سختی کرنے کو منع

کر دیا گیا تھا۔ عیسائی اپنے کلیساؤں کی مرمت کے لیے مسلمانوں سے مدد لے سکتے تھے ۔مسلمانوں پر ان کی امداد لازم تھی۔

رسول کریمؐ نے شاہ ایران اور بازنطینی شہنشاہ (قیصر روم) کے پاس ایلچی بھیج کر انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ بازنطینی شہنشاہ نے آپ کے ایلچی سے شریفانہ سلوک کیا جب کہ شاہ ایران نے آپؐ کے ایلچی کی بے عزتی کر کے اسے اپنے دربار سے نکال دیا۔ ایک اور ایلچی بازنطینی شہنشاہ کے ماتحت ایک عیسائی شہزادے کے پاس بھیجا گیا جو دمشق کے قریب رہتا تھا۔ اس ایلچی کو بیدردی سے قتل کر دیا گیا۔

ہجرت کے ساتویں سال خیبر کے یہودیوں نے بغاوت کی لیکن انہیں بہت جلد مطیع کر لیا گیا۔ ایک مقررہ لگان کے عوض ان کی زمینوں اور جائدادوں کو ان کے پاس ہی رہنے دیا گیا۔ انہیں مذہبی آزادی بھی دی گئی۔

اہل مکہ کے ساتھ ایک معاہدے کی رو سے مسلمانوں نے خانہ کعبہ کا حج کیا۔ اہل مکہ نے شہر خالی کر دیا کیونکہ وہ رسول کریمؐ اور آپ کے پیروؤں سے نہیں ملنا چاہتے تھے۔ تین دن بعد مسلمان مدینہ لوٹ گئے، تب وہ اپنے گھروں میں واپس آئے۔

تھوڑی مدت بعد اہل مکہ اور ان کے چند حلیفوں نے مسلمانوں کے ایک حلیف قبیلے پر حملہ کر دیا، اس قبیلے کے بہت سے لوگ مارے گئے۔ مظلوموں نے دادرسی کے لیے آپؐ سے درخواست کی۔ مکہ میں دہشت اور بدامنی کا دور دورہ کافی مدت تک رہ چکا تھا۔ اس درخواست پر رسول کریمؐ دس ہزار کی فوج لے کر کفار کے مقابلہ کے لیے نکلے۔ دو قبیلوں کی معمولی مزاحمت کے بعد مسلمان مکہ میں داخل ہو گئے۔ اس طرح رسول کریمؐ اس شہر میں داخل ہوئے جو آپ سے بہت برا سلوک کر چکا تھا۔ اب یہ بالکل آپؐ کے رحم و کرم پر تھا۔ لیکن فتح کی گھڑی میں ہر پچھلی اذیت بھلا دی گئی ہر خطا کو معاف کر دیا گیا۔ صرف چار مجرموں کو جنہیں انصاف مجرم قرار دیتا تھا، آپ نے سزا کا مستوجب قرار دیا۔ آپ ایک فاتح کی حیثیت سے اپنے شدید ترین دشمنوں کے شہر میں داخل ہو چکے تھے۔ فوج بھی آپ کے نقش قدم پر چلی۔ شہر میں فوج کا داخلہ پرامن اور خاموش تھا۔ کوئی مکان لوٹا گیا اور نہ کسی عورت کی توہین کی گئی۔ کسی نے یہ ٹھیک کہا ہے کہ فتوحات کی تاریخ میں اس نوعیت کے داخلے کی مثال نہیں ملتی، لیکن ان کے بتوں کے توڑنے میں کسی قسم کی نرمی نہ برتی گئی۔ بت پرست

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

مغموم چہرے بنا کر ان بتوں کی شکست ریخت دیکھ رہے تھے جن کی وہ پوجا کرتے تھے اب ان پر صداقت آشکار ہوئی۔ انہوں نے اس پرانی آواز کو سنا، جس کا وہ مذاق اڑا چکے تھے۔ انہوں نے اس ہستی کو جب وہ بتوں کو توڑ رہی تھی، یہ کہتے ہوئے سنا "سچ آگیا ہے باطل ٹوٹ چکا ہے، بتحقیق باطل ٹوٹنے ہی کے لیے ہے،، ان کے معبود کس قدر کمزور اور بے جان تھے۔

ہجرت کا نواں سال مسلمانوں کی تاریخ میں سال وفود کہلاتا ہے، کیونکہ اس سال دور دراز اور مختلف مقامات سے وفود اسلام قبول کرنے کے لیے مدینہ آئے۔ صحابہ کرام اور مدینہ کے بڑے بڑے لوگوں نے رسول کریم کے فرمان کے مطابق ان وفود کے ارکان کو اپنے گھروں میں جگہ دی اور عربوں کی روایتی مہمان نوازی سے ان کا خیر مقدم کیا۔ روانگی کے وقت ان وفود کو زادِ راہ اور تحائف پیش کیے جاتے۔ اکثر ان وفود کے ساتھ ایک تحریری معاہدہ کیا جاتا تھا جس کی رو سے قبائل کو مختلف حقوق دیے جاتے تھے۔ نو مسلموں کو اسلام کی تعلیم دینے کے لیے مبلغ بھی ان کے ساتھ کر دئے جاتے تھے۔ یہ مبلغ ان قبائل کی بری عادات کو مٹاتے۔ مختلف علاقوں میں جن مبلغوں کو بھیجا جاتا تھا انہیں رسول کریم عام طور پر یہ ہدایت کرتے تھے کہ لوگوں کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ، سختی سے گریز کرو۔ ان کے حوصلے بڑھاؤ اور انہیں حقارت سے نہ دیکھو۔ تمہیں اہل کتاب میں سے بہت سے ایسے لوگ ملیں گے جو تم سے یہ پوچھیں گے، جنت کی کنجی کیا ہے؟ تم انہیں جواب میں کہنا کہ جنت کی کنجی اللہ کی صداقت کو تسلیم کرنا اور نیک کام کرنا ہے۔"

جب عرب قبائل جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے تو رسول کریمؐ نے محسوس کیا کہ وہ اپنا کام مکمل کر چکے ہیں۔ مقررہ وقت کو آتا دیکھ کر آپ نے مکہ کا آخری حج کرنے کا ارادہ کیا۔ ۲۵/ ذیقعدہ (۲۳/ فروری ۶۳۲ء) کو آپ مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے۔ ۸/ ذی الحجہ (۷/ مارچ ۶۳۲ء) کو آپ مکہ پہنچے۔ حج کے تمام فرائض انجام دینے کے بعد آپ نے جبل عرفات کی چوٹی پر کھڑے ہو کر جو خطبہ دیا، اس کے الفاظ آج بھی مسلمانوں کے دلوں میں روشن ہیں۔

لوگو! میری بات سنو۔ میں نہیں سمجھتا کہ آئندہ کبھی ہم اس طرح کسی مجلس میں یکجا ہو سکیں گے۔ تمہاری زندگیاں اور تمہارے اموال جب تک تم اپنے رب

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

سے نہیں ملتے اسی طرح محترم ہیں جس طرح آج کا دن محترم ہے اور جس طرح یہ مہینہ محترم ہے اور جس طرح یہ شہر محترم ہے، اور بلاشبہ تم اپنے رب سے ملوگے تو وہ تم سے تمہارا اعمال کے بارے میں باز پرسی فرمائے گا دیکھو تمہارے اوپر تمہاری عورتوں کے کچھ حقوق واجب ہیں۔۔ عورتوں سے بہتر سلوک کرو۔۔۔ چنانچہ ان کے بارے میں خدا کا لحاظ رکھو کہ تم نے انہیں خدا کے نام پر حاصل کیا اور اسی کے نام پر وہ تمہارے لیے حلال ہوئیں۔

اپنے غلاموں کا خیال رکھو انہیں وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو، ایسا ہی پہناؤ جیسا تم پہنتے ہو۔ اگر ان سے کوئی غلطی سرزد ہو جسے تم معاف نہیں کرنا چاہتے تو ان سے الگ ہو جاؤ کیونکہ وہ اللہ کے بندے ہیں اور ان سے سختی سے پیش نہیں آنا چاہیے۔

لوگو! میری بات سنو اور اسے سمجھو۔ جانو کہ سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں تم ایک برادری ہو۔ کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے کچھ لے، سوائے اس کے جس پر اس کا بھائی راضی ہو اور خوشی خوشی دے۔ خود پر اور ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرو۔

سنو! جو لوگ یہاں موجود ہیں انہیں چاہیے کہ یہ باتیں ان لوگوں کو بتا دیں جو یہاں نہیں ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی غیر حاضر تم سے زیادہ سمجھنے اور محفوظ رکھنے والا ہو۔

مدینہ واپس آ کر آپؐ عرب صوبوں اور قبیلوں کے نظم و نسق میں مصروف ہو گئے۔ صوبوں اور مختلف قبیلوں کے پاس عمال بھیجے گئے تاکہ وہ لوگوں کو اسلام کے فرائض سے آگاہ کریں عدل و انصاف قائم کریں اور زکوٰۃ وصول کریں۔

رسول کریمؐ کے آخری ایام اطمینان قلب اور ذہنی سکون کے سبب عظیم الشان تھے آپ اپنی وفات سے تین دن پہلے تک نمازوں میں امامت فرماتے رہے حالانکہ آپ بہت نحیف ہو چکے تھے۔ ایک دن آدھی رات کے وقت آپ اس قبرستان میں تشریف لے گئے جہاں صحابہ کرام مدفون تھے۔ آپ نے ان کے حق میں دعا فرمائی اور آنسو بہائے تاکہ اللہ انہیں اپنی آغوش رحمت میں لے۔ ایام علالت میں آپ حضرت

M Awais Sultan
Group Admin
Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

عائشہؓ[1] کے ہاں قیام فرما تھے۔ یہ مکان مسجد کے بالکل قریب تھا، آپ میں جب تک توانائی رہی آپ مسجد میں نماز ادا کرتے رہے۔ جب آپ آخری بار مسجد میں آئے تو آپ کے عم زاد حضرت علی اور فضل بن عباس آپ کو تھامے ہوئے تھے۔

اللہ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد آپ نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر فرمایا "مسلمانو! اگر میں نے تم میں سے کسی کو تکلیف پہنچائی ہو تو میں اس کا جواب دینے کے لیے موجود ہوں۔ اگر میں نے تم میں سے کسی کا کچھ دینا ہے تو میرے پاس جو کچھ ہے وہ سب تمہارا ہے" بعد ازاں آپ نے حاضرین کے لیے اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم کی دعا کی۔ آپ نے ان لوگوں کے لیے بھی دعا کی جو دشمن کے ہاتھوں شہید ہو چکے تھے جو دشمن کے ہاتھوں شہید ہو چکے تھے مسلمانوں کو مذہبی فرائض ادا کرتے رہنے کی ہدایت کی۔ انہیں نیک اور پاکیزہ زندگی بسر کرنے کا کہا اور قرآن کی اس آیت پر تقریر کا خاتمہ کیا، "دوسری زندگی کا ٹھکانا ان لوگوں کو دیا جائے گا جو دنیا کی عزت و جاہ کی تلاش نہیں کرتے اور برائی سے بچتے رہے، کیونکہ نیکوں کا نیک انجام ہے" اس کے بعد نقاہت تیزی سے بڑھتی گئی۔ بروز پیر بوقت دوپہر ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ (۸ جون ۶۳۲ء) کو جب کہ آپ آہستہ آہستہ اللہ کی یاد میں مصروف تھے تو آپ کی روح مبارک کو وصال نصیب ہوا۔ رسول کریمؐ نے دس سال تک اسلام کی دولت مشترکہ کی صدارت کی اس دور میں عربوں کی سیرت میں نمایاں تبدیلی واقع ہو چکی تھی۔ مختلف شہروں اور قبیلوں میں داخلی اور قبائلی جھگڑے چکانے کے لیے جو مبلغ بھیجے گئے تھے اس سے پرانے زمانے کے ذاتی انتقام کا رواج مٹ گیا تھا، تجارت اور کاروبار کے لیے راہیں کھلی گئیں، طرز زندگی اور ملبوسات (خاص کر عورتوں کے) میں خاصی تبدیلی ہوئی، ملحدانہ آزادیوں کو روک دیا گیا، عادات اطوار نے خوش گوار شکل اختیار کر لی، جوا اور شراب نوشی ممنوع قرار دی گئی۔ پہلے گھروں میں کسی قسم کا تخلیہ نہیں ہوتا تھا اب عورتوں کے لیے الگ کمرے مقرر کیے جانے لگے۔

---

[1] حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد رسول کریمؐ نے عرب کے قدیم دستور کے مطابق چند شادیاں کی تھیں کچھ تو اس غرض سے کہ دشمن قبائل کو زیرِ دست کریں اور کچھ اس غرض سے کہ بے آسرا عورتوں کے گذارہ کی صورت نکلے۔ حضرت عائشہؓ آپ کے قدیم رفیق حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی تھیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے رشتہ دوستی کو مزید مستحکم کرنے کی غرض سے اپنی بیٹی کی شادی اپنے ہادی اور رہنما سے کر دی۔

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

تیسرا باب

آنجناب کا قیام مدینہ۔ مدینہ کے مفسدین ۱سنہ تا ۱۰ہجری

(۶۲۲ تا ۶۳۲ سنہ ء)

مدینہ　اہل مدینہ نے آنحضرت سرور کائنات اور آپ کے کل اصحاب کا جنہوں نے ایمان کی خاطر اپنے گھروں کو خیرباد کہہ دیا تھا۔ نہایت جوش و خروش اور گرمجوشی سے استقبال کیا اور شہر کا پرانا نام ہٹا کر اس کی بجائے اس کا نام مدینۃ النبی یا مدینہ رکھا۔ اس وقت سے شہر کا یہی نام چلا آتا ہے۔ ایک مسجد پتھر اور گارے کی بنائی۔ اور سقف کو کھجوروں کے پتوں سے ڈھانپا آنحضرتؐ نے بہ نفس نفیس اس غریبانہ عبادت گاہ بنانے میں مدد کی۔ اور اسی میں آنجناب اپنے سیدھے سادے مذہب کی منادی کرتے۔ لوگوں کو نہ صرف خدا کی بزرگی اور رحم و کرم ہی کی اطلاع دیتے۔ بلکہ زبردست اخلاقی اصولوں پر چلنے کی پُرزور ہدایت کرتے۔ وہ اخوت برادرانہ رکھنے بچوں سے شفقت والفت اور بیواؤں اور یتیموں پر رحم کرنے اور حیوانوں پر مہربانی کرنے کی نصیحت فرماتے۔

اس وقت مدینہ میں دو قبائل آباد تھے۔ جو ایک دوسرے کے ساتھ چھری کٹاری رہتے تھے۔ پیغمبر خدا نے تمام قبائلی امتیازات کو ختم کر دیا۔ اور مدینہ کے سب لوگوں کو ایک نام انصار (مددگار) کے زیر تحت لا کر باہم شیر و شکر کر دیا۔ وہ لوگ جو مکہ سے ہمراہ آئے تھے ان کو مہاجر کا نام دیا گیا۔ ان ایام میں جن کا ہم ذکر کر رہے ہیں۔ عرب کے کسی قریہ میں کوئی قانون یا ضابطہ نہ تھا۔ مختلف جتھے باہم دیگر دست و گریبان رہتے تھے۔ تمام جزیرہ نما بدامنی اور فتنہ و فساد کا آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ آنحضرتؐ نے سب سے پہلے مدینہ میں امن قائم کرنے اور ایوان جمہور کو مضبوط بنیاد پر اُٹھانے کی طرف توجہ کی۔ اس غرض سے آنجناب نے ایک فرمان کی رو سے تمام کشت و خون اور بدامنی کا قلع قمع کیا۔ یہودیوں کو جو مدینہ اور اس کے آس پاس معقول تعداد میں رہتے تھے۔ مساوی حقوق عطا کیے۔ اور اس کے شکرانے میں یہودیوں نے شہر کی حفاظت کے لیے مسلمانوں کی مدد کرنے کا حلف اٹھایا۔

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

M Awais Sultan Group Admin

اب آنجناب صرف ایک واعظ ہی کی حیثیت میں نہ تھے۔ بلکہ لوگوں کے چیف مجسٹریٹ بھی تھے۔ کیونکہ باشندوں نے ہی آنجناب اور اصحاب کبار کو اپنے پاس بلایا۔ اور شہر کی حفاظت آنجناب کے ذمہ کردی تھی پس آنجناب کا فرض ہوگیا۔ کہ فتنہ کو فرد کریں اور سازش کو دبائیں۔

اہلِ مکہ اہلِ مدینہ کے خلاف سخت برافروختہ تھے۔ کہ انہوں نے کیوں آنحضرتؐ اور اصحاب کبار کو جنہیں وہ باغی خیال کرتے تھے۔ پناہ دے رکھی ہے۔ ان کے اور اہلِ مدینہ کے درمیان لڑائی اٹل تھی۔

پہلی لڑائی وادی بدر میں جو مدینہ سے بفاصلہ چند میل ہے۔ ہوئی۔ یہاں مکہ والوں کو شکست فاش ہوئی۔ اور بہت سے قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ ان قیدیوں سے بحالت حراست نہایت عمدہ برتاؤ کیا گیا۔

مدینہ میں دوسرا سال ہجری بخیر وخوبی گذر جاتا۔ اگر اہلِ مکہ وقتاً فوقتاً یورشیں نہ کرتے رہتے تیسرے سال ابوسفیان بن حرب بن امیہ اہل مکہ اور اس کے مددگاروں کی ایک فوج جرار لے کر مدنی علاقہ میں داخل ہوگیا۔ اسلامی فوج جو مدافعت کے لیے روانہ کی گئی۔ تعداد میں بہت کم تھی۔ اُحد پہاڑی کے دامن میں جنگ کا ڈھنگ ڈالا گیا۔ مدینہ والوں کو شکست ہوئی۔ تاہم اہل مکہ کا اس قدر نقصان ہوا کہ وہ شہر پر حملہ کرنے کی جرأت نہ کرسکے۔ اور مکہ کی طرف مراجعت کر گئے۔ وہ یہودی جو مدینہ اور آس پاس کے قلعہ بند قریوں میں رہتے تھے اب تکلیف دینے لگے۔ اپنی پوزیشن کے باعث وہ اس ننھی سی عمارت کے لیے ہمیشہ موجب خطرہ تھے۔ ان میں سے جو شہر میں رہتے مکہ والوں کی جاسوسی کا کام کرتے اور اکثر اپنی حرکات ناشائستہ اور اطوار ناپسندیدہ سے نوبت بکشت وخون پہنچاتے لہٰذا ان یہودی قبائل میں سے دو قبیلے بنی قینقاع اور بنی نضیر جو مضافات میں رہتے تھے ملک سے نکال دیئے گئے۔

پانچویں سال ہجری میں اہل مکہ نے پھر دس ہزار آدمیوں کی مضبوط جمعیت سے مدینہ پر حملہ کیا۔ اس خوفناک میزبان کی پیشوائی کے لیے مسلمان بصد مشکل تین ہزار کی تعداد تک جمع ہوسکے پس رسول اللہؐ کی حسب ہدایت انہوں نے شہر کے غیر محفوظ حصوں کے اردگرد خندق کھودی اور دوسرے حصوں کی حفاظت بنی قریظہ کے اعتبار پر جو یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا۔ اور مدینہ کے پاس بجانب جنوب چند مضبوط قلعوں پر قابض تھا۔ اور عہد نامہ کے رو سے دوست بنا ہوا تھا۔ چھوڑ دی مگر ان یہودیوں نے سب وعدوں کو بالا طاق رکھ کر اہل مکہ کے ساتھ ہو کر مدینہ

Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

پر حملہ کردیا۔ محاصرے نے بڑا طول کھینچا۔ مگر آنحضرت کے حزم احتیاط کے باعث دشمنوں کے تمام حملے بہ نقصان کثیر پسپا کر دیئے گئے آخر کار قضاو قدر کے کارندے یا قدرتی عناصر حملہ آور فوج کے برخلاف حملہ کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ بارش اور آندھی نے ان کے گھوڑے ہلاک کر دیئے آزوقہ تہ ہو گیا۔ اور اہل مکہ جس طرح طوفان بے تمیزی بن کر آئے تھے۔ اسی طرح اس طوفان بادوباران میں اڑ کر غائب غلہ ہو گئے۔

اس تجربہ کے بعد باغی قبیلہ بنی قریظہ کا شہر کے اس قدر نزدیک رہنا خطرناک خیال کیا گیا کیونکہ انکی شرارت اور فتنہ پردازی سے وقت بے وقت مدینہ کی تباہی و بربادی کا اندیشہ دامنگیر ہو گیا تھا پس ان کو وہاں سے چلے جانے کا حکم دیا گیا۔ انکار ہونے پر ان کا محاصرہ کر لیا گیا۔ اور بلا شرط ہتھیار ڈالنے پر مجبور کیئے گئے۔ انہوں نے صرف ایک شرط پیش کی۔ کہ انکی سزا کو شمالی سردار سعدؓ بن معاذ اوسی جن کے وہ آباد کار تھے، کے فیصلہ پر چھوڑ دی جائے۔ یہ شخص ایک بہادر سپاہی تھا وہ حملہ میں زخمی ہو گیا اور دوسرے دن زخموں کی شدت سے دارالبقا کو سدھار گیا تھا۔ اس نے فیصلہ دیا کہ ہتھیار اٹھا کر لڑنے والا تہ تیغ کیا جائے اور عورتیں اور بچے مسلمانوں کے غلام بنائے جائیں اس فیصلہ پر عمل درآمد کیا گیا۔ ہمارے خیالات کے مطابق یہ سزا سخت ہے۔ مگر اس وقت کے قوانین جنگ اسی قسم کی بلکہ اس سے زائد سختی کے مقتضی تھے۔

اہل مکہ کی ہزیمت کے بعد جزیرہ نما میں نیا مذہب سرعت سے پھیلنا شروع ہوا۔ اور قبیلہ کے قبیلہ شرک و کفر سے توبہ کر کے مشرف باسلام ہو گئے۔

ہجرت کے چھٹے سال رسول اللہ صلعم نے راہبوں کو جو کوہ سینا کے پاس رہتے تھے اور تمام عیسائیوں کو ایک سند عطا فرمائی۔ جو رواداری کی ایک بڑی دلیل ہے۔ اس سند کی رو سے رسول خدا صلعم نے نصاریٰ کو بڑی بڑی قیمتی مراعات بخشیں۔ اور مسلمانوں کو انکی توہین یا ہتک کرنے کی سخت ممانعت فرمائی۔ اور خلاف ورزی کرنے والے کے لیے سزا مقرر کی۔ اس فرمان کے ذریعہ رسول خدا صلعم نے اپنی ذات اقدس اور امت کے لوگوں کو عیسائیوں کی حفاظت تمام تکالیف میں انکی رکھوالی۔ گرجوں کی سلامتی اور ان کے پادریوں کو قیام گاہوں کی حفاظت کا ذمہ دار قرار دیا۔ اور قرار کیا کہ ان پر بیجا ٹیکس نہ لگایا جائے کچھ مدت کے بعد اہل مکہ اور ان کے رفیق قبائل نے مسلمانوں کے ایک دوست قبیلہ خزاعہ کو دھوکہ دے کر اس پر حملہ کر دیا اور بہتوں کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ مظلوموں نے انتقام لینے کی غرض سے آنجناب سرور کائنات کی خدمت

اقدس میں عرض کی۔ مکہ میں ظلم و تعدی کا دور دورہ ہو چکا تھا اس عرض کے جواب میں آنجناب دس ہزار مجاہدین کرنے کر بت پرستوں کی گوشمالی کے لیے روانہ ہوئے۔ دو قبائل کی خفیف سی مزاحمت کے سوا کوئی مقابلہ پیش نہ آیا۔ اور مسلمان بغیر لڑائی کے مکہ میں داخل ہو گئے۔ اس طرح فتح و نصرت کو رکاب میں لیے آنحضرت صلعم اس شہر میں داخل ہوئے جس نے آپ سے نہایت وحشیانہ اور ظالمانہ سلوک کیا تھا۔ اب شہر بالکل آپ کے رحم تھا۔ لیکن بوقت فتح آنجناب نے انکی تمام بدکاریاں اور سختیاں فراموش کر دیں۔ ہر ایک خطا سے درگزر کی اور مکہ کے لوگوں کو عام معافی دے دی۔ صرف چار مجرموں کو جن کو انصاف قابل گردن زدنی قرار دیتا تھا۔ آنجناب نے اپنے جانی دشمنوں کے شہر میں بحیثیت فاتح داخل ہونے کے بعد قتل کا حکم دیا فوج آنجناب کے بالکل قدم بقدم چلی اور شہر میں نہایت امن و ضابطہ سے داخل ہوئی۔ نہ کسی گھر کو لوٹا اور نہ کسی عورت کی عصمت بگاڑی اس بیان میں ذرہ بھر مبالغہ نہیں کہ فتح کے وقت کوئی داخلہ کسی مفتوحہ شہر میں ایسا با امن نہیں ہوا لیکن شہر کے بتوں کو بغیر حیل و حجت توڑ پھوڑ دیا۔ بت پرست غم والم کی صورت بنائے اردگرد کھڑے تھے۔ اور ان بتوں کو سرنگوں ہوتا دیکھتے تھے۔ جن کی وہ پرستش کرتے تھے۔ اور اس وقت ان پہ حقیقتِ حال کھلی۔ جب انہوں نے ایک پرانی آواز کو جسے وہ کھیل میں اڑاتے تھے۔ بتوں کو توڑتے ہوئے یہ صدا لگاتے سُنا صداقت آ پہنچی۔ کذب اڑ گیا کذب کی زندگی نقش بر آب ہے[1] آہا! ان کے خدا کیسے لولے اور اپاہج تھے۔

نویں ہجری کو اسلامی تاریخ میں سال وفد کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ چونکہ اس سال مختلف اطراف و جوانب سے بہت سے وفد قبول اسلام کے لیے آنحضرت کی قدمبوسی سے مشرف و مفتخر ہوئے آنجناب کے یار اور مدینہ کے سربرآوردہ اصحاب آنجناب کے فرمان کے مطابق ان سفراء کو اپنے گھروں میں رکھتے اور عرب کی تسلیم شدہ مہمان نوازی کا حق ادا کرتے۔ روانگی کے وقت ان کو زاد راہ کے لیے کچھ نقدی اور حیثیت کے موافق تحائف دیئے جاتے۔ قبیلہ کو آزادی کے تحریری فرمان عطا کیے جاتے۔ اور رخصت ہونے والے مہمانوں کے ہمراہ ایک واعظ نومسلموں کو اسلامی فرائض سکھانے اور ان سے برائیوں کو رفع کرنے کے لیے روانہ کیا جاتا۔ اور ہر ایک واعظ کو جو مختلف صوبجات میں بھیجا جاتا۔ آنجناب مندرجہ ذیل ہدایات فرماتے۔ "لوگوں سے بخندہ پیشانی پیش آؤ۔ ان کو نوش

---

[1] قولہ تعالیٰ قل جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا۔

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

رکھو۔ ان کی تحقیر مت کرو۔ اور بہت سے آدمی تم سے ملیں گے جو اہلِ کتاب ہوں گے۔ وہ تم سے سوال کریں گے کہ کلیدِ عرش کیا ہے؟ ان کو جواب دینا کہ خدا کی بزرگی اور عظمت کی گواہی دینا اور افعالِ حسنہ کلیدِ العرش ہیں۔"

جب عرب کے لوگ انبوہ در انبوہ مذہب کے جھنڈے تلے آ گئے تو آنجناب نے معلوم کیا کہ میرا مشن پورا ہو گیا ہے اور آخری وقت کے آ پہنچنے کے خیال سے مکّہ کا آخری حج کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ آنجناب مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کے ساتھ ۲۵ ذیقعدہ (۲۳ فروری ۶۳۲ء) کو مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ ۸ ذی الحجہ مطابق ۷ مارچ کو مکّہ پہنچ کر اور فرائض حج ادا کر کے آنجناب نے کوہ عرفات کی چوٹی پر کھڑے ہو کر مسلمانوں کو ایسے دل ہلا دینے والے الفاظ میں مخاطب کیا جو ابھی تک مسلمانوں کے دل میں سمائے ہوئے ہیں۔

"اے بندگانِ خدا میری ہدایت کان دھر کر سنو۔ کیونکہ میں نہیں جانتا اس سال کے بعد اگلے سال میں تمہارے درمیان ہوں گا یا نہیں۔ تمہاری جان اور مال اور آبرو جب تک کہ تم خدا کے حضور کھڑے نہیں ہوتے۔ آج کے دن سے ویسی ہی حرام (قابلِ حرمت) ہے جیسا کہ تمہارا یہ دن اور یہ مہینہ اور یہ شہر (مکّہ) قابلِ حرمت ہے۔ اور یاد رکھو تمہیں ایک دن خداوند کے سامنے جانا ہو گا وہ تم سے تمہارے افعال کا محاسبہ لے گا۔ اے لوگو! تمہارے حق تمہاری بیویوں پر اور ان کے حق تم پر ہیں۔ اپنی بیویوں سے نیک سلوک کرو۔ تم نے ان کو خدا کی کفالت پر لیا ہے۔ اور خدا کے حکم سے اپنے عقد میں لائے ہو۔ اور غلاموں کی بابت یاد رکھو کہ ان کو ایسا ہی کھلاؤ جیسا تم خود کھاتے ہو ان کو ویسا ہی کپڑا پہناؤ جیسا خود پہنتے ہو۔ اور اگر وہ کوئی ایسا قصور کریں جسے تم معاف نہیں کر سکتے تو ان کو آزاد کر دو۔ کیونکہ وہ خدا کے بندے ہیں اور بدسلوکی کے لیے نہیں پیدا کئے گئے۔"

"اے لوگو میری ہدایت بگوشِ ہوش سنو اور اس کو سوچو سمجھو۔ یاد رکھو کہ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ تم ایک ہی برادری ہو۔ بھائی کی کوئی چیز بھائی کی نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ وہ اپنی مرضی سے نہ دے۔ ظلم کرنے سے ہمیشہ بچنا۔ وہ جو یہاں حاضر ہے، اس بات کو اس سے کہے جو غائب ہے۔ مبارک ہے وہ جس نے دوسرے سے سُنا اور زیادہ یاد رکھا بہ نسبت اس کے جس نے خود سُنا۔"

مدینہ واپس آنے پر آنجناب نے صوبجات کا انتظام اور قبیلہ وار کمیٹیوں کا بندوبست کیا۔ مختلف صوبجات اور قبائل کی طرف فرائض اسلام سکھانے، مقدمات فیصل کرنے اور زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے افسر بھیجے گئے۔

رحلت فرما ہونے سے تین دن پہلے تک آخری دموں میں آنجناب کے ہوش وحواس کا قائم رہنا خالی از تعجب نہیں۔ اگرچہ آپ نحیف و کمزور ہو گئے تھے۔ مگر نماز بہ نفس نفیس پڑھاتے تھے ایک دن بوقت نیم شب آنجناب اس جگہ تشریف لے گئے جہاں پرانے رفیق خواب استراحت میں پڑے تھے۔ ان کے مزاروں کے پاس آپ روئے اور رفیقان رفتگاں کے حق میں دعا مانگی بیماری کے دوران میں آپ نے مسجد کے نزدیک نماز پڑھی۔ حضرت عائشہؓ کے گھر رہنا پسند کیا اور جب تک بدن مبارک میں طاقت رہی برابر نماز پڑھتے رہے۔

سب سے پچھلی دفعہ جب آپ نے مسجد میں آکر اپنے دیدار تشنگان دیدار کو مشرف فرمایا۔ تو آپ کے چچازاد بھائی حضرت علیؓ اور حضرت فضل ابن عباس سہارا دیئے ہوئے تھے۔ خدا کی حمد وستائش کے بعد جناب نے مجمع کو اس طرح پر مخاطب فرمایا۔ مسلمانو! اگر میں نے تم میں سے کسی کا قصور کیا ہو تو میں بدلہ دینے کو تیار ہوں۔ اگر مجھے کسی کا دینا ہو تو جو کچھ میرے پاس ہے حاضر ہے۔

پھر رسول اللہ صلعم نے نماز پڑھی اور حاضرین اور شہیدوں کے حق میں دعائے خیر کی۔ اور اپنی اُمت کے لوگوں کو ہدایت کی کہ فرائض مذہبی ادا کرتے رہیں۔ اور نیک زندگی بسر کریں اور قرآن شریف کی یہ آیت سُنا کر تقریر کا خاتمہ کیا "دوسری زندگی کا ٹھکانا ان لوگوں کو دیا جائے گا جو دنیا کی عزت وجاہ کی تلاش نہیں کرتے اور برائی سے بچتے رہیں۔ کیونکہ نیکوں کا نیک انجام ہے۔

اس کے بعد کمزوری اور نقاہت بڑھ گئی۔ روز پیر بوقت دوپہر ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ بمطابق ۸ جون ۶۳۲ء کو جب کہ آپ آہستہ آہستہ دُعا مانگ رہے تھے۔ اس جلیل القدر و عالیشان اشرف الانبیاء نبی اعظم کی روح مطہر اس قفس عنصری سے عرش بریں کی طرف پرواز کر گئی۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس دس سالہ زمانہ میں جب کہ آنحضرتؐ جمہور اسلام کی باگ اپنے دست مبارک میں لیے ہے تھے۔ عرب والوں کے عادات وخصائل میں زمین آسمان کا فرق پڑ گیا۔ مختلف قبائل اور امصار میں خانگی و جماعتی تنازعات کا فیصلہ کرنے والے با اختیار ڈیلیگیٹوں کا تقرر ہوا۔ اور قتل وخونریزی اور

لہ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد آنجناب صلعم نے عرب کے پرانے دستور کے مطابق چند اور بیویاں کی ہوئی تھیں۔ کچھ تو اس غرض سے کہ دشمن قبائل کو باہم شیر وشکر کر لیں۔ اور کچھ اس خیال سے کہ لاوارث عورتوں کے گزارہ کی صورت نکل آئے۔ حضرت عائشہؓ آنجناب کے پرانے رفیق دیار غار حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی تھیں حضرت ابوبکرؓ نے رشتہ دوستی کو زیادہ مستحکم اور پائدار کرنے کی غرض سے اپنی بیٹی کی شادی اپنے ہادی اور رہنما سے کر دی۔

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

انتقام کشی کا خاتمہ ہو گیا۔ تجارت و حرفت کی گرم بازاری ہوئی۔ خاص کر جوانوں کی طرز معاشرت اور لباس میں تغیر عظیم پیدا ہو گیا۔ بت پرستی کا نام و نشان نہ رہنے دیا۔ اطوار پسندیدہ ہو گئے۔ قمار بازی اور شراب خوری کی سخت ممانعت ہو گئی۔ اس سے قبل مکانوں میں پردہ نہ ہوتا تھا۔ اس وقت سے مستورات کے لیے الگ کمروں کا بندوبست کرنا ضروری اور لازمی قرار دیا گیا۔

M Awais Sultan
Group Admin
Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

باب ۴

خلافتِ راشدہ

مسلمانوں کے دلوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جو عقیدت پیدا ہو چکی تھی، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کی وفات کا کسی کو یقین نہیں آتا تھا، وہ اس بات کو سمجھ ہی نہیں سکتے تھے کہ جس ہستی نے چند سالوں میں عرب کی ساری ہیئت کو بدل دیا تھا، وہ ہستی آئین فطرت کے تابع ہے جو عام لوگوں پر حکمران ہیں، اگر آپ تاریخی ایام کے ابتدائی دور میں ہوتے، یا آپ کے اپنی ذات گرامی کے بارے میں کہے ہوئے الفاظ دنیا کے بڑے لوگوں کی طرح کسی قدر کم عقلیت پر مبنی ہوتے تو انہیں بھی خدائی درجہ دے دیا جاتا، لوگوں میں جو بے کلی پیدا ہو گئی تھی اسے قابل احترام ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے دھیما کیا۔ بعض لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر غشی کا عالم طاری ہے لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے لوگوں کو یہ یقین دلانا چاہا کہ ان کے ہادی اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔ آپ نے مسلمانوں کے اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا "مسلمانو! اگر آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتے تھے تو سمجھ لو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو چکا ہے اور آپ اگر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ تو سمجھ لو کہ اللہ زندہ ہے، وہ کبھی نہیں مرتا، قرآن کی اس آیت کو کبھی نہ بھولو "محمدؐ تمہاری طرح انسان ہیں جنہیں رسول بنا کر بھیجا گیا ہے، آپ سے پہلے کئی رسول آئے اور وفات پا گئے" اور نہ اس آیت کو بھولو "محمدؐ انہیں بھی ان لوگوں کی طرح دنیا سے رخصت ہونا پڑے گا، جو تم سے پہلے تھے"۔ اب مسلمانوں کے اجتماع سے گریہ و بکا کا شور اٹھا کہ ان کے ہادیؐ اس دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں۔

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کا مسئلہ درپیش تھا، آپ کا جانشین کون ہو؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کئی بار حضرت علی رضؓ کو اپنا جانشین بنائے جانے کا خیال ظاہر کر چکے تھے، لیکن آپؐ نے اپنی جانشینی کا کوئی قطعی اصول نہیں چھوڑا تھا، اس سبب سے انفرادی کوششیں وجود میں آنے لگیں، جو اسلام کے مفاد کے منافی تھیں، اور جنہیں نے آگے چل کر قبائلی جنگوں اور مذہبی

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islamic Books Quran & Madni Ittar House

فرقہ بندیوں کو پیدا کیا۔ اگر حضرت علی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین تسلیم کر لیا جاتا تو وہ تباہ کن عادی پیدا نہ ہوتے، جن کے سبب اسلامی دنیا میں بہت زیادہ خون بہایا گیا۔

عربوں میں قبیلہ کی سرداری موروثی نہیں بلکہ انتخابی ہوتی ہے، عام حق رائے دہی کی انتہائی صورت پر عمل کیا جاتا ہے، سردار کے چنے جانے میں قبیلے کے ہر ممبر کی آواز ہوتی ہے۔ یہ انتخاب متوفی سردار کے خاندان کے زندہ ارکان کی بزرگی کی بنا پر ہوتا ہے۔ یہی پرانی قبائلی رسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی میں عمل لائی گئی۔ کیونکہ حالات کی نزاکت کا یہ تقاضا تھا، کہ اس مسئلہ میں تاخیر نہ کی جائے حضرت ابوبکرؓ اپنی بزرگی اور اپنے اثر کے سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین منتخب کر لیے گئے۔ آپ کی دانائی اور اعتدال پسندی مسلم تھی آپ کے انتخاب کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے افراد نے تسلیم کر لیا۔

جب مسلمانوں کا اجتماع آپ کی بیعت کر چکا تو آپ نے ایک تقریر کرتے ہوئے کہا "مجھے دیکھو، میری طرف دیکھو، جس کے سپرد حکومت کا کام کیا جا چکا ہے، میں تم میں سب سے اچھا نہیں۔ مجھے تم سب کے مشورے اور مدد کی ضرورت ہے، اگر میں اچھا کام کروں تو میری تائید کرو اور اگر میں غلطی کروں تو مجھے مشورہ دو جس شخص کے سپرد حکومت کا کام ہو اس سے سچی بات کہنا عین ایمان ہے اس سے سچی بات چھپانا بغاوت ہے۔ میری نگاہ میں طاقتور اور کمزور برابر ہیں میں دونوں کے بارے میں عدل کروں گا۔ جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہوں، اس وقت تک میری اطاعت کرو۔ اگر میں اللہ اور اس کے رسول کے احکام کو نہیں مانتا تو پھر مجھے تمہاری اطاعت کا کوئی حق نہیں۔"

جونہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی اطلاع عرب کے دور دراز علاقوں میں پہنچی تو بغاوتوں کی آگ پھر سے بھڑک اٹھی، مسلمانوں کو اس صورت حالات سے بڑی تشویش ہوئی۔ بعض قبیلے جنہوں نے بت پرستی کو حال ہی میں ترک کیا تھا، پھر سے بری عادتوں میں گرفتار ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں لوگ نبوت کے جھوٹے دعوے کر چکے تھے، اب ان لوگوں نے مسلمانوں کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی مدت میں اسلام تقریباً مدینہ کی حدود میں سمٹ کر رہ گیا، ایک مرتبہ پھر ایک شہر کو سارے جزیرہ نما کی فوجوں سے لڑنا تھا۔

ان قبیلوں کی یورش کے دو سبب تھے، اولاً یہ کہ اسلام نے اخلاق کے سخت قوانین وضع

M Awais Sultan
Group Admin

کر دیئے تھے ثانیاً یہ قبائل زکوٰۃ (غریبوں کی امداد کے لیے ٹیکس) سے منکر ہو چکے تھے۔ مسلمان اگرچہ چاروں طرف سے گھرے ہوئے تھے، لیکن ان کے حوصلے بلند تھے ایمان اور جوش سے انہیں پھر کامیابی ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکفین کے بعد سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نظم و نسق کی طرف توجہ دی اور باغیوں سے مقابلہ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال سے تھوڑی مدت پہلے شام پر فوج کشی کے احکام جاری کیے تھے، تاکہ مسلمان ایلچی کے قتل کا انتقام لیا جائے، اس مقصد کے لیے مدینہ کے قرب و جوار میں فوجیں جمع ہونا شروع ہو گئی تھیں، اب یہ مہم دوگونہ ضروری بن چکی تھی، کیونکہ جنگ موتہ میں مسلمانوں کی شکست کے بعد شمالی عرب کے قبائل بغاوت پر اتر آئے تھے، موتہ میں حضرت زید رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے، اپنے آقا و مولا کی آخری خواہش پر عمل کرنے اور شمالی سرحد پر امن قائم کرنے کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو خود اعداء میں گھرے ہوئے تھے، شام پر چڑھائی کرنے کا حکم دیدیا، جب مسلمانوں کی فوج رخصت ہو رہی تھی۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے فوج کے کمانڈر اسامہ بن زید سے خطاب کرتے ہوئے کہا: "دیکھو! تم اپنے آپ کو ناقابل اعتبار ہونے سے بچانا، کسی حالت میں بھی سچائی کو ہاتھ سے نہ دینا، کسی شخص کے ہاتھ پاؤں نہ کاٹنا بچوں اور بوڑھوں پر تلوار نہ اٹھانا، کھجور کے درختوں کو نقصان نہ پہنچانا، نہ انہیں آگ لگانا، کسی ایسے درخت کو نہ کاٹنا جو انسان یا حیوان کے لیے خوراک مہیا کرتا ہے، اپنی ضرورت کے علاوہ گلوں اور ریوڑوں اور اونٹوں کو نہ مارنا، تم وہ گوشت کھا لینا۔ جو اس علاقے کے لوگ اپنے برتنوں میں لے کر آئیں لیکن اللہ کا نام لے کر اور اگر سر منڈے راہب تمہاری اطاعت کر لیں، تو انہیں تکلیف دیئے بغیر چھوڑ دو، اب اللہ کا نام لے کر آگے بڑھو اور وہ تمہیں تلوار اور وبا ہی بچائے بچائے!

جب اسامہ شمال میں تھے تو مدینہ پر باغیوں نے حملہ کیا لیکن انہیں شکست ہوئی، حضرت اسامہ نے شامیوں کے مقابلہ میں فتح حاصل کی اور بہت جلد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی مدد کے لیے مدینہ پہنچ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اسی اثنا میں پوری تیاری کر لی تھی۔ باغی قبائل کی سرکوبی کے بارے میں سب سے اہم کام خالد بن ولید کے سپرد کیا گیا، خالد بن ولید ایک جوشیلے سپاہی اور کامیاب جرنیل تھے بعض قبائل نے لڑائی کئے بغیر اطاعت قبول کر لی جو ہتھیار ڈالنے پر تیار نہیں تھے، ان سے شدید لڑائیاں لڑی گئیں، ان لڑائیوں میں فریقین کا بہت زیادہ نقصان

Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

ہوا، جنگ یمامہ میں بنو حنیفہ کے بڑے قبیلے کو شکست ہوئی اور ان کا سردار مسیلمہ کذاب اس لڑائی میں مارا گیا، اس لڑائی کے بعد باغی آہستہ آہستہ جھکنے لگے، انہیں دوبارہ اسلام میں داخل کیا گیا۔

عرب کے شمال مشرق میں بغاوت فرو کرنے کے ضمن میں مسلمانوں کا تصادم بعض ایسے عرب قبیلوں سے ہوا جو حیرہ کے ماتحت تھے، حیرہ کی حکومت نیم عرب حکومت تھی جو ایران کے زیر اقتدار قائم تھی، نقشہ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہو سکے گا کہ اس تصادم کا آغاز کس طرح ہوا جس نے بعد میں کشمکش سلطنت کی صورت اختیار کر لی، عرب کا شمال مشرقی کنارہ جو کلدہ کی سرحدوں تک پھیلا ہوا ہے، اس زمانہ میں ایرانیوں کے قبضہ میں تھا، فرات کی زیریں شاخ کے جنوب میں ایک بے آب وگیاہ علاقہ ہے یہ علاقہ نفوذ عرب کے اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے، جو بحر مردار تک پھیلا ہوا ہے، اس کے شمال میں حاران کی سطوح مرتفع اور قدیم قدمور کا علاقہ پھیلا ہوا تھا، اس وسیع علاقے پر آج کی طرح اس زمانہ میں بھی بدوی قبائل گھومتے پھرتے تھے، آج ان بدوی قبائل کے نام بدل چکے ہیں، لیکن ان کے عادات واطلاق وہی ہیں، ان قبائل کی زیادہ تعداد عیسائی تھی، شام کی جانب کے قبائل، بنو غسان کی طرح بازنطینیوں کے ماتحت تھے، مشرق کی جانب کے قبائل، بنو تغلب کی طرح ایران کے زیر اقتدار تھے ان قبائل کا خونی رشتہ ہمسایہ عرب قبائل کے ساتھ قائم تھا، عرب قبائل کے ساتھ ان کے دوستانہ تعلقات تھے، فرات کے ڈیلٹا میں عرب آباد ہو چکے تھے، یہ عرب اپنے دور کے رشتہ داروں کی بدوی زندگی ترک کر کے کھیتی باڑی میں مصروف ہو چکے تھے، ان حالات کے پیش نظر یہ ایک طبعی بات تھی کہ جب خلیج فارس کے مشرق کے کناروں پر مسلمانوں اور باغیوں میں تصادم ہوتا، تو اس کا اثر ان ہمسایہ قبائل پر بھی پڑتا، جو ایران کی رعایا تھے، شمال کی طرف سے جو چھاپے پڑتے تھے وہ بہت جلد اس قسم کی انتقامی صورت اختیار کر لیتے تھے، جیسی کہ آج کل ہندوستان میں انگریزوں اور وسطی ایشیا میں روسیوں کے اقدام نے اختیار کر رکھی ہے، دجلہ اور فرات کے دو دریاؤں سے سیراب ہونے والی زمین پرانے وقتوں سے سلطنت قائم کرنے والوں کا نشانہ بنی رہی ہے آرمینیہ کے پہاڑوں سے نکل کر ایک طرف سے دجلہ اور طرس کے پہاڑوں سے نکل کر دوسری طرف دجلہ خلیج فارس کی طرف بہتے ہیں، خلیج میں گرنے سے پہلے دونوں دریا چند سو میل دور آپس میں مل جاتے ہیں، اس مقام پر وہ اپنا نام بھی کھو دیتے ہیں، وہ اب شط العرب کا نام پاتے ہیں، اس علاقہ کا بالائی حصہ پرانے زمانہ میں میسوپوٹیمیا کہلاتا تھا، زیریں حصہ جو سیلابی ہے، بابل اور

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

کلدہ کہلاتا تھا، عرب اس حصے کو عراق عرب کہتے تھے ان مشہور دریاؤں کے کناروں پر بڑے بڑے شہر آباد ہو چکے ہیں، قدیم نینوہ (موجودہ موصل کے قریب) جو اشوری بادشاہوں کی راجدھانی تھی، دجلہ کے کنارے پر آباد تھیں، ایرانی حکمرانوں کا مدائن، اور منہ وسطیٰ کے خلیفوں کا بغداد جو اب ترکی گورنروں کا صدر مقام ہے، دجلہ ہی کے کنارے پر آباد ہوئے، فرات کے کناروں پر قدیم بابل، حیرہ، کوفہ (جسے عربوں نے آباد کیا، سرکیسیہ (قدیم سرکیسوم) اور مرتہ آباد تھے دجلہ کے پیچھے زاگروس کے پہاڑوں کے مشرق میں وہ ملک واقع ہے جسے عرب عراق عجم کہتے تھے اور جسے ایران کی مرکزیت حاصل تھی، جزیرہ نمائے عرب سے بغاوت کے تمام آثار مٹانے کے بعد خالد بن ولید اور مثنیٰ نے ان چھاپوں کے انسداد کا کام اپنے ہاتھ میں لیا جو حیرہ کی طرف سے کئے جاتے تھے، کلدہ کے ایرانی گورنر نے سرحد پر عربوں سے لڑائی کی لیکن شدید نقصان اٹھانے کے بعد شکست کھائی، معمولی مزاحمت کے بعد حیرہ نے مسلمانوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔

حیرہ پر مسلمانوں کے قابض ہوتے ہی ایرانی حکومت چونک اٹھی، اسے وقت کی نزاکت کا پورا پورا احساس تھا۔ ایک توانا اور ابھرتی ہوئی قوت جس کا قومی جذبہ مذہبی جوش کی صورت اختیار کر چکا تھا، اب اس کے دروازوں پر قابض ہو چکی تھی، اگر ایرانی کم فہم نہ ہوتے تو وہ اپنے اندرونی مورچوں کو مضبوط اور مستحکم کرتے اور اپنی اس سلطنت کی دوبارہ تنظیم کرتے جو گھریلو جھگڑوں کا شکار ہو رہی تھی، ہو سکتا تھا کہ ایرانیوں اور عربوں میں کوئی سمجھوتہ ہو جاتا۔ اس وقت بھی ایرانی سلطنت مضبوط اور دولت مند تھی، اس میں موجودہ ایران، باختر اور وسطی ایشیا کے چھوٹے چھوٹے قبائلی علاقے شامل تھے اس سلطنت کی سرحد بھی تاتار اور ہندوستان تک پھیلی ہوئی تھیں، عراق اور میسو پوٹیمیا بھی اس میں شامل تھے، کلدہ سے عربوں کو نکالنے کے لیے ایک بہت بڑی فوج بھیجی گئی۔

تقریباً اسی وقت حضرت ابوبکرؓ نے خالد بن ولید کو ان کی آدھی فوج سمیت بہت جلد شام جانے کے لیے کہا۔ اب دوسرا جرنیل مثنیٰ چھوٹی سی فوج کے ساتھ ایرانیوں کی بڑی فوج کا مقابلہ کرنے کے لیے باقی رہ گیا تھا، مثنیٰ نے اپنے ہراول دستوں کی پیش قدمی روکنے کے بعد بڑی تیزی سے مدینہ کی راہ لی، تاکہ مزید کمک بھیجنے کے لیے کہے، لیکن اس وقت حضرت ابوبکرؓ کا انتقال ہو چکا تھا۔

حضرت ابوبکرؓ نے صرف دو سال چھ مہینے حکومت کرنے کے بعد ۲۲/ جمادی الثانی ۱۳ہجری

کر اس دنیا سے چل بسے، آپ کے متعلق کہا گیا ہے کہ آپ بہت زیادہ خوب صورت تھے آپ کا چہرہ دبلا اور بدن بھرا تھا، عمر کے تقاضا سے آپ کی کمر خمیدہ ہو گئی تھی۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے قریش پر آپ کو بہت زیادہ اقتدار حاصل تھا، آپ قریش کے بڑے بڑے تاجروں میں سے ایک تھے آپ اپنی دولت اور سرداری کے سبب مکہ میں بہت ممتاز تھے، اپنے ہادیؐ کی طرح آپ اپنی عادت میں بہت سادہ تھے، آپ نرم دل مگر مستقل مزاج تھے، آپ نے اپنی تمام قوتوں کو نئی پیدا شدہ مملکت کے نظم و نسق اور لوگوں کی بھلائی پر صرف کیا، آپ رات کے وقت کنگالوں اور بیکسوں کی امداد کے لیے مدینہ کے گلی کوچوں میں گھومتے اپنے انتخاب کے بعد تھوڑی مدت تک آپ اپنی ذاتی آمدنی سے اپنے اخراجات کی کفالت کرتے رہے خلافت کے فرائض کے لیے زیادہ وقت نہیں نکال سکتے تو آپ نے بیت المال سے چھ ہزار درہم سالانہ اپنے منظور کر لیے، زندگی کے آخری لمحات میں آپ کو بیت المال سے روپیہ لینے کا اتنا رنج ہوا کہ آپ نے اپنی جائداد کے ایک حصہ کو فروخت کرنے کا حکم دیا تا کہ اس سے اتنی رقم بیت المال میں داخل کرائی جائے جتنی آپ وہاں سے لے چکے تھے۔

یہ تھی سادگی اور دیانت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی ماننے والوں کی!

اپنی وفات سے پیشتر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو اپنا جانشین نامزد کیا، آپ کی جانشینی کو مسلمانوں نے تسلیم کر لیا تھا،

حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے خلیفہ نامزد کئے جانے سے اسلام کو بہت زیادہ فروغ حاصل ہوا آپ اخلاقیات کے سخت پابند تھے آپ بھی عدل و انصاف کے حامی، توانا اور بلند سیرت کے مالک تھے، عرب کے اندرونی نظم و نسق کی نئی تنظیم کے بعد آپ کا سب سے پہلا کام یہ تھا کہ آپ نے مثنیٰ کو کمک بھیجی، یہ کمان ابو عبیدہؓ کے ہاتھ میں تھی، جنہوں نے میدانِ جنگ میں پہنچ کر سارے محاذ کی کمان سنبھال لی مثنیٰ کے مشوروں پر عمل نہ کرتے ہوئے ابو عبیدہ نے ایرانیوں سے ایک ایسے مقام پر لڑائی شروع کر دی، جہاں عرب فوج کے لیے مقابلہ کرنے کا کوئی امکان نہ تھا، عربوں کو شدید شکست ہوئی، ابو عبیدہ بھی لڑائی میں شہید ہوئے ایرانیوں نے اس فتح سے پھر بھی کوئی فائدہ نہ اٹھایا اور آخر کار مثنیٰ کی عسکری قابلیت نے ایرانیوں کو شکست دی، یہ لڑائی فرات کی مغربی شاخ بر بواب کے مقام پر لڑی گئی تھی، مثنیٰ پھر سارے علاقہ کو فتح کر کے حیرہ میں داخل ہوا۔

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

اسی اثنا میں ایران کے تخت پر ایک نیا بادشاہ بیٹھ چکا تھا، نوجوان پرجوش اور من چلا یزد جرد عربوں کو نہ صرف حیرہ سے نکالنے پر تلا ہوا تھا۔ بلکہ وہ ان کے ملک کو بھی فتح کرنے کے منصوبے باندھ چکا تھا، اس مقصد کے لیے اس نے ایک لاکھ سپاہی جمع کئے مسلم جرنیل کلدہ خالی کرنے کے بعد صحرائی سرحد پر رک کر مدینہ سے آنے والی کمک کا انتظار کرنے لگا۔

جب مسلمان ایرانی حملے کا انتظار کر رہے تھے تو ان کا نامور جرنیل کلدمی بخار میں مبتلا ہو کر اس دنیا سے رخصت ہو گیا، سعد بن وقاص مدینہ سے کمک لے کر پہنچ گئے اب آپ نے سارے محاذ کی کمان اپنے ہاتھ میں لی مسلمان فوج کی تعداد اب تیس ہزار تھی دونوں فوجوں میں شدید لڑائی ہوئی، یہ لڑائی تین دن تک ہوتی رہی، دونوں طرف سے حیرت انگیز بہادری کے مظاہرے ہوئے، تیسرے دن ایرانی فوج منتشر ہوئی، ایرانی فوج کا بہت زیادہ نقصان ہوا ان کا جرنیل مارا گیا، ایرانی فوج شمال کی طرف بھاگ نکلی، قادسیہ کی جنگ نے کلدہ اور میسوپوٹیمیا کی تقدیر کا فیصلہ کر دیا۔ کلدہ پر عربوں کا قبضہ ہو گیا، حیرہ کے ان لوگوں کو جنہوں نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی تھی، زیادہ ٹیکس ادا کرنے کی سزا دی گئی۔

جب حیرہ کے آس پاس کے شہروں اور دیہات نے اطاعت قبول کر لی تو سعد بن وقاص نے بابل کا رخ کیا۔ بابل میں منتشر شدہ ایرانی فوج فیروزان، ہرمزان اور سیران کے ماتحت پھر سے جمع ہو چکی تھی۔ اس فوج کو عربوں نے پھر شکست دی، ایرانی فوج پھر منتشر ہو گئی، میران ایران کی راجدھانی مدائن کی طرف بھاگ نکلا، ہرمزان اپنی حکومت کے صدر مقام اہواز چلا گیا، فیروزان نے نہاوند کی راہ لی، جہاں شاہ ایران کے خزائن تھے، کلدہ پر اس وقت مستقل قبضہ نا ممکن تھا۔

جب تک کہ مدائن میں میران اپنی بڑی فوج سمیت ڈیرے ڈالے پڑا تھا، سعد بن وقاص ایرانی راجدھانی کی طرف کوچ کرنے پر مجبور تھے منصور کے بغداد کی طرح مدائن بھی دجلہ کے دونوں کناروں پر آباد تھا۔ اس شہر کا مغربی حصہ سیٹسیا کہلاتا تھا، اس شہر کو سکندر کے مشہور جرنیل سلوکس کے وارثوں نے آباد کیا تھا، اس شہر کا مشرقی حصہ تیفون کہلاتا تھا، جسے ایرانی بادشاہوں نے بسایا تھا دونوں شہروں کو ملا کر مدائن کہا جاتا تھا مدائن میں بادشاہ اور امیروں کے بڑے بڑے محل تھے۔ ان محلوں کو جب عربوں نے پہلی مرتبہ دیکھا ہو گا، تو وہ ان سے بہت متاثر ہوئے ہوں گے عربوں نے تھوڑی مدت مدائن کا محاصرہ کیا۔ مدائن نے اپنے دروازے کھول دیئے اس شہر کی تسخیر کے بعد دجلہ کے مغرب میں واقع سارے علاقے پر عربوں کا قبضہ ہو گیا، ایرانی

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

شہنشاہوں کے محل میں عرب فوج نے نماز شکرانہ (صلوٰۃ المظفر) ادا کی۔

عراق کے فوجی اور سول حاکم سعد نے مدائن میں اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا۔ عراق میں میسو پوٹیمیا بھی شامل تھا۔ سعد بن وقاص نے شاہی محل میں اپنا ٹھکانا بنایا۔ اسی محل میں دفاتر قائم کیے گئے۔ محل کے ہال میں جمعہ کی نماز ادا کی جاتی تھی، مدائن کو اپنا صدر مقام بنا کر سعد بن وقاص نے صوبے کا نظم و نسق کیا۔ لیکن بہت جلد مسلمان ایک اور لڑائی لڑنے پر مجبور ہو گئے پہاڑوں کے مغرب میں شاہ ایران حلوان میں مقیم تھا، اس نے اب ایک بڑی فوج کو مدائن فتح کرنے کے لیے بھیجا، مدائن سے تقریباً پچاس میل شمال مشرق میں جلولہ کے مقام پر دونوں فوجوں میں لڑائی ہوئی، ایرانی فوج نے شدید نقصان اٹھانے کے بعد شکست کھائی، حلوان پر عربوں نے قبضہ کر کے وہاں اپنا ایک دستہ تعینات کر دیا جب جلولہ اور مدائن سے مال غنیمت مدینہ پہنچا تو اسے دیکھ دیکھ کر خلیفہ رو رہے تھے۔ جب رونے کا سبب پوچھا گیا، تو آپ نے کہا کہ آپ اس مال غنیمت میں اپنی قوم کی آیندہ تباہی دیکھ رہے تھے آپ کا خیال ٹھیک تھا۔ کیونکہ عربوں کی فتوحات نے آخر کار انہیں کفایت شعاری، سادگی اور ایثار کی خصوصیات سے محروم کر دیا۔ یہی وہ خصوصیات تھیں، جو ان کی فتوحات کا سبب بنی ہوئی تھیں۔

حلوان کی فتح کے بعد شاہ ایران کے ساتھ ایک معاہدہ ہو گیا۔ جس کے مطابق ایرانی اور اسلامی دونوں حکومتوں کی سرحدیں مقرر ہوئیں، خلیفہ نے احکام جاری کیے کہ مسلمانوں کو اس سرحد کے پار نہیں جانا چاہیے، خلیج فارس کے سرے پر واقع علاقہ مشرقی سلسلہ کوہ تک اس سے پیشتر بھی عربوں کے قبضہ میں آ چکا تھا، ابولہ کی بندرگاہ پر بھی مسلمانوں کا قبضہ ہو چکا تھا حضرت عمر رضؓ کے ایک عادل اور منصف حکمران ہونے اور ان کی مجلس مشاورت کے دانش مند ہونے کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ مسلمانوں نے اپنی تمام قوتیں اس نئے مفتوحہ صوبے کی فلاح و بہبود پر صرف کر دیں، اس صوبے کی ترقی کے لیے اس کے تمام ذرائع اس پر صرف کر دیئے گئے۔ حضرت علی رضؓ کے مشورہ کے مطابق اس صوبے کی مالگذاری سے متعلق پیمائش کرائی گئی، مالگذاری کی نئے سرے سے تشخیص کی گئی۔ کسانوں پر ٹیکس کا بوجھ ہلکا کیا گیا، انہیں ان کی زمینوں پر قابض کرا کر ان کی پوزیشن کو مستحکم کیا گیا، شاہ ایران نے بڑے بڑے جاگیرداروں پر جو ٹیکس لگا رکھے تھے، ان پر نظر ثانی کی گئی۔ آبپاشی کے لیے نہروں کا جال بچھایا گیا، ایک فرمان کے ذریعہ ضرورت پڑنے پر کاشتکار حکومت سے پیشگی رقم لے سکتے تھے۔ زمین

کی فروخت حکماً بند کر دی گئی تاکہ مقامی کسانوں کے حقوق محفوظ رہ سکیں، ایرانی حکمرانوں کی شاہی جاگیریں جنگلی شکارگاہیں، بھاگے ہوئے شہزادوں کے مقبوضات اور ان آتشکدوں کی جائدادیں جن کے پجاری ہی بھاگ گئے تھے، سب کی سب ریاست کی ملکیت میں داخل کر لی گئیں۔ اس ملکیت کے نظم و نسق کے لیے بہت ناظم مقرر کئے جاتے تھے، فوج نے اس علاقے اور کلدہ کے مال غنیمت کی تقسیم کے لیے احتجاج کیا، لیکن حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت ابن عباسؓ کے مشورہ کے مطابق فوج کے اس مطالبے کو مسترد کر دیا، ریاست کی اس ملکیت سے جو آمدنی ہوتی تھی، اس میں سے اخراجات وضع کرنے کے بعد باقی رقم کو عرب آباد کاروں میں بانٹ دیا جاتا تھا۔

لیکن نہ حضرت عمرؓ کا حسن سلوک اور نہ ان کے جرنیلوں کا معتدل رویہ ایرانیوں کے ساتھ ایک تازہ تصادم کو روک سکا، یزدجرد اپنی راجدھانی اور اپنے دو بہترین صوبوں کے چھن جانے سے آگ بگولا ہو گیا، اس کے گورنر قابو سے باہر تھے، اس کی فوج عربوں سے ایک مرتبہ پھر لڑنے کے لیے شور مچا رہی تھی اھواز کے گورنر ہرمزان نے عربوں کی بستیوں پر کئی بار حملے کئے تھے، اسے ہر بار بھگا دیا گیا تھا، وہ ہر بار صلح کی درخواست کرتا، لیکن اولین موقعہ پر وہ معاہدہ توڑ دیتا۔

اسی زمانے میں عراق میں دو نئے شہر آباد کئے گئے تھے، شط العرب کے کنارے پر بصرہ نے ابولہ کی جگہ لے لی، بصرہ عراق کی بندرگاہ بن گیا، بصرہ میں شمال عرب کے قبائل آباد تھے جیرا سے تین میل جنوب میں فرات کے مغربی کنارے پر کوفہ میں یمنی نسل کے عرب آباد تھے مدائن کی آب و ہوا چونکہ صحت کے لیے ضرر رساں تھی، اس لیے کوفہ نے مدائن کی جگہ لے لی، دونوں شہروں کو نقشہ کے مطابق بسایا گیا دونوں شہر ایک مربع کی صورت میں تھے، جن کے وسط میں مسجد اور گورنر کی رہائش تھی، گلیاں سیدھی اور کشادہ تھیں، بازار کشادہ تھے اور پبلک باغات کی تعداد بہت زیادہ تھی۔

ایرانی حملوں کے تواتر سے تنگ آکر اور ایرانی بادشاہ کے نئے حملے کے اندیشوں کے پیش نظر میسوپوٹیمیا کے عربوں نے خلیفہ کی خدمت میں ایک وفد بھیجا تاکہ خلیفہ سے ایرانیوں کے قلع قمع کی اجازت مل جائے، حضرت عمرؓ نے وفد سے دریافت کیا کہ کیوں ایرانی فوجیں بار بار حملے کرتی رہتی ہیں، کیا اس کی وجہ یہ تو نہیں کہ مسلمان ذمیوں (غیر مسلم

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

رعایا) سے بُرا سلوک کرتے ہیں اور وہ بار بار اپنے معاہدے توڑ کر ہمارے خلاف بغاوت کرتے ہیں" وفد کے ارکان نے جواب دیا۔ کہ ان حملوں کا سبب ذمیوں سے کسی قسم کی بدسلوکی نہیں کیونکہ ہم ان کے ساتھ دیانت اور انصاف کا سلوک کرتے ہیں، اس پر خلیفہ نے کہا "ایسا کیوں کر ہوسکتا ہے؟ کیا ایرانیوں میں ایک شخص بھی دیانت دار نہیں"؟ جواب میں وفد کے لیڈر نے کہا" امیرالمومنین آپ نے ہمیں مزید فتوحات سے روک دیا ہے۔ لیکن ایرانیوں کا بادشاہ ان میں رہ کر انہیں مشتعل کرتا رہتا ہے، دو حکمران ایک ساتھ نہیں رہ سکتے، ایک کا دوسرے کو باہر نکال دینا ضروری ہے۔ ہم نے ان کے ساتھ بُرا برتاؤ نہیں کیا، لیکن ان کے بادشاہ نے انہیں اکسایا ہے کہ وہ ہمارے خلاف بغاوت کریں، حالانکہ وہ ہماری اطاعت قبول کر چکے ہیں، بغاوت کا یہ سلسلہ یونہی رہے گا، جب تک کہ آپ ہماری اس رکاوٹ کو دور نہیں کرتے جس کی وجہ سے ہم ان کے ملک کے اندر داخل نہیں ہو سکتے، ہم صرف ہی صورت میں ان کے بادشاہ کو باہر نکال سکتے ہیں، صرف اسی ایک صورت میں ان کی امیدوں پر پانی پھیرا جاسکتا ہے۔"

وفد کے لیڈر کے ان خیالات کی تائید ہرمزان نے بھی کی تھی، ہرمزان جنگی قیدی کی حیثیت میں مدینہ میں لایا گیا، جہاں پہنچ کر اس نے اسلام قبول کر لیا تھا، اب یہ بات حضرت عمرؓ پر واضح ہوگئی کہ مشرق کی طرف فتوحات پر جو پابندی لگا رکھی تھی، اسے ہٹا دینا چاہیئے، ذاتی حفاظت کے لیے اس کے سوا اور کوئی چارہ باقی نہیں تھا کہ ایرانی بادشاہت کو تباہ کر دیا جائے، اور ایرانی بادشاہ کی ساری مملکت پر قبضہ کر لیا جائے۔

ایرانیوں نے اپنے بادشاہ کی آواز پر لبیک کہی وہ صحرا نشینوں کے ساتھ آخری مقابلہ کرنے کے لیے پوری طرح سے تیار ہوگئے، وہ ان عربوں سے ایک فیصلہ کن جنگ کرنے پر آمادہ ہوگئے، جنہوں نے ان کے بادشاہ کو اس کی راجدھانی سے نکال دیا تھا اور جنہوں نے اس کے بہترین صوبوں پر قبضہ کر لیا تھا، اس آخری لڑائی کے لیے یزدجرد نے جو فوج جمع کی وہ تعداد کے لحاظ سے پہلی تمام افواج سے زیادہ تھی، ایرانیوں کی جنگی تیاریوں سے مدینہ میں جوش و خروش پیدا ہوگیا اور خلیفہ نے سرحد کی طرف بڑی تیزی کے ساتھ کمک بھیج دی نعمان کو جو جنوب میں ایرانی حملہ آوروں کی روک تھام کر رہا تھا عرب فوجوں کا سپہ سالار مقرر کیا گیا البرز کے دامن میں نہاوند میں جو لڑائی ہوئی اس نے ایشیا کی تقدیر کا فیصلہ کر دیا، یہ معرکہ فتح الفتوح کہلاتا ہے، عربوں اور ایرانیوں میں ایک اور چار کا عددی تناسب تھا، ایرانیوں

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

نے شدید نقصان اٹھا کر شکست کھائی، ان کا بادشاہ ایک جگہ سے دوسری جگہ بھاگا پھرا، یہاں تک کہ دارا کی طرح اسے بھی اس کے اپنے ساتھی نے ترکستان کی دور دراز سرحد کے کسی گاؤں میں قتل کر دیا، ایران مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا میسوپوٹیمیا کی طرح ایران میں بھی خلیفہ نے کسانوں کی زمینوں کو ان کی حفاظت میں دیدیا، کسانوں کو جاگیرداروں کے مظالم سے نجات دلائی گئی ان کے لیے مالیہ کی شرح پر نظر ثانی کی گئی، مالیہ کو جائز اصولوں پر مقرر کیا گیا، شکستہ بند مرمت کرائے گئے جاگیرداروں (دہقانوں) کی زمینوں پر ان کا قبضہ بحال رکھا گیا، یہ قبضہ ایک مقررہ ٹیکس کے مطابق تھا، ہر شخص کو ذوق اور ضمیر کی آزادی تھی، مسلمانوں کو احکام کے ذریعہ لوگوں کے دین میں مداخلت کرنے سے روک دیا گیا، جو لوگ اپنے پرانے دین پر قائم رہے، وہ ذمی کہلائے تبدیلی دین کے لیے صرف ایک رغبت تھی، اگر اسے رغبت کہا جا سکتا ہے، مسلمانوں کے لیے لازم تھا کہ انہیں کسی وقت بھی فوجی خدمت کے لیے بلایا جا سکتا تھا، اور ان سے سٹیٹ عشر (دسواں حصہ) وصول کرتی، ذمی چونکہ فوجی خدمات سے مبرا تھے، اس لیے ان سے نسبتاً زیادہ ٹیکس وصول کیا جاتا تھا، لوگوں کی اکثریت نے بغیر ان طریقوں کے جنہیں آج کل کی بعض قومیں تبدیلی دین کے لیے استعمال کر رہی ہیں اسلام قبول کر لیا، ان نومسلموں اور عرب آبادکاروں میں باہمی رشتہ ازدواج قائم ہو گیا، ایرانیوں کی بہت سی تعداد کو عربوں کی قبائلی اخوت میں موالی کا نام دے کر شامل کر لیا گیا، ان لوگوں میں سے جنہوں نے خدمات جلیلہ سر انجام دیں، انہیں سٹیٹ رجسٹروں میں وظیفہ حاصل کرنے والوں کی فہرست میں درج کیا گیا، ایک مدت سے، جیسا کہ سکندر مقدونی کے زمانہ میں بھی تھا، پروہت تکلیف اور خطرے کا سرچشمہ بنے ہوئے تھے، یہ پروہت پرانے دین پر قائم رہنے والے لوگوں کو عام طور پر بغاوت کرنے پر اکساتے رہتے تھے، ان بغاوتوں کے سر نکالنے اور کچلے جانے کے دوران میں دونوں طرف سے زیادتیاں ہو جاتی تھیں عباسی خلیفوں کی دانشمندی اور مصالحانہ روش اور اسلام کی عمومی نشر و اشاعت نے اس سیاسی بے چینی کو ایک وقت پر ختم کر دیا۔

حضرت ابوبکرؓ کے خلیفہ ہوتے ہی عربوں کو رومیوں سے لڑنا پڑا، اس زمانے میں میسوپوٹیمیا اور کلدہ کے مغرب کا سارا علاقہ مشرقی رومی سلطنت کا مقبوضہ تھا، عراق کی طرح فلسطین اور شام عرب نسل کے لوگوں سے آباد تھے، صحرائے شام میں بھی عرب گھومتے رہتے تھے، ان علاقوں کے باشندے اسلامی دولت مشترکہ کے آئینی حلقہ اثر میں آ گئے اسامہ کی تعزیری مہم

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

نے شام کے عربوں کو مشتعل کر دیا تھا، جس کا نتیجہ قدرتی طور پر جوابی حملوں کی صورت میں ظاہر ہوا، اسی اثنا میں رومیوں نے سرحد کے قریب ہی بلقہ کے مقام پر بہت سی فوج جمع کر لی تھی، خلیفہ کے کے پاس اس کے سوا اور کوئی راستہ نہیں تھا کہ وہ رومیوں کی سرکوبی کرتے، اور قبائل کو اپنے تسلط میں لاتے یہ اقدام آپ کی سلطنت کے مفاد کے لیے ضروری تھا، آپ نے سپاہیوں کے لیے جو اپیل کی اس کا بڑی گرم جوشی سے خیر مقدم کیا گیا، جونہی یہ سپاہی مدینہ پہنچے، انہیں شمال کی طرف بھیج دیا گیا میدان جنگ کا تھوڑا سا تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے، عرب جغرافیہ دانوں کے مطابق فلسطین وہ علاقہ ہے جو اس خط کے جنوب میں ہے جو کوہ کارمل سے جھیل گیلیلی کے شمالی سرے تک کھینچا جائے، جو یردن سے بحیرہ روم کے ساحلوں تک پھیلا ہوا ہے، فلسطین میں رومیوں کے بڑے بڑے مضبوط قلعے تھے۔ قیصریہ سمندر کے کنارے رومیوں کا ایک مستحکم قلعہ تھا، اس کے علاوہ جبریلقو، یروشلم، عسقلان غازہ اور جافہ میں بھی رومیوں کی قلعہ بند فوج موجود تھی، زغار (قدیم پیناپولس) کا ضلع اور وہ سارا علاقہ جو بحیرہ مردار کے جنوب میں بحیرہ عرب تک پھیلا ہوا تھا فلسطین کے تابع فرمان تھا، مندرجہ بالا خط کے شمال میں یردن کا صوبہ تھا جس میں عکہ (قدیم بتولمیز) اور ثور (طائر) کے قلعہ بند شہر تھے، فلسطین کے شمال میں وہ خوب صورت اور دلکش ملک واقع تھا جسے رومی سیریا[1] کہتے تھے، عرب اس ملک کو بر الشام (بائیں طرف کا ملک) یا صرف شام کہتے تھے، اس ملک میں دمشق، حمص، حلب، انطاکیہ، وغیرہ مشہور تاریخی شہر واقع تھے ان سب شہروں کی حفاظت کے لیے ہر شہر میں رومیوں کی فوج موجود تھی، وادی یردن کے مشرق اور جھیل گیلیلی کے جنوب میں حاران کی سطوح مرتفع تھیں، حضرت ابوبکرؓ نے شام میں جو پہلی فوج بھیجی، اسے شدید نقصان اٹھا کر پیچھے ہٹنا پڑا، حضرت ابوبکرؓ کے جوش و خروش میں کسی قسم کی کمی واقع نہ ہوئی، آپ نے از سر نو فوج مرتب کرنا شروع کی، نئی فوج کو چار حصوں میں تقسیم کر لیا، ان چاروں فوجوں کے علیحدہ علیحدہ جرنیل تھے، جنہوں نے مختلف حصوں میں اپنی سرگرمیوں کو جاری کرنا تھا حمص کے ڈویژن کی کمان حلیم اور رحمدل ابو عبیدہ کے سپرد ہوئی آپ کا ہیڈ کوارٹر جبیہ میں تھا، آپ کے ڈویژن میں مدنیوں اور صحابیوں کی بڑی تعداد شامل تھی، فلسطین کے ڈویژن کی کمان عمرو بن العاص کے ہاتھ میں تھی۔

---

[1] رومیوں کے سیریا میں فلسطین کا بھی ایک حصہ شامل تھا،

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

آپ مصر کی فتح اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھ نہ دینے کے سبب مشہور ہیں، دمشق کو جو ڈویژن بھیجا گیا تھا، وہ یزید بن ابوسفیان کی کمان میں تھا، ابوسفیان اسلام کا دشمن تھا، لیکن اب یزید بن ابوسفیان اسلام کے علم تلے لڑ رہا تھا، یزید بن ابوسفیان کی فوج میں مکیوں اور تہامہ کے عربوں کی تعداد اور زیادہ تھی، یزید بن ابوسفیان کے ڈویژن میں مکہ کے کئی ایک ایسے مشہور اشخاص شامل تھے، جن میں سے بیشتر فتح مکہ سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لڑ چکے تھے، اب شام کے مال غنیمت سے متاثر ہو کر انہوں نے رضاکاروں کی حیثیت سے یزید بن ابوسفیان کے ڈویژن میں شمولیت اختیار کر لی تھی، مکیوں، مدنیوں اور تہامیوں میں شدید اختلافات تھے، ان اختلافات نے آگے چل کر نمایاں اور واضح صورت اختیار کر لی تھی، چوتھا ڈویژن جو وادی اُردن کی طرف روانہ ہوا تھا، شرجیل کے ماتحت تھا، ابوسفیان کے دوسرے بیٹے معاویہ جنہوں نے آگے چل کر خلافت پر قبضہ کیا تھا، کے ماتحت ایک ریزرو فوج تھی، عمر بن العاص نے زیریں فلسطین کی طرف بڑھ کر غازہ اور یروشلم کو ہراساں کر دیا، اسی اثنا میں ابو عبیدہ، شرجیل اور یزید نے ترتیب کے ساتھ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہوئے بصرہ اور دمشق کو گھیرے میں لے لیا، عرب جرنیلوں کے پاس جو فوج تھی، اس کی مجموعی تعداد چھتیس ہزار تھی، یہ فوج اس سلطنت کی قوت اور ذرائع سے بہت کم تھی۔ جس کے خلاف عرب بڑا حملہ کرنے کی تیاری کر رہے تھے، قسطنطنیہ کی رومی سلطنت بہت سے صوبوں کے چھن جانے کے باوجود بہت بڑی تھی، اس کے ذرائع، اس کی دولت اور اس کے سامان جنگ کا کوئی شمار نہیں تھا، اس سلطنت میں ایشیائے کوچک کا وسیع وعریض جزیرہ نما شامل تھا، یہ سلطنت تین سمندروں میں گھری ہوئی تھی، اس میں شام، فونیشیا اور فلسطین کے بڑے بڑے سمندری شہر تھے، آس پاس کے ملکوں کا اناج گھر مصر کی ایک سلطنت کا حصہ تھا، سال مصر سے اوقیانوس کے کناروں تک کا سارا ساحلی علاقہ جو ایک زمانہ میں کارتھیج اور سبر نیا کی مملکتوں کے لیے مشہور تھا، اسی رومی سلطنت میں سمایا ہوا تھا،

عربوں کے حملے کی روک تھام کے لیے ہرقل حمص پہنچ گیا، حمص میں سے اس نے چار فوجیں عرب جرنیلوں سے لڑنے کے لیے روانہ کیں، جب عربوں کو رومیوں کے ان ارادوں کا پتہ چلا تو مسلمانوں کے چاروں جرنیلوں نے تیز نامہ و پیام کے ذریعہ یہ فیصلہ کر لیا کہ وہ سب کے سب اپنی اپنی فوجی طاقت کو ایک ہی مقام پر مرکوز کر دیں، چنانچہ مسلمانوں کے چاروں

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

ڈویژن اپریل ۶۳۴ء میں جولان میں جمع ہو گئے، یہ مقام دریائے یرموک کے قریب تھا، اس پر رومیوں نے ایک بہت بڑی فوج جمع کر لی، یرموک ایک غیر معروف دریا ہے، جو حران کی سطح مرتفع سے نکل کر جھیل گلیلی کے جنوب میں چند میل کے فاصلے پر یردن میں جا گرتا ہے، دونوں دریاؤں کے مقام اتصال سے تیس میل اوپر دریائے یرموک نصف دائرے کی صورت میں ایک جگہ کاٹتا ہے، جس سے اتنا وسیع میدان بن جاتا ہے کہ اس میں ایک پوری فوج سما سکتی ہے، رومیوں نے اس مقام کو محفوظ خیال کرتے ہوئے یہاں ڈیرے ڈال دیئے، دونوں فوجیں دو ماہ تک آمنے سامنے پڑی رہیں، یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے خالد بن ولید کو شام کی مہم پر بھیج دیا، صحرا کو عبور کرنے کے بعد خالد بن ولید عرب پہنچ گئے، رومیوں کو ان کے آنے کی اطلاع بعد میں ملی، ہرقل کی فوج میں دو لاکھ چالیس ہزار سپاہی تھے عربوں کی فوج چالیس ہزار سپاہیوں پر مشتمل تھی، آخر کار ۳۰/اگست ۶۳۴ء کو رومی فوج اپنے خیموں سے باہر نکلی، دونوں فوجوں میں لڑائی شروع ہوئی، یرموک کی اس لڑائی میں رومیوں کو شکست ہوئی، جنوبی شام پر عربوں کا قبضہ ہو گیا، تقریباً انہی دنوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا انتقال ہوا، آپ کے انتقال کی خبر یرموک کی لڑائی شروع ہوتے سے پہلے عرب کیمپ میں پہنچ چکی تھی، لیکن خالدؓ بن ولید نے اسے جنگ جیت جانے کے بعد ظاہر کیا، حضرت عمرؓ نے خالد بن ولید کی جگہ ابو عبیدہ کو سالار اعظم مقرر کیا، خالد بن ولید نے ایک ماتحت کی حیثیت سے اپنی مہم کو پہلے ہی کی طرح جاری رکھا، ایک ایک کر کے عربوں نے شام کے شہروں پر قبضہ شروع کر دیا، حمص، دمشق، حلب اور دوسرے شہروں نے عرب فوجوں پر اپنے دروازے کھول دیئے، عرب فوج بڑھتی ہوئی رومیوں کی مشرقی راجدھانی انطاکیہ تک جا پہنچی۔ اس کی حفاظت کے لیے رومیوں کی ایک بہت بڑی فوج موجود تھی، لیکن عربوں نے ایک مختصر سے محاصرے کے بعد اس شہر پر بھی قبضہ کر لیا، اسی اثنا میں عمرو بن العاص نے فلسطین میں نمایاں کامیابی حاصل کی، رومیوں نے فلسطین کو بچانے کے لیے ایک بہت بڑی فوج جمع کر لی، جنگ اجنادین میں اس رومی فوج کو شکست دینے کے بعد عربوں نے یروشلم (بیت المقدس) کا محاصرہ کر لیا، چند دن بعد بیت المقدس کے بطریق نے پیغام بھیجا کہ وہ بیت المقدس کو خلیفہ کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے حوالے کرنے کو تیار نہیں، حضرت عمرؓ نے بطریق کی اس شرط کو مان لیا، آپ بغیر کسی شان و شوکت کے صرف ایک غلام کے ہمراہ مدینہ سے

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islam Books Quran & Madni Ittar House

بیت المقدس کی طرف روانہ ہو پڑے، آپ بطریق کے ہمراہ بیت المقدس میں داخل ہوئے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عیسائیوں کے کلیسا میں اس بنا پر نماز پڑھنے سے انکار کر دیا کہ صرف اس امر کے سبب مسلمان کلیسا کو اپنی عبادت گاہ بنا لیں گے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عیسائیوں اور یہودیوں کے لیے مکمل مذہبی آزادی کا اعلان کر دیا، آرمینیہ اور کردستان کے قبائل عراق پر حملے کرتے رہتے تھے، اس لیے ان دونوں ملکوں کو فتح کر لیا گیا، جنوری ۶۲۹ء میں رومیوں نے شام اور فلسطین پر پھر ہلہ بول دیا، رومیوں کی تعداد اگرچہ بہت زیادہ تھی، پھر بھی انہیں شکست ہوئی، رومیوں کی اس شکست کے بعد شام پر عربوں کا پوری طرح سے قبضہ ہو گیا، رومیوں نے اپنی سرحدوں کے بہت سے شہروں کو ویران کر دیا تاکہ اس سے عربوں کی روک تھام کر سکیں، لیکن رومیوں کی یہ تدبیر کارگر نہ ہوئی عرب فوجیں بحیرہ اسود کے کناروں تک پہنچ گئیں۔

عمرو بن العاص چار ہزار سپاہیوں کو لے کر مصر میں داخل ہو گئے تین ہفتوں کے اندر اندر عربوں نے بازنطینیوں کو مصر سے نکال دیا، رومیوں نے اسکندریہ میں پناہ لی، عربوں نے اسے بھی فتح کر لیا، مصر کی فتح کے بعد عربوں نے مصر کے کسانوں کی حالت کو بہتر بنانے کی طرف توجہ کی زمین کو کسانوں کے حوالے کر دیا گیا، آبپاشی کے لیے اس نہر کو صاف کرایا گیا، جو بحیرہ روم اور بحیرہ قلزم کو ملاتی تھی، صنعت اور تجارت کو فروغ ہونے لگا، یہ بات سراسر غلط ہے کہ اسکندریہ کے کتب خانہ کو حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حکم سے جلا دیا گیا تھا، یہ کتب خانہ اسکندریہ میں عربوں کے داخل ہونے سے پہلے جولیس سیزر اور تھیوڈوس کے عہد میں جلایا جا چکا تھا۔

۱۸ ہجری میں شمالی عرب اور شام میں طاعون اور قحط کی وجہ سے پچیس ہزار لوگ مارے گئے، ایک مرتبہ پھر خلیفہ نے جن کی عمر اب ستر سال کی تھی، ایک خادم کے ہمراہ شام کا سفر کیا واپسی پر حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سلطنت کے نظم و نسق میں بہت زیادہ مصروف ہو گئے لیکن ایک قاتل کے حملے نے آپ کو شہید کر دیا۔

آپ کی شہادت سے اسلام کو بہت زیادہ نقصان ہوا، مسلمانوں کی رہنمائی کے لیے آپ کی شخصیت نہایت موزوں تھی، آپ نے دیوان کے نام سے مالیات کا ایک محکمہ قائم کیا، آپ نے صوبائی حکومتوں کے لیے دستور وضع کیا، آپ دراز قامت مضبوط

M Awais Sultan Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

اور خوب صورت تھے، سادگی اور کفایت شعاری آپ کا شیوہ تھا، رعایا کا معمولی سے معمولی شخص بھی آپ تک نہایت آسانی سے پہنچ سکتا تھا، آپ رات کے وقت بغیر کسی حفاظتی دستہ کے لوگوں کی حالت سے آگاہ ہونے کے لیے مدینہ کی گلیوں میں چکر کاٹتے، کس قدر سادہ تھا اپنے زمانہ کا سب سے بڑا حکمران!

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

باب ۵

خلافت راشدہ

(۲)

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نہایت آسانی سے حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ یا اپنے پاکباز بیٹے عبد اللہ المعروف بہ ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اپنا جانشین مقرر کر سکتے تھے، لیکن آپ نے اپنی مخصوص فراست کے پیش نظر خلیفہ کے انتخاب کو مدینہ کے چھ اکابر کے سپرد کر دیا، آپ نے اپنے پیشرو کی مثال سے ہٹ کر جو نیا راستہ پیدا کیا، اس نے آگے چل کر بنو امیہ کے لیے سازشوں کا موقعہ پیدا کر دیا، اس وقت مدینہ میں بنو امیہ کی جماعت بڑی مضبوط تھی، بنو امیہ مدت سے بنو ہاشم اور آل رسولؐ کے مخالف چلے آتے تھے، بنو امیہ کو اُن سے نفرت تھی، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑی تندی سے پیچھا کیا تھا انہوں نے فتح مکہ کے بعد ذاتی مفاد کے پیش نظر اسلام قبول کر لیا تھا، انہوں نے اسلام کے عروج میں اپنی ذاتی ترقی کو پا لیا تھا۔ وہ ان سابقوں کو حسد کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ جو خلافت کی مجلس مشاورت میں شریک تھے اور جو حکومت کے بڑے بڑے عہدوں پر متعین تھے، ان بزرگ ہستیوں کی پاک اور سادہ زندگیاں بنو امیہ کی خود غرضیوں اور جاہ طلبیوں کی راہ میں رکاوٹ تھیں، انہوں نے نہایت آسانی سے ان بدوی قبائل کو اپنے ساتھ ملا لیا جو رشتہ میں ان سے ملتے تھے، ان کی سازش نے حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو خلافت سے دور رکھا، سات دن کی متواتر بحث اور تجسس کے بعد منتخب کرنے والوں نے حضرت عثمانؓ بن عفان کو خلیفہ مقرر کیا، آپ بنو امیہ میں سے تھے۔ حضرت عثمانؓ اگرچہ پاک باز، نیک دل اور دیانت دار تھے، لیکن آپ اتنے بوڑھے اور معمر تھے۔ کہ آپ حکومت کے کاروبار کو نہیں سنبھال سکتے تھے، آپ بہت جلد اپنے خاندان کے اثرات میں آ گئے، حکومت کے سارے کام کاج میں آپ کو اپنے سیکرٹری مروان پر انحصار کرنا پڑتا تھا، بنو امیہ میں مروان سب سے زیادہ بے اصول تھا، آنحضرت

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

صلی اللہ علیہ وسلم نے مروان کو ایک مرتبہ عہد شکنی کرنے پر مدینہ سے خارج کر دیا تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلیفہ منتخب ہوتے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بنو ہاشم اور بنو امیہ میں ایک ایسی خاندانی لڑائی کا آغاز ہوا جو سو سال سے زیادہ مدت تک جاری رہی آپ کے عہد میں صرف یہی واقعہ ہوا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی نے اکھڑ عربوں کو متحد کر دیا تھا، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی سختی نے ان عربوں کو منضبط کر دیا تھا، اب ان عربوں نے قریش کے غلبہ کے خلاف ابھرنا شروع کر دیا تھا، عرب کے مختلف حصوں میں بغاوت کے بیج بوئے جا رہے تھے اور اپنی پرانی رقابت کی آگ جو تقریباً بجھ چکی تھی، پھر سے سلگنی شروع ہوئی اس سے اسلام کو شدید نقصان پہنچا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقرر کردہ بیشتر عہدیداروں کو معزول کر کے ان کی جگہ اپنے خاندان کے ناتجربہ کار لوگوں کو مقرر کر دیا، آپ کے عہد حکومت کے ابتدائی چھ سال میں لوگ اگرچہ ان نئے عہدیداروں کی سختیوں تلے دبے ہوئے تھے، پھر بھی وہ خاموش رہے، عرب کے آس پاس کے صوبوں میں عربوں کو چونکہ مشترکہ دشمن کا سامنا تھا، اس لیے عربوں کی توجہیں ان علاقوں میں مصروف رہیں، ماوراالنہر میں ترکوں کی شورش بلخ کی فتح کا سبب بنی، عربوں نے اسی طرح ہرات، کابل اور غزنی کو فتح کیا، جنوبی ایران کی بغاوتوں کی وجہ سے کرمان اور سیستان پر قبضہ کر لیا، نئے مفتوحہ ملکوں میں حضرت عمرؓ کی حکمت عملی اختیار کی جاتی، ان ملکوں کے فتح ہوتے ہی ان ملکوں کی ترقی کے لیے تمام ذرائع صرف کر دیئے جاتے، نہریں کھدائی جاتیں، سڑکیں بنوائی جاتیں، میوے دار درخت لگوائے جاتے، پولیس کی تنظیم کے ذریعے تجارت کو فروغ دیا جاتا، شمال کی طرف سے بازنطینی حملوں کے سبب عربوں کو بحیرہ اسود کے اس علاقے کی طرف بڑھنا پڑا جسے آج کل ایشیائے کوچک کہا جاتا ہے، افریقہ میں طرابلس اور برقہ پر قبضہ ہوا، بحیرہ روم میں جزیرہ قبرص پر قبضہ کیا گیا، رومیوں نے مصر کو دوبارہ فتح کرنے کے لیے جو جنگی بیڑہ روانہ کیا تھا، اسے اسکندریہ کے قریب تباہ کر دیا گیا۔

جب دور دراز علاقوں میں اسلام کو اس طرح کامیابی نصیب ہو رہی تھی، تو مدینہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرب قوم کی ذہنی ترقی کی بنیاد رکھی، مدینہ کی مسجد میں حضرت

علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبداللہ ابن عباس فلسفہ، منطق، تاریخ اور قانون پر لیکچر دیتے
آپ کے علاوہ دوسرے لوگ بھی مختلف علوم پر تقریریں کرتے تھے، مدینہ میں اس ذہنی
تحریک کی بنیاد رکھی گئی، جس نے آگے چل کر بغداد میں شاندار صورت اختیار کرلی۔

اسی اثنا میں بعض گورنروں کی ناروا سختیوں کی خبریں مدینہ میں پہنچ رہی تھیں، آخرکار
مختلف وفد اپنی اپنی شکایات لے کر مدینہ پہنچ گئے، ان کی تسلی ہو جانے کے بعد وہ واپس
چلے گئے، راہ میں انہوں نے مروان کا ایک خط دیکھ لیا، جس پر خلیفہ کی بھی مہر لگی ہوئی تھی،
اور جس میں صوبائی گورنروں کو یہ لکھا ہوا تھا کہ وہ اپنے اپنے علاقہ کے وفد کے سردار قتل کردیں،
اس پر وفد کے ارکان نے مدینہ پہنچ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ وہ مروان کو
ارکانِ وفد کے حوالے کردیں، بعض اُمویوں نے بھی اس مطالبہ کی حمایت کی تھی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
نے یہ مطالبہ ماننے سے انکار کردیا۔ اس پر ارکان وفد نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان
کے گھر میں محصور کرلیا، اس مصیبت کی گھڑی میں امویوں نے خلیفہ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ وہ شام
کی طرف چل دیئے، لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بیٹوں نے حضرت عثمان رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی حفاظت کی، آخرکار دو محاصرین دیوار پھاند کر اندر داخل ہو گئے، انہوں نے
حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کردیا، شہادت کے وقت آپ کی عمر بیاسی سال تھی
آپ اپنی پاکیزہ سیرت کے سبب بہت مشہور تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ۲۲ جون ۶۵۶ء کو حضرت علی رضی اللہ عنہ
بغیر کسی مخالفت کے خلیفہ مقرر ہو گئے، آپ پچھلے تین خلیفوں کے عہد میں خلافت کی مجلس
مشاورت کے ممتاز رکن تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں جتنے بڑے بڑے انتظامی
کام کئے گئے تھے ان سب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشورے شامل تھے، جب حضرت
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت المقدس کے سفر پر روانہ ہوئے تھے تو آپ نے مدینہ میں
حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر کیا تھا، خلیفہ منتخب ہوتے ہی آپ نے مسجد نبوی
میں بیعت لی،

بیعت لینے کے بعد آپ نے ان گورنروں کی معزولی کا حکم صادر کیا۔ جن کے متعلق حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں شکایات موصول ہو چکی تھیں، اس حکم سے وہ لوگ ناراض ہو گئے
جو اپنے عہدوں سے اپنی ذات کو فائدہ پہنچا رہے تھے، بعض گورنروں نے اس حکم کو ملن

لیا اور بعض نے اس حکم کے خلاف بغاوت کر دی، شام کے گورنر معاویہ بن ابوسفیان نے بھی بغاوت کا علم لہرا دیا، اسی اثنا میں طلحہ اور زبیر عراق میں حضرت عائشہ رضی کے پاس پہنچ گئے، جنگ جمل میں طلحہ اور زبیر کی موت کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پورے احترام کے ساتھ مدینہ پہنچا دیا گیا، اب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام کی طرف توجہ کی جنین میں لڑائی ہوئی شامی فوج کے پاؤں اکھڑ چکے تھے، عمرو بن العاص کے مشورہ پر شامی فوج نے اپنے نیزوں پر قرآن کے اوراق لٹکاتے ہوئے پناہ کا نعرہ بلند کیا، لڑائی بند ہو گئی، سارا معاملہ ثالثوں کے سپرد کر دیا گیا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے ابو موسیٰ اشعری اور والئی شام کی طرف سے عمرو بن العاص ثالث مقرر کیے گئے، عمرو بن العاص نے بڑی ہوشیاری سے اپنا فیصلہ صادر کروالیا اب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ کی طرف چل دیئے، وہ لوگ جو کل تک ثالث مقرر کیے جانے کے حق میں تھے اب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف ہو گئے انہوں نے بغاوت کر دی، اس بغاوت میں شامل ہونے والے خارجی کہلاتے ہیں، ۲۷/ جنوری ۶۶۱ء میں جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ کی مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے، کہ شہید کر دیئے گئے، آپ کی شہادت پر خلافت راشدہ کا دور ختم ہوتا ہے!

M Awais Sultan
Group Admin
Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

باب ۶

خلافت راشدہ پر تبصرہ

مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ۱۰ سالہ زندگی میں باہمی لڑمرنے والے قبیلوں اور خاندانوں کو ایک بہت بڑے تصور کے ماتحت ایک قوم بنا دیا گیا تھا، اس تھوڑی سی مدت کا یہ کام تاریخ کے صفحات پر ہمیشہ کے لیے ایک حیرت انگیز کارنامہ کی صورت میں ثبت رہے گا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں جن قبیلوں پر قابو پایا جا چکا تھا، انہوں نے اپنی زندگی کی طرف پلٹ جانے کی کوشش کی، اس کے بعد ہم نیل کی طغیانی کا سماں دیکھتے رہے۔ لیکن جہاں کہیں یہ سیلاب گزر جاتا ہے، وہ زمین کو شاداب اور سرسبز بنا دیتا ہے، عربوں کے اس سیلاب سے جو زیادہ تر ہمسایہ قوموں کی دشمنی کی وجہ سے امڈ پڑا تھا، ملکوں اور قوموں پر اسی قسم کا اثر کیا، خلافت راشدہ کے ۳۰ سالہ دور میں عربوں میں ایک حیرت انگیز تبدیلی پیدا ہو گئی تھی، بڑے بڑے شہروں کو خوب صورت عمارتوں سے آراستہ کیا جا رہا تھا، تن آسانی پیدا ہو رہی تھی وہ نظام جو جزیرہ نما میں رائج تھا، اسے مفتوحہ ممالک میں بھی رائج کیا جا رہا تھا، ایرانی، ترک اور یونانی جو مسلمان ہو جاتے تھے، وہ کسی نہ کسی عرب قبیلے یا خاندان کے اتحادی (موالی) بن جاتے تھے، اس طرح یہ موالی اپنی طاقت اور اپنے اقتدار میں اضافہ کر لیتے تھے، اگرچہ سب عربوں پر ایک مرکزی دینی تصور غالب تھا لیکن ان کی آمیزش نے کبھی مکمل صورت اختیار نہیں کی تھی، اسی لیے ہم خلافت راشدہ کے دور کے اختتام پر مملکت اسلام کو دو جماعتوں میں بٹا ہوا دیکھتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے پہلے کے مکہ کی طرح ایک جماعت بنو ہاشم کی طرف دار تھی اور دوسری جماعت بنو ہاشم کے شدید دشمنوں بنو امیہ کی حامی تھی، عمر بن العاص کے طرزِ عمل نے اسلام میں ناقابل تلافی شگاف پیدا کر دیا تھا، جس کا نتیجہ حمیریوں اور مغیریوں کی صورت میں ظاہر ہوا، اسلام میں اس وقت مذہبی فرقہ بندی نہیں ہوئی تھی، خوارج بھی عرف بیعت کے

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

مسئلہ میں اختلاف کرتے تھے، وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بعد کسی خلیفہ کے قائل نہیں تھے۔

خلیفہ حکومت کا سب سے بڑا سردار ہوتا تھا، اس کی مدد کے لیے ایک مجلس مشاورت تھی، جس کے ارکان صحابہ رسولؐ میں سے تھے، اس مجلس مشاورت کے اجلاس مسجد نبوی میں ہوا کرتے تھے، مجلس مشاورت کو اکثر مدینہ کے اکابر اور بدری سرداروں کی اعانت حاصل ہوتی تھی، کئی ایک صحابیوں کے سپرد حکومت کے بڑے بڑے فرائض تھے، مثال کے طور پر حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں حضرت عمرؓ کے سپرد عدل اور زکوٰۃ کی تقسیم تھی حضرت علیؓ کے سپرد مراسلت اور جنگی قیدیوں کی نگہداشت اور ان سے متعلق زر فدیہ کے کام تھے، ایک دوسرے صحابی فوجی سامان کی تیاری کے محکمہ کے نگران تھے اسی طرح نظم ونسق کے ہر شعبہ کی کڑی نگرانی کی جاتی تھی، لیکن کسی مسئلہ کا مشاورت کے بغیر فیصلہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔

خلافت راشدہ کے ۳۰ سالہ دور میں حکومت میں حضرت عمر کی حکمت عملی جاری تھی، یہ حکمت عملی حضرت عمرؓ کی زندگی کے بعد بھی قائم رہی، آپ کی حکمت عملی اتحاد عرب اور عرب قبائل کو ایک قوم میں بدلنا تھا، حالات سے مجبور ہو کر آپ نے غیر ملکی فتوحات کیں لیکن آپ کی یہ بہت بڑی خواہش تھی کہ غیر ملکوں میں مقیم ہو کر عرب اپنی قومیت کو نہ کھو دیں اور نہ وہ دوسرے ملکوں کے باشندوں میں مدغم ہوں، اگر حضرت عمرؓ چند سال مزید زندہ رہتے تو آپ عربوں میں یکسانیت پیدا کر دیتے اور اس طرح آپ ان خانہ جنگیوں کا تدارک کر دیتے جنھوں نے بعد میں اسلام کو نقصان پہنچایا۔

آپ کی حکمت عملی کے بعض پہلو خاص توجہ کے قابل ہیں، آپ نے سب سے پہلے عرب سے تمام مخالف اور دشمن عناصر کو خارج کر دیا، اپنی مملکت کو خالص اسلامی مملکت بنانے کے لیے آپ نے اپنی مملکت کو بڑھانے سے گریز کیا،

آپ نے اس دور اندیشی کے پیش نظر جو آنے والے حکمرانوں میں مفقود تھی، اپنی مملکت کے استحکام اور اسی کی ترقی کا انحصار زرعی طبقوں پر رکھا، اس مقصد کے حصول کے لیے آپ نے مفتوحہ ملکوں میں زرعی اراضی کی فروخت ممنوع قرار دے دی، صوبوں کو غیر ملکی عناصر کے اثرات سے بچانے کے لیے آپ نے مفتوحہ ملکوں کی اراضی کی خرید کو عربوں

M Awais Sultan Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islamic Books Quran & Madni Ittar House

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

برحکماً بند کر دیا، اس طرح کاشتکاروں اور زمینداروں کے حقوق محفوظ ہو گئے، ان قوانین کے بنانے میں اغلباً آپ کا یہ منشا تھا، کہ عربی نسل کو غیر عربوں کی آمیزش سے بچایا جائے، اس قسم کا منشا تاریخ کے قدیم اور جدید ادوار میں کوئی نیا نہیں ہے آپ نے عربوں کو جو حقوق دیئے تھے اس کا یہ منشا ہرگز نہیں تھا، کہ رنگ، نسل یا قومیت اخوت کی راہ میں حائل ہو سکتے ہیں، حضرت عمرؓ کے عہد میں اسلام کی بہت زیادہ اشاعت ہوئی، بہت سے غیر عرب قبیلوں کو عرب قبیلوں میں مدغم کر دیا، اس حکمت پر بعد میں ہونے والے تقریباً سارے خلیفوں نے عمل کیا، اس طرح بہت سے ایرانی قبیلے اپنا مذہب تبدیل کیے بغیر عرب خاندانوں کے موالی بن گئے، اسی طرح شام اور مصر کے بہت سے عیسائی قبائل اور افریقہ کے کئی ایک بربری قبائل عرب قبیلوں کے ساتھ منسلک ہو گئے، اسلام کے بنیادی اصول ایسی جمہوریت پر مبنی ہیں جس میں سوشلزم کا ہلکا سا رنگ پایا جاتا ہے، امیر اور غریب سب لوگ اللہ کی نظر میں ایک ہیں اور حکمران، لوگوں کو بدامنی سے بچانے کے لیے اللہ کے نائب ہیں۔ مملکت کا مالیہ خلیفہ کی دولت بڑھانے پر صرف نہیں ہوتا تھا، بلکہ وہ عوام کی بہتری پر خرچ کیا جاتا تھا، امیروں سے زکوٰۃ اس لیے لی جاتی تھی، تاکہ اس سے غریبوں کی امداد کی جاتی، سخاوت اور صدقات کو بھی ایک آئینی صورت دی گئی تھی، چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ خلافت راشدہ کے ابتدائی ایام میں بیت المال کے لیے نہ کوئی سپاہ مقرر تھی اور نہ حساب کتاب کے لیے رجسٹروں کی ضرورت تھی، عشر (کسی چیز کا دسواں حصہ جو بطور محصول لیا جائے) کو براہ راست غریبوں میں بانٹ دیا جاتا، یا اسے ان فوجوں کی اسلحہ بندی پر صرف کیا جاتا تھا اس تقسیم میں سب کا حصہ برابر برابر ہوتا تھا، جوان، بوڑھے عورت، مرد، غلام اور آزاد سب کے لیے مساوی حصہ ہوتا تھا، آگے چل کر جب یہ تقسیم قابو سے باہر ہو گئی تو پھر ایک مقررہ الاؤنس دیا جانے لگا، ایک درجہ دار شرح کے مطابق ساری قوم میں وظائف کی صورت میں مالیہ تقسیم ہونے لگا، یہ وظائف صرف مسلمانوں ہی کو نہیں ملتے تھے بلکہ بعض ذمیوں کو ان کی وفاداری اور ان کی خدمات کے صلے میں بھی ملتے تھے۔

اراضی کی ملکیت کی مزید تقسیم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رائج کیا اور نہ ان کے خلیفہ حضرت عمرؓ نے، کیونکہ اس تقسیم سے خاندان آخرکار محتاج ہو جاتے ہیں اس قسم کے مواقعہ کی پیش

بندی کے پیے مدینوں کی اراضی کو وقف کے ذریعہ مزید تقسیم سے بچایا گیا، اور اسی مقصد کے پیشِ نظر مفتوحہ ملکوں کی پبلک اراضی سپاہیوں میں تقسیم کئے جانے کی نسبت مملکت کی ملکیت بنائی گئی اس کی آمدنی میں سے اخراجات منہا کرنے کے بعد باقی رقم ان لوگوں میں تقسیم کر دی جاتی تھی، جو اس کے حقدار ہوتے تھے۔

بدقسمتی سے حضرت عثمانؓ کے زمانے میں ان کے پیشرو اعظم کی حکمت عملی کی خلاف ورزی کی گئی، آپ نے نہ صرف ان قابل اور موزوں گورنروں کو ہٹا دیا جنہیں حضرت عمرؓ نے مقرر کیا تھا، بلکہ اپنے اقارب کے مطالبات پورے کرنے کے لیے آپ نے نئے سرے سے عہدوں کی تقسیم کی، ریاست کی مملکت کو جو پبلک کی ملکیت تھی اسے حضرت عثمان رضؓ نے اپنے مشیروں کے کہنے پر اپنے قبیلے کے لوگوں میں بانٹ دیا، اس طرح امیر معاویہ نے سارے شام اور میسوپوٹیمیا کے تھوڑے حصہ کی پبلک اراضی پر قبضہ کر لیا تھا، اسی طرح سواد کو جسے حضرت عمرؓ نے سیٹیٹ کے لیے محفوظ کر رکھا تھا، حضرت عثمان نے اپنے قبیلہ کے ایک خاندان کو دے دیا، بیت المال کو جو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے عہد میں ایک پبلک ٹرسٹ تھا، اپنے منظورِ نظر لوگوں کے لیے بار بار خالی کیا گیا، صوبوں کی دولت سے اموی مالدار بن گئے، اسی دولت نے انہیں سیاسی کش مکش میں امداد دی، حضرت عثمانؓ نے ان مراعات کو واپس لے لیا اور ان کی جگہ ایسے قواعد نافذ کئے جو آپ کے پیشروؤں سے بالکل مختلف تھے آپ نے زمین کی فروخت کی اجازت دیدی، آپ نے سب سے پہلے فوجی جاگیریں قائم کیں، حضرت علی رضؓ کا زمانہ نظم و نسق سابقہ نظم کے نتائج کی خانہ جنگیوں کے باعث بے چینی میں گزرا لیکن آپ نے جہاں کہیں آپ کا اختیار تھا بہت سے نئے مقرر شدہ گورنروں کو ہٹا کر حضرت عمرؓ کی حکمت عملی اختیار کی، حضرت علی رضؓ نے خلافت کے ریکارڈوں کو محفوظ رکھنے کے لیے ایک محافظ خانہ بنوایا، آپ نے حاجب کا عہدہ قائم کیا، صاحب الشرطہ کا نیا عہدہ بھی قائم کیا گیا، پولیس کی نئے سرے سے تنظیم کی گئی، ان کے فرائض منضبط کئے گئے۔

فتح مکہ اور جزیرہ نمائے عرب کے مطیع ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام بڑے بڑے شہروں اور صوبوں کے لیے گورنر مقرر کئے جنہیں امیر کہا جاتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے بھی اس خطاب کو جاری رکھا، حضرت عمرؓ کو اسلام کے سیاسی نظم و نسق کا بانی کہا جا سکتا ہے، آپ نے مفتوحہ ممالک کو امارت میں تقسیم کیا تاکہ ان کے باشندوں کو اس قابل بنایا

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

جا سکے کہ وہ اپنے اپنے زیر انصرام ملکوں کے ذرائع کو ان ملکوں کی بہتری کے لیے صرف کریں اہواز اور بحرین کو ملا کر ایک صوبہ بنایا تھا، سیستان، مکران اور کرمان کو ملا کر ایک دوسرا صوبہ بنایا گیا، طبرستان اور خراسان علیحدہ علیحدہ صوبے رہے، جنوبی ایران تین گورنروں کے ماتحت تھا، عراق کے لیے دو گورنر مقرر تھے ایک کا صدر مقام کوفہ تھا، اور دوسرے کا بصرہ اسی طرح سے شام کے بھی دو گورنر تھے شمالی اضلاع کے گورنر کا صدر مقام حمص میں تھا، اور جنوبی حصے کے والی کا صدر مقام دمشق تھا، فلسطین ایک علیحدہ گورنر کے ماتحت تھا، افریقہ میں تین گورنر تھے، ایک صوبہ بالائی مصر تھا، دوسرا صوبہ مصر خاص، تیسرا صوبہ صحرائے لیبیا کے پار کے علاقے پر مشتمل تھا، عرب کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا، چھوٹے چھوٹے صوبوں کے گورنر والی یا نائب کہلاتے تھے، بہت سے مقامات پر گورنر نماز میں امامت کے فرائض سرانجام دیتا اور جمعہ کا خطبہ پڑھتا جو عام طور پر ایک سیاسی منشور ہوتا تھا، فلسطین دمشق، حمص اور قنسرین کے لیے حضرت عمرؓ نے نماز پڑھانے اور عدل کرنے کے لیے خاص قاضی مقرر کئے تھے، مالیہ کے اندوخرچ کے لیے آپ نے فنانس کا ایک محکمہ قائم کیا جو دیوان کہلاتا تھا، ہر صوبے کے مالیہ کے اخراجات کی پہلی مد اس صوبہ کے نظم ونسق پر مشتمل تھی، دوسری مد فوجی خدمات کی تھی، زائد رقم قوم کی امانت پر خرچ کی جاتی تھی اس رقم میں مقررہ شرح کے مطابق ساری عرب قوم کے افراد اور ان کے موالی شریک ہوتے تھے، مفتوحہ ملکوں کے کسانوں کی حالت کو بہتر بنانے اور ان کی تجارت کو فروغ دینے پر خاص توجہ کی جاتی تھی، اس مقصد کے لیے مصر، شام، عراق اور جنوبی ایران کے کھیتوں کی پیمائش کی گئی لگان کو یکساں اصولوں پر مقرر کیا گیا تھا، اس عظیم الشان سروے کے ریکارڈ سے ایک ایسی فہرست تیار ہو گئی، جس نے ملکوں کا رقبہ، بیج پہنچانے کے علاوہ زمین کی خاصیت پیداوار کی ماہیت اور پیسے ٹکے کی حیثیت وغیرہ ہم کو بھی پیش کر دیا، بابل میں نہروں کا ایک جال بچھایا گیا، دجلہ اور فرات کی پشتہ بندی کو جسے ایرانی بادشاہوں نے نظر انداز کر دیا تھا، از سر نو کرائی گئی، اس کام کو خاص افسروں کے سپرد کیا گیا، حضرت عمرؓ نے اناج پر محصول کی شرح کو کم کر دیا، اور تجارت کو فروغ دیا، مصر اور عرب میں براہ راست آمد ورفت میں آسانیاں پیدا کرنے کے لیے آپ نے اس غیر مستقل نہر کو دوبارہ کھدوایا جو نیل اور بحیرہ روم کو ملاتی تھی، عربوں نے اس نہر کا نام "امیر المومنین کی نہر" رکھا، یہ نہر ایک سال سے بھی کم مدت میں تیار کی گئی تھی جب نیل کی

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islam Books Quran & Madni Ittar House

کشتیاں ینبوع اور جدہ کی بندرگاہوں پر اناج سے لدی ہوئی آئیں تو مکہ اور مدینہ کی منڈیوں کے بھاؤ گر گئے، اس اناج کی مشکل سے قیمت وصول ہو سکی جتنی مصر میں ہو سکتی تھی۔

عدل اور انصاف کے لیے جج مقرر تھے، ان ججوں کو خلیفہ مقرر کرتے تھے جو گورنروں سے آزاد تھے، اسلام میں حضرت عمرؓ نے سب سے پہلے ججوں کے لیے تنخواہیں مقرر کیں اور ان کے عہدوں کو انتظامی افسروں کی مداخلت سے الگ رکھا گیا، قاضیوں (ججوں) کے لیے حاکم کا خطاب بدستور قائم رہا۔

عدل اور انصاف کے پیش نظر سب برابر تھے، خلفا نے اس برابری کا اس طرح ثبوت دیا کہ انہوں نے آئینی ججوں کے فیصلوں کو اپنی ذات کے متعلق بھی صحیح تسلیم کیا تھا، ابتدا میں پبلک ہی پولیس کے فرائض سر انجام دیتی تھی، حضرت عمرؓ نے رات کو پہرہ دینے اور رات کو گشت کرنے والے دستے مقرر کیے، باقاعدہ پولیس حضرت علیؓ کے عہد میں مقرر کی گئی، آپ نے ایک میونسپل گارڈ مقرر کیا جسے شرط کہا جاتا تھا، اس کا افسر اعلیٰ صاحب الشرط کہلاتا تھا، حضرت علیؓ کے مشورے سے حضرت عمرؓ نے سن ہجری جاری کیا، اور سلطنت کے ہر حصے میں مدرسے اور مسجدیں بنوائیں۔

دولت مشترکہ کا مالیہ تین ذرائع سے حاصل کیا جاتا تھا، پہلا ذریعہ عشر اور زکوٰۃ تھا زکوٰۃ ہر صاحب نصاب مسلمان سے اس کے ذرائع کے مطابق ایک مقررہ شرح کے مطابق وصول کی جاتی تھی، یہ رقم مملکت کے تحفظ پر خرچ کی جاتی تھی، اس رقم میں سے زکوٰۃ اور عشر جمع کرنیوالوں کی تنخواہیں ادا کی جاتی تھیں، نادار مسلمانوں کی امداد بھی اسی میں سے کی جاتی تھی، دوسرا ذریعہ وہ محصول اراضی تھا، جو ذمیوں (غیر مسلم رعایا) سے خراج (زری یو تم سول) کے نام پر وصول کیا جاتا تھا، تیسرا ذریعہ جزیہ (محصول ذی کس) تھا، خراج اور جزیہ دونوں محصول رومی سلطنت میں اسی نام سے موجود تھے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ ساسانیوں کے عہد میں ایرانی سلطنت میں جزیہ رائج تھا، ان ٹیکسوں کو مصر، شام، عراق اور ایران میں جاری کرتے ہیں مسلمانوں نے پرانے دستور پر عمل کیا، دونوں ٹیکس نرم اور انصافاً جائز تھے، خاص خاص شہر صوبے اور قبیلے ان ٹیکسوں سے مستثنیٰ تھے، جہاں کہیں ادائیگی ناگزیر تھی، وہاں یہ قانون تھا کہ ٹیکس اس انداز میں لگایا جائے کہ اس سے تکلیف کا کم از کم امکان ہو، یہودیوں، عیسائیوں سامریوں اور موبدوں سے جنہیں اہل کتاب کہا گیا ہے انصاف اور انسانیت کا سلوک

کیا جاتا۔

فوج کی تشکیل قبائلی دستوں، مدینہ، طائف اور دوسرے شہروں کے رضا کاروں سے کی گئی تھی، انہیں پہلے عشروں سے تنخواہ ملتی تھی، لیکن بعد میں انہیں عشر اور محاصل سے تنخواہ ملنے لگی تھی، شروع شروع میں خلیفہ صرف کمانڈران چیف کو مقرر کرتے تھے، کمانڈران چیف دوسرے فوجی افسروں کو خود مقرر کرتا تھا، چونکہ کمانڈران چیف خلیفہ کا نمائندہ ہوتا تھا، اس لیے وہ نماز پڑھاتا تھا، جہاں کہیں بہت سی فوجوں کو ملا دیا جاتا تھا، وہاں ایک خاص جرنیل کو نماز پڑھانے کی ہدایت کی جاتی تھی، اس سے اس کے جنرل ان چیف ہونے کو ظاہر کرنا مقصود ہوتا تھا، اپنے نظم و نسق کے دور کے آخری دنوں میں حضرت عمرؓ نے چھوٹے چھوٹے افسروں کو بھی خود مقرر کرنا شروع کر دیا تھا، میدان جنگ میں ضبط توڑنے والے اور بزدلی دکھانے والے خطا کار کو لکڑی کے شکنجہ میں کس دیا جاتا تھا، اس کے سر پر سے پگڑی کو اتار لیا جاتا تھا، اس زمانے میں یہ سزائیں اس قدر ذلت آمیز خیال کی جاتی تھیں کہ بہت کارگر ثابت ہوتی تھیں، فوج سواروں اور پیادوں پر مشتمل ہوتی تھی، سواروں کو ڈھالوں، تلواروں اور لمبے نیزوں سے مسلح کیا جاتا تھا، پیادے ڈھالوں، نیزوں اور تلواروں یا ڈھالوں، تیروں اور کمانوں سے مسلح ہوتے تھے، پیادوں سے آگے نیزہ بردار ہوتے تھے، تاکہ سواروں کا مقابلہ کر سکیں ان کے پیچھے تیر انداز ہوتے تھے، سواروں کو عام طور سے میمنہ اور میسرہ پر رکھا جاتا تھا لڑائی کا آغاز چیلنج دینے اور فرداً فرداً لڑنے سے ہوتا تھا، عرب فوجوں کی برتری کا سبب ان کی حرکت پذیری، ثابت قدمی اور ان کی قوت برداشت تھی، ان صفات میں جوش و خروش کے مل جانے سے عرب فوجیں ناقابل شکست ہو گئیں، ان فوجوں کے پاس پورا پورا سامان ہوتا تھا، لمبے لمبے سفر اونٹوں پر کئے جاتے تھے، شروع شروع میں خیمہ زن فوج اپنے لیے کھجور کے پتوں سے جھونپڑے بناتی تھی لیکن بعد میں حضرت عمرؓ نے ہدایت کر دی تھی کہ مستقل چھاؤنیاں بنائی جائیں اور یہ ابتدا تھی عراق میں بصرہ اور کوفہ، مصر میں فسطاط، افریقہ میں قیروان اور سندھ میں منصورہ کی چھاؤنیاں قائم کرنے کی اور دوسرے مقامات پر مثلاً حمص نمازہ، اولبیہ، اصفہان، اسکندریہ میں فوری حملوں کی روک تھام کے لیے دستے مقرر کئے گئے، سوار عام طور پر زرہ بکتر پہنتے، ان کے سروں پر خود ہوتے جنہیں عقاب کے پروں سے سجایا جاتا تھا، پیدل فوج کے سپاہی گھٹنوں کے نیچے تک ایک تنگ جوغہ پہنتے

Islam Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islamic Books Quran & Madni Ittar House

تھے، وہ ایسی شلواریں، بوٹ اور جوتے پہنتے تھے جو آج بھی افغانوں اور پنجابیوں میں رائج ہیں وہ میدان جنگ کی طرف مارچ کرتے ہوئے آیات قرآنی پڑھتے اور حملہ کرتے وقت اللہ اکبر کے نعرے بلند کرتے۔ طبل اور نقارے بھی استعمال کیے جاتے تھے، عام طور پر قبائلی دستوں کے ساتھ ان کے کنبے بھی ہوتے تھے، چھاؤنیوں میں ان کنبوں کے لیے الگ کوارٹر بنائے جاتے تھے، بد اخلاقی بڑی سختی سے ممنوع تھی شراب پینے والے کو اسی کوڑے لگائے جاتے تھے، غیر ملکوں میں لڑنے والے سپاہیوں کو ان کے گھر سے چار ماہ سے زیادہ باہر نہیں رکھا جاتا تھا خلیفہ عمرؓ نے سپاہیوں کی حاضر شماری کو جاری کیا اور سرحدی قلعوں کو مضبوط کیا۔

ابتدا میں کسی قسم کا فن تعمیر نہیں تھا، مکہ میں کعبہ کی طرح کی بہت کم ایسی عمارتیں تھیں۔ جن پر فن تعمیر کا اطلاق ہو سکتا تھا، دولت مندوں کے گھر پتھروں یا اینٹوں سے بنے ہوتے تھے، مدینہ میں زیادہ مکان اینٹوں سے بنے ہوئے تھے، مسجد نبوی اینٹوں سے بنی ہوئی تھی اس کی چھت پر گارے سے لیپ کیا ہوا تھا، ایک منزل کے مکان زیادہ ہوتے تھے، ہر مکان میں ایک صحن ہوتا تھا جس کے وسط میں ایک کنواں ہوتا تھا، لیکن حضرت عمرؓ کے عہد کے آخری دنوں میں مدینہ میں غیر ملکی معماروں کی کثرت سے آمد نے دار الخلافہ کے تعمیری ذوق میں اضافہ کیا، مکہ اور مدینہ کے بڑے بڑے لوگوں نے پتھر اور سنگ مرمر کی عمارتیں بنوائیں، حضرت عثمانؓ کے لیے جو محل بنوایا گیا تھا وہ وسیع، جمیل اور شاندار تھا، مسجد نبویؐ کو نئے سرے سے اعلیٰ ڈیزائن کے مطابق پتھر اور مرمر سے بنوایا گیا، مسعودی کے بیان کے مطابق حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں بعض صحابیوں نے اپنے لیے بڑی بڑی عمارتیں بنوائیں، زبیر بن عوام کا مکان ۳۵۲ ہجری میں موجود تھا، مسعودی نے اس مکان کو خود دیکھا تھا، اس کے بیان کے مطابق زبیر بن عوام کے مکان کو سوداگر کاروبار کے لیے استعمال کرتے تھے، زبیر بن عوام نے کوفہ فسطاط اور اسکندریہ میں بھی بڑے بڑے مکان بنوائے تھے، یہ مکان اپنے باغوں سمیت مسعودی کے زمانہ میں اچھی حالت میں موجود تھے، اس قسم کی شان و شوکت کے نشانات کا ذکر کرنے کے بعد یہی مورخ آہ سرد بھرتا ہوا کہتا ہے "یہ سب کچھ کس قدر مختلف تھا، حضرت عمرؓ کے زمانہ کی شاندار سادگی سے"، مکہ کاروباری شہر تھا، مدینہ کے رہنے والوں کی فراغت کا انحصار ان کے کھیتوں اور ان کی زمینوں پر تھا، ان حالات نے دونوں شہروں کی دیرینہ رقابت کو مزید تیز کر دیا تھا۔ یہ ایتھنز اور اسپارٹا ہی کا پرانا قصہ تھا مکہ کے رہنے والے جوا کھیلنے

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

شراب پینے اور عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے تھے، اہل مدینہ دخاص کر اسلامی دور میں شریفانہ اور با اخلاق زندگی گزارتے تھے، فتح مکہ کے بعد اس عیش پسند شہر کے لوگوں نے اسلام کے سخت اخلاقی ضابطے پر عمل کرنا شروع کر دیا، یہ عمل اپنی پوری شدت کے ساتھ پہلے دو خلیفوں کے عہد میں جاری رہا، حضرت عثمان رضہ کے عہد خلافت میں بنو اُمیہ کے بعض نوجوانوں نے مکہ کی زندگی کے عیش پرستانہ پہلو کو پھر سے اختیار کر لیا، بنو امیہ کے عہد میں مکہ کی زندگی کا یہ پہلو دمشق میں مزید اجاگر ہوا، مدینہ کے لوگوں نے اپنی زندگیوں کو اور زیادہ سنجیدہ بنا لیا تھا، کالجوں کے کمرے پر جوش طلبہ سے بھرے رہتے تھے، مرد اور عورتیں خلیفہ کا خطبہ سننے کے لیے جمع ہوتی تھیں موسیقی کو اس وقت تک ممنوع قرار نہیں دیا گیا تھا، دن بھر کے کام کاج کے بعد موسیقی میں عوام کے لیے تفریح کا سامان تھی، موسیقی میں راگ، بانسری اور تنبورا شامل تھے، شمالی شہر کی عورتیں بہت اچھی گانے والی تھیں، ایک اور بار ایک بار عمرہ شہر کا چکر کاٹتے ہوئے ان کا گانا سننے کے لیے رک جاتے تھے۔

کھاتے پیتے لوگوں کے گھروں میں فرش بچھا ہوتا تھا، میز کرسی کا رواج نہیں تھا، لیکن فرش کے اوپر کمرے کے اردگرد گدا بچھا ہوتا تھا اس پر صاحب خانہ اپنے مہمانوں کے ساتھ بیٹھتا تھا، انگلستان میں انیگلو سکسینوں اور ابتدائی فار نوں کے زمانے کی طرح عورتوں کے لیے الگ کمرے تھے، مہمانوں کے سامنے ایک کپڑا بچھا کر اس پر کھانا چن دیا جاتا تھا، کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھوئے جاتے تھے، یہ رواج ازمنہ وسطیٰ کے یورپ میں بھی تھا، چونکہ اس زمانے میں چھری کانٹے کا رواج نہیں تھا، اس لیے یورپ کے حالیہ ایام کی طرح لوگ انگلیوں سے کھانا کھاتے تھے، اس امر کو انتہائی درجہ بدتمیزی خیال کیا جاتا تھا، کہ طشتری میں تین سے زیادہ انگلیاں ڈالی جائیں۔

شیخ سے نچلے درجہ کے بدوؤں کا لباس اس وقت بھی ایسا ہی تھا جیسا کہ اب ہے ایک لمبا کرتہ جس کی آستین کلائیوں تک پڑتی تھیں اور جسے کمر پر ایک چمڑے کی پیٹی سے کسا ہوتا تھا، اب تک مردوں اور عورتوں کا یہی لباس چلا آتا تھا کرتے کے اوپر ایک ڈھیلا ڈھالا جبہ ہوتا تھا، جو عام طور پر اونٹ کے بالوں سے بنا ہوتا تھا لڑائی یا سواری کے دوران میں کرتے کے ساتھ پاجامہ پہنا جاتا تھا، وہ سر پر ایک لمبا چوڑا رومال لپیٹتے تھے جس پر کشیدہ کاری کی ہوتی تھی، اور جس کے پھندنے گردن پر لٹکتے رہتے اونٹ کی رسی

سے اس رومال کو سر پر باندھا جاتا تھا۔

حضریوں سے اعلیٰ طبقہ کے لوگوں اور قبائلی شیوخ کا لباس شلوار یا پاجامہ کے اوپر گھٹنوں تک لمبا ایک کرتہ ہوتا تھا، اس کے اوپر ٹخنوں تک ایک کسا ہوا چغہ ہوتا تھا کمر کے ارد گرد ریشم یا شال کا ایک ٹپکا ہوتا تھا، ان سب کے اوپر جبہ یا عبا ہوتی تھی، کسی ہوئی قبا جسے عربوں نے بعض اقوال کے مطابق بازنطینیوں سے لیا اور بعض اقوال کے مطابق انہوں نے اسے ایرانیوں سے لیا، خلافت کے آخری دنوں سے پہلے رائج نہیں ہوئی قبا دو قسم کی تھی، ایک قسم کی قبا اینگلو سکسین نوابوں کے اس لمبے کوٹ سے ملتی جلتی تھی، جس کی آستینیں ڈھیلی ڈھالی ہوتی تھیں، موجودہ زمانہ کے بعض ایرانی امراء اسے پہنتے ہیں، وہ اپنے سروں پر پگڑیاں باندھتے تھے جن کی لمبائی کا تعلق عمر، پوزیشن اور فضیلت سے ہوتا تھا پگڑی کے اوپر عام طور پر کندھوں تک طیلسان لٹکتا رہتا تھا، تاکہ گردن کو دھوپ سے بچایا جا سکے، پاؤں میں سینڈل استعمال ہوتے تھے، یا بوٹ، عورتوں کا لباس ایک ڈھیلی شلوار اور ایک ایسے کرتے پر مشتمل ہوتا تھا، جو گردن پر کھلا رہتا تھا، اس کرتے کے اوپر خاص کر سردیوں میں ایک کسی ہوئی جیکٹ پہنی جاتی تھی، لیکن عام لباس اس طرح کا ایک لمبا کرتہ ہوتا تھا، جسے اینگلو سکسین خواتین پہنتی تھیں، گھر سے باہر نکلتے وقت سب سے اوپر ایک ڈھیلا لبادہ پہنا جاتا تھا، جس سے چہرہ چھپانا اور کپڑوں کو گرد و غبار اور کیچڑ سے بچانا مقصود ہوتا تھا، اسلام سے قبل عورتوں کا لباس سینہ پر سے کھلا ہوتا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے لیے لبادہ پہننے کا حکم دیا، یہی وجہ ہے کہ ہم عباسیوں کے آخری دور میں دیکھتے ہیں کہ عورتیں اپنے سارے جسم کو چھپاتی تھیں، مصر اور دوسرے مسلم ملکوں کی عورتیں آج بھی اسی طرح مستور دکھائی دیتی ہیں۔

عربوں میں عورتوں کو مکمل آزادی حاصل تھی، یہ آزادی اب تک برقرار ہے بہت سے مسلم ملکوں میں عورتوں کی جو علیحدگی پائی جاتی ہے وہ آگے چل کر رائج ہوئی، خلافت راشدہ کے عہد کے مسلمانوں میں عورتیں آزادی سے امور عامہ میں حصہ لیتی تھیں خلیفوں کے خطبات سنتی تھیں، حضرت علی رضؓ، ابن عباس اور دوسرے لوگوں کے خطبات سننے کے لیے بھی وہ جمع ہو جاتی تھیں، بازنطینیوں اور ایران کے ساتھ تعلقات قائم کرنے سے عربوں کی روایتی بہادری میں کوئی فرق نہیں آیا تھا، اسلام سے قبل پرانے یہودیوں کی طرح

عرب بھی کئی ایک شادیاں کرتے تھے، اس کی وجہ قبائلی جنگوں میں مردوں کی کثیر تعداد کا مارا جانا ہوتی تھی، اگر ایسا نہ ہوتا تو عورتیں بھوکی مر جاتیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیویوں کی تعداد کی حد بندی کر کے کثرت ازدواج کو بلا واسطہ روک کر اسے سوسائٹی کے تمام طبقوں کے لیے آسان بنایا، خلافت راشدہ کے عہد میں خانگی زندگی سرتقبیلی نوعیت کی تھی، غلاموں کی خرید و فروخت بڑی شدت سے ممنوع قرار دی جا چکی تھی، صرف جنگی قیدیوں کو اس وقت تک اپنے قبضہ میں رکھا جاتا تھا، جب تک کہ یرغمال وصول نہ ہو جائے، جنگی قیدیوں اور لونڈیوں کو گھر کے ارکان خیال کیا جاتا تھا۔

M Awais Sultan
Group Admin
Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

باب ۷

بنو اُمیہ

کوفہ کے لوگوں نے حضرت علی رضؓ کے بڑے صاحبزادے حضرت حسن رضؓ کو متفقہ طور پر خلیفہ منتخب کیا، لیکن متلون مزاج لوگوں کی بے اصولی نے جو اس سے پہلے باپ کی اُمیدوں کو پاش پاش کر چکی تھی، اب بیٹے کو دستبرداری پر مجبور کر دیا، آپ نے ابھی خلافت کی ذمہ داریوں کو سنبھالا ہی تھا کہ امیر معاویہ نے عراق پر حملہ کر دیا آپ ابھی اپنی قوت کو مجتمع بھی نہیں کرنے پائے تھے، اور نہ آپ ابھی تک اس نظم و نسق کو درست کرنے پائے تھے۔ جو آپ کے والد کے انتقال کے بعد پیدا ہو چکا تھا کہ آپ کو لڑنے کے لیے مجبور کر دیا گیا، آپ نے اپنے ایک جرنیل قیس کو شامی فوج کو روکنے کے لیے روانہ کیا اور خود مدائن چلے گئے، قیس کی شکست اور موت کی جھوٹی افواہ سے مدائن کے سپاہیوں نے بغاوت کر دی، باغی سپاہی آپ کے خیمہ میں گھس گئے، انہوں نے آپ کے اثاثہ کو لوٹ لیا، باغی سپاہی آپ کو گرفتار کر کے معاویہ کے سپرد کرنے کی فکر میں تھے ہر طرف سے مایوس ہونے پر حضرت حسن رضؓ کوفہ واپس چلے گئے، آپ نے پورا ارادہ کر لیا تھا کہ آپ خلافت سے دستبردار ہو جائیں گے، اپنے عراقی حامیوں کی بداعتمادی کے پیش نظر آپ نے معاویہ کی طرف سے پیش کردہ تجویزوں پر غور کرنا چاہا، گفت و شنید کا یہ نتیجہ نکلا کہ خلافت کو حضرت معاویہ (ان کی زندگی تک) کے سپرد کر دیا گیا، آپ کی موت کے بعد حضرت حسن رضؓ کو خلافت کا وارث مقرر کیا گیا خلافت سے دستبردار ہونے کے بعد حضرت حسن رضؓ افرادِ خاندان سمیت مدینہ چلے گئے لیکن آپ وہاں پہنچ کر زیادہ دیر تک وظیفہ حاصل نہ کر سکے، کیونکہ آپ کو زہر دے دیا گیا تھا۔

حضرت حسن رضؓ کی وفات کے بعد حضرت معاویہ اسلام کے حقیقی حکمران بن گئے بنو امیہ کی تخت نشینی سے نہ صرف خاندانی تبدیلی ہوئی، بلکہ اس کے ذریعہ ایک اصول کی پسپائی ہوئی اور چند ایسے نئے عناصر پیدا ہو گئے، جنہوں نے آگے چل کر جیسا کہ ہم دیکھیں گے، سلطنت

M Awais Sultan Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

M Awais Sultan
Group Admin

کی تقدیر پر اور قوم کی ترقی پر بہت زیادہ اثر کیا، ان حالات کو سمجھنے اور تاریخ کی رفتار کو جاننے کے لیے ضروری ہے کہ مختصر طور پر مختلف عرب قبیلوں کے باہمی تعلقات کا ذکر کر دیا جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں، جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے، عرب میں رہنے والے لوگ اپنے آپ کو دو جداگانہ نسلوں سے بتاتے تھے، ایک جماعت اپنے آپ کو قحطان کی نسل سے بتاتی تھی، اور دوسری جماعت اپنے آپ کو حضرت اسماعیلؑ کی نسل سے بتاتی تھی، قحطان کا گھر یمن تھا، اور موخر الذکر کا مرکز حجاز میں تھا، عبد الشمس کا ایک بیٹا حمیر قحطانیوں کا ایک مشہور بادشاہ گزرا ہے، چنانچہ آگے چل کر اسی کی نسبت سے قحطان بنو حمیر کہلوانے لگے، عرب مورخ انہیں ہمیشہ یمنی کہتے رہے ہیں۔ آیندہ صفحات میں میں انہیں کبھی حمیر کہوں گا اور کبھی انہیں یمنی کے نام سے یاد کروں گا وہ قبیلہ جو مراب یا سبا کے آس پاس رہتا تھا، بنو ازد کہلاتا تھا، دوسری صدی عیسوی میں اس قبیلے نے شمال کا رخ کیا، جس کی وجہ سے کئی ایک قبیلوں کو اپنا اپنا مقام چھوڑنا پڑا، اتفاق طور پر بنو ازد کا ایک حصہ مکہ کے قریب آباد ہو گیا تھا، جہاں یہ قبیلہ خوزہ کے نام سے پکارا جانے لگا، یہ قبیلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسی مقام پر آباد تھا۔ اسی قبیلہ کی ایک شاخ نے یثرب کا رخ کیا، یہاں ایک زمانہ گزرنے پر یہ قبیلہ بنو اوس اور بنو خزرج میں بٹ گیا، ان دونوں قبیلوں کا ہم اس سے پیشتر ذکر کر چکے ہیں، اس قبیلہ کے دوسرے لوگ شام اور عراق میں گھومتے رہے، ان میں سے جو شام کی جانب آباد ہوئے، بنو غسان کہلائے اور جو عراق کی جانب آباد ہوئے، وہ بنو کعب کہلائے، اسی قبیلہ کی ایک شاخ ہمدان میں جا بسی اور ایک بڑا گروہ مشرق کی طرف گھوم کر خلیج فارس کے کناروں پر عمان میں آباد ہو گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں، بنو قحطان کے عربوں کی یہ حالت تھی۔

عرب کے اسماعیلی قبائل بعض دفعہ بنو معد کہلاتے ہیں، لیکن عام طور پر انہیں بنو مغیر یا صرف مغیری کہا جاتا تھا، مغیر، معاد کا پوتا تھا، میں آیندہ صفحات میں انہیں بنو مغیر کے نام دوں گا، اگرچہ عرب کی تاریخ میں یہ عمومی تقسیم چھوٹے چھوٹے قبائلی ناموں مثلاً بنو قریش بنو قیس، بنو بکر، بنو تغلب اور بنو تمیم میں بدل جاتی ہے، قریش جیسا کہ ہم پہلے دیکھ چکے ہیں، مکہ اور اس کے مضافات میں آباد تھے، دوسرے قبائل حجاز (مدینہ کے سوا) اور وسطی عرب میں پھیلے ہوئے تھے، عربوں کی ان دو نسلوں یعنی حمیری اور مغیری میں

Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islamic Books Quran & Madni Ittar House

مدتوں سے دشمنی چلی آتی تھی یہ دشمنی نفرت کی حد تک پہنچی ہوتی تھی، عناد اور نفرت کے یہ جذبات ہر اس شخص کی سمجھ سے باہر ہوں گے، جو انہیں یورپی تاریخ کے نقطۂ نگاہ سے دیکھے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صدیوں پہلے بنو حمیر کی زبان جو سامی اور دیسی محاورات کی آمیزش سے بنی تھی، خالص عربی زبان کو جگہ دے چکی تھی، یہ زبان بنو مضر کی تھی، جس نے دوسری زبانوں سے فوقیت اختیار کر لی تھی، معمولی اختلاف کے ساتھ سارے جزیرہ نما کی زبان مشترک تھی، ان کے عادات و اطوار، ان کے خیالات اور ذوق میں یکسانیت تھی، لیکن اس کے باوجود دونوں نسلوں میں واضح اور بین اختلافات موجود تھے، ہمیں ان اختلافات کے اسباب کو تلاش کرنا چاہیے، اسلام سے صدیوں پہلے حمیری تہذیب کے بلند مدارج تک پہنچ چکے تھے، وہ جہاں کہیں بھی آباد تھے، ان کی وہاں ایک خاص قسم کی طرز حکومت ہوتی تھی، اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ حکومت اگرچہ پرانے طرز کی ہوتی تھی، تاہم ان کی شہری زندگی کا زیادہ دار و مدار کھیتی باڑی پر تھا، اس کے برعکس مضری سوائے قریش کے بدوی اور خانہ بدوش تھے، ہر قبیلہ دوسرے قبیلہ سے الگ ہوتا تھا، ہر قبیلہ عام انتخاب میں اپنے سردار کو چنتا تھا، اس تقسیم کی وجہ سے حمیری بادشاہوں نے انہیں اپنا مطیع کر لیا تھا، باوجود مسلسل اور متواتر لڑائیوں کے وہ پانچویں صدی عیسوی تک بادشاہوں کو خراج دیتے رہے، حمیر اور مضر میں ایک طرف سے غلبہ رکھنے کے لیے اور دوسری طرف سے آزادی حاصل کرنے کے لیے ایک کش مکش جاری ہوگئی، دونوں میں بے حد حسد پیدا ہو گیا، اس مخالفت کو ان گویوں نے زندہ رکھا، جو ان ایام کے گیت گاتے تھے، جب کہ کندہ نے تمیم کو لوٹا تھا، اور جب بنو قیس نے بنو آزد پر حملہ بولا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات نے اس قبائلی نفرت اور گویوں کے اثر و رسوخ کو زائل کر دیا تھا، اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی مدت کے لیے اور اس دنیا میں رہ جاتے تو آپ کی تعلیمات اور پاکیزہ ہستی ایک دوسرے سے نفرت کرنے والے قبائل کو ایک ہم آہنگ قوم میں بدل دیتی، عربوں کے خون میں صدیوں سے قبائلی عصبیت چلی آتی تھی، اس عصبیت کو ختم کرنے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارک کے مدنی ایام تھوڑے سے تھے، مدینہ میں یہ عصبیت مکمل طور پر ختم ہو چکی تھی۔

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے عہد میں فتوحات ہوئیں ان کے سبب مختلف عرب قبائل دنیا کے مختلف گوشوں میں جا بسے، مضر بصرہ میں آباد ہوئے اور بنو حمیر زیادہ

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Sami Books Quran & Madni Ittar House

ترکوں میں جا بسے فلسطین اور صوبہ دمشق میں مضر کی اکثریت تھی شمالی عرب کی طرح شام کے شمالی حصہ میں حمیر کا غلبہ تھا، مشرقی صوبوں میں مصر اور افریقہ کی طرح دونوں قبیلے برابر برابر آباد ہوئے یہ قبیلے جہاں کہیں گئے وہ اپنے ساتھ پرانی قبائلی نفرت کو لے گئے، حضرت عمرؓ فاروق کے عہد میں اس قبائلی عصبیت کو بڑی سختی سے دبائے رکھا تھا، اس دور میں عرب جس مقصد کی تکمیل میں مصروف تھے اس کے پیش نظر اس عصبیت کے احیا کی بہت کم گنجائش تھی، اگر حضرت عمرؓ کے بعد حضرت علی رضؓ کو پرامن طریق آپ کے جانشین ہونے کا موقعہ ملتا، تو اس امر کا امکان تھا اگر دونوں قبیلے ایک قوم میں مدغم ہو جاتے، لیکن حضرت عثمان رضؓ کے عہد میں بنو امیہ نے اپنے مفاد کے لیے عصبیت کی اس بجھتی ہوئی آگ کو دوبارہ ہوا دی، یہاں تک کہ اس نے ایسے شعلوں کی صورت اختیار کر لی، جنہوں نے سپین، سسلی، افریقہ، خراسان اور کابل میں یکساں طور پر آگ لگا دی یہ نفرت اس کے پھیلانے والوں کے لیے تباہ کن ثابت ہوئی، اس نے عرب قوم پر دور رس نتائج چھوڑے، اس نفاق کا اثر ان رومی اور المانوی اقوام پر بھی ہوا، جن کا عربوں سے واسطہ پڑا اس نا اتفاقی نے عربوں کی فتوحات کے سلسلے کو عین اس وقت روک دیا، جب کہ یورپ ان کے قدموں پر تھا، اسی نا اتفاقی کی بدولت عربوں نے اپنی سلطنت کا ایک وسیع حصہ کھو دیا۔

حضرت معاویہ زیادہ تر بنو مضر کی حمایت کے طلب گار تھے، لیکن وہ اتنے بڑے مدبر تھے کہ انہوں نے دونوں قبیلوں میں توازن قائم رکھا، اور ایک قبیلے کو دوسرے قبیلے کی حق تلفی کرنے سے روکے رکھا، آپ کے جانشینوں کے عہد حکومت میں جو پارٹی بھی برسر اقتدار آتی، وہ اپنی رقیب پارٹی پر ہر طرح کے مظالم توڑتی لیکن بنو امیہ نے اپنے سردار کی اطاعت سے کبھی انحراف نہ کیا، نیز شام کے تنخواہ دار سپاہیوں پر معاویہ اور ان کے خاندان کی قوت کا ہمیشہ انحصار رہا، زیادہ غور اور فکر کرنے والے لوگ سیاسی معاملات سے کنارہ کش ہو گئے وہ ادبی سرگرمیوں اسلامی فقہ اور دینی فرائض کی ادائگی میں مصروف ہو گئے، اسی عہد میں اسلامی فقہ کے اصولوں کی بنیاد رکھی گئی، وہ حکومت اور سلطنت کے نظم ونسق میں حصہ لینے کی جگہ اشاعت اسلام میں مصروف ہو گئے جس جماعت نے حضرت علی رضؓ کے خلاف بغاوت کی تھی، وہ وسط ایشیا کے دشوار گزار اور دوسرے دور افتادہ علاقوں میں چلی گئی تھی، ان علاقوں میں انہوں نے اپنے عقائد کی اشاعت کی ان کی سرگرمیوں نے انہیں حکومت دمشق کا شدید دشمن بنا دیا تھا، انہوں نے امیر معاویہ کے خلاف بغاوت کی اور کلدہ پر حملہ کیا، عراق کو خطرہ پیدا

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islamic Books Quran & Madni Ittar House

ہٹوا، وہ شکست کھا کر اپنے صحرائی اور دوسرے دور افتادہ مرکزوں کی طرف بھاگ نکلے!

حضرت معاویہ نے دمشق کے تخت پر بیٹھنے کے بعد اپنی توجہ افریقہ کی طرف مبذول کی اس بات کو یاد رکھنا چاہیے کہ عربوں کے نزدیک افریقہ سے مراد مصر سے پرے شمالی افریقہ کے علاقے ہوتے تھے، یہ وسیع خطہ تین حصوں میں منقسم تھا، مغرب الاقصےٰ جو اوقیانوس کے کناروں سے صحرا کے جنوبی جانب تک پھیلا ہوا تھا، مغرب الادنیٰ میں وہ علاقہ شامل تھا، جو اوران اور بوجیا کے درمیان واقع تھا، خاص افریقہ میں وہ علاقہ شامل تھا، جو موجودہ الجیریا کی مشرقی سرحدوں سے شروع ہو کر سرحد پر ختم ہوتا تھا، صحرا لیبیا کے مغرب اور سوڈان کے شمال میں واقع شمالی افریقہ میں سامی نسل کے لوگ آباد تھے۔ کہ وہ عربوں کی دو بڑی شاخوں کی نسل میں سے ہیں وہ جفاکش اور بہادر تھے، ان میں آزادی کا جذبہ اتنا ہی تھا، جتنا عربوں میں اس صوبے پر عربوں نے پہلا حملہ حضرت عمرؓ کے عہد میں کیا تھا، حضرت عثمانؓ کے عہد میں عرب فوجیں برقہ تک پہنچ گئی تھیں، عربوں نے بازنطین کے گورنر گری گوریس کو کارتھیج کے قریب ایک مشہور لڑائی میں شکست دی تھی، رومیوں نے عربوں کو خراج دینے کا اقرار کر لیا، اس پر عربوں نے رزالہ اور برقہ میں چند دستے متعین کر دیئے اور باقی فوج پیچھے ہٹالی، جن علاقوں کو عرب فوجوں نے خالی کیا تھا ان پر رومی گورنروں نے دوبارہ قبضہ کر لیا، لیکن انہوں نے مفتوحہ علاقوں کے باشندوں کے ساتھ اتنا شدید اور ناروا سلوک کیا، کہ تھوڑی مدت بعد خود ان علاقوں کے باشندوں نے عربوں کو دعوت دی کہ وہ انہیں بازنطینی غلامی سے نجات دلائیں حضرت معاویہ نے ان کی اس دعوت کو قبول کر لیا، اور مشہور و معروف عقبہ بن نافع ایک فوج لے کر افریقہ میں داخل ہوا، ہر قسم کی مزاحمت پر قابو پا لیا گیا، سارا علاقہ عربوں کا مطیع ہو گیا۔

سنہ ۵۰ھ میں عقبہ نے قیروان کی مشہور چھاؤنی آباد کی، یہ چھاؤنی تونس کے جنوب میں تھی اس چھاؤنی کا مقصد یہ تھا کہ قابو سے باہر بربریوں پر قابو پایا جائے اور رومیوں کے سمندری حملوں کی روک تھام کی جائے، اس جنگل کو جس میں اس وقت تک جنگلی جانور اور حشرات آباد تھے، ہموار کر دیا گیا، اور اس قطعہ پر وہ خوب صورت شہر بسایا گیا، جس کے آثار اب تک پائے جاتے ہیں، اس وقت مغرب (موجودہ مراکو) پر رومیوں کا قبضہ تھا، بربریوں کی مدد سے رومی افریقہ پر ہلّہ بول دیتے تھے ۵۵ ہجری میں عقبہ نے

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

مغرب کی طرف اقدام کرنے کا فیصلہ کر لیا، اس سے پہلے ہی شہروں نے اپنے آپ کو اس کے حوالے کر دیا، رومی اور یونانی عتبہ کی فوج کے بازوؤں پر حملے کرتے اور منتشر عرب سپاہیوں کو قتل کر دیتے، انھوں نے عتبہ بن نافع کی راہ کو مسدود کرنے کی ہر امکانی کوشش کی، لیکن عتبہ انہیں چیرتا ہوا اوقیانوس کے ساحلوں تک جا پہنچا، پانی کے اس وسیع پھیلاؤ کو دیکھ کر وہ مایوس ہوا، کیونکہ پانی نے اس کی فتوحات کو روک دیا تھا اس نے اپنے گھوڑے کو سمندر کی لہروں میں ڈال دیا، اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر اس نے کہا۔ "اے خدائے بزرگ و برتر! اگر یہ سمندر راستے میں حائل نہ ہوتا تو میں تیرے نام کی عظمت پھیلانے اور تیرے دشمنوں کو ختم کرنے کے لیے اس سے بھی دور دراز کی طرف بڑھتے چلا جاتا۔"

عتبہ کی شاندار یلغار اور رومیوں اور بربریوں کی شکستوں کی وجہ سے اس علاقے میں کئی سال تک امن قائم رہا، عتبہ ماسوا ایک تھوڑی سی مدت کے جب کہ اسے دمشق جانا پڑا اپنی موت یعنی ۶۵ھ تک افریقہ کا گورنر رہا، اس سال بربریوں کے غول پہاڑوں اور اطلس کی وادی سے نکل کر ان مٹھی بھر عربوں پر ٹوٹ پڑے جو قیروان میں مقیم تھے، کسی قوم یا نسل نے اتنی بہادری کا ثبوت نہیں دیا جتنا کہ عربوں نے شمالی افریقہ کی جنگجو قوموں سے لڑتے وقت دیا۔ چھوٹی سی فوج کے ساتھ عربوں نے ایک وسیع علاقہ پر قبضہ کر لیا جہاں کے رہنے والے ہندوستان کے رہنے والوں کی طرح امن پسند نہیں تھے، بلکہ وہ لڑائیوں اور جنگوں کے عادی تھے، بربروں نے راجدھانی کا محاصرہ کر لیا، عتبہ محصور حالت میں مرنا نہیں چاہتا تھا، اسی نے اپنی تلوار کی نیام توڑ دی، جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ یا جیت جائے گا یا مر جائے گا، عتبہ محاصرین کی فوج میں کود پڑا اور لڑتا لڑتا مارا گیا، عتبہ کے ساتھ اس کے بہت سے سپاہی کام آئے، چند سپاہیوں نے مصر کی راہ لی، قیروان پر بربریوں کا قبضہ ہو گیا، ایسا دکھائی پڑتا تھا کہ افریقہ اور مغرب میں عربوں کا غلبہ ختم ہو چکا ہے۔

جب عتبہ مغرب میں مصروف تھا، مہلب نے سندھ اور دریائے سندھ کی زیریں وادی کو فتح کیا، اسی زمانہ میں مشرقی افغانستان کو مطیع کیا گیا، رومیوں نے مسلمانوں کی خانہ جنگی سے فائدہ اٹھانے کے لیے سرحدوں پر کئی مرتبہ حملے کیے تھے، رومیوں کو کئی بار لڑائیوں میں شکستیں ہوئیں، عرب فوجوں نے کیپا دوشیہ میں جاڑا بسر کیا، عربوں کے بیڑے نے رومی

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

بربرے کو بھگا دیا، یونان کے ٹاپو منڈل کے بہت سے ٹاپوؤں پر عربوں نے قبضہ کر لیا۔
بسرہ کے گورنر مغیرہ کے ایما پر حضرت معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کو اپنا جانشین بنانا چاہا۔ ایسا کرنا اس معاہدے کی خلاف ورزی تھا، جو حضرت حسنؓ کے ساتھ کیا جا چکا تھا حضرت معاویہ کی اس تجویز کی عراق اور خراسان کے گورنر زیاد نے تائید کی، عراقیوں کے عمائد اور سرداروں سے یزید کے حق میں بیعت لی گئی، عراقیوں کے بعد شامیوں نے ایسا ہی کیا۔

۵۱ ہجری میں حضرت معاویہ مدینہ اور مکہ گئے تاکہ اہل حجاز کو یزید کی بیعت پر آمادہ کریں، حسین بن علی، عبداللہ بن عمر، عبدالرحمٰن بن ابوبکر اور عبداللہ بن زبیر نے کسی شرط پر بھی یزید کے حق میں بیعت کرنے سے انکار کر دیا، ان کی مثال سے حجازیوں کے حوصلے بڑھ گئے، اپریل ۶۸۰ میں حضرت معاویہ اس دنیا سے چل بسے ایک وقائع نگار کے الفاظ ہیں "آپ نے سب سے پہلے منبر پر بیٹھ کر تقریر کرنی شروع کی، آپ ہی نے سب سے پہلے اپنی ذاتی حفاظت کے لیے گارڈ مقرر کئے آپ کے درباری آپ کے ساتھ بے تکلفی سے باتیں کرتے تھے" مسعودی حضرت معاویہ کی روزانہ زندگی کا نقشہ اس طرح پیش کرتا ہے، "فجر کی نماز کے بعد آپ حاکم شہر کی رپورٹ سنتے اس کے بعد آپ کے مشیر امور سلطنت کے متعلق آپ سے مشورے کرتے، ناشتہ کے دوران میں آپ صوبائی مراسلت سنتے آپ کا ایک سیکرٹری ان خطوط کو پڑھ کر سنایا کرتا، ظہر کی نماز کے بعد آپ مسجد میں ہر اس شخص کی شکایت سنتے، جو اپنی شکایت کو آپ تک پہنچانا چاہتا، محل میں واپس ہو کر آپ امیروں، کبیروں سے ملاقات کرتے اس ملاقات کے اختتام پر آپ دوپہر کا کھانا کھاتے، عصر کی نماز کے بعد آپ وزیروں کے ساتھ پھر مجلس مشاورت کرتے، شام کا کھانا آپ اپنے وزیروں کے ساتھ کھاتے اس کے بعد وزیروں سے پھر مشاورت ہوتی دن ختم ہو جاتا، حضرت معاویہ کا عہد حکومت داخلی لحاظ سے فارغ البال اور پُرامن اور خارجی لحاظ سے کامیاب تھا۔

حضرت معاویہ کے عہد حکومت کے آغاز میں کان ستانز دوم اپنے بھائی تھیوڈوسی کو قتل کرنے کے بعد رومی سلطنت کا شہنشاہ بنا، اس کے بیٹے کان ستان تائین چہارم نے اسے نکال کر تخت پر قبضہ کر لیا، وہ پوگوناتوس کے نام سے مشہور ہے بزرگوں کے اسس

جانشین نے اپنے بھائیوں کے ناک کاٹ کر اور کلیا کے ناموروں کو موت کے گھاٹ اتار کر روسی تاریخ میں نام پیدا کیا۔

حضرت معاویہ کی موت پر اپنے باپ کی وصیت کے مطابق یزید تخت پر بیٹھا یزید کی تخت نشینی سے اسلام کے اس جمہوری اصول کو کہ امیرالمؤمنین رائے عامہ سے منتخب ہو ایک کاری ضرب لگی عرب اس جمہوری اصول کے اس قدر شیدائی تھے کہ انھوں نے اس اصول کی خاطر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے افراد کے حقوق تک نظر انداز کر دیئے تھے، ازاں بعد ہر حکمران اپنا جانشین نامزد کرتا رہا اور اپنی زندگی میں ہی اپنی فوج اور اپنے امیروں کبیروں سے اپنے جانشین کے حق میں بیعت لیتا رہا۔ امام حسن بصری رح کے الفاظ ہیں "دو اشخاص نے مسلمانوں کے معاملات کو الجھن میں ڈال دیا عمرو بن العاص نے جب کہ اس نے حضرت معاویہ کو یہ مشورہ دیا تھا کہ اس کے سپاہی اپنے نیزوں پر قرآن اٹھائیں اور مغیرہ نے جب کہ اس نے معاویہ کو یہ مشورہ دیا تھا کہ وہ اپنے بیٹے یزید کے حق میں بیعت لیں، اگر ایسا نہ ہوتا تو قیامت تک کونسل آف الیکشن باقی رہتی، معاویہ کے جانشینوں نے بھی اپنے بیٹوں کے حق میں بیعت لینی شروع کر دی"

جب کوفہ کے مسلمانوں نے حضرت حسین ابن علی رض سے درخواست کی کہ وہ انہیں امویوں سے نجات دلائیں تو آپ اس کے لیے تیار ہو گئے، عبداللہ بن زبیر رض کے علاوہ حسین ابن علی رض کے تمام دوستوں نے آپ کو مشورہ دیا کہ آپ کوفیوں کی باتوں پر اعتماد نہ کریں، کیونکہ وہ عراقیوں کی سرشت سے اچھی طرح واقف تھے "کوفہ کے لوگ کبھی آگ کی مانند گرم ہو جاتے ہیں اور کبھی برف کی طرح سرد" اس پر بھی عراق نے آپ کو جو یقین دلایا تھا، اس کے پیش نظر آپ کوفہ جانے کے لیے تیار ہو گئے، آپ نے صحرائے عرب کو بغیر کسی مزاحمت کے عبور کر لیا، آپ کے ساتھ آپ کے کئی رشتے دار، دو جوان بیٹے اور تھوڑے سے ساتھی تھے، ان کے علاوہ عورتوں اور بچوں کی بھی ایک خاصی تعداد تھی، جب آپ عراق کی سرحدوں پر پہنچے تو آپ کو اس کوفی فوج کا کوئی نشان نہ ملا جس نے وہاں پہنچنے کا وعدہ کیا تھا، آپ کو شبہ ہوا کہ آپ کے ساتھ دھوکا کیا گیا ہے، چنانچہ آپ نے فرات کے مغربی کنارے پر کربلا کے مقام میں خیمے لگا دیئے، آپ کا شبہ بجا تھا، آپ نے اپنے آپ کو عبیداللہ بن زیاد کی فوج کے گھیرے میں پایا، کئی دنوں تک آپ کے خیموں کا محاصرہ جاری رہا،

چونکہ اس فوج میں اتنی ہمت نہیں تھی، کہ وہ ابن علی رضؓ کی فوج کا سامنا کرتی، اس لیے اس نے اس چھوٹے سے قافلے پر فرات کا پانی بند کر دیا۔ آپ نے اموی فوج کے سردار کے سامنے باعزت سمجھوتے کے لیے تین شرطیں پیش کیں:۔

۱۔ آپ کو مدینہ واپس جانے دیا جائے۔

۲۔ آپ کو اس سرحدی فوج میں بھیج دیا جائے، جو ترکوں کی روک تھام کے لیے متعین کی گئی ہے۔

۳۔ آپ کو سلامتی کے ساتھ یزید تک پہنچا دیا جائے!

لیکن اموی سرداروں نے ان میں ایک شرط بھی نہ مانی، آپ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اُن میں سے جس کا جی چاہے موقع پا کر واپس چلا جائے۔ لیکن آپ کے ساتھیوں میں سے ایک نے بھی آپ کا ساتھ نہ چھوڑا، اموی فوج کا ایک سردار اپنے تیس سپاہیوں کے ساتھ آپ کی صفوں میں شریک ہو گیا، دست بدست اور دو بدو لڑائیوں میں فاطمیوں کے مقابلہ پر کوئی نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ لیکن دشمن کے تیراندازوں کی کثرت مدافعین کی جماعت کو ایک ایک کر کے ختم کر رہی تھیں، صرف حسینؓ ابن علیؓ باقی تھے، زخم خوردہ حالت میں آپ دریا کی طرف بڑھے لیکن تیروں نے آپ کا راستہ روک لیا، اپنے خیمہ میں داخل ہو کر آپ نے اپنے ننھے بچے کو اٹھایا، دشمنوں نے اسے اپنے تیروں کا نشانہ بنایا، آپ کے بچوں اور بھتیجوں نے آپ کے ہاتھوں میں دم دیا، جب آپ میں اپنے بے رحم دشمنوں کے مقابلہ کی سکت نہ رہی تو آپ اکیلے اور تھکے ماندے اپنے خیمہ کے دروازے پر بیٹھ گئے، خیمہ کے اندر سے ایک خاتون نے آپ کو پانی کا پیالہ پیش کیا، پیالہ ابھی لبوں تک مشکل ہی سے پہنچا ہو گا کہ آپ کے رخسار پر ایک تیر لگا، آپ نے آسمانوں کی طرف ہاتھ اٹھائے اور زندوں اور مردوں کے لیے دعا کی، آپ ایک مرتبہ دشمن کی صفوں میں داخل ہو گئے۔ دشمن نے آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیا، خون کی کمی کے سبب آپ زمین پر گر پڑے، قاتل آپ کی طرف بڑھے، قاتلوں نے آپ کے سر کو آپ کے تن سے جدا کر دیا، آپ کے جسم کو روندا گیا، ان قاتلوں نے آپ کے جسم کی بے حرمتی میں کوئی کسر نہ چھوڑی، آپ کے سر کو کوفہ میں لے جایا گیا، جب بے رحم عبید اللہ نے آپ کے لبوں پر چھڑی ماری تو ایک بوڑھا مسلمان پکار اٹھا "افسوس! میں نے ان ہونٹوں پر اللہ کے رسولؐ کے ہونٹوں

Islam Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

کو دیکھا ہے۔ ان حالات میں اس رنج وغم کے اظہار کی آسانی سے سمجھ آسکتی ہے جو ہر سال امام حسینؓ کی شہادت کے موقعہ پر کیا جاتا ہے!

ان حالات میں اپنے عہد کی ایک بلند ترین ہستی کا خاتمہ ہوا، اس ہستی کے ساتھ ہی آپ کے خاندان کے تمام (کودک (بچے اور جوان) بھی ختم ہو گئے، آپ کا صرف ایک بچہ آپ کی بہن حضرت زینبؓ نے اس قتل عام سے بچایا تھا، اس بچے کا نام بھی علی تھا، آگے چل کر آپ زین العابدین کے لقب سے مشہور ہوئے، جب اس بچے کو عبید اللہ کے سامنے پیش کیا گیا، تو وہ اس بچہ کی زندگی ختم کرنے کے درپے ہو گیا۔ لیکن حضرت زینبؓ کی اس بچہ کے ساتھ دل بستگی دیکھ کر وہ خائف ہو گیا اور اس طرح اپنے ارادے سے باز رہا، امام حسینؓ کے خیمہ کی خواتین اس بچہ سمیت دمشق بھیج دی گئیں، اس مغموم کاروان کی حفاظت کے لیے جو فوجی دستہ متعین تھا وہ اپنے نیزوں پر شہیدوں کے سر اٹھائے ہوئے تھا، دمشق پہنچ کر رسولؐ خدا کی نواسیوں نے جو پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس تھیں، یزید کے محل کے پیچھے بیٹھ کر عرب عورتوں کے مخصوص انداز میں نوحہ خوانی کی، یزید ان دردناک چیخوں سے کانپ اٹھا اور اسے اپنی راجدھانی میں رسولؐ خدا کے خاندان کے حق میں بغاوت ہو جانے کا اندیشہ ہوا، چنانچہ اس نے جلدی سے انہیں ان کے گھروں کو لوٹا دیا۔

کربلا کے سفاکانہ حادثہ نے اسلامی دنیا میں دہشت پھیلا دی، اسی حادثہ نے ایران نے ایک ایسی قوی تحریک کی صورت اختیار کر لی۔ جس نے بعد میں عباسیوں کو اس قابل بنا دیا کہ وہ امویوں کا تختہ الٹ سکیں مدینہ میں احساس اس قدر شدید ہو گیا تھا کہ یزید کو بہت جلدی وہاں ایک خاص حاکم بھیجنا پڑا تاکہ عوام کے جذبات کو ٹھنڈا کیا جا سکے اس حاکم کے مشورے سے مدینہ کے بڑے بڑے لوگوں نے دمشق میں ایک وفد بھیجا، تاکہ حضرت حسینؓ کے خاندان کے لیے کوئی امداد طلب کرے، اس وفد کو یزید کے طرز عمل نے بددل کر دیا اپنی کوششوں میں ناکامی دیکھنے کے بعد اہل مدینہ نے جوش میں آ کر یزید کی برطرفی کا اعلان کرتے ہوئے اس کے حاکم کو شہر سے نکال دیا، یہ خبر پاتے ہی یزید نے جوش میں آ کر مسلم بن عقبہ کی کمان میں مدینہ کو ایک فوج بھیج دی، اس فوج میں شامی اور اموی خاندان کے حامی شامل تھے، حرہ کے مقام پر لڑائی ہوئی، اہل مدینہ نے اس لڑائی میں بڑی بہادری دکھائی لیکن آخر کار انہیں شکست ہوئی، اس لڑائی میں مدینہ کے بڑے بڑے لوگ اور کئی

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

ایک مشہور صحابی کام آئے، وہ شہر جس نے رسولؐ خدا کو پناہ دی اور جسے رسولؐ خدا کے وجود مبارک نے مقدس بنا دیا تھا، اب شامی سپاہیوں کی لوٹ کھسوٹ کا مرکز بنا ہوا تھا اہل مدینہ پر طرح طرح کے ظلم ڈھائے گئے، مسجد نبویؐ کو اصطبل میں تبدیل کر دیا گیا اور مقدس مزاروں سے سامان آرائش اتار لیا گیا، اسلام نے اپنی فتوحات کے وقت امویوں سے جو اچھا سلوک کیا تھا، اس کا صلہ امویوں نے یوں دیا کہ مدینہ کے بہترین افراد کو قتل کر دیا گیا، جو بھاگ سکتے تھے وہ بھاگ نکلے، جو باقی بچے انہوں نے یزید کی اطاعت کر لی، اس حادثہ سے علی ابن حسینؓ اور حضرت عباسؓ کے پوتے علی بچ نکلے، مدینہ کے کالجوں، ہسپتالوں اور دوسری پبلک عمارتوں کو مسمار کر دیا تھا۔ عرب تباہی کی لپیٹ میں تھا، آگے چل کر علی ابن حسین کے ایک پوتے حضرت جعفر صادقؒ نے مدینہ میں علم و حکمت کی شمع روشن کی، اس وقت کا مدینہ لق و دق کی صحرا میں ایک نخلستان کی مانند تھا، مدینہ کو اپنی گزشتہ خوشحالی کبھی نصیب نہ ہو سکی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امویوں کے عہد میں مدینہ ماضی کا ایک شہر بن چکا تھا، کیونکہ جب عباسیوں کے دوسرے خلیفہ منصور نے مدینہ کی سیاحت کی تو اسے قرون اولیٰ کے مسلمانوں کے مکانوں اور مزاروں کا پتہ بتانے کے لیے ایک رہبر کی ضرورت پڑی،

مدینہ سے انتقام لینے کے بعد شامی فوج نے مکہ کا رخ کیا، جہاں عبداللہ بن زبیرؓ نے اپنی خلافت کا اعلان کر دیا، شامیوں نے شہر کا محاصرہ کر لیا، لڑائی کے دوران میں خانہ کعبہ اور دوسری مقدس عمارتوں کو شدید نقصان پہنچا، یزید کی بر وقت موت نے شامیوں کو مجبور کر دیا تھا کہ وہ مکہ کا محاصرہ اٹھا کر دمشق کا رخ کریں،

یزید کے بعد اس کا نرم دل بیٹا معاویہ اس کا جانشین ہوا، معاویہ کو اپنے خاندان کے جرائم سے بڑی نفرت تھی، چند مہینوں کی حکومت کے بعد وہ تخلیہ میں چلا گیا، وہ تھوڑی دیر بعد چل بسا، کہا جاتا ہے کہ اسے زہر دیا گیا تھا، یزید کی موت کے بعد فوراً عبداللہ بن زبیرؓ مکہ سے نکل کر شام پر حملہ کر دیتے تو امویوں کی حکومت ہمیشہ کے لیے ختم ہو جاتی، لیکن آپ مکہ میں مقیم رہے۔

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

آٹھواں باب

۶۴ تا ۸۶ ہجری۔ مطابق ۶۸۳ تا ۷۰۵ء

مروان بن حکم امیوں کا سردار بنایا جاتا ہے۔ مرج راحت کی لڑائی۔ شامی مضریوں کی تباہی۔ مروان کی دغابازی۔ مستغفرین مروان کا انتقال۔ عبدالملک والی شام مختار کی بغاوت۔ حضرت حسینؓ کے قاتلوں کی تباہی۔ مختار کی وفات۔ مصعب۔ عبدالملک کا حملہ عراق پر۔ مصعب کی وفات۔ حجاز پر عبدالملک کی فوج کا حملہ۔ مکہ کا محاصرہ۔ مکی خلیفہ عبداللہ بن زبیر کی وفات۔ عبدالملک شاہ اسلام۔ ظالم حجاج۔ افریقہ میں ترقی۔ رومیوں کے ساتھ جنگ و جدال۔ خارجیوں کی جماعت۔
عبدالملک کی وفات

معاویہ ثانی کی وفات پر اس کا اصل جانشین اس کا چھوٹا بھائی خالد تھا۔ لیکن چونکہ وہ کم عمر تھا امویوں نے اس کو بادشاہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور اپنی رسم کے مطابق کسی کبیر (بزرگ عمر) کو تخت نشین کرنے کا تقاضا کیا۔ اس وقت امویوں کی حالت سخت نازک تھی۔ مروان جو قبیلہ میں بزرگ ترین تھا عبداللہ بن زبیر کا حلف اطاعت لینے پر تیار تھا وہ معاویہ کا چچازاد بھائی تھا اور امویوں میں بڑا بارسوخ و مقتدر تھا اس کی اطاعت قبول کر لینے سے سارا قبیلہ عبداللہ کے مطیع فرمان ہو جاتا۔ مگر زبیر کے محتاط بیٹے نے عرب۔ مصر۔ عراق اور خراسان کی حکومت پر ہی قانع رہ کر شام کی حکومت لینے سے انکار کر دیا۔ جب عبداللہ اس طرح مکہ میں سست پڑا تھا۔ شریر عبیداللہ بن زیاد نے بصرہ میں خلافت قائم کرنے کی کوشش کی مگر ناکام ہو کر مروان کے پاس بھاگ آیا اور اس کو تخت و تاج پر قابض ہونے کی ترغیب دی مروان کا ایسا کرنا خالی از وقت نہ تھا۔ اموی اس سے بدظن اور ناچاق تھے اور شام کے حمیری مضریوں کے عروج سے حسد کرتے تھے۔ مگر سن و سال کے تقاضا نے بھی مروان کو سازش و دھڑا بندی کے شعور سے معرا نہیں کیا تھا۔ اس نے تخت نشینی کے لیے وعدہ وعید کر کے خالد کے رفیقوں کو اپنے ہتے چڑھا لیا اور یہی اقرار کر کے عمر کو جو قبیلہ میں ایک زبردست رکن تھا اپنے سے متفق کر لیا اور اس نے حمیری سرداروں کو بہت سی مراعات دے کر رام کر لیا اس طرح سب کی آنکھ میں خاک ڈال کر مروان نے وہ طاقت حاصل کر لی جس کے لیے وہ تلملا رہا تھا۔ مسعودی لکھتا ہے ”وہ پہلا شخص ہے جس نے اپنی تلوار کی مدد سے تخت حاصل کیا ہے“ اس طرح شامی حمیریوں کو اپنے ساتھ گانٹھ کر

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

وہ مصری سردار ضحاک پر جس نے عبداللہ بن زبیر کی مدد کی تھی حملہ آور ہوا۔ دمشق سے بجانب شمال مشرق چند میل کے فاصلہ پر بمقام مرج راحت لڑائی ہوئی۔ اگرچہ حمیریوں کی تعداد زیادہ تھی۔ تاہم پہلی لڑائی میں کا کوئی فیصلہ نہ ہوا۔ مگر مروان نے کسی چال سے اپنے مخالف سردار ضحاک کو مروا دیا اور اس کے بعد جو لڑائی ہوئی اس میں مصری بالکل تباہ و برباد ہو گئے۔ اب سارا شام مروان کے زیر نگیں ہو گیا اور اس کے تھوڑے ہی دن بعد مصر بھی اس کے ہاتھ آ گیا اس طرح اپنے پاؤں مضبوط کر کے مروان نے خالد سے اپنے وعدے کو توڑ دیا اور عمر کو جب اس نے اپنا جانشین نامزد کیا تھا مجبور کیا کہ وہ تخت و تاج کا حق اس کے بیٹوں عبدالملک اور عبدالعزیز کو دیدے۔

مرج راحت کی لڑائی سے حمیری اور مصریوں کا پرانا باہمی حسد جو سالہا سال سے دبا ہوا تھا پھر چمک اٹھا۔ حمیری اب زوروں پر تھے اور اپنے رقیبوں پر خوب جی کھول کر ظلم و ستم ڈھاتے تھے۔ یہ حالت مروان کے جانشین عبدالملک کے عہد میں بھی کم و بیش بدستور جاری رہی۔

اسی زمانہ میں عراقیوں کی ایک بڑی تعداد حضرت حسینؓ اور ان کے خاندان کا ساتھ چھوڑنے پر سخت پشیمان و نادم ہو کر ان کے قاتلوں سے انتقام لینے کی غرض سے آمادہ جنگ ہو گئی ایک رات کو انھوں نے حضرت حسینؓ کے مزار پر نماز پڑھی اور سخت روئے۔ دوسرے دن شامیوں کے برخلاف اعلان جنگ دے دیا انھوں نے اپنا نام مستغفرین رکھا اور شروع شروع میں اتنا زور پکڑ لیا کہ اپنے سردار سلیمان (سلیمان صرد کا بیٹا تھا اور بڑا صاحب اقتدار تھا) کے ماتحت جو سامنے آیا مار کر ہٹا دیا۔ مگر بعد میں مروان کی فوج نے ان کو شکست دی۔ سلیمان اور اس کے ماتحت سردار تہ تیغ ہوئے اور مستغفرین کے بچے کھچے آدمی بحالت تباہ کوفہ کی طرف واپس آئے۔ یہاں ایک اور انتقام پر کمربستہ سردار مختار نے ان کو پھر آراستہ کیا۔ یزید کی بیوہ کے ہاتھوں مروان کی موت نے اس کی چیرہ دستیوں اور دھڑے بندیوں کا ایک حد تک خاتمہ کر دیا۔ مروان نے اس بیوہ سے خالد کے رقیبوں کو اپنے ساتھ ملانے کی غرض سے شادی کر لی تھی۔ ایک دن اس نے اسی لڑکے (خالد) کی ماں کو اس نے تخت و تاج

* عمر کا تعلق مندرجہ ذیل شجرہ سے بخوبی معلوم ہو جائے گا۔

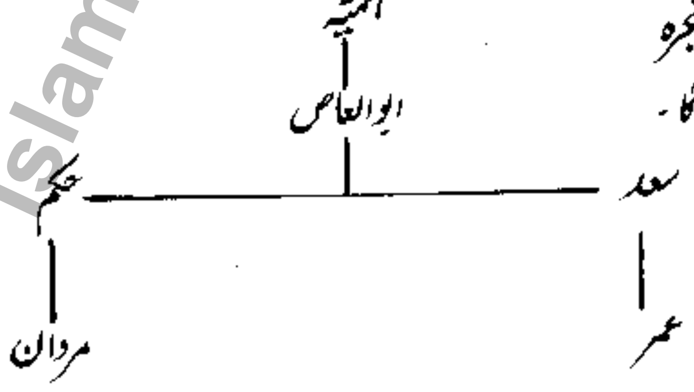

M Awais Sultan Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islamic Books Quran & Madni Ittar House

سے محروم کر رکھا تھا سخت ہتک کی۔ اس پر لڑکے کی ماں سخت برافروختہ ہوئی اور اسی رات مروان کا کام تمام کر دیا۔ سنت والجماعت کے لوگ مروان کو خلیفہ نہیں مانتے ان کے اعلیٰ مؤرخ اس کو عبداللہ بن زبیر کا جس کو علمائے دین نے خلیفہ تسلیم کر لیا تھا۔ باغی گردانتے ہیں اور اگرچہ وہ زبیر کی وفات کے بعد عبدالملک کی خلافت کو جائز مانتے ہیں۔ مگر اس کی تخت نشینی کے متعلق مروان کی وصیت کو جائز تسلیم نہیں کرتے۔

مروان کی وفات پر قبیلہ کی کثرت رائے سے عبدالملک بادشاہ تسلیم کیا گیا۔ یہ بادشاہ مروان کا اصلی نمونہ تھا مستعد۔ دھڑہ بند۔ نہایت محتاط۔ اس نے اپنی پوزیشن کو حیرت انگیز قابلیت سے مضبوط کیا۔ جب وہ یہاں تخت پر قائم ہوا تو مختار عراق میں خود بادشاہ بن بیٹھا اور حضرت حسینؓ کے قاتلوں کو چن چن کر مارنے لگا قاتلوں کا خوب قاعدہ سے تعاقب کیا جاتا اور ان کو کتوں کی موت مارا جاتا۔ عبدالملک نے مردود عبیداللہ بن زیاد کے ماتحت جو فوج روانہ کی وہ ہزیمت کھا کر برباد ضائع ہوئی۔ عبیداللہ قتل ہوا اور اس کا سر مختار کے سامنے لایا گیا۔ اپنی غرض و غایت حاصل کرنے کے بعد مستغفرین منتشر ہو گئے اور یکے بعد دیگرے عبداللہ کے بھائی اور عراق کے گورنر مصعب کی تلوار سے کنج عدم میں پنہاں ہو گئے۔ مختار کی لڑائی نے سخت طول کھینچا۔ مگر آخر مختار ہلاک ہوا اور اس کے ہمراہی تلوار کے گھاٹ اترے اور میدان مصعب کے ہاتھ رہا۔ زبیر کے بیٹے کی حکومت عراق میں تھی اور خراسان بھی اس کے زیر نگیں تھا مگر اس کی طاقت کی بنیاد کھوکھلی تھی عراقی بے ایمان تھے اور چند مراعات حاصل کر کے پھر وہ عبدالملک کے طرف دار ہو گئے تھے۔ اس اثناء میں عبداللہ کی فوجیں خارجیوں سے متواتر لڑائیاں کر کے کمزور ہو گئیں۔ خارجی اپنے صحرا سے نکل کر کالدیا اور جنوبی ایران کے لوگوں کا قتل عام کرتے اور لوٹ مار مچاتے تھے۔ یہ وحشی مذہبی دیوانے مہذب سوسائٹیوں کو برباد کر کے اپنے دل کی بھڑاس نکالتے۔ عرب مؤرخین نے ۶۸ھ کے حج بیت اللہ کے متعلق ایک ایسا واقعہ درج کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت اسلام میں خوب اختلاف پڑ گیا تھا۔ اس موقع پر چار جھنڈے چار فریقوں کے عرفات پر بلند کئے گئے تھے۔ ایک عبداللہ بن زبیر کا۔ دوسرا عبدالملک بن مروان کا۔ تیسرا محمد بن الحنفیہ کا اور چوتھا باغی خارجیوں کا۔ ہر ایک جھنڈے کے ارد گرد اس فریق کے لوگ جمع ہوتے تھے اور باوجود آپس کے سخت عناد کے ایک دوسرے سے چھیڑ چھاڑ نہ کرتے تھے۔ عبدالملک نے اپنی تلوار کے زور سے چند سال میں ملک شام کو دشمنوں سے صاف کر لیا۔ عمرو بن سعد نے علم بغاوت بلند کرنا چاہا وہ محل میں گرفتار کر کے لایا گیا اور عبدالملک نے اپنے ہاتھ

سے اس کا سر تن سے جدا کیا۔ دمشق کی طرف سے فارغ ہوکر اس نے اپنی عنان توجہ عراق اور کالدیا کی طرف موڑی۔ جہاں مصعب عبداللہ بن زبیر کی طرف سے حکمرانی کرتا تھا۔ عراقیوں کی بے ایمانی سے اس کو کوفہ پر چڑھنے کا حوصلہ ہوگیا۔ مصعب اس کا بیٹا یحییٰ۔ اس کا بہادر لفٹنٹ ابراہیم ابن الاشتر میدان جنگ میں ڈھیر ہوگئے اور عراق ایک دفعہ پھر بنی امیہ کے تصرف میں آگیا۔ مصعب کو پامال کرنے کے بعد عبدالملک نے عبداللہ کی طرف فوجیں روانہ کیں۔ حجاج بن یوسف کے ماتحت ایک بھاری فوج حجاز کی طرف بڑھی۔ مدینہ معتد بہ وقت لینے کے بغیر ہی فتح ہوگیا اور مکہ کا ایک دفعہ پھر محاصرہ کیا گیا۔ مقدس شہر کے اردگرد کی پہاڑیوں پر سے تیروں کی کثرت بوچھاڑ نے شہر میں مصیبت برپا کردی۔ لیکن عبداللہ نے اپنے متواتر حملوں سے شامیوں کو روکے رکھا۔ پھر محاصرہ ناکہ بندی کی صورت میں بدل دیا گیا جس سے شہر کے لوگ تنگ آکر انبوہ در انبوہ بھاگنے لگے یہاں تک کہ عبداللہ صرف چند ہمراہیوں کے ساتھ رہ گیا۔ آخری حملہ کرنے سے پہلے اس نے اپنی ماں اسماء بنت حضرت ابوبکرؓ سے مشورہ کیا کہ آیا اسے امویوں کی اطاعت کرنی چاہیے یا لڑکر مرجانا چاہیے معمر خاتون نے عربی حمیت سے کام لے کر بہادرانہ و شجاعانہ لہجہ میں کہا کہ تم کو یقین ہے کہ تم حق بجانب ہو تو تمہارا فرض ہے کہ مرتے دم تک لڑو اور اگر تمہارا خیال ہے کہ غلطی پر ہو تو پھر ہتھیار ڈال دو اس والا تبار خاتون نے اس کے اس خوف کو کہ مرنے کے بعد دشمن اس کے جسم سے بدسلوکی کریں گے اس جواب سے رفع کیا کہ مرنے کے بعد جسم سے خواہ کیسا سلوک کیا جائے اس کی پرواہ نہ ہونی چاہیے۔ کیونکہ روح تو اپنے ملک کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ اپنی ماں کو الوداع کہہ کر اور اس کی پیشانی پر بوسہ دے کر ہاتھ میں تلوار لیے وہ اپنے محل سے تخت یا تختہ کی ٹھان کر باہر نکلا جس طرف جاتا میدان خالی کردیتا۔ مگر آخر کثرت تعداد سے مغلوب ہوکر یہ مرد میدان عاجز ہوگیا۔ ایک بہادر سپاہی کی موت پر بہادر دشمن بھی افسوس کرتا ہے مگر شامی تہذیب سے بالکل معرا تھے اور رسول اللہ صلعم کا یہ حکم کہ مردے کی تعظیم کرو بالکل فراموش کیے ہوئے تھے۔ انھوں نے مادر عبداللہ کی یہ درخواست کہ لاش دفنانے کے لیے اس کے حوالہ کی جائے رد کردی اور اس زمانہ کے وحشیانہ پن سے کام لے کر اس کی لاش ٹکٹکی پر لگا دی۔ عبداللہ اور اس کے دو اور سرداروں کے سر مدینہ میں تشہیر کرنے کے بعد دمشق کی طرف روانہ کی گئے۔

عبداللہ بہت سے اوصاف حمیدہ کا مجموعہ تھا۔ عیار اور بلند پرواز مگر شجاعت کے سانچے میں ڈھلا ہوا اپنے ہمعصروں میں انصاف کا سب سے زیادہ احساس رکھتا تھا۔ اس کا بڑا نقص جس نے غالباً اس کو اوج عمارت سے گراکر خاک میں ملا دیا یہ تھا کہ وہ بخیل و کنجوس تھا۔ اور یہ کہ اس وقت بھی جب کہ حجاج

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

اس کے دروازہ کو کھٹکھٹاتا رہا تھا اس نے اپنی بیشمار دولت سے سپاہیوں کو تنخواہ دینے اور سامان حرب خریدنے میں کوتاہی کی ۔ اہل سنت والجماعت عبداللہ کو جائز خلیفہ مانتے ہیں ۔ کیونکہ وہ حرمین شریفین (مکہ و مدینہ) کا محافظ تھا اور مکہ و مدینہ میں خطبوں میں اس کا نام لیا جاتا تھا ۔

اب عبدالملک اسلامی ممالک کا حکمران ہو گیا ۔ مہلب بن ابو سفرہ نے جنوبی ایران میں مزید مقابلہ کو فضول خیال کر کے عبدالملک کی اطاعت منظور کر لی ۔ مگر خراسان کے وائسرائے نے عبدالملک کے پیغام اطاعت کا جواب یہ دیا کہ اس کے ایلچی کو شاہی رقعہ نگل جانے پر مجبور کیا اور دمشق کی طرف واپس لوٹا دیا عبداللہ اور عبدالملک کی باہمی جنگ سے خارجیوں نے اچھی طاقت حاصل کر لی اور وہ جنوبی ایران اور کالدیا میں پھیل گئے ۔ اموی گورنروں کے ظلم و تعدی سے تنگ آ کر وہ خوب بے جگری سے لڑے مٹھی بھر خارجی عبدالملک کو وقتاً فوقتاً شکستیں دیتے رہے ۔ مگر ان میں اتفاق نہ تھا ۔ بعض تو خلیفہ منتخب کر کے حضرت عمرؓ کے ایام کو تازہ کرنے کی رائے دیتے اور بعض خلیفہ کی تقرری کو نامناسب سمجھ کر صرف مشائخوں کی کونسل مقرر کرنے کا مشورہ دیتے تھے ۔ ایران میں ان کو مہلب سے مقابلہ پڑا جس کی قابلیت کو عبدالملک مانتا تھا ۔ طول طویل جنگ و جدل کے بعد اس نے ان کے قلعہ جات منہدم کر دیئے اور ان کی تلوار کا خاتمہ کر دیا بچے کھچے پھر الاحا کے ویرانوں میں پناہ گزین ہوئے ۔ خارجیوں کی طرح رومیوں نے بھی مسلمانوں کی خانہ جنگیوں سے فائدہ اٹھا کر اسلامی ممالک پر دست درازی شروع کر دی تھی ۔ عبدالملک نے ان کو بھی شکست دیکر پیچھے ہٹا دیا ۔ اور چند رومی صوبے اسلامی سلطنت میں شامل کر لیے ۔ ادھر مشرق کی سمت میں موجودہ کابل کے پاس چند اضلاع کا ہندو راجہ رتبیل زیر فرمان کیا گیا ۔ شمالی افریقہ کا بہت سا حصہ یا تو فتح کیا گیا یا واپس لیا گیا ۔ افریقہ کی عربی فتوحات اعجازانہ واقعات سے لبریز ہیں ۷۹ھ مطابق ۶۹۳ء میں عبدالملک نے ایک ہزار فوج ملک بربر کو تسخیر کرنے کی غرض سے روانہ کی فوج کی کمان عقبہ کے لائق لفٹننٹ زہیر کو جو اپنے سردار کی وفات کے وقت سے بارقہ کے پرخطر واقعات میں پورا اتر رہا تھا دی گئی ۔ پہلی لڑائیاں کامیابی کے ساتھ ختم ہوئیں کسیلہ کا باغی سردار اور بربریوں اور رومیوں کی متفقہ فوج کو پائمال اور سارا ملک دشمنوں سے پاک وصاف کیا گیا ۔ زہیر نے ایک فاش غلطی یہ کھائی کہ بارقہ میں اپنے پاس تھوڑی سی فوج رکھ کر باقی فوج سے اس نے ملحقہ ممالک کی تسخیر کے لیے انہیں روانہ کر دیں ۔ ایسی نازک حالت میں جبکہ گرد آوری کی فوجیں موجود نہ تھیں اس پر ایک ہزار رومی فوج نے حملہ کر دیا ۔ یہ فوج اس کے عقب میں ساحل پر اتر کر آگے بڑھی تھی ۔ سخت گھمسان کا رن پڑا ۔ عربی جرنیل اور سپاہی تہ تیغ ہوئے ۔ بربری پھر مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گئے ۔ مگر عبدالملک کے استقلال کا

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islam Books Quran & Madni Ittar House

پاؤں اس موقع پر ذرا بھی نہ ڈگمگایا اس نے ایک اور تیسری فوج حسان بن نعمان کے ماتحت روانہ کی جس نے کچھ دقت کے سبب سے تو ایسا زور پکڑا کہ دشمن کے اوسان خطا ہو گئے قیروان کا شہر واپس لیا کارتھج کو بلا کر کے فتح کیا اور کھلے میدان میں رومی اور بربروں کو شکست فاش دی۔ بچی کھچی رومی فوجیں جھٹ پٹ بوریا بستر باندھ کر ملک سے نکل گئیں اور ایک دفعہ پھر بارقہ کی دیواروں سے لے کر بحر اوقیانوس تک عربوں کا پھریرا اڑنے لگا۔ اس وقت بربر اور دیگر وحشی قبائل ایک عورت کو جسے عرب مورخین کاہنہ کے نام سے یاد کرتے ہیں، بادشاہ تسلیم کرتے تھے۔ اس بربری ساحرہ کو خدائی اوصاف سے مملو کیا جاتا تھا۔ اس کے حکم سے وحشی قبائل فاتحوں پر بلائے بے درمان کی طرح ٹوٹ پڑے۔

عرب کثرت تعداد سے مغلوب ہو گئے۔ ان کے کئی قومی تعداد دستے برباد وضائع ہوئے اور اصل فوج ایک دفعہ پھر بارقہ کی طرف پسپا ہونے پر مجبور ہوئی۔ کاہنہ پانچ برس تک افریقہ کی ملکہ رہی ۷۹ھ میں عبدالملک نے ایک اور فوج حسان کی کمک کے لیے روانہ کی۔ ان دنوں میں یہ نہیں ہوتا تھا کہ ایک کے پاس فیر کرنے والی توپیں اور رائفلیں ہیں اور دوسرے کے پاس صرف توڑے دار بندوقیں۔ جہاں تک ہتھیاروں کا تعلق ہے عرب اور بربر برابر تھے۔ البتہ عرب بلحاظ ساز و سامان۔ انتظام و سلیقہ بربروں سے بڑھ کر تھے جو ان کی عظمت و کامیابی کا راز ان کی جفاکشی مستعدی۔ استقلال و پامردی اور مذہب پر پکے ایمان سے جس کی مثال گزشتہ یا موجودہ نسلوں میں نہیں پائی جاتی وابستہ تھا۔ عبدالملک کی فوج نے ٹڈی دل جنگجوؤں میں سے اپنا راستہ اس طرح نکالا جس طرح جہاز گرداب میں سے نکالتا ہے۔ عربوں کی رو کو روکنے اور شہروں کے مال و دولت سے ان کو محروم کرنے کے لیے (جس کی طمع کر کے وہ آئے تھے) اس بربری ساحرہ نے یہاں تک ٹھان لی کہ ملک کو ویران و غیر آباد کر دے۔ اس نے حکم دیا کہ جتنا ملک میرے زیر نگیں ہے سب کو ویران کر دیا جائے۔ عمارات و محلات مسمار کر دیے اور جو قیمتی اسباب پہاڑوں کی طرف نہ جا سکتا تھا۔ اس کو تلف کر دیا۔ شہر و قریے برباد کر دیے۔ باغ و باغیچے بیخ و بن سے اکھاڑ دیئے۔ اس طرح اس خوشحال و آباد ملک کو تباہی و بربادی کا عبرت خیز نمونہ بنا دیا۔

عرب مورخ اس کو افریقہ کی پہلی تباہی سے موسوم کرتے ہیں۔ گویا کہ رومیوں کی تباہی اس کے مقابلہ پر کوئی شے ہی نہ تھی۔ مگر اس ساحرہ کی جہالت کارگر ثابت نہ ہوئی۔ باشندوں نے عربوں کو نجات دہندہ خیال کر کے ان کا تپاک سے خیر مقدم کیا اور سنسان و برباد شدہ شہروں نے پھر اطاعت قبول کر لی۔ سب لوگوں نے بغیر پس و پیش کئے اطاعت کا حلف اٹھا لیا۔ کاہنہ کو شکست فاش ملی اور

M Awais Sultan Group Admin
Islamic Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

وہ کوہ اطلس کے دامن میں ایک عظیم لڑائی کے اندر واصل جہنم ہوئی۔ عربوں کی استقامت و پامردی سے تھکنا چور ہو کر بربروں نے صلح کی درخواست کی جو اس شرط پر منظور کی گئی کہ بربر ۲۵ ہزار سوار عرب جرنیل کو مہیا کریں۔ اب اسلام بربروں نہایت سرعت سے پھیلنے لگا۔ مگر بدقسمتی سے خارجی لوگ جو ایران اور عرب سے بدر کئے گئے تھے۔ افریقہ میں آنے شروع ہو گئے۔ ان کے تنگ اور کینہ خیالات انکے فضول عقائد اور حکومت دمشق سے انکی نفرت نے بربروں کے خیالات و جذبات پر بھی اپنا اثر ڈالا اور وہ لوگ جن کو عبدالملک اور اس کے لفٹننٹوں نے تباہ کیا تھا ان جنگجو قبائل کے لیڈر بن گئے۔ (پچھلے سال میں افریقہ کے اندر جتنے مہدی ہوئے ہیں وہ ان ہی خارجیوں کی نسل میں سے تھے) لہٰذا ان کی تعلیم کے اثر بد سے اکثر اوقات بربر آمادۂ بغاوت ہو جاتے رہے۔

حجاج جو ایک وقت حجاز کا گورنر رہ چکا تھا۔ عراق بیستان۔ کرمان اور خراسان پر جس میں کابل بھی شامل تھا عبدالملک کی طرف سے حکمرانی کرتا تھا۔ مغربی عرب ایک جداگانہ گورنر ہاشم بن اسماعیل کے زیر فرمان تھا اور مصر پر عبدالملک کا بھائی عبدالعزیز حکومت کرتا تھا۔ حجاج کے جور و جفا اور ظلم و تعدی کی وجہ سے کئی بغاوتیں برپا ہوئیں جن میں سے عبدالرحمٰن کی بغاوت تو ایسی سخت تھی کہ عبدالملک کو اپنی حکومت کے لالے پڑ گئے۔ مگر کثرت تعداد اور عبدالملک کے استقلال نے اس بلائے بے درمان کا تدارک بروقت کر دیا اور باغی شکست کھا کر دور دراز علاقوں کی طرف فرار ہو گئے۔ جب حجاج حجاز میں گورنر تھا وہ مدینہ کے لوگوں پر سخت ظلم توڑتا اور رسول صلعم کے رہے سہے صحابیوں کو سخت تنگ کرتا تھا۔ ایک دفعہ تو اس نے شہر کو سطح زمین کے برابر کر دینے کی بھی ٹھان لی مگر باز رہ گیا۔ عراق میں اپنی طویل گورنری کے دوران میں اس نے جھوٹے الزام اور بہتان لگا لگا کر ڈیڑھ لاکھ بندگان خدا کا خون بہایا۔ اس کی وفات کے وقت پچاس ہزار مرد و زن زندان میں پڑے اس کی جان کو رو رہے اور ظالم پر لعنت کر رہے تھے۔ ایم سیڈی لاٹ لکھتے ہیں کہ اس قتل بے گناہاں کا نتیجہ یہ ہوا کہ عرب قوم اپنے ہمہ صفت موصوف اور لائق و فائق لیڈروں سے محروم ہو گئی۔ مہلب فاتح خارجیان جو خراسان میں حجاج کا نائب تھا ۸۲ھ میں فوت ہوا ایک عرب شاعر کہتا ہے کہ اس کی وفات کے ساتھ ہی فیاضی اور دوستی کا خاتمہ ہو گیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا یزید مقرر ہوا جس کی طرف کچھ عرصہ تک حجاج ویسی ہی عنایات و الطاف مبذول کرتا رہا۔ عبدالملک ۸۶ھ میں ۶۲ سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔ وہ نظم کا بڑا دلدادہ تھا۔ خاص کر اپنی تعریف میں کہے ہوئے قصائد کو بڑا پسند کرتا تھا نصف صدی کا ظالم اور سفاک تھا اور مسعودی لکھتا ہے کہ خون بہانے میں اس کے لفٹنٹ اس کے نقش قدم پر چلتے

تھے۔ عبدالملک کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ ایام جوانی میں بڑا رحم دل اور متقی تھا۔ مگر جب باپ کی جانشینی کا علم ہوا تو قرآن کو ایک طرف رکھ دیا اور کہا "تیری میری بس" راوی بیان کرتا ہے کہ وہ پہلا شخص تھا جس نے اسلام میں رخنہ ڈالا۔ وہ پہلا شخص تھا جس نے خلیفہ کے حضور کلام کرنے کو ممنوع قرار دیا وہ پہلا شخص تھا جو انصاف سے منحرف ہوا وہ کہا کرتا تھا "جو شخص میرے آگے خدا اور انصاف کا واسطہ ڈالے گا۔ میں تلوار سے اس کا سر تن سے جدا کروں گا" خصلت میں وہ شارل مین کا بھائی تھا۔ خاندانی مفاد میں جب انصاف حارج نہ ہوتا تو وہ منصف تھا ویسے دلیر و مستعد مستقل۔ باحوصلہ اور دھن کا ازحد پکا تھا۔ مدعا کی تکمیل میں کبھی بھی متذبذب نہ ہوتا۔ شارل مین اور پیٹر اعظم کے مقابلہ میں وہ بڑا رحم دل تھا۔ مصعب اور عبدالرحمٰن کے ساتھ مشغول پیکار رہنے سے پیشتر اس نے ان کے سامنے بار بار مناسب شرائط پیش کیں۔ اس کا ظلم اس کی دعدہ خلافیوں کی طرح محض اپنے خاندان کے حقوق کو محفوظ رکھنے کی غرض سے تھا۔ مگر حجاج کے مظالم کی جوابدہی سے وہ بری نہیں ہوسکتا۔ اگرچہ وہ بعض اوقات اس ظالم کے ہاتھوں سے تنگ آئے ہوئے مظلوموں کی دادرسی بھی کر دیتا تھا۔ عبدالملک پہلا اسلامی بادشاہ ہے جس نے اپنا سکہ رائج کیا۔ اس کے بعد عرب کے بادشاہ اپنے سکے کی قدر و قیمت برقرار رکھنے اور جعلی سکوں کی بندش میں بڑے محتاط رہے جعلی سکہ بنانے والوں کو سخت سزا دی جاتی تھی۔ عبدالملک کے عہد تک سرکاری رجسٹر اور محصول کے کاغذات یونانی یا فارسی زبان میں قلم بند کئے جاتے تھے اس کے نقائص سے آگاہ ہو کر اس نے حکم دیا کہ آئندہ سرکاری کاغذات عربی زبان میں قلم بند کئے جائیں اپنی وفات سے کچھ پہلے اس نے اپنے بھائی عبدالعزیز کو مجبور کیا کہ تخت و تاج پر اس کے بیٹے ولید کا حق تسلیم کرے مگر عبدالعزیز نے اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ مگر وہ بعد میں جلد ہی وفات پا گیا اور ولید بے غل و غش تخت نشین ہو گیا۔ عبدالملک کا عیسائی ہمعصر جسٹینین ثانی والی قسطنطنیہ تھا۔ یہ اپنی جلاوطنی سے جب واپس آیا اور اس کو مشورہ دیا گیا کہ اپنے دشمنوں کو عام معافی دیدے تو اس نے کہا "میں اور معافی دے دوں۔ اگر ایسا کروں تو اسی لحظہ فنا ہو جاؤں۔ خدا مجھے غرق کر دے میں اپنے کسی دشمن کو نہ چھوڑوں گا۔ کچا ہی چبا جاؤں گا" عرب اس قیصر کو الاجدع پکارتے تھے۔ کیونکہ اس کی ناک کٹی ہوئی تھی۔ یہ ظالم ۶۹۵ء میں معزول کیا گیا تو اس وقت اسکی ناک کاٹ دی گئی تھی چند سال بعد پھر تخت اس کے حوالہ کیا گیا اور ۷۱۱ء تک جب کہ وہ قتل ہوا حکمران رہا۔

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islamic Books Quran & Madni Ittar House

نواں باب

۸۶ ہجری سے ۹۶ ہجری تک یعنی ۷۰۵ عیسوی سے ۷۱۵ عیسوی تک

ولید اول۔ ایشیا کی فتوحات۔ افریقہ میں پیش قدمی۔ موسیٰ بن نصیر مغرب کا وائسرائے۔ ہسپانیہ کی حالت۔ روڈرک کے مظالم۔ طارق بن زیاد جبل الطارق پر اترتا ہے۔ مدینہ سدونیا کی لڑائی۔ روڈرک کی وفات۔ ہسپانیہ کی فتح۔ فرانس کی طرف پیشقدمی۔ موسیٰ اور طارق طلبی۔ ہسپانیہ میں عربی انتظام مملکت کا اجمالی حال۔ صوبجات نسلی رقابتوں کا بد اثر۔ ولید اول کی وفات۔ اس کی خصلت۔

ولید کی تخت نشینی سے تھوڑی مدت بعد ہی حجاج نے جو اب تک مشرقی ممالک کی گورنری پر مامور تھا مہلب کے بیٹے اور جانشین یزید کو خراسان کی نظامت سے برطرف کر دیا اور اس کی جگہ ایک مضری سردار قتیبہ کو جو ایک بہادر سپاہی اور ماہر جرنیل تھا مقرر کیا۔ مگر وہ یورپ کے بہت سے جرنیلوں کی طرح جن کے حالات ہم تاریخ میں پڑھتے رہتے ہیں سخت گیر اور تنگ مزاج تھا۔ ماوراءالنہر کے صوبہ میں جو قبائل آباد تھے وہ مسلمانوں کے ساتھ صلح و آشتی سے رہتے تھے اور ان کی آبادیوں پر دست درازی نہ کرتے تھے بلکہ مسلمانوں کے حقوق کی نگہداشت کے لیے انھوں نے اپنے بڑے بڑے شہروں میں عاملوں یا ریزیڈنٹوں کی موجودگی کو بھی منظور کر رکھا تھا۔ مگر یزید کی بے وقوفی سے ان کو آزادی حاصل کرنے کا خیال پیدا ہو گیا۔ اچانک انھوں نے عربوں کے برخلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ عاملوں کو نکال دیا اور مسلمان آبادکاروں کو تہ تیغ بے دریغ کیا۔ ایسے واقعات اسی زمانہ میں افریقہ اور وسط ایشیا میں بھی ہوئے۔ دس سال کی جنگ و جدل کے بعد جس میں طرفین نے سخت سخت ظلم کیے۔ قتیبہ نے سارے وسط ایشیا کو کاشغر تک زیر فرمان کر لیا۔ اسی وقت محمد بن قاسم گورنر مکران نے بلوچستان اور سندھ کے درمیانی علاقہ کے قبائل کی چیرہ دستیوں سے تنگ آ کر ہندوستان پر چڑھائی کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سندھ۔ ملتان اور بیاس تک پنجاب کا صوبہ سلطنت اسلامیہ سے ملحق ہو گیا ولید کے تمام عہد حکومت میں مسلمہ اس کا بھائی ایشیائے کوچک کی فوج کا سپہ سالار رہا اور اس کی مدد کے لیے ایک فوج خود ولید کے اکلوتے بیٹے عباس کے زیر کمان رہتی تھی۔ ان کی متفقہ فوجوں نے کئی مقامات فتح کیے۔ اس وقت ایشیائے کوچک کا ایک بڑا حصہ عربوں کے زیر نگیں تھا۔ ۸۷ھ میں ولید نے اپنے چچا زاد بھائی عمر بن عبدالعزیزؒ کو حجاز کا گورنر مقرر کیا مدینہ پہنچتے ہی عمر نے شرفائے شہر کی ایک کونسل بنائی اور کوئی انتظامی کام بغیر ان کے مشورہ کے

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

نہ کرتا تھا۔ اس نے یزید اور عبدالملک کے زمانوں کی تباہی و بربادی کے نشان مقدس شہروں سے مٹانے کی کوشش کی۔ اس نے مدینہ اور مکہ کو عالی شان عمارات سے زینت دی پختہ نالیاں بنوائیں اور حجاز کے شہروں کو پختہ سڑکوں کے ذریعہ سے صدر مقام سے ملحق کیا۔ وہ حلیم مزاج مگر مستقل تھا۔ وہ ان لوگوں کی فلاح و بہبودی کا جو اس کے زیر اثر تھے دل سے خواہاں تھا۔ عمرؓ کی حکومت ہر طبقہ کے لوگوں کے لیے موجب برکت ثابت ہوئی۔ عمر کی منصفانہ اور فیاضانہ حکومت کا شہرہ سن کر عراق کے بہت سے پناہ گزین ادھر ل پڑے وہ لوگ جو ظالم حجاج کے جور و جفا سے تنگ آجاتے حجاز میں آکر پناہ لیتے اس بات سے حجاج سخت غضبناک ہوا اور ولید کے سامنے جو باپ کی طرح اس کے ہتھے چڑھا ہوا تھا شکایت کی۔ حجاج کی سازشیں آخر کامیاب ہوئیں اور ۹۲ھ ہجری میں عمر حجاز کی گورنری سے واپس بلا لیا گیا۔ اس کی واپسی سے لوگوں کو سخت رنج و الم ہوا۔ اس کے جانشین نے اپنے آنے کا اعلان اس طرح پر کیا کہ مکہ اور مدینہ کے سب عراقی پناہ گزینوں کو نکال دیا۔ اسی سال حجاج نے یزید بن مہلب کو اس کے بھائیوں سمیت حراست میں کر لیا اور ان پر سخت ظلم و جفا کرنے لگا۔ تاہم اس کا شکار ہاتھ سے نکل گیا وہ ولید کے بھائی اور جانشین کی پناہ میں آگئے۔

ہم اب اپنی عنان توجہ مغرب کی طرف مبذول کرتے ہیں۔ ساحرہ کی موت کے بعد حسان نے افریقیہ میں امن قائم رکھا۔ ۸۹ھ میں وہ گورنری سے برطرف کیا گیا اور مشہور و معروف جنرل موسیٰ بن نصیر افریقہ کا وائسرائے مقرر ہوا۔ موسیٰ کا باپ معاویہ کے عہد میں صاحب الشرطہ (افسر پولیس) تھا مگر اس نے صفین کی لڑائی میں حضرت علی کے برخلاف ہتھیار اٹھانے سے انکار کر دیا تھا۔ معاویہ اسکی قابلیت سے بخوبی واقف تھا اور اس کی قدر کیا کرتا تھا۔ حسان کی واپسی سے بربروں کو پھر بغاوت کی گدگدی ہونے لگی۔ مگر انھوں نے نئے وائسرائے کی طاقت اور مستعدی کا غلط اندازہ لگایا۔ موسیٰ اور اس کے بیٹوں نے نہایت تندہی سے بربروں کے جتھے کو توڑا۔ یونانی شریروں کو ملک بدر کیا اور ملک میں امن و امان قائم کر دیا۔ من بعد اس نے تلطف اور مہربانی سے سرداروں کو رام کر لیا وہ اس کو بڑا عزیز رکھتے اور اس پر پورا پورا بھروسہ کرتے تھے۔ اسلام کی اشاعت کے لیے اس نے لائق و قابل واعظ مقرر کیے اور تھوڑے ہی عرصہ میں ساری بربری قوم دائرہ اسلام میں آگئی۔ چونکہ رومی بحیرہ روم کے جزائر سے آکر عربی بستیوں پر تاخت و تاراج کرتے رہتے تھے موسیٰ نے ان جزائر کو زیر فرمان کرنے کے لیے ایک مہم روانہ کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میجارکا۔ منارکا اور ایویکا فتح کر کے اسلامی سلطنت سے ملحق کئے گئے۔ مسلمانوں کے عہد میں یہ جزائر خوب پھلے اور پھولے۔

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

دوسرے مقامات کی طرح عربوں نے یہاں بھی خوبصورت عمارات بنوائیں، صنعت وحرفت کو رائج کیا اور ملک کی مادی ترقی میں جدوجہد کی۔ موسیٰ کی گورنری اب وسعت میں حجاج کے برابر تھی۔ مگر یہاں زیادہ تر انتظامی قابلیت اور سپاہیانہ فن کی ضرورت تھی۔ یہ مصر سے لے کر باستثنائے سبطہ کے بحر اوقیانوس تک پھیلی ہوئی تھی۔ سبطہ پر کونٹ جولین ہسپانوی بادشاہ کے ماتحت رومی قیصر کی طرف سے حکومت کرتا تھا۔ اس میں بحیرہ روم کے مغربی جزائر بھی شامل تھے۔ موسیٰ کی گورنری کی قسمت میں بہت جلد ایک ملک کا اضافہ لکھا تھا جو بجائے خود ایک سلطنت تھا۔ جب افریقہ مسلمانوں کے زیر سایہ رحم و انصاف کی برکات سے فیض اٹھا رہا تھا اور ترقی کے میدان میں برابر قدم اٹھائے جا رہا تھا۔ اسوقت ہسپانیہ گاتھ بادشاہ کے مظالم سے چیخ رہا تھا۔ ہسپانیہ کی جو گت گاتھ بادشاہوں کے عہد میں ہوئی۔ پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔ متمول اور امراء رومیوں کے عہد میں ہر قسم کے ٹیکس سے بری تھے۔ حکومت کا سارا بوجھ درمیانی طبقہ پر تھا۔ اول الذکر اب افلاس وغربت کا نشانہ بنے ہوئے تھے۔ بھارکھ ٹیکسوں سے ملک کی صنعت معدوم ہو گئی تھی۔ تجارت اور کاروبار کا نام تک نہ تھا۔ تمام ملک پر اداسی چھائی ہوئی تھی اور اس کی ویسی ہی خستہ حالت تھی جیسی مسلمانوں کے اخراج کے بعد پھر اس کی ہو گئی۔ ملک مختلف حکومتوں میں منقسم تھا جن کے حاکم عیش وعشرت میں ڈوبے رہتے اور ناگفتہ بہ جبر کیا کرتے۔ زراعت یا تو ادنیٰ کاشتکاروں کے ہاتھ میں تھی۔ یا غلاموں کے جن سے ان کے نگراں حیوانوں کی طرح چابک مار مار کر کام لیتے تھے۔ یہ کاشتکار یا غلام آزادی سے بالکل مایوس رو پیٹ کر اپنے دن کاٹ رہے تھے۔ کوئی کاشتکار یا غلام کسی چیز کی نسبت نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ اس کی ہے وہ اپنے آقاؤں کی منظوری بغیر شادی نہ کر سکتے تھے اور اگر دو نزدیک کی جاگیروں کے کاشتکار آپس میں شادی کر لیتے تو ان کے بچے دونوں جاگیرداروں میں بحصہ مساوی بانٹ دیئے جاتے۔ وہ پرلے درجہ کے وہمی اور اخلاقی حالت میں مادی حالت کی طرح گئے گزرے ہو گئے تھے۔ یہودی جو اس جزیرہ نما (سپین اور پرتگال سے مراد ہے۔ مترجم) میں بکثرت آباد تھے وہ بادشاہوں اور امیروں اور پادریوں کے ظلم سے سخت تنگ آئے ہوئے تھے مصیبتوں سے چھٹکارا پانے کے لیے انھوں نے علم بغاوت بلند کرنے کا ارادہ کیا۔ جس کا راز کھل گیا۔ بس پھر کیا تھا۔ بیچاروں کی مٹی ہی تو خراب ہو گئی۔ ان کے املاک اور مال واسباب اور جو چیز کہ ان کے پاس تھی ضبط کی گئی۔ تلوار کے گھاٹ اتارے جانے سے جو بچ رہے۔ خواہ بوڑھے۔ خواہ جوان۔ خواہ مرد۔ خواہ عورت سب کے سب عیسائیوں کے غلام بنا دیئے گئے۔ بوڑھوں پر اتنی مہربانی کی گئی کہ اپنے مذہب پر قائم رہنے دیئے گئے۔ مگر جوان بجبر واکراہ عیسائی

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

بنائے گئے انکی باہمی شادی حکماً بند کر دی گئی ۔ ایک یہودی لونڈی عیسائی غلام کے سوا کسی سے شادی نہ کر سکتی تھی ۔ یہ تھی سزا جولاٹ پادریوں نے اپنے ملک میں یہودیوں کو دی ۔ برباد خستہ شہری مصیبت زدہ غلام مظلوم کاشتکار ۔ درماندہ و عاجز یہودی اس رحمت کا انتظار کرنے لگے جو مدت سے ان کی طرف بڑھ رہی تھی ۔ انکا ناک میں دم آچکا تھا ۔ جبکہ غیر متوقع طرف سے رحمت کا ظہور ہوا ۔ آبنائے کی دوسری جانب کا عربی صوبہ بادشاہ اور پادریوں کے ظلم سے تنگ آئے ہوئے لوگوں کا مامن و ملجا تھا ۔ بادشاہوں اور لاٹ پادریوں کی تعدیوں سے جاں بلب آمدہ ہسپانوی اسلامی افریقہ میں آ کر پناہ لیتے ۔ اس وقت جبکہ افریقہ پر موسیٰ حکمراں تھا ۔ ہسپانیہ کے تخت پر ایک بادشاہ روڈرک نام ڈٹزیا بادشاہ کو قتل کر کے حکومت کر رہا تھا ۔ سبطہ کا گورنر جولین روڈرک کے مظالم سے جو اس نے اس کی بیٹی فلورنڈا کی ذات پر کیے تھے تنگ آ کر ہسپانوی پناہ گزینوں کے ساتھ موسیٰ کے حضور میں حاضر ہو کر ظالم کے چنگل سے رہائی دلائے جانے کی التجا کی ۔ انکی التجاؤں کے جواب میں موسیٰ نے ولید کی اجازت حاصل کر کے اپنے ایک نوجوان اور مستعد افسر طارق کو جنوبی ساحل کی گرد آوری کرنے کی غرض سے [illegible] کیا ۔ اس نے مفید مطلب رپورٹ بھیجی تو رجب کے متبرک مہینہ میں (مسلمان اس مہینہ کو اس لیے متبرک سمجھتے ہیں کہ اس میں آنجناب رسالتمآبؐ رویا میں معراج کی طرف تشریف لے گئے تھے ۔ مترجم) طارق بن زیاد موسیٰ کا بہترین لفٹنٹ سات ہزار چیدہ سپاہ لے کر اس مقام پر اترا جو اس کے نام سے مشہور ہے (اس جگہ کو جبل الطارق کہتے ہیں مترجم) پہاڑی کو خوب مستحکم کر کے کہ جنگی قلعہ و مرکز کا کام دے وہ پاس کے صوبہ الجیراس (الجزائر کے نام پر عربوں نے اس صوبہ کو یہ نام دیا مترجم) میں اتر پڑا ۔ جب پر روڈرک کی طرف سے تھیوڈمیر حکمراں تھا ۔ گاتھ جو طارق کے مقابل ہوئے تلوار کے گھاٹ اتار دیئے گئے اور طارق نے اپنا راستہ ٹولیدو (طلیطلہ) کی طرف لیا ۔ وائسرائے موسیٰ کی روانہ کی ہوئی تازہ کمکوں سے اب اس کی فوج بارہ ہزار ہو گئی ۔ روڈرک شمال میں ایک بغاوت کے فرو کرنے میں مصروف تھا ۔ مگر حملے کی خبر سنتے ہی اس نے دارالخلافہ کی طرف مراجعت کی اور سرداروں کے نام احکام صادر کیے کہ امدادی فوجیں لے کر اس سے کورڈوا (قرطبہ) پر آملیں ۔ شاہی فوج خود ہی بے شمار تھی ۔ امدادی فوجوں سمیت روڈرک کے پاس ایک لاکھ فوج ہو گئی ۔ اس طرح دونوں فوجیں غیر مساوی تعداد میں مدینہ سڈونیا کے شمال میں دریائے گواڈلیٹ (وادی العریبہ) کے کنارہ پر ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں ۔ وٹزیا کے فرزندان ظلموں کا انتقام لینے کے لیے جو بادشاہ نے ان پر کیے تھے پہلی چھیڑ چھاڑ ہوتے ہی روڈرک سے فرنٹ ہو گئے ۔ مگر اس کے پاس فوج بے شمار

تھی جو ساتھ ہی نہایت آراستہ و مسلح اور خوب قواعد داں تھی۔ پس کچھ وقت تو روڈرک عربوں کے حملوں کو خوب مستعدی سے روکتا رہا۔ مگر اخیری حملہ کی جو طارق نے کیا۔ تاب نہ لا سکا۔ ہسپانوی فوج کو کامل شکست ہوئی۔ بادشاہ بھاگتا ہوا دریائے وادی العزیز میں ڈوب گیا۔ اس عالیشان فتح کا نتیجہ نہایت اہم نکلا۔ اس سے ہسپانویوں کے دل بالکل ترده اور عربوں کے دل شیر کی طرح کئی میدان آگے ہو گئے۔ بقول المقری سب مورخوں کا اتفاق ہے کہ یہ جنگ بتاریخ ۱۹ جولائی ۷۱۱ء وادی العزیز (بمعنی دریائے مسرت) کے کناروں پر ہوئی۔ مگر ڈوزی لکھتا ہے کہ وادی بکہ کے کناروں پر ہوئی جسے آج کل دریائے سلادو پکارتے ہیں۔ یہ دریا اس طرفالگہ کے قریب سمندر میں گرتا ہے سدونیا اور قرضیا نے اپنے دروازے کھول دیئے۔ ایسی جا نے جہاں روڈرک کی شکستہ حال فوج نے پناہ لی تھی کچھ مقابلہ کیا۔ مگر آخر مفید مطلب شرائط پر مطیع ہو گیا۔ طارق نے اب اپنی فوج کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک لفٹننٹ کو کورڈوا دوسرے کو ملاغہ اور تیسرے کو غرناطہ اور ایلورا کی طرف روانہ کیا۔ بڑی فوج کے ساتھ وہ خود ہسپانوی دارالخلافہ تولیڈو کی طرف روانہ ہوا۔ ملاغہ۔ غرناطہ اور کورڈوا معمولی مقابلہ کرنے کے بعد مطیع ہو گئے۔ اس طرح سارا صوبہ الجیرائر جو تھیوڈمیر کے تحت تھا زیر نگیں کیا گیا۔ طارق کی متواتر فتوحات اور اس کی مستعدانہ نقل و حرکت سے ہسپانوی بالکل دل ہار بیٹھے۔ ایک مورخ لکھتا ہے "خدا نے بت پرستوں کے دل خوف اور ہراس سے بھر دیئے" اکابر یا تو مارے مارے بھاگتے پھرتے تھے۔ یا تابع فرمان ہوتے جاتے تھے۔ بڑے بڑے پادری روما کی طرف بھاگ گئے۔ عام لوگوں یہودیوں۔ کاشتکاروں اور مفلس شہریوں نے مسلمانوں کا نہایت سرگرمی اور تپاک سے خیر مقدم کیا۔ طارق نے ٹولیڈو کو ہسپانیوں سے بالکل خالی پایا۔ چند یہودی اور مسلمان شہر کی حفاظت پر متعین اور عنان انتظام اوپاس شاہ ڈٹزا کے ایک بھائی کو سپرد کر کے اس نے گاتھوں کا استراغہ تک تعاقب کیا۔ اس اثناء میں اسی سالہ وائسرائے موسیٰ حسد کی وجہ سے پارس کر کے اپنے بہادر لفٹننٹ کی فتح کو مکمل کرنے کے لیے ۱۸ ہزار سپاہیوں کے ساتھ ساحل ہسپانیہ پر اتر آیا۔ اس کی فوج میں یمن کے شریف ترین خاندانوں کے بہت سے عرب اور نیز اصحاب رسول کریمؐ کے کچھ فرزند شامل تھے۔ مشرقی رخ اختیار کر کے موسیٰ نے سیول (اشبیلیہ) اور میڈرڈ کو یکے بعد دیگرے فتح کر لیا۔ بوقت ملاقات دونوں فاتحوں میں کچھ ناچاقی ہوگئی۔ مگر جلدی رفع ہو گئی وہ اپنی متحدہ افواج سے کرارغوان کی طرف روانہ ہوئے۔ ساراگوسا۔ تاراگون۔ بارسلونا اور شمال کے دوسرے بڑے بڑے شہروں نے اپنے دروازے کھول دیئے اور دو سالوں کے اندر اندر

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

سارا ہسپانیہ کوہ پیرینیز تک عربوں کے تصرف میں آگیا اور چند سال کے بعد پرتگال بھی فتح ہو کر الغرب کے نام سے الگ صوبہ قائم کیا گیا۔ چنانچہ اس وقت تک پرتگال کے ایک صوبہ کا نام الغروبے اور اب صرف اسطورہ کی پہاڑیوں کے عیسائی ہسپانوی مسلمانوں کے مقابلہ پر رہ گئے۔ گلیشیا کی فتح کے واسطے طارق کو چھوڑ کر موسیٰ فرانس کی طرف بڑھا اور آسانی سے وہ علاقہ فتح کر لیا جو ہسپانوی بادشاہ کے زیر فرمان تھا۔ کوہ پیرینیز کی چوٹی پر کھڑے ہو کر ان تھک وائسرائے نے سارے یورپ کو مسخر کرنے کی تجویز سوچی اور یہ اغلب ہے کہ اگر اس کو اپنے ارادہ کی تکمیل کی اجازت مل جاتی تو وہ ضرور کامیاب ہو جاتا سارا یورپ اس کے رحم پر پڑا تھا۔ ان تمام اقوام میں جو موسیٰ اور پایۂ خلافت دمشق کے مابین حائل تھیں اتفاق کا نام و نشان تک نہ تھا اور لطف یہ کہ ان میں کوئی ایسا قابل سردار بھی نہ تھا جو عیسائی فوجوں کو متحد کر کے عربوں کے مقابلہ پر لاتا۔ دربار دمشق کی محتاط اور متامّلانہ پالیسی نے اس عالیشان موقع کو یونہی کھو دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یورپ اور آٹھ سو سال تک اسی سابقہ تاریکی و جہالت میں مبتلا رہا

موسیٰ فرانس میں سے اپنا راستہ نکال کر اٹلی (اطالیہ) کی طرف بڑھنے کی تیاریاں کر رہا تھا کہ ولید نے اس کو منع کر بھیجا اس پر اس نے ہسپانیہ کے پہاڑی علاقوں کی۔ جہاں عیسائی خوب مضبوطی سے اڑے ہوئے تھے مکمل فتح کی طرف توجہ مبذول کی۔ وہ گلیشیا میں داخل ہوا۔ ان کے قلعے مسخر کیے اور ان کو کوہ اسطورہ کی طرف بھگا دیا۔ خود مقام لوگوں میں رہ کر موسیٰ اپنی فوج کی کمان کرتا رہا۔ اس نے ہر طرف سے باغیوں کا قافیہ تنگ کر دیا۔ اس بوڑھے سپاہی کی ہمت مردانہ و مستعدی دیکھ کر تاک جھانک کر لڑنے اور چھاپہ مارنے والے دستے جن میں دشمن کی بقیۃ السیف فوج منقسم ہو گئی تھی دل چھوڑ بیٹھے اور یکے بعد دیگرے مطیع و فرمانبردار ہو گئے۔ یہاں تک کہ صرف پلیو چند ہمراہیوں کے ساتھ باقی رہ گیا۔ وہ بھی اپنے ہتھیار ڈال دیتا مگر ٹھیک اسی وقت کہ فتح و ظفر کا نقارہ بجنے کو تھا دمشق سے ایک قاصد ان دونوں فاتحوں کی واپسی کا تاکیدی حکم لے کر آیا۔ موسیٰ اور طارق کی واپسی کے متعلق ولید کے پاس کیسی ہی زبردست وجہ کیوں نہ ہو۔ مگر اس میں شک نہیں کہ یہ حکم اسلام کے لیے تباہی بخش ثابت ہوا۔ موسیٰ کے چلے جانے سے پلیو کو پہاڑیوں کے مستحکم کرنے کا موقع مل گیا اور وہاں اس نے اس سلطنت کا سنگ بنیاد رکھ دیا جو بعد میں ہسپانیہ کی جنوبی اسلامی ریاستوں کی تباہی کا باعث ہوئی

اپنے دو بہترین کپتانوں کی خدمات سے محروم ہو جانے کے بعد عربوں نے ان مٹھی بھر بہادر پہاڑیوں کو حقیر سمجھا اور ان کو اپنی طاقت اور جمعیت بڑھانے کا موقع دے دیا۔ مقری لکھتا ہے "کاش اگلے ہاتھ مسلمان اس چنگاری کو بھی بجھا دیتے جس نے آخر شعلہ زن ہو کر ہسپانیہ کی اسلامی عمارتوں کو جلا کر راکھ

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islamic Books Quran & Madni Ittar House

کر دیا۔ ہسپانیہ سے روانہ ہونے کے قبل موسٰی نے ملک کے انتظام کے لیے مناسب بندوبست کیا۔ اس نے اپنے بیٹے عبدالعزیز کو نئے صوبہ کا وائسرائے مقرر کیا اور سیویل کو صدر مقام بنایا۔ دوسرے بیٹے عبداللہ کو جو ایک بہادر سپاہی تھا افریقہ کی حکومت پر متعین کیا اور عبدالملک اپنے سب سے چھوٹے بیٹے کو مغرب الاقصیٰ کا گورنر بنایا اور عبدالصالح کو ساحل اور بیڑہ جہازات کی کمانڈری دی اور طنجہ میں اس کا ہیڈکوارٹر قائم کیا۔ اپنی وائسرائلٹی کا مناسب بندوبست کر کے وہ بے شمار ہمراہیوں کے ساتھ دمشق کی طرف روانہ ہوا۔ عربوں کی فتح ہسپانیہ سے جزیرہ نما میں نئے زمانے کا آغاز ہو گیا اس نے حیرت انگیز معاشرتی انقلاب پیدا کیا۔ اس کا اثر ملک پر ان نتائج کے برابر تھا جو اٹھارہویں صدی میں فرانس کے انقلاب عظیم سے پیدا ہوئے۔ بشرطیکہ موخرالذکر کے تباہی بخش اسباب کو شمار نہ کیا جائے اسلامی حکومت نے ذی اختیار جماعتوں۔ پادریوں اور امراء کے ظالمانہ حقوق و اختیارات کا خاتمہ کر دیا۔ اس نے صنعت و حرفت کو تباہی سے بچایا اور آبادی کے درمیانی طبقہ کو بھاری بوجھ کے تلے سے نکالا۔ بھاری اور سنگین محصولوں کی جگہ پر مناسب اور ہلکے ٹیکس لگائے۔ یعنی غیر مسلموں پر جزیہ اور زمین کا لگان جو مسلموں اور غیر مسلموں دونوں کو ادا کرنا پڑتا تھا۔ جزیہ نہایت ہی خفیف تھا کیونکہ یہ ادا کنندہ کی حسب حیثیت لیا جاتا تھا اور ماہوار قسطوں میں وصول کیا جاتا تھا (جزیہ کم از کم ۱۲ اور زیادہ سے زیادہ ۴۸ درہم ہوتا تھا) مگر تارک الدنیا لوگ عورت اور بچے۔ ایسے ہی لولے۔ لنگڑے۔ اپاہج۔ اندھے۔ بیمار۔ گداگر اور غلام اس ٹیکس سے بری ہوتے تھے۔ چونکہ لگان زمین کی پیداوار کے مطابق لیا جاتا تھا یہ کسی پر گراں نہ گزرتا تھا۔ بوقت فتح کئی شہروں کو جو مراعات دی گئی تھیں ان کو برابر قائم رکھا گیا۔ سوائے ان امراء اور پادریوں کی جاگیروں کے جو یا تو بھاگ گئے تھے۔ یا گلیشیا کے باغیوں سے جا ملے تھے۔ کسی کی جائداد ضبط نہ کی گئی۔ سپاہیوں کی طرف سے اگر کوئی زیادتی و زبردستی ہوئی تو اس کا نہایت سختی سے کیا گیا۔ اس بات کی کماحقہ، تمدران مظالم سے ہوتی ہے جو جرمنی کی مہذب قوم نے ۱۸۷۰ء عیسوی اور ۱۹۱۴ء-۱۸ء عیسوی میں مفتوحہ علاقوں پر توڑے۔ سابقہ گورنمنٹ کے ظلم و جور انصاف و رحم میں بدل گئے مظلوم یہودیوں کو بغیر کسی شرط کے مذہبی آزادی دی گئی اور عیسائیوں کو اپنے مذہب اور قانون پر بدستور قائم رہنے دیا گیا۔ ان کے مقدمات بھی ان کے ہم مذہب ججوں کے سپرد کئے گئے کسی شخص کو مذہب کے لیے ایذا نہ دی گئی۔ ہر ایک مرد۔ عورت۔ بچہ مذہب میں کامل آزاد تھا۔ وصولی محصول اور تنازعات کا فیصلہ کرنے کے لیے عیسائیوں پر ان کے ہی ہم مذہب گورنر مقرر کئے گئے۔ سرکاری اسامیاں اور عہدے مسلمان۔ عیسائی اور یہودیوں

Islam Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

کے لیے یکساں کھلے تھے۔ بہت سی موجودہ گورنمنٹیں ہسپانیہ کی اسلامی حکومت سے قیمتی سبق سیکھ سکتی ہیں۔ مگر اسلامی فتح سے سب سے زیادہ فائدہ اٹھانے والے ادنیٰ طبقے کے لوگ تھے۔ اس سے پیشتر ان کو حیوانوں کی طرح رکھا جاتا تھا۔ مگر اب وہ انسان سمجھے جانے لگے۔ وہ غلام اور بیگار (جبریہ خدمت) کے مستوجب تھے جو ان جاگیروں میں کام کرتے تھے جو مسلمانوں کے تصرف میں آئیں فوراً آزاد کیے گئے اور ان کو موروثی کاشتکاروں کے سے حقوق عطا کیے گئے۔ وہ جو عیسائی آقاؤں کے ماتحت رہے بہ نسبت سابق بہتر حالت میں لائے گئے۔ ظلم و بدسلوکی کی شکایت کرنے یا اسلام قبول کر لینے سے وہ یقیناً غلامی کے جوئے سے آزاد ہو جاتے تھے۔ غلام اور چاکر آزادی حاصل کرنے اور زندگی کی نعمتیں بھوگنے کے لیے اسلام قبول کر لیتے تھے۔ نو دعیسائی بھی عربوں کی فیاضانہ ورحیمانہ حکومت کو گاتھ اور فرانس کی ظالمانہ حکومت پر ترجیح دینے لگے اور شہروں اور قریوں میں واپس آنے لگے جن کو وہ ڈر کے مارے چھوڑ گئے تھے۔ ڈوزی لکھتا ہے "کم از کم شروع شروع میں پادری بھی اس تغیر سے آزردہ خاطر نہیں ہوئے"۔ ایک اور مشہور مورخ ارقام کرتا ہے "عربوں نے کوڑوا میں ایک ایسی سلطنت قائم کی جو زمانہ وسطیٰ کا اعجوبہ تھی جب کہ یورپ جہالت و تاریکی کے گرداب میں پھنسا ہوا تھا۔ وہ علم و تہذیب کی مشعل کو یورپ کے سامنے روشن کیے ہوئے تھے۔ یہ کبھی خیال نہ کرنا چاہیے کہ عرب اپنے سے پہلے کے وحشی قبائل کی طرح اپنے ساتھ تباہی و بربادی لے کر آئے بلکہ برخلاف اس کے ہسپانیہ نے ان کے وقت میں آزادی۔ رحم و انصاف اور مدبرانہ انتظام کی نعمتیں بھوگیں۔ یہ بتانا سخت مشکل ہے کہ عربوں میں انتظام حکومت کی قابلیت کہاں سے آگئی تھی۔ کیونکہ وہ براہ راست اپنے عربی صحراؤں سے نکل کر آئے۔ اور فتوحات کے لگاتار سلسلہ نے ممالک غیر کے انتظام کے لیے ان کو بہت تھوڑا وقت دیا۔ انتظامی اغراض کے لیے عربوں نے ہسپانیہ کو چار صوبوں میں تقسیم کیا اور ہر ایک پر ایک وائسرائے مقرر کیا۔

پہلا صوبہ اندلس تھا جو سمندر اور دریائے گواڈل کیور (وادی الکبیر) اور راس دریا اور دریا گواڈی آنہ (وادی آنہ) کے درمیان واقع تھا۔ اس میں کورڈوا سیول۔ ملاغہ استجا جین اور راسنا مشہور شہر تھے۔ دوسرا صوبہ وسطی ہسپانیہ کا تھا۔ جس کے مشرق میں بحیرہ روم۔ مغرب میں پرتگال اور شمال میں دریائے ڈودرو تھا۔ اس میں ٹولیڈو گواہنسا۔ سیگوویا۔ گواڈل۔ زارا۔ ولنشیا۔ دینا الیکنٹ۔ کارتھجنہ۔ مرشیا۔ لورقا اور نیبرا کے شہر واقع تھے۔ پہلا شہر دریائے ٹیگس پر۔ دوسرا دریائے زکار پر۔ تیسرا ڈودرو کی ایک شاخ پر واقع تھا۔ تیسرا صوبہ گلیشیا اور لوسطانیہ کا تھا۔ اس

M Awais Sultan
Group Admin
Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

میں میڈرڈ۔ ایورا۔ پیجا۔ لزبن۔ کوئمبرا۔ لوگو استورغہ۔ زمورا۔ سالا مانکا کے شہر آباد تھے۔ چوتھا صوبہ دریائے ڈیرو کے دونوں طرف گلیشیا کے شرق میں دریائے ڈوورس سے لے کر کوہ پیرنیز تک پھیلا ہوا تھا اس میں ساراگوسا۔ ٹورٹسا۔ ٹارنگو۔ بارسلونا۔ اگرونا۔ ارگل۔ ٹوڈیلا۔ ولاڈولڈ۔ ہوسکا۔ جاڈو۔ بوستیر وغیرہ شہر واقع تھے۔ اس کے بعد جب مزید فتوحات حاصل کی گئیں تو ایک پانچواں صوبہ کوہ پیرنیز کے پرے قائم کیا گیا۔ جس میں ناربون۔ نیمز۔ کارکوسن۔ بزیرس۔ اگڈ۔ مگلون اور لڈیو آباد تھے۔ عربوں اور بربروں نے شہروں میں رہنا پسند کیا۔ یہاں آکر وہ مختلف قبیلوں میں منقسم ہو گئے۔ غرض یہ تھی کہ اس طرح وہ عیسائیوں کے گاہ بگاہ حملوں کی بہتر روک تھام کریں گے۔ مگر اس کی بجائے باہمی حسد و رشک قبائلی سے اپنے اوپر تباہی لانے لگے۔

مندرجہ ذیل نقشہ ظاہر کرتا ہے کہ کس کس حصہ میں کون کون قبیلہ کہاں کہاں آباد ہوا۔

ایلویرا (قرطبہ)	دمشق کے لوگ	رعیہ اور ملاغہ	شام کے لوگ
سیول، نیبلہ	حمص کے لوگ	زریس	ایران کے لوگ
		ٹولیڈو	یمن کے لوگ
جیان	قنسرین کے لوگ	غرناطہ	عراق کے لوگ
مدینہ سدونیا، الجیراس	فلسطین کے لوگ	مریڈا	
		لزبن وغیرہ	مصر کے لوگ

اور دس ہزار حجازی بہادر بال بچوں سمیت وسطی ملک میں آباد ہوئے۔ عبدالعزیز بن موسیٰ نے جو اپنے باپ کی روانگی کے بعد وائسرائے ہوا تھا۔ ایک دیوان (کونسل) ملک کی حسب ضرورت اسلامی قوانین کی ترویج اور دونوں قوموں کو آپس میں متحد کرنے کے لیے قائم کیا۔ اس کے تدبر اور معدلت گستری نے سب لوگوں کو رام کر لیا۔ اس نے ہندوستان کے پہلے مغل بادشاہوں کی طرح فاتحوں اور مفتوحوں میں باہم بیاہ شادی کرنے کا رواج ڈالا اور مثال قائم کرنے کے لیے خود رڈرک کی بیوہ اگلونا سے جس کو ام عاصم کہتے ہیں شادی کی۔ عرب آباد کار زیادہ تر زرعی ممالک (جیسے مصر۔ شام و ایران وغیرہ) سے آئے تھے۔ وہ یہودیوں کی طرح تجارت میں ماہر تھے اور اپنے ہادی صلعم کی تعلیم سے کہ "مشقت مذہبی فرض ہے" صنعت و حرفت کی طرف بھی مائل ہو چکے تھے۔

پس ان عربوں نے ہسپانیہ کی مادی ترقی کو بے نظیر مستعدی سے بام اوج پر پہنچایا۔ انھوں نے مختلف زرعی آلات رائج کیے۔ غیر مزروعہ زمینوں کو کاشت کیا۔ غیر آباد شہروں کو آباد کر کے عالیشان عمارات

سے آراستہ پیراستہ کیا اور ان میں تجارتی و حرفتی تعلقات پیدا کیے۔ انھوں نے باشندوں کو ایک ایسا حق عطا کیا جو کہ گاتھ بادشاہوں کے زمانہ میں بالکل نامعلوم تھا۔ یعنی ان کو انتقال اراضی کا حق دیا گیا ہسپانیہ جو مدتوں کے ظلموں سے لعنت بن رہا تھا۔ اب یورپی ممالک میں سب سے زیادہ آباد اور کاروباری ملک بن گیا۔ عربوں نے ہسپانیہ کو رشک گلزار بنا دیا۔ عمدہ انتظام کا نمونہ پیش کیا اور علم و ہنر سیکھنے کی ترغیب دی۔ مگر شامت اعمال سے وہ ایسے دور دراز میں بھی نسلی تنازعہ و حسد سے بچ نہ سکے وہ ایک دائمی سلطنت قائم کر سکتے تھے۔ مگر بے اتفاقی کا بُرا ہو جس نے انکا بنا بنایا کھیل بگاڑ دیا۔ ہسپانیہ میں باہمی حسد کے ساتھ دو ضمنی اسباب بھی سلطنت کے برخلاف کام کر رہے تھے: ناتراشیدہ بربر جو عربی فوج میں بکثرت تھے۔ عرب افسروں سے نفرت کرتے تھے۔ غدر و بغاوت انکا شیوہ تھا۔ انکو راہ راست پر لانے سے دونوں قوموں میں نفرت اور زیادہ بڑھتی گئی۔ اس پر طرہ یہ کہ ہسپانوی مسلمان جن کو بلادیوں (اصلی باشندے) کہتے تھے عرب اور بربر دونوں کو حقارت سے دیکھتے تھے۔ اوّل الذکر کو بوجہ ان کے فخر و شیخی کے اور دوسروں کو بوجہ ان کی جہالت کے اسلام کی تعلیم جمہور نے قومیت و رنگ کے سب امتیاز مٹا دیئے تھے۔ مگر دور دراز ممالک میں جن میں عرب اپنی تلوار کے زور سے داخل ہوئے وہ قومی فخر کے احساس پر جو ان کی فطرت کا خاصہ ہو چکا ہے۔ غالب نہ آسکے اینگلو سیکسن کی طرح عرب اپنے آپ کو اشرف المخلوقات میں اشرف ترین سمجھتا ہے۔ عربوں اور بلادیوں کے تعلقات ہمارے سامنے قومی عناد کا وہ نقشہ پیش کرتے ہیں جو لومبارڈی میں آسٹریولیں اور اطالیوں کے درمیان بپا ہوا تھا اور جو اب تک آئرلینڈ میں سیکسن کو کیلٹ سے جدا کیے ہوئے ہے بلادیوں۔ آئرش لوگوں کی طرح ہوم رول اور درحقیقت سیلف گورنمنٹ کا مطالبہ کرتے تھے انھوں نے فقیہوں کی انگیخت سے کئی بغاوتیں کیں۔ ہسپانوی مسلمان اسلام سے ایسے ہی بے بہرہ تھے جیسے کہ وہ پہلے عیسائیت سے تھے۔ یعنی بالکل کورے اور نابلد تھے۔ فقیہوں کے بھڑکانے سے وہ عربوں کے برخلاف علم بغاوت بلند کر دیتے اور محض اس لیے کہ عرب قانون کی عام اشاعت چاہتے اور تحمل و بردباری سے کام لیتے تھے۔ پس اس ان بن اور ناچاقی نے سلطنت کو کمزور کر دیا اور جیسے کہ ابن خلدون بصد حسرت لکھتا ہے: "ملک کی فتح کو اسی سال بھی نہ ہونے پاتے تھے کہ بارسلونا تک شمالی حصہ سلطنت ہاتھ سے جاتا رہا۔"

ہم پھر اپنی توجہ مشرق کی جانب مبذول کرتے ہیں۔ کیونکہ ولید اپنے جنیلوں کی ملاقات سے پہلے ہی جن کو اس نے عین فتوحات کے عالم میں واپس طلب کیا تھا۔ داعی اجل کو لبیک کہہ گیا

اپنے باپ کی طرح اس نے بھی اپنے بیٹے کو حجاج، قتیبہ اور بہت سے مضری سرداروں کی مدد سے اپنا جانشین کرنے کی کوشش کی۔ مگر مدعا حاصل ہونے سے پیشتر ہی وہ دارالبقا کی طرف کوچ کر گیا۔ ولید نو سال سات ماہ تک خوب دھڑلے کی حکومت کرنے کے بعد ۹۶ھ/۷۱۵ء میں بمقام دیر مرّان فوت ہوا۔

مسعودی اور ابن الاثیر دونوں اس کو جابر اور ظالم لکھتے ہیں۔ مگر ہم اتنی مدت کے بعد اس کو نیک باتوں سے ہی یاد کریں گے۔ اس میں تو کوئی کلام نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنے باپ عبدالملک اور اپنے دادا مروان سے زیادہ رحم دل تھا۔ شامی اس کو ایک ممتاز خلیفہ خیال کرتے ہیں۔ اس نے دمشق میں ایک جامع مسجد تعمیر کی۔ مدینہ اور بیت المقدس کی مساجد کو وسیع کیا اور زیبائش دی۔ اس کے حکم سے ہر شہر و قریہ میں جہاں جہاں پہلے مساجد نہ تھیں۔ نئی مسجدیں بنائی گئیں اس نے سرحدوں کی حفاظت کے لیے قلعے تعمیر کر کے ساری سلطنت میں سڑکیں بنوائیں۔ کنوئیں کھدوائے مدارس اور شفا خانے جاری کیے اور ضعیفوں اور غریبوں کو خزانہ سے وظیفہ دینے کا قاعدہ جاری کیا۔ اندھوں اور اپاہجوں کے لیے ہسپتال اور دیوانوں کے لیے پاگل خانے بنوائے جہاں ان کو روٹی کپڑا ملتا اور لائق و قابل آدمی نگرانی کرتے۔ یتیم اور لاوارث بچوں کی تعلیم و پرورش کے لیے یتیم خانے کھولے۔ وہ خود منڈیوں میں قدم رنجہ فرماتا اور غلہ کی ارزانی و گرانی کی وجہ دریافت کرتا۔ خاندان امیہ میں وہ پہلا بادشاہ تھا جس نے علم ادب اور صنعت و حرفت کا چرچا پھیلایا۔ ولید کے زمانے میں علی ثانی (زین العابدین) خاندان نبویہ کے چوتھے امام جن کو اثنا عشریہ جائز امام مانتے ہیں۔ وصال پا گئے۔ انکی جگہ امامت کی دستار ان کے بیٹے محمد الباقر کے سر پر رکھی گئی۔ ولید کے ہمعصر عیسائی فرمانروا قسطنطنیہ کے تخت پر یہ ہوئے ظالم جسٹنین ثانی۔ جس کو ۷۱۱ء میں اسی کے جانشین فلپکس نے قتل کر دیا۔ دوم فلپکس جسے ۷۱۳ء میں اندھا کر کے برطرف کیا گیا سوم انسطنین ثانی جس کو ۷۱۶ء میں تھیوڈوسس ثالث نے قتل کیا۔

دسواں باب

خاندانِ اُمیہ ۹۶ھ سے ۱۰۵ھ ہجری تک

سلیمان کی تخت نشینی۔ موسیٰ اور طارق کی تنزلی۔ عبدالعزیز بن موسیٰ کی وفات نسلی فسادات یمن۔ یزید بن مہلب کا عروج۔ قسطنطنیہ کا محاصرہ۔ مسلمانوں کی شکست۔ سلیمان کی وفات۔ عمر ثانی کی تخت نشینی۔ اس کی مدبرانہ حکومت قسطنطنیہ سے پسپائی۔ عمر کی وفات۔ یزید ثانی کی تخت نشینی۔ یزید بن مہلب کی بغاوت یمنیوں کی تباہی۔ نسلی فساد۔ مسلمانوں کی ہزیمت۔ یزید ثانی کی موت

عباسیہ خاندان

عبدالملک کی وصیت کے مطابق ولید کا جانشین۔ اس کا بھائی سلیمان ہوا۔ اس کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ فیاض۔ کشادہ دل۔ عیش پسند اور خوش باش تھا۔ انصاف کو پسند کرتا تھا اور اپنے نیک طبیعت چچازاد بھائی عمر بن عبدالعزیز (جو اس کے بعد تخت نشین ہوا) کے مدبرانہ صلاح و مشورہ پر کاربند ہوتا تھا۔ تخت نشین ہوتے ہی سلیمان نے عراق کے قید خانوں کے دروازے کھول دیئے اور ہزار ہا بندگان خدا کو جنھیں حجاج نے قید کر رکھا تھا رہائی دے دی۔ اس نے ظالم حجاج کے ٹیکس کلکٹروں کو موقوف کر دیا اور اس کے کئی ظالمانہ احکام کو منسوخ کیا۔ اگر سلیمان لوگوں کو حجاج کے ظلموں سے نجات دلانے پر ہی اکتفا کرتا تو کوئی واقعہ بھی اس کے برخلاف قابل اندراج نہ ملتا۔ مگر اس نے کینہ کے جذبات کو قوت فیصلہ پر غالب آنے دیا اور جن مضریوں نے جانشینی کا سلسلہ بدلوانے کی کوشش میں ولید کی مدد کی تھی ان پر ایسا اُلٹا ہوا ہاتھ مارا کہ انکو تخت الثریٰ میں جا پہنچایا۔ اس طرح یمنی (حمیری) پھر زوروں پر ہو گئے۔ انھوں نے حجاج کے مظالم کا دل کھول کھول کر انتقام لینا شروع کیا۔ یزید بن مہلب عراق کے نئے گورنر نے یہ دیکھ کر کہ اس کا دشمن حجاج جان بچا کر بھاگ گیا ہے۔ اس کے لواحقوں اور عزیزوں کو ایسا تنگ کیا کہ ان کا ناک میں دم آ گیا۔ خراسان میں قابل جرنیل قتیبہ خانہ جنگی میں ہلاک ہوا اور اب پھر حمیریوں اور مضریوں کے درمیان آتش حسد مشتعل ہو گئی۔

موسیٰ اور طارق۔ فاتحان ہسپانیہ کے ساتھ سلیمان کا طرز سلوک ایک راز سربستہ ہے کیونکہ وہ دونوں یمنی نہ تھے۔ اور اس کے منظور نظر یزید کے دوست تھے۔ سلیمان کے ماتھے پر یہ کلنگ کا ٹیکا تا ابد

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

قائم رہے گا۔ کہ یہ دونوں مشاہیر عالم افلاس و تنگدستی کی حالت میں فوت ہوئے سلیمان پر یہ بھی شک کیا جاتا ہے کہ عبدالعزیز بن موسیٰ جس نے اسپین میں نہایت کامیابی سے حکمرانی کی۔ سیول میں اسی کے ایما سے قتل کیا گیا۔ یا یہ کہ اس نے اس کے قتل پر اغماض کیا۔ محمد بن قاسم فاتح سندھ و پنجاب جس نے اپنی مہربانی اور تدبیر سے ہندوؤں میں بڑی ہردلعزیزی حاصل کرلی تھی واپس بلالیا گیا۔ محمد کا قصور صرف اتنا تھا کہ وہ حجاج کا بھتیجا تھا اور اسی قصور پر یزید بن مہلب نے اس پر بڑی سختیاں کیں۔ یزید کا بھائی حبیب ہندوستان کی امارت پر مقرر ہوا۔ وہ بہادر مگر بے شعور تھا۔ اس نے ہندوؤں کے متعلق اپنے پیشرو کے بنے بنائے کھیل کو بگاڑ دیا۔ سلیمان کے عہد میں اسپین میں مسلمانوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا گیا۔ عبدالعزیز کے قتل ہو جانے پر فوج نے موسیٰ کے بھتیجے ایوب بن حبیب کو گورنر منتخب کیا۔ مگر اس کے تقرر کو افریقہ کے وائسرائے نے منظور نہ کیا۔ چند ماہ کی گورنری کے بعد جس میں اس نے سیول سے ہٹا کر کورڈوا میں صدر مقام بنایا۔ اس کی جگہ ایک مضری سردار الحر مقرر کیا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ الحر افریقہ کے عربی خاندانوں کے چار سو نونہال اپنے ساتھ لایا۔ جو بعد میں اسپین میں مسلمانوں کے امراء و سرفاء بنے۔ اس وقت سے لیکر خاندان عباسیہ تک اسپین کے کئی گورنر مقرر ہوئے جن کی تقرری بعض اوقات دربار دمشق سے ہوتی اور بعض اوقات افریقہ کا وائسرائے کرتا جو قیروان میں رہتا تھا۔ اس دوعملی نے نتائج بد پیدا کیے۔ انتظام بگاڑ دیا۔ پالیسی میں فرق ڈال دیا۔ بدامنی بڑھا دی اور سرحد کی محافظ فوج کی قوت گھٹا دی۔ الحر تین سال تک گورنر رہا۔ اس کے عہد میں شمالی ملک میں کئی فتوحات حاصل ہوئیں۔

۹۸ھ میں سلیمان اتفاق سے دابق میں مقیم تھا۔ وہاں لیو۔ المعروف الیسورین ایک رومی جرنیل نے جو ایشیائے کوچک کی رومی فوجوں کا سپہ سالار تھا بادشاہ سے ملاقات کی اس دھوکہ باز نمک حرام نے بادشاہ کو کہا کہ ایسی تدبیر آپ کو بتاؤں گا کہ قسطنطنیہ چٹکیوں میں فتح ہو جائے گا۔ اس کی فتح سے جو فوائد عربی سلطنت کو پہنچیں گے وہ اظہر من الشمس ہیں۔ اس فتح کا یقین دلانے کے لیے اس نے یہاں تک جال بچھایا کہ حملہ آوروں کی خود راہنمائی کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ سلیمان نے ہسپانیہ کی سی ایک اور سلطنت ملنے کی توقع اور لیو کی چکنی چپڑی باتوں سے متاثر ہو کر مسلمہ کے ماتحت ایک فوج روانہ کر دی اور بغیر کسی روک ٹوک کے ہس پوائنٹ (آبنائے ڈارڈنلز) قسطنطنیہ کی دیواروں تلے پہنچ کر مسلمانوں نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ سلیمان کے بیٹے نے ایک دستہ فوج کے ساتھ متصلہ صوبہ تھریس کو مع اس کے صدر مقام مقابل یت کے سخر کر لیا۔ تنگ آکر رومیوں نے مسلمہ سے

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

درخواست کی کہ معقول خراج لے کر محاصرہ اٹھائے درخواست نامنظور کی گئی اور رومیوں کا ناک میں دم آگیا۔ اس موقع پر تھیوڈوس ثالث جو قسطنطنیہ میں حکمران تھا یا تو قتل کر دیا گیا یا تخت سے اتار دیا گیا اور خوف زدہ رومیوں نے لیو ہی کو تخت پیش کر دیا۔ تو وہ مسلمانوں کی فوج سے چوری چوری نکل کر قسطنطنیہ پہنچ کر تخت پر متمکن ہو گیا۔ محاصرین کے کمزور پہلوؤں سے واقف تو تھا ہی۔ مسلمانوں کے مقابلہ پر خوب ڈٹا۔ ادھر دغا بازی سے مسلمانوں کا بہت سا ذخیرہ اور سامان رسد تلف کرا دیا مسلمان سپاہی اور ملاحوں کو اب سامان رسد کے تھوڑ جانے۔ وبا نمودار ہو جانے اور برف کے پڑنے سے سخت تکلیف ہونے لگی۔ تاہم انھوں نے مردانہ وار محاصرہ کو بدستور قائم رکھا۔ خلیفہ کے حکم بغیر واپس جانا تو درکنار واپسی کا نام لینا بھی گناہ سمجھا جاتا تھا۔ سلیمان کا اپنے بھائی ولید کی جگہ تخت نشین ہونے کے ناقابل ہونے کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ اس نے قسطنطنیہ کی دیواروں تلے پہنچے ہوئے مسلمہ اور اس کی فوج کی کافی مدد نہ کی۔ یہاں کی ناکامی کی کسر کسی قدر یزید بن مہلب کے طبرستان و کوہستان کو فتح کر لینے سے نکل گئی۔ یہ علاقے بحیرہ کیسپین کے جنوب مغرب میں واقع ہیں۔ ان پر ابھی دیسی بادشاہ ہی حکمران تھے جو اپنے ناقابل تسخیر قلعوں سے نکل کر عرب سلطنت پر دست درازی کرتے رہتے تھے۔ آخر کار مسلمہ کے اصرار پر سلیمان خود کمکی فوج لے کر روانہ ہوا۔ مگر ابھی وابق ہی تک جہاں نمک حرام لیو نے اس سے ملاقات کی تھی پہنچا تھا کہ پیغام اجل آگیا۔ وہ سخت بیمار ہو گیا اور آخر ۲۰ صفر سنہ ۹۹ھ کو ستمبر ۷۱۷ء میں دو سال پانچ ماہ حکومت کر کے اس جہاں سے چل دیا

اپنے بھائی کی طرح سلیمان کی بھی خواہش تھی کہ اس کے بعد تخت و تاج اس کے کسی بیٹے کو ملے۔ اس کا بڑا بیٹا ایوب جس کو اس نے نامزد کیا تھا اس سے پہلے ہی مر گیا تھا۔ اور دوسرا بیٹا داؤد رومیوں کے مقابلہ پر مندرجہ بالا مہم کے ساتھ گیا ہوا تھا۔ اور کوئی نہ جانتا تھا کہ مر گیا ہے یا زندہ ہے۔ اس مذبذب حالت نے افسردہ خاطر ہو کر اور کوئی انتظام نہ کرنے کی صورت میں لازمی و لابدی افراتفری کے برپا ہو جانے کے خوف سے سلیمان نے اپنے چچازاد بھائی نیک نہاد عمر کو اپنا جانشین اور اس کے بعد اپنے دوسرے بھائی یزید بن عبدالملک کو اس کا جانشین نامزد کیا۔ یہ دونوں نام ایک کاغذ پر لکھے گئے جس پر مہر ثبت کی گئی اور کاغذ رجاء بن ایوب ایک معتمد کے سپرد کیا گیا اور گھرانے کے تمام افراد نے اس وصیت پر عمل کرنے حلف اٹھایا۔ سلیمان کے مزاج میں عجیب دو رنگی تھی اپنے رفیقوں پر مہربان مگر باپ کی طرح دشمنوں کے لہو کا پیاسا تھا۔ عیش پسند اور آرام طلب مگر بروقت ضرورت مشہور عالم ونڈوم کی طرح (ونڈوم ۱۶۵۴ء میں پیدا ہوا وہ لوئیس جوسف شاہ فرانس کا بھائی اور

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

بڑا بہادر و شجاع جرنیل تھا۔ مترجم) نہایت مستعد اور ہوشیار ہو جاتا اور کہے جس فعل نے اسکو لوگوں میں ہر دلعزیز کیا اور مفتاح الخیر کا خطاب دلایا۔ وہ ظالم حجاج کے قیدیوں کو رہا کرنا تھا۔ اس نے قیدیوں کو نہ صرف رہا ہی کیا بلکہ بڑی معقول رقمیں امداد میں عطا فرمائیں۔ عمر ثانی الملقب بہ خلیفۃ الصالح ماہ صفر ۹۹ھ میں تخت پر جلوہ افروز ہوا۔ اس کا باپ عبدالملک کا بھائی عبدالعزیز تھا۔ جو مصر میں وائسرائے رہ چکا تھا اور جس نے اس ملک پر نہایت دانائی اور احتیاط سے حکومت کی تھی۔ اس کی ماں خلیفہ ثانی کی پوتی تھی (سنی عمر کو پانچواں رشید خلیفہ مانتے ہیں (سنی حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کو خلفائے راشدین کہتے ہیں) وہ بڑا رحم دل۔ منصف مزاج۔ سچا حلیم الطبع اور سادہ مزاج آدمی تھا تخت و تاج کی ذمہ داریوں نے اسے سخت متردد کیا۔ ایک دفعہ اس کی بیوی نے اس کو بعد ادائے نماز روتے دیکھا (اس کی بیوی عبدالملک کی بیٹی تھی اور اس کا نام فاطمہ تھا۔) اس نے پوچھا نصیب اعدا خیر تو ہے۔ کس صدمہ نے آپ کو رنجیدہ خاطر کیا ہے۔ عمر نے جواب دیا فاطمہ میں مسلمانوں اور غیروں کا بادشاہ بنایا گیا ہوں۔ میں ان مفلسوں کا جو فاقے کاٹ رہے ہیں۔ ان بیماروں کا جو بے آسرا پڑے ہیں۔ ان ننگوں کا جو مصیبت میں مبتلا ہیں ان مظلوموں کا جن کے سروں پر آرے چل رہے ہیں۔ ان بے وطنوں کا جو قید خانے میں سڑ رہے ہیں۔ ان معمر اور بزرگ آدمیوں کا کہ قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے بے دست و پا پڑے ہیں۔ ان شخصوں کا کہ کنبہ بہت اور آمدنی تھوڑی ہے اور ان ہی جیسے ان شخصوں کا کہ تلاش معاش میں وطنوں کو خیرباد کہہ کر دور دراز ممالک میں نکل گئے ہیں خیال کر رہا تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ قیامت کے دن جب خدا مجھ سے ان کی بابت پوچھے گا تو میں کیا جواب دوں گا۔ مجھے ڈر لگا اور میں رو پڑا

تخت نشین ہوتے ہی اس نے خاصے کے گھوڑے نیلام کر کے ان کی قیمت خزانۂ شاہی میں داخل کر دی۔ نیز اس نے اپنی بیوی سے درخواست کی کہ جو زر و جواہر تم نے اپنے باپ اور بھائیوں سے لیے ہیں خزانہ میں واپس کر دو۔ اس درخواست کو اس کی بیوی نے خوشی خوشی منظور کر لیا۔ عمر کے بعد جب اس کا بھائی یزید تخت پر رونق افروز ہوا تو اس نے ان زر و جواہر کو واپس کرنا چاہا مگر شریف النفس فاطمہ نے جواب دیا کہ جب میں نے اس کی زندگی میں چیزوں کی پرواہ نہیں کی تو اس کی موت کے بعد میں اس کی کیوں پرواہ کرنے لگی۔ بے وجہ ضبط شدہ گرجے اور معبد عیسائیوں اور یہودیوں کو واپس کر دیئے۔ فدک کا باغ جو پیغمبر صلعم کی ملکیت تھا اور مروان نے غصب کر لیا تھا۔ آنجناب کی اولاد کو واپس دیا۔ خاندان امیہ کے اگلے بادشاہوں کے وقت میں

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

خطبہ میں حضرت علیؓ اور ان کی اولاد کا بری طرح نام لیتے تھے عمر نے اس رسم کو ترک کرنے کا حکم دیا اور ہدایت کی کہ آئندہ بددعا کی بجائے دعا مانگی جائے تاکہ مسلمان سخاوت۔ تحمل و بردباری کے عادی ہوں۔ اخلاق کی پابندی کی گئی۔ خفیف ظلم کی سزا ملنے لگی۔ عراق۔ خراسان اور سندھ کے نومسلموں پر حجاج کے سنگین ٹیکسوں کو ہلکا اور نرم کیا گیا۔ عمر ثانی کا عہد حکومت خاندان اُمیہ میں ایک دلکش زمانے کا منظر پیش کرتا ہے۔ مورخ اس بادشاہ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں اس بادشاہ کی بڑی خواہش یہ تھی کہ لوگوں کے رنج والم میں شریک ہو اور ان کو تسلی دے۔ اس کے زمانہ میں جاہل خارجی بھی عرب اور افریقہ میں اپنی کرتوتوں سے باز آ گئے تھے۔ انھوں نے عمر کو ایک نامہ بھی بھیجا کہ اس کی حکومت پر ان کو کوئی اعتراض نہیں۔ مگر اوباش یزید کی ولیعہدی پر اعتراض کیا عمر کا دل سلطنت کے بڑھانے پر مائل نہ تھا۔ بلکہ اپنے زیر نگیں وسیع سلطنت کی آراستگی پر لگا ہوا تھا۔ مسلم کی فوج جو قسطنطنیہ کی دیواروں تلے پریشان تھی واپس بلائی گئی۔ تمام مہمات بند کی گئیں۔ لوگوں کو صنعت حرفت کی ترغیب دی گئی۔ مقامی گورنروں کو اپنے اپنے صوبہ کے حالات لکھتے رہنے کی سخت تاکید کی گئی۔ عمر یزید بن مہلب کو ظالم سمجھ کر اس سے نفرت کرتا تھا اور یزید عمر کو منافق کہتا تھا۔ مگر یہ منافق اپنی رعایا کے فرائض خوب تن دہی سے ادا کرتا تھا۔ اس نے یزید سے اس مال غنیمت کا حساب طلب کیا۔ جس کی لمبی چوڑی فہرست اس نے مرحوم بادشاہ کی خدمت میں ارسال کی تھی۔ تسلی بخش جواب نہ دیکھ کر اس خائن کو اس زمانہ کے دستور موافق سنگسار کرنے یا کسی اور طرح ایذا دینے کی بجائے حلب کے قلعہ میں نظر بند کر دیا تھا۔ جہاں وہ عمر کی موت تک اسی حالت میں رہا۔ حاکم کوفہ کو مخاطب کرتے ہوئے عمر نے اپنے عاملوں کو جابرانہ احکام کے منسوخ کرنے اور لوگوں کی شکایات کو رفع کرنے کی تاکید کی۔ نیک طبیعت خلیفہ نے اس کو کہا "تجھے جاننا چاہیے کہ مذہب کا قیام انصاف اور فیاضی پر منحصر ہے۔ کسی گناہ کو خفیف نہ سمجھ۔ کسی ملک کو جو آباد ہے غیر آباد نہ کر۔ رعایا سے ان کی طاقت سے زیادہ وصول کرنے کی کوشش نہ کر۔ جو وہ دے سکیں وہ لے۔ آبادی و رونق بڑھانے میں بیش از بیش کوشش کر۔ نرمی سے حکومت کر سختی کو دخل نہ دے تہواروں پر نذر اور ہدیہ قبول نہ کر۔ کتاب اللہ کی قیمت نہ لے (غریبوں میں قرآن مفت تقسیم کیے جاتے تھے) مسافروں پر محصول نہ لگا۔ شادی کے موقع پر کچھ نہ لے۔ تیلیوں پر ٹیکس عائد نہ کر اور جو شخص مسلمان ہو جائے اس سے جزیہ نہ لے۔"

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islam Books Quran & Madni Ittar House

عمر کے ہونہار سترہ سالہ بیٹے عبدالملک نے (جو مسلمانوں کی اصلاح اور رعایا کی سود و بہبود چاہتے ہیں اپنے باپ کا ہم خیال تھا) نیم شکایت کے لہجہ میں کہا کہ کیوں نہیں آپ ان برائیوں کو جو مسلمانوں کو کھا رہی ہیں بیخ و بن سے اکھاڑنے کے لیے ذرا سختی سے کام لیتے۔ باپ نے جواب دیا "میرے عزیز بیٹے جو کچھ تو مجھ سے کرنے کو کہتا ہے وہ سوائے تلوار کے نہیں ہو سکتا۔ مگر اس اصلاح کا کوئی فائدہ نہیں جو تلوار کے ذریعہ سے کی جائے"۔

۷۱۹ء میں عمر نے اسپین کی بدامنی سے تنگ آکر اور الحر کی نا قابلیت دیکھ کر اس کو گورنری سے موقوف کر دیا۔ اور اس کی جگہ ایک یمنی سردار السمع بن مالک کو روانہ کیا جو قبیلہ خولان کا ایک فرد تھا۔ السمع منتظم بھی تھا اور سپاہی بھی تھا۔ اس کو خزانہ کی درستی اور گورنمنٹ کی از سر نو آراستگی کا کام سونپا گیا۔ خلیفہ کے حکم سے السمع نے ملک کی مردم شماری اور ساتھ ہی سارے جزیرہ نما کی پیمائش کی۔ شہر۔ پہاڑ۔ دریا۔ سمندر۔ زمین کی حیثیت۔ پیداوار کی نوعیت اور علاوہ کے وسائل بالتفصیل ایک کتاب میں مندرج کیے۔ سارا گوسا میں ایک عالیشان جامع مسجد تعمیر کی گئی اور بے شمار پل یا تو مرمت کئے گئے یا نئے بنائے گئے۔ اسپین میں امن کا تسلط کر کے السمع کوہستانی عیسائیوں کی بغاوت فرو کرنے کی طرف متوجہ ہوا۔ باغیوں کو شکست ہوئی اور وہ اسطورہ کے پہاڑوں میں جا کر پناہ گزین ہو گئے۔ سپٹمینیا کا علاقہ جس میں سات شہر تھے فتح کیا گیا۔ ناربون نے اطاعت مان لی اور دو شہروں نے بھی اس کی تقلید کی ناربون چونکہ سمندر کی طرف سے حملے کے لیے کھلا تھا اس کو خوب مضبوط و مستحکم کیا گیا اور اس میں فوج مقیم کی گئی۔ اس کے بعد السمع شہر طولوز دار الحکومت کی طرف روانہ ہوا۔ اور اس کا محاصرہ کیا۔ مگر ناربون میں فوج کا ایک حصہ چھوڑ آنے سے اس کے ماتحت فوج تھوڑی رہ گئی تھی اور پیشتر اس کے کہ السمع شہر کو آخری حملہ کر کے فتح کرے صوبہ ایکوٹین کا نواب ایڈی بے شمار فوج لے کر آ پہنچا۔ مخالف کی دل گنی فوج نے اس کو گھیر لیا۔ اور وہ دو دشمنوں کے درمیان پھنس گیا۔ ایک طرف شہر کی فوج۔ دوسری طرف نواب کی فوج۔ عجیب مصیبت کا سامنا پڑا۔ مگر بہادر عرب خوب بے جگری سے لڑے سرداران فوج نے اپنی نیاموں کو توڑ دیا اور مرنے مارنے پہ آمادہ ہو گئے۔ اس زمانے کے عرب جرنیلوں کے حق میں بھی نپولین کی اولڈ گارڈ (شاہی فوج) کی مانند یہ تعریف بالکل صادق آتی ہے کہ وہ لڑتے لڑتے جام شہادت نوش کر جاتے ہتھیار ہرگز نہ ڈالتے۔ لڑائی بہت طول کھینچ گئی اور نتیجہ بہت مدت تک مشتبہ رہی۔ سوا اتفاق

سے ایک تیر السمع کی گردن پر آ لگا۔ جس نے اس کو زمین پر گرا دیا۔ اپنے سردار کو گرتا دیکھ کر مسلمان دل ہار بیٹھے۔ مگر عبدالرحمٰن جس نے جھٹ پٹ کمان اپنے ہاتھ میں لے لی۔ سپاہیوں کی ٹوٹی ہوئی کمریں جوڑنے اور ان کو واپس لانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کی کامیابی سے دشمن بھی دنگ رہ گئے۔ ٹولوز کی لڑائی جس میں بہت سے مشہور عرب سردار کام آئے۔ عمر کی وفات سے کچھ عرصہ بعد ماہ مئی ۷۲۱ء میں ہوئی۔ عمر کی منصفانہ اور بے غرضانہ حکومت سے امویوں کا بیجا زور ٹوٹنے لگا اور طاقت و اقتدار ان کے ہاتھ سے نکلنے لگے۔ اس نے ان کو اعلیٰ عہدے دینے سے ہی علانیہ انکار نہ کر دیا بلکہ جانشینی کے لیے وصیت کر جانے والے بادشاہوں کی رسم سے بیزار ہو کر اس نے جانشینی کے سلسلہ کو بدلانے کی ٹھان لی۔ اس عزم کو امویوں نے اپنے لیے سم قاتل سمجھ کر اپنے خاندان کے اس نیک نہاد فرد کے انصاف سے نجات پانے کا تہیہ کر لیا۔ انھوں نے خلیفہ کے ایک غلام کو جو خدمت میں حاضر رہتا تھا رشوت دی کہ وہ خلیفہ کو زہر کھلا دے۔ چنانچہ رجب ۱۰۱ھ مطابق جنوری ۷۲۰ء میں عمر حمص کے نزدیک بمقام دیر سوان قتل کر دیا گیا۔ سلیمان کی وصیت کے مطابق عمر کا جانشین عبدالملک کا تیسرا بیٹا یزید کیا گیا۔ یزید کی بیوی حجاج کی بھتیجی تھی۔ لہٰذا اس کی ہمدردی تمام و کمال مضریوں کے ساتھ تھی۔ عمر نے مضریوں اور حمیریوں کو خوب مساوات کے درجہ پر رکھا ہوا تھا۔ یزید کے عہد میں موخر الذکر کو مضریوں کے لیے انتقام کا نشانہ بننا پڑا۔ یہ نتیجہ تھا اس سختی کا جسے گو ظلم نہیں کہا جا سکتا جو سلیمان کے عہد میں یزید بن مہلب نے حجاج کے خاندان والوں پر ان سے ناجائز کمائی کا مال و زر اگلوانے کے لیے کی تھی۔ ابن مہلب نے اس خاندان کی دولت و ثروت چھینتے وقت حجاج کی اس بھتیجی کو بھی جو یزید بن عبدالملک کی بیوی تھی یہ ہی نہیں کہ بلوہ نہ چھوڑا۔ بلکہ اس کے خاوند کی منت و سماجت کو بھی حقارت سے رد کر دیا اس سلوک سے برافروختہ ہو کر یزید بن عبدالملک نے قسم کھائی کہ اگر میں عروج پر پہنچ گیا تو اپنی تلوار خون آشام سے تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔ اس پر یزید بن مہلب نے بہادرانہ جواب دیا تھا کہ میں تیرا ایک لاکھ سپاہیوں سے مقابلہ کروں گا۔ ابن مہلب نے حلب کے زندان میں جب یہ سنا کہ عمر سخت بیمار ہے اور اس کی جان کے لالے پڑے ہیں تو وہ تاڑ گیا کہ اب اس کا ہم [illegible] گا۔ اس نے محافظوں کو رشوت دی اور عراق کی طرف بھاگ گیا۔ جہاں اس نے بھائی بندوں [illegible] مل کر علم بغاوت بلند

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

کر دیا۔ امام حسن بصری نے لوگوں کو کسی ایک طرف شامل نہ ہونے کی ہدایت کی۔ (یہ امام بڑے عالم اور بزرگ تھے اور چونکہ انھوں نے بصرہ میں رہائش اختیار کرلی تھی۔ اس لیے ان کو امام بصری کہتے ہیں)، مگر متلون المزاج لوگ جو یزید بن مہلّب اور اس کے بھائی کی فیاضی سے بہت متاثر ہوچکے تھے۔ جھٹ اس کی مدد کے لیے جمع ہو گئے اور اس کی اطاعت کا حلف اٹھا لیا یزید بن عبدالملک نے بغاوت کو فرو کرنے کی غرض سے ایک جرار لشکر مسلمہ اور عباس بن ولید کے ماتحت روانہ کیا۔ دریائے فرات کے دائیں کنارے اقر کے میدان پر دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی۔ باغی کو سپاہ گرانہ چال میں مات کھا جانے اور اپنے سپاہیوں کے راہ فرار اختیار کر لینے سے شکست ہوئی۔ وہ اور اس کا بھائی حبیب لڑتے ہوئے میدان میں کھیت رہے اس کے دوسرے بھائی کرمان کی طرف بھاگ گئے۔ جہاں دوسری لڑائی میں ان میں سے بعض قتل ہوئے۔ باقی خاقان ترکان کے پاس پناہ گزین ہوتے۔ یزید بن مہلّب کی بغاوت جو ایک وقت میں ایسی خطرناک ہو گئی تھی کہ اموئیوں کو تخت و تاج کا فکر پڑ گیا تھا) اگرچہ فرو کردی گئی۔ مگر اس کے نتائج برے نکلے۔

عراق اور کرمان میں یمنی عربوں کے قبیلہ بنی ازد کی کامل تباہی نے جو یزید بن مہلّب کا قبیلہ تھا۔ ساری عرب سلطنت میں آگ لگا دی یمنی اور مضری ہسپانیہ۔ افریقہ اور ایشیا میں ہر جگہ ایک دوسرے سے چھری کٹاری ہوگئے۔ دشمنانِ اسلام ہر طرف فتح پہ فتح حاصل کرنے لگے۔ ادھر بادشاہ اور اس کے ارکین اور مشیروں کی ناقابلیت نے اور بھی غضب ڈھایا۔ نالائق گورنروں کے تقرر سے جلتی پہ تیل پڑ گیا۔ آذربائیجان کی طرف جو مہم روانہ کی گئی تھی۔ وہ تباہ و برباد ہوئی۔ نئے گورنروں کے ظلم و تعدی سے ماوراء النہر میں سخت بغاوتیں برپا ہوگئیں جو بہزار دقت فرو کی گئیں۔ البتہ صرف رومیوں کے خلاف ایشیائے کوچک میں خفیف سی فتوحات حاصل ہوئیں۔ افریقہ میں حجاج کا ایک سابق ماتحت افسر مقرر کیا گیا۔ یہ شخص اپنے افسر اعلیٰ کی دیکھا دیکھی عراقیوں پر ظلم کرنے کا عادی تو تھا ہی بربروں پہ بھی ظلم شروع کر دیئے مگر یہ اور ہی مٹی کے بنے تھے جھٹ بغاوت پر کھڑے ہو گئے۔ بغاوت کیا تھی۔ ایک طوفان بے تمیزی تھا کہ جو یزید کے جانشین کے عہد میں سلطنت کا سارا زور دبل لگوا کر تھما۔

ہسپانیہ میں جہاں عمر نے مساوات کا درجہ قائم کر رکھا تھا۔ پھر رقابت نے قبائلی عناد و حسد کی چنگاری شعلہ زن ہو گئی اور ہر ایک شہر و قریہ اس کی لپیٹ میں آگیا۔ ولید اول کے عہد میں حجاج

کے بھائی نے یمن میں بھاری بھاری ٹیکس لگا رکھے تھے۔ عمر ثانی نے ان کو موقوف کر دیا تھا۔ اب پھر ویسے ہی بھاری ٹیکس لگا دیئے گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یمن کے سارے لوگ بھڑک اُٹھے۔ عمر کے تمام منصفانہ احکام منسوخ کر دیئے گئے۔ خارجی جو پچھلی حکومت میں دست درازیوں سے مجتنب رہے تھے اب اس شخص کے برخلاف اُٹھ کھڑے ہوتے جس کو وہ ظالم اور مردود سمجھتے تھے۔ اب کہ سلطنت کا شیرازہ اس طرح پراگندہ ہو رہا تھا کہ یزید خود حرم میں دو عورتوں کے ساتھ عیش منا رہا تھا (ان عورتوں کے نام سلامہ اور حبابہ تھے۔ یہ بڑی گویّہ تھیں) حبابہ کی موت کا اسے ایسا صدمہ پہنچا کہ چند ہی دن بعد رجب ۱۰۵ھ (جنوری ۷۲۴ء) میں خود بھی فوت ہو کر خاندان کو سبک بار کر گیا۔ مورخین نے اس بادشاہ کے ایک نیک کام کا بھی ذکر کیا ہے۔ جو قابل اندراج ہے۔ اس کا گورنر متعینہ مدینہ حجاج کی تھیلی کا بٹہ تھا اس نے حضرت حسینؓ شہید کی صاحبزادی فاطمہ کو شادی کا پیغام بھیجا مگر اس خاتون نامدار نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں اپنی زندگی اپنے خاندان کے یتیموں اور لاوارثوں کی خبرگیری پر وقف کر چکی ہوں۔ ظالم نے ان کو دھمکیاں دینی شروع کیں تو سخت تنگ آ کر فاطمہ نے یزید سے اپیل کی۔ یزید نے گورنر کو موقوف کر دیا اور سخت سزا دی۔ اسی بادشاہ کے عہد میں آلِ عباسؓ کو حکومت سپرد کرنے کی تحریک نے دیار مشرق میں زور پکڑا عباسی داعی تاجروں کے بھیس میں خراسان میں نمودار ہوئے۔ مگر اموی گورنر سعید کے کانوں تک بھنک پہنچ گئی۔ اس نے ان کو اپنے سامنے بلا کر جرح قدح شروع کی تو ان کے تسلی بخش جوابات اور لوگوں کے یقین دلانے سے ان کو رہا کر دیا۔ لیکن ان کے جانشین یا تو ایسے نرم مزاج نہ تھے یا اس کی طرح بھولے نہ تھے۔ لہٰذا عباسی داعی اپنی جانوں کو ہر وقت ہتھیلی پر رکھے رہتے۔ جہاں پکڑے جاتے نہایت بے رحمی سے ہلاک کیے جاتے۔ مگر اس خوفناک تحریک کو ناکامیاب کرنے کی سر توڑ کوششوں کے باوجود اندر خانہ سب انتظام ہو رہا تھا۔ ہر طرف ہم خیال پیدا کیے جا رہے تھے۔ یہاں تک کہ تھوڑے ہی عرصہ میں بنی امیہ کو تخت و تاج سے محروم کرنے کے لیے سارا ایران سازشیوں سے بھر گیا۔ چند اور اسباب سے بھی اس سازش کو بڑی تقویت پہنچ گئی اور چند ہی سال بعد وہ ایسی ہیبت صورت میں نمودار ہوئی کہ بنی امیہ کا قلع قمع ہی پڑھا گیا۔ عمر کے انصاف سے لوگوں کو ابھی حجاج کے مظالم نہ بھولے تھے کہ یزید تخت نشین ہو گیا۔ اپنے ہم نام باغی کے لواحقوں اور عزیزوں پر اس کے مظالم نے سارے یمنیوں کو بھڑکا دیا۔ علاوہ اس کے ایک اور سبب نے بھی عباسیوں

کا راستہ صاف کر دیا۔ یزید ثانی کے مظالم اور برائیوں سے تنگ آکر لوگ اس خیال میں پڑ گئے کہ آل محمدؐ کو اس کے حقوق واپس ملنے چاہئیں۔ لوگ اماموں کا منہ تک رہے تھے کہ وہ اشارہ کریں تو یہ ان کو سر پر اٹھا لیں۔ مگر یہ بزرگ دنیا سے کنارہ کش ہو چکے تھے۔ دنیا کی حکومت کے قابل نہ رہی تھی۔ اس بے چینی اور اضطراب کے زمانہ میں بنی عباس نے سٹیج پر نمودار ہو کر اپنے حقوق پیش کر دیئے۔ بنی عباس سرور کائنات کے چچا حضرت عباسؓ کی نسل سے تھے۔ حضرت عباسؓ ۳۲ھ میں فوت ہوئے۔ ان کے چار بیٹے تھے۔ عبداللہ۔ فضل۔ عبید اللہ اور قیسان۔ عبداللہ جس کو تاریخوں میں ابن عباسؓ کے نام سے لکھا ہے۔ سن ہجری سے تین سال قبل ۶۱۹ء میں بمقام مکہ پیدا ہوئے۔ یہ چاروں بھائی جنگ جمل اور صفین میں شامل تھے۔ ابن عباسؓ جو ایک اعلیٰ سپاہی اور ساتھ ہی عالم تھے۔ حضرت علیؓ کی فوج کے رسالہ کے سردار تھے وہ اکثر حضرت علیؓ کی سفارت کا کام سرانجام دیا کرتے تھے اور جب خلیفہ چہارم کو مجبور کیا گیا کہ وہ اپنا اور معاویہ کا تنازعہ پنچایت کے سپرد کریں تو انکی بھی خواہش تھی کہ ابن عباسؓ کو خاندان نبویہ کا قائم مقام بنایا جائے۔ ابن ۶۸ھ میں حضرت حسینؓ کے غم میں بعمر ۷۰ سال طائف میں فوت ہوئے۔ انکا بیٹا جسکا نام حضرت علیؓ کے نام پر علی رکھا گیا اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتا رہا اسے حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے بچوں سے بڑی محبت تھی وہ ۱۱۷ھ میں فوت ہو گیا۔ اور اس کی بجائے خاندان متولی اسکا بیٹا محمدؐ ہوا۔ محمدؐ لائق۔ مگر پرلے درجے کا بلند پرواز بھی تھا۔ وہ پہلا شخص تھا جس نے خود خلافت پر قبضہ کرنے کا خیال کیا۔ امامت کے متعلق اس نے اپنے خاندان کے حقوق کو نئی طرز میں پیش کیا۔ وہ کہتا تھا کہ کربلا میں حضرت حسینؓ کے شہید ہو جانے کے بعد اسلام کی روحانی سرداری ان کے بیٹے علی (زین العابدینؒ) کو نہ ملی بلکہ محمد الحنفیہ کو اور حنفیہ کی موت پر اس کے بیٹے ابوہاشم کو جس نے محمد بن علی بن عبداللہ کے سپرد کر دی بعض حلقوں میں اسکی بات کو باور کیا گیا۔ مگر زیادہ لوگ آل رسولؐ کے حق سرداری پر قائم رہے۔ عباسیوں کے داعی کہتے کہ وہ خاندان محمدؐ کیلئے کوشش کر رہے ہیں۔ بی بی فاطمہ کے ہوا خواہ جن کو اس بیان میں کوئی عیاری ہونے کا وہم و گمان بھی نہ ہو سکتا تھا۔ اماموں کے علم اور انکی اجازت کے بغیر محمد بن علی کے مددگار ہو گئے۔ اپنی موت سے پہلے جو ۱۲۵ھ میں واقع ہوئی۔ محمد نے اپنے بیٹوں ابراہیم عبداللہ ابو العباس۔ (السفاح) اور عبداللہ ابو جعفر (المنصور) کو سلسلہ وار اپنا جانشین بنایا۔ اس طرح اس تحریک کے متعلق جو محمدؐ نے شروع کی تھی۔ ویسی ہی مستعدی۔ استقلال۔ اور بُردباری سے کام ہوتا رہا۔

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islam Books Quran & Madni Ittar House

گیارھواں باب

حکومت بنی اُمیہ ۱۰۵ھ ہجری سے ۱۲۵ھ تک
(۷۲۴ء تا ۷۴۲ء)

ہشام کی تخت نشینی۔ سلطنت کی مخدوش حالت۔ ہشام کی خصلت۔ ایشیا۔ آرمینیا۔ اور افریقہ کی حالت۔ خارجیوں اور بربروں کی بغاوت۔ محاربۃ الشرفا۔ خطا۔ بربروں کی شکست۔ ہسپانیہ اندرونی فساد۔ گورنروں کا جلد جلد ردوبدل۔ عبدالرحمٰن الغافقی کا تقرر۔ شمالی فرانس پر حملہ۔ ٹورس کی لڑائی۔ پادریوں کے مبالغے۔ فرانس پر تازہ حملہ اور گنڈیکی فتح۔ عقبہ کی فتوحات۔ اسکی وفات۔ ملکی ہنگامے۔ فرانس میں عربوں کی تباہی۔ خالد القسری کا تنزل۔ عراق میں زید کا خروج۔ اسکی وفات۔ بنی عباسیہ۔ ابومسلم کا نمودار ہونا۔ ہشام کی وفات

یزید ثانی کی وفات پر اس کا بھائی ہشام[1] اندرونی اور بیرونی مشکلات میں مبتلا شدہ سلطنت کا بادشاہ ہوا۔ شمال کی طرف ترکمانوں اور خزریوں کے وحشی قبائل منڈلا رہے تھے۔ ایک طرف خارجی دانت پیس رہے تھے۔ دوسری طرف عباسیوں کے داعی اموی ایوان حکومت کو بنیاد سے اکھاڑنے کی تدبیروں میں لگے ہوئے تھے۔ قوم کے سرآوردہ افراد یا تو خانہ جنگیوں کی بھینٹ چڑھ چکے تھے یا دربار کی مشکوک پالیسی کا شکار ہو گئے تھے۔ یزید نے اپنے امیروں وزیروں پر یہاں تک اعتبار کیا کہ سلطنت کا سب سیاہ وسفید ان کے سپرد کر دیا۔ بس پھر کیا تھا۔ گورنمنٹ ناقابل اور خائن لوگوں

---

[1] جب یزید تخت نشین ہوا تو اس کا بیٹا ولید نابالغ تھا۔ لہٰذا اپنے مشیروں کے کہنے سننے سے اس نے اپنے بھائی ہشام کو اپنا جانشین نامزد کیا اور فیصلہ کیا کہ اس کے بعد ولید تخت نشین ہو۔ مگر یزید کی زندگی میں ہی ولید بالغ ہو گیا تو اس کو سخت بے کلی ہوئی۔ مگر اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی مار چکا تھا۔ اندر ہی اندر بس گھونٹ ہوا خاموش ہو رہا اور ہشام کی جانشینی کی صلاح دینے والوں پر لعنت ڈالا کرتا۔ مسعودی کے قول کے مطابق ہشام نے انیس سال نو مہینے اور تو دن حکومت کی۔

کے ہاتھوں میں چلی گئی۔ جنھوں نے ظلم اور لوٹ مار پر کمر باندھ لی۔ رعایا چیخ اٹھی اور مخلصی کی تدابیر سوچنے لگی۔ خال خال لائق آدمی رہ گئے تھے جو اس اندھیرے گھر کا چراغ تھے۔ مگر اکثر عہدیدار حب الوطنی اور غیرت و حمیت مذہبی سے معرا ہو چکے تھے۔ وہ ذاتی اغراض میں یہاں تک منہمک ہو رہے تھے کہ قوم کا بھولے سے بھی خیال نہ کرتے تھے۔ ایسی حالت میں ناخدا کا فرض تھا کہ جہاز کو تباہی سے بچانے کی کوشش کرتا۔ مگر ہشام ناخدائی کے قابل ہی نہ تھا۔ چہ جائیکہ ڈوبتے ہوئے جہاز کو سنبھالتا کوئی شک نہیں وہ یزید سے زیادہ قابل تھا۔ اس نے دربار کو خس و خاشاک سے نسبتاً پاک اور پہلی حکومت کی کمزوری کو تا حد رفع اور سوسائٹی کو کسی قدر درست کیا۔ مگر ہشام کی دینداری افسردہ دلی کے لباس میں ملبوس تھی اور اس کا بخل لالچ کی حد تک پہنچا ہوا تھا۔ ساتھ ہی وہ سخت کمینہ خیال اور تنگ دل بھی تھا۔ کسی پر اعتبار نہ کرتا۔ سازشوں اور دھڑے بندیوں کا توڑ سازشوں اور چالوں سے ہی کرتا۔ جھوٹی رپورٹوں پر کان دھر لیتا۔ اس نے صرف شک پر ہی کتنے لائق حاکموں کو ہاتھ سے گنوا! گورنروں کے جلد جلد ردوبدل نے اور بھی تباہی پھیلائی۔ ان آدمیوں میں سے جو کچھ دیر تک اس کے عہد میں کسی عہدے پر ممتاز رہے۔ خالد بن عبداللہ القسری بھی تھا جو اس کی تخت نشینی سے لے کر ۱۲۰ ہجری تک عراق کا گورنر تھا۔ وہ ایک روشن ضمیر حاکم تھا۔ خود یمنی تھا مگر اس نے دانائی اور انصاف سے رقیب قبائل کو ایک تول رکھا۔ اس کے عہد میں مضریوں اور حمیریوں میں کوئی ٹکر نہ ہوئی۔ وہ عیسائیوں اور یہودیوں سے عمدہ سلوک کرتا۔ منصف مزاج اور فیاض تو تھا ہی۔ ان کے گرجے اور معابد مرمت کرائے اور ان کو ذمہ داری کے عہدوں پر مقرر کیا۔ اس کی مدبرانہ رواداری سے خفا ہو کر عاقبت نااندیش متعصبوں نے جن کی کمی کسی زمانہ میں نہیں رہی۔ اس پہ حملے شروع کر دیے۔ مگر بادشاہ نے کسی کی نہ سنی۔ تاہم اس کے پندرہ سالہ عروج کی طرح اس کا تنزل بھی اچانک ہی ہوا۔ ہشام کی تخت نشینی کے کچھ عرصہ بعد خراسان میں مضریوں اور حمیریوں میں سخت فساد برپا ہوا جو بصد دقت فرو کیا گیا۔ اس کے بعد ملک سُغد کے باشندوں نے نائب گورنر کی وعدہ خلافی سے تنگ آ کر بغاوت کر دی۔ نائب گورنر نے ان لوگوں سے وعدہ کیا تھا کہ جو شخص اسلام قبول کرے گا جزیہ سے معاف کیا جائے گا۔ جب اس رعایت سے مستفید ہونے کی غرض سے بہت لوگ مشرف باسلام ہو گئے تو اس نے ان پر پھر جزیہ لگا دیا۔ باغیوں کے ساتھ حارث کے ماتحت بہت سے عرب آباد کار بھی مل گئے جو گورنر کی وعدہ خلافی سے سخت برافروختہ تھے ان کی ترکان قبائل نے بھی مدد کی۔ بغاوت کو فرو کرنے کے لیے سخت جدوجہد کرنی پڑی۔ گورنر نے نتیجہ

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islamic Books Quran & Madni Ittar House

آخر خالد عراق کے وائسرائے نے امن قائم کرنے کے لیے اپنے بھائی اسد کو وہاں بھیجا۔ اس نے باغیوں کو فرغانہ سے نکال دیا۔ یہاں تک کہ وہ ترکمانوں کی پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ چونکہ ترکمان آئے دن اپنی ترکتازیوں سے تنگ کرتے تھے اس لیے اسد سنہ ۱۱۹ ہجری میں ختل کی طرف روانہ ہوا ختل فرغانہ کے مشرق میں واقع ہے۔ ترکمانوں کا خاقان وہاں رہتا تھا (ترکمان قبائل کے سردار کو خاقان کہتے ہیں۔ عرب چنگیز خاں اور اس کے جانشینوں کو بھی خاقان ہی کہتے تھے) مگر اسد ان کے حملے روکنے اور مال غنیمت لینے کے سوا اور کچھ نہ کر سکا۔ کیونکہ سردی کی شدت نے اس کو بلخ ہٹ آنے پر مجبور کیا۔ یہاں اس نے اپنا سرمائی ہیڈ کوارٹر قائم کیا۔ اور سپاہیوں کو گھر کی طرف بھیج دیا۔ ترکمانوں نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر ہر طرف فتنہ محشر بپا کر دیا۔ جب وہ قتل و غارت میں مصروف تھے تو گورنر نے پہاڑوں کی چوٹیوں پر آگ جلا کر اپنے سپاہیوں کو جمع کر لیا (اس نے سپاہیوں کو پہلے ہدایت کر دی تھی کہ جب پہاڑوں پر آگ روشن کی جائے تو جھٹ پٹ آ جانا۔ گویا کہ آگ جلانا طلبی کا ایک نشان تھا۔ مترجم) اور ترکمانوں کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا۔ صرف خاقان زندہ بچا جو شکست کے بعد پاؤں سر پر رکھ کر فرار ہو گیا اور پھر بہت جلد ہی اپنے ہی ایک سردار کے ہاتھوں ہلاک ہوا۔ ہشام نے پہلے تو اس خبر کو باور نہ کیا۔ اور خاص قاصد اصل واقعہ کی دریافت حال کے لیے روانہ کیا۔ جب اس بات کی تصدیق ہو گئی کہ اسلام کا جانی دشمن فنا فی النار ہو گیا ہے۔ تو دمشق میں بڑی خوشیاں منائی گئیں۔ اپنے بھائی خالد کے عراق کی گورنری سے برطرف ہونے سے تھوڑی مدت پہلے اسد سنہ ۱۲۰ ہجری میں داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔ اس کے بعد خراسان کی گورنری پر نصر بن سیار مقرر ہوا۔ نصر دربار کی دھڑہ بندیوں کے باوجود سنہ وفات ۱۳۰ ہجری تک گورنری پر سرفراز رہا۔ نصر اچھے خیالات کا آدمی تھا اور اپنے زیر نگیں لوگوں کی فلاح و بہبود کا خواہاں تھا۔ شروع شروع میں مضریوں اور حمیریوں میں از سر نو تلوار چلنے سے پیشتر اس کی حکومت سخت مگر منصفانہ اور فیاضانہ رہی۔ باغی سغدی جو ابھی تک ترکمان علاقوں میں گھوم رہے تھے پھر حلف اطاعت اٹھانے کے لیے مدعو کیے گئے۔ انھوں نے دو شرائط پیش کیں۔ پہلی یہ کہ کسی پر مذہب کے لیے جبر نہ کیا جائے۔ اور نہ سزا دی جائے۔ جب تک وہ قانونی طور پر مستوجب سزا نہ ہو۔ دوسری یہ کہ اسلام سے انحراف کو ناجرم قرار نہ دیا جائے۔ نئے گورنر نے ان شرائط کو منظور کر لیا اور سغدی اپنے گھروں میں واپس آ گئے۔ جب وسط ایشیا میں یہ واقعات گذر رہے تھے۔ کاکیشیا کے قبائل شمالی ایران اور آرمینیا میں لوٹ مار مچا رہے تھے۔ اس وقت آرمینیا کی گورنری پر جس

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

میں جزیرہ آرمینیا اور آذربائیجان شامل تھے۔ ہشام کا بھائی مسلمہ مامور تھا۔ ۱۱۱ھ میں ترکوں کے ایک انبوہ کثیر نے پہاڑوں سے نکل کر ایران پر حملہ کر دیا۔ اور آذربائیجان کو بالکل برباد کر دیا تاہم شاہی فوجوں نے ان کو شکست دے کر صوبہ سے باہر نکال دیا۔ مگر جس آسانی سے ترک ایران میں داخل ہو گئے تھے اس سے دوسرے قبائل کو بھی انکی تقلید کرنے کی جرأت ہو گئی۔ چار سال بعد خزری ترکوں کا ایک زبردست جتھا آرمینیا میں گھس آیا۔ اردبیل کے نزدیک مسلمہ کا جانشین جراح مغلوب ہو کر مارا گیا اور وحشی ترکوں نے موصل تک لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا یہاں سعید الحرشی سے جس نے والنٹیروں کی فوج جمع کر رکھی تھی اور ہشام کے حکم سے بسرعت تمام موقع بربادی پر پہنچا تھا۔ ان کا مقابلہ ہوا ترکوں کو کامل شکست ہوئی اور بہت سے میدان کارزار میں ہی کھیت رہے۔ باقی ماندہ اپنے قیدی اور مال غنیمت جو لوٹ مار سے جمع کیا تھا چھوڑ کر سرحد پر بھاگ گئے۔ قیدیوں کو رہا اور مال اصلی وارثوں کے حوالے کیا گیا۔ اپنی متلون المزاجی سے مجبور ہو کر ہشام نے سعید کو واپس بلا کر پھر مسلمہؓ ہی کو گورنر مقرر کیا۔ ایک سال کے بعد مسلمہ پھر موقوف کر دیا گیا۔ اور اس کی جگہ مروان بن محمدؒ جس نے بعد میں تخت پر قبضہ کر لیا متعین ہوا۔ مروان نے اپنی آمد کا اعلان خزریوں کو ان کے ہی علاقوں میں شکست دینے سے کیا۔ جارجیا فتح کیا گیا اور بہت سے پہاڑی قبائل زیر فرمان کئے گئے۔ مگر شمال کے خانہ بدوش قبائل مروان کے مقابلہ پر خوب ڈٹے اور اس کا قافیہ تنگ کر دیا جس سے سلطنت کے خزانہ پر سخت بوجھ پڑا۔ جنوبی عرب میں بھی شورشیں ہوئیں اور چند موقعوں پر خارجیوں نے بھی سر اٹھایا۔ جن کی سرکوبی کے لیے جرار فوجیں بھیجنی پڑیں۔ افریقہ اور ہسپانیہ میں کچھ مدت تو امن وامان کا دور دورہ رہا اور بہت سے علاقے فتح کئے گئے۔ ۱۱۶ھ ہجری میں ملک سیاہ اور اگلے سال جزیرہ سارڈینیا فتح کیا گیا۔ ۱۲۲ھ ہجری میں جزیرہ سسلی پر حملہ کیا گیا اور ایک سخت لڑائی کے بعد اس کا کچھ حصہ فتح ہوا۔ فرانس میں بھی چند فتوحات حاصل ہوئیں۔ غرضیکہ مغرب میں ہشام کا ستارہ اقبال عروج پر تھا۔ مگر ایک سال بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ سارے شمالی افریقہ میں بربریوں اور خارجیوں کی بغاوت سے ایک شور قیامت بپا ہو گیا۔ ان ہی دنوں ایک نیا فرقہ ملک مراکش میں پیدا ہو گیا۔ جو اپنے آپ کو سفیری کہتا اور شدت جہالت میں ایشیا کے ازارقہ کی مانند تھا۔ عاملوں کے ظلم سے تنگ آکر انھوں نے موجودہ حکومت کا تختہ الٹنے کی ٹھان لی۔ وہ لوگ جو اموی حکومت کے زیر فرمان رہے بے ایمان اور مردود خیال کیے جانے لگے۔ والسرائے کے فرزند کے جو طنجہ میں حکمران تھا ظلم وستم اور مسلموں پر بھی جزیہ لگا دیئے جانے سے وہ سخت غضب میں آگئے تھے۔ بربروں کو ساتھ ملا کر

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

سب نے علم بغاوت بلند کر دیا۔ گورنر کو دار پر کھینچا اور شہر پر قبضہ کر لیا۔ طنجہ سے وہ قیروان کی طرف روانہ ہوئے۔ اب سسلی میں پیش قدمی رک گئی۔ وہاں کا جرنیل حبیب بن عبیدہ بربروں کی بغاوت فرو کرنے کے لیے واپس طلب کیا گیا۔ جب باغی صدر مقام کی طرف بڑھ رہے تھے تو کمانڈر سسلی کے بیٹے نے ان کا مقابلہ کیا۔ گو اس کے پاس فوج کافی نہ تھی مگر تعداد کی کاہ برابر پروا نہ کر کے وہ عربوں کی حسب معمول شجاعت سے فوراً مشغول پیکار ہو گیا۔ مگر بے شمار تعداد کے مقابلہ میں بڑی شجاعت کی کوئی دال نہ گلی۔ عرب سردار قدیم رسم کے مطابق تلواروں کے میان توڑ کر پا پیادہ لڑنے لگے۔ سپاہیوں نے بھی اپنے سرداروں کی پیروی کی مگر عرب گھر گئے اور ایک متنفس بھی زندہ نہ بچا۔ یہ تباہی بخش لڑائی۔ اسلامی تاریخوں میں "غزوۃ الاشراف" کے نام سے مشہور ہے۔

ابن حبیب کی شکست سے سارے شمالی افریقہ میں افراتفری مچ گئی۔ اس کا اثر ہسپانیہ پر بھی پڑا جہاں کے لوگ اپنے گورنر کے برخلاف آمادہ بغاوت ہو گئے۔ اور اس کی جگہ ایک نیا گورنر جس کو ہشام نے موقوف کر دیا تھا منتخب کر لیا۔ شکست کی رپورٹ سن کر ہشام نے سخت پیچ و تاب کھایا اور قسم اٹھائی کہ باغیوں کو سرتابی کا مزہ چکھاؤں گا۔ وائسرائے جس کے بیٹے کے کرتوتوں سے بغاوت برپا ہوئی تھی واپس طلب کیا گیا اور اس کی جگہ ایک لائق جرنیل کلثوم آتش بغاوت کو بجھانے کے لیے روانہ کیا گیا۔ ٹھیک لڑائی کے وقت اس کے دو کپتانوں میں فساد ہو پڑا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ عربوں کو پھر شکست ہوئی اور ان کے بڑے بڑے سردار ہلاک ہوئے شامی سپاہیوں کا ایک حصہ ہسپانیہ کی طرف چلا گیا۔ باقی قیروان میں آ گئے جس کا بربروں اور خارجیوں نے اپنے سفیر المشرب خارجی المذہب سردار عکاشہ کے ماتحت جس نے قبیلے میں ہتھیار اٹھائے تھے۔ جلد محاصرہ کر لیا۔ بربروں کے متواتر حملے سخت نقصان کے ساتھ پسپا کیے گئے اور عکاشہ کچھ مدت کے لیے صحرا کی طرف چلا گیا۔ ہشام نے اب حنظلہ بن صفوان کو جو کلب کے قبیلہ میں سے تھا افریقہ کی گورنری پر متعین کیا۔ قیروان پہنچ کر پہلا کام جو حنظلہ نے کیا یہ تھا کہ اس نے مخالفین کی حوصلہ افزائی کے لیے شہر کو خوب مضبوط و مستحکم کیا۔ ابھی اس کو سامان اور سپاہیوں کی ترتیب ٹھیک کرنے کا بھی موقع نہ ملا تھا کہ تین لاکھ بربر صدر مقام پر حملہ آور ہو گئے اور اس کے وسائل آمد و رفت کو بند کر دیا۔ عرب سخت لاچار ہو گئے۔ مگر حنظلہ دلیر اور بہادر تھا۔ وہ حضرت عمرؓ جیسی مذہبی حمیت اور اپنے ظالم زمانہ کے برخلاف نرم دل رکھتا تھا اس نے جامع مسجد کے

بڑے صحن میں کھڑے ہو کر لوگوں سے کہا کہ محصور مسلمانوں اور باغی بربریوں کی جنگ حیات و ممات کا سوال ہے۔ اگر بربری خدانخواستہ کامیاب ہو گئے تو شہر کے سب آدمی بلا لحاظ عمر و ذات تہ تیغ کر دیئے جائیں گے۔ یہ ایک ایسا نازک وقت ہے کہ اسلامی تاریخ میں کبھی فراموش نہ کیا جائے گا۔ محاصرین نہایت غیظ و غضب سے شہر کے ارد گرد جوش دکھا رہے تھے۔ ادھر تھکے ماندے محصورین مقابلہ پر اڑے ہوئے شکستہ دلی کے ساتھ فصیلوں سے لڑائی کا منظر دیکھتے کہ دیکھئے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ امیر کی صدا کو لبیک کہتے ہوئے شہر کے بہت سے مجاہد مل گئے۔ دوسری طرف حنظلہ نے عورتوں کی ایک ریزرو (محفوظ) فوج بنائی کہ سپاہ اور والنٹیر جب دشمن پر حملہ کریں۔ تو عورتیں شہر کی حفاظت کریں۔ رات بھر حنظلہ اور اس کے سردار ہتھیار بانٹتے اور اگلے دن کی لڑائی کے واسطے ہدایات دیتے رہے۔ صبح کی نماز پڑھ کر محافظین نے تلوار کے نیام توڑ دیئے اور باہر نکل کر دشمنوں پر ٹوٹ پڑے۔ سخت خونخوار لڑائی شروع ہو گئی جو صبح سے لے کر شام تک ہوتی رہی۔ مشرق کا شہ سوار مغرب میں روپوش ہونے کو تھا کہ باغی لڑکھڑا گئے اور بھاگ نکلے۔ مگر جب تک دشمنوں میں کچھ بھی تاب مقاومت رہی تعاقب برابر جاری رکھا گیا۔ ایک لاکھ اسی ہزار بربری اور ان کے بڑے بڑے سردار ہلاک ہوئے اگرچہ عربوں کا بھی سخت نقصان ہوا۔ مگر وہ نسبتاً بہت کم تھا۔ حنظلہ کی اس عظیم الشان فتح کی اہمیت کا اندازہ اسی ایک بات سے ہو سکتا ہے کہ باغیوں کی بربادی کے بعد قیروان کی ساری مساجد میں نماز شکرانہ ادا کی گئی۔ اب حنظلہ امن و امان قائم کرنے کے قابل ہو گیا اور جب تک وہ رہا ملک میں کوئی شورش یا فساد نہ ہوا۔ اس کی منصفانہ و فیاضانہ حکومت سے ملک میں ترقی کا وہی پہلا سا دور دورہ ہو گیا۔ اس وقت اندلسیہ کا علاقہ جس میں جزیرہ نما ایبیرین گاسکونی۔ لانگڈک اور ایک حصہ سوائے کا بھی شامل تھا۔ اموی خلافت کا مستقل حصہ تھا عرب حکومت کے زیر سایہ دوسرے ممالک اور زمانوں کی طرح اندلسیہ نے اپنے فاتحوں کی تہذیب اخلاق و اطوار کو اختیار کر لیا تھا۔ ہسپانیہ افریقہ سے متعلق تھا۔ اور قیروان کے وائسرائے کو اختیار تھا کہ بادشاہ کی منظوری لیے بغیر وہاں کا گورنر مقرر کر دے۔ اکثر اوقات پبلک اغراض کو ذاتی و خاندانی اغراض پر قربان کر دیا جاتا۔ گورنروں کی متواتر تبدیلیوں سے خانہ جنگیوں کا آغاز ہو گیا۔ جب السمح ٹولوز کی دیواروں تلے شہید ہو گیا تو فوج نے اس کی جگہ عبدالرحمٰن الغافقی کو منتخب کر کے اپنا سردار مقرر کر دیا۔ عبدالرحمٰن چند ماہ ہی اس عہدہ پر مامور رہا تھا عنبسہ افریقہ کا وائسرائے مقرر

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

ہو کر آپہنچا۔ عبدالرحمن بڑا شجاع۔ لائق و قابل۔ دیانت دار اور منصف مزاج حاکم تھا۔ اس نے جزیرہ نما کے مفسد مواد کو دبائے رکھا۔ اس نے ماہ صفر ۱۰۳ھ (اگست ۷۲۱ء) میں عنان حکومت اپنے جانشین کو سپرد کر دی۔ ہشام کی تخت نشینی کے تھوڑے عرصہ بعد عنبسہ ایک فوج لے کر فرانس میں داخل ہوا اور کارکسون ناربون اور دیگر چند اہم قصبات فتح کر لیے اور گرد و نواح کے افرنجی قبائل سے مدافعانہ و مجاہدانہ معاہدہ کیا۔ ریٹوڈ صاحب ارقام کرتے ہیں کہ عنبسہ کی فتوحات فوجی طاقت کی نسبت زیادہ تر حسن انتظام اور سیاسیانہ داؤ پیچ کا نتیجہ تھیں۔ عام باشندوں کے دل مسخر کرنے کی کوششوں نے جنوبی فرانس میں عربوں کی پوزیشن کو مستحکم و مضبوط کر دیا۔ افرنجی شہروں نے جو لوگ بطور یرغمال حوالے کیے تھے ان کو بارسلونا کی طرف روانہ کر دیا گیا۔ اور وہاں ان سے نہایت عمدہ برتاؤ و سلوک کیا گیا لہٰذا ان لوگوں نے اپنے ہم وطنوں اور عربوں کے درمیان اتحاد پیدا کرنے میں نہایت قابل قدر مدد دی۔ کوہ پیرنیز کے دروں میں باسکی بلکیوں نے گھاتیں لگائی ہوئی تھیں۔ بدقسمتی سے عنبسہ ان میں پھنس گیا اور تلوار کی گھاٹ اتر کر جام شہادت نوش کر گیا۔ اس کی موت سے سارے جزیرہ نما میں پھر ایک طوفان بے تمیزی برپا ہو گیا۔ فرانس میں تمام جنگی کارروائیوں سے دست بردار ہونا پڑا اور اس کا نائب عُذرہ فوج کو لے کر بسرعت تمام ہسپانیہ کی طرف واپس ہوا پانچ سال کے عرصہ میں یعنی عنبسہ کی وفات سے لے کر ۱۱۲ھ میں عبدالرحمن کی دوبارہ تقرری تک ہسپانیہ پر پانچ گورنروں نے حکومت کی۔ بعض صرف چند ماہ تک ہی رہے گورنروں کی جلد جلد تبدیلیوں سے سارے صوبہ کا انتظام درہم و برہم ہو گیا اور پلیو کی سرکردگی میں باغیوں نے زور حاصل کر لیا۔ ہشیم کے زمانہ میں جو ۱۱۱ھ ہجری میں گورنری پر سرفراز ہوا۔ باغیوں کے مستحکم و مضبوط مقامات کو تباہ برباد کرنے اور کوہ پیرنیز سے پرے تک سلسلہ فتوحات کو از سر نو قائم کرنے کی خفیف سعی کوشش کی گئی۔ لیون میکن۔ شالون فتح کیے گئے۔ بیزاون۔ اور اوتون لوٹے گئے اور دیگر چند مقامات مطیع و فرمانبردار بنائے گئے مگر انجام میں اس مہم سے کوئی مفید نتیجہ نہ نکلا۔ کیونکہ عرب اپنے خانگی تنازعات کے سبب ان امصار پر قبضہ نہ قائم رکھ سکے اور بربروں کی ناہنجاریوں نے جو عرب فوج کا ایک معتدبہ حصہ تھے۔ دوست افرنجیوں کو جانی دشمن بنا دیا۔ ہشام کی وفات پر ہشیم نے عبدالرحمن الغافقی کو اندلسیہ کا گورنر مقرر کیا۔ اس تقرری کو جزیرہ نما کی خوش قسمتی کے لیے نیک فال خیال کر کے تمام ہسپانوی بہت خوش ہوئے۔ عبدالرحمن واقعی قابل و ہمدرد حکمران تھا اور عہد امویہ میں ایسا حاکم جزیرہ نما کو کم ہی نصیب ہوا۔ وہ ملکی و فوجی قابلیت کے انتہائی درجہ پر پہنچا ہوا تھا۔

M Awais Sultan
Group Admin
Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

حمیریوں اور مضریوں پر اس کے رعب وداب کی کوئی پایاں نہ تھی اس کی رحم دلی۔ شرافت دنیاشخص بردباری اور انصاف سے اگر سپاہی اس پر جان نثار کرنے کو تیار تھے تو رعایا بھی اس کو دل و جان سے عزیز سمجھتی تھی۔ ملک کے ہر گوشہ و کونہ سے شکایات کا دریا امڈا آتا تھا۔ ان کے فیصلہ کے لیے اس نے تمام صوبہ کا دورہ کیا۔ جن مقامی مجسٹریٹوں کو خائن و ظالم پایا ان کو برطرف کیا اور ان کی جگہ لائق و متدین افسر مقرر کئے۔ رعایا کے تمام طبقوں سے بلالحاظ مذہب و قومیت یکساں انصاف وسلوک کیا۔ عیسائیوں کے جو گرجے غصب کئے گئے تھے ان کو واپس دلا دیئے۔ مالی انتظام کی مناسب ترمیم کی اور امن عامہ میں خلل ڈالنے والوں کو سختی سے دبایا۔ مگر ملکی انتظام کی درستی و اصلاح کرتے ہوئے وہ شمالی حدود کی بھی مضبوطی و استحکام سے غافل نہ رہا۔ ٹولوز پر عربوں کی شکست کے انتقام کے قدرتی جذبہ اور طارق و موسیٰ کے کارناموں سے متاثر ہو کر اس نے ایک ایسی فوج جس کی پیش قدمی ناقابل مقابلہ ثابت ہو تیار کرنے کی سرتوڑ کوشش کی۔ مذہبی جوش ابھی تک کمال درجہ پر تھا اور ایک من چلے اور تجربہ کار کمانڈر کے ماتحت ایک بڑی تعداد والنٹیروں کی جمع ہو جاتی تھی۔ پیرینیز کے فرنچ علاقہ سرڈان کے مسلمان گورنر (جس کو اس زمانے کے عیسائی مورخ منوزا کے نام سے لکھتے ہیں جس کا اصلی نام عثمان بن ابونسا تھا اور ایکیٹس کے عیسائی نواب ایوڈس کی حسین و مہ جبیں لڑکی لامپی اس کی بیوی تھی اور نواب سے اس نے اتحادی عہد نامہ کیا ہوا تھا) اپنے خسر کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر علم بغاوت بلند کر دیا۔ مگر عبدالرحمٰن کچی گولیاں نہ کھیلا تھا۔ کہ ایسی بغاوت سے دل شکستہ ہو جاتا بسرعت تمام ایک فوج البابؔ[له] کی طرف جہاں منوزہ مع اپنی بیوی کے رہتا تھا روانہ کی باغی گورنر پاؤں سر پر رکھ کر پہاڑوں کی طرف بھاگا۔ مگر گرفتار ہو کر مارا گیا۔ اس کی بدنصیب بیوی عبدالرحمٰن کے ایک لفٹنٹ کے قابو میں آگئی اور عزت و حرمت کے ساتھ دمشق کی طرف روانہ کی گئی۔ جہاں بعد ازیں اس نے ہشام کے بیٹے سے نکاح کر لیا۔ منوزہ کی شکست اور موت سے وہ تمام عیسائی علاقے جن کے ساتھ اس کا عہد و پیمان تھا بھڑک اٹھے اور عبدالرحمٰن اپنے مجوزہ حملہ کی مکمل تیاری کئے بغیر جنگ کا رنگ جمانے پر مجبور ہو گیا۔ ارا گون اور لوئر کے راستہ بگورلی اور برن کی وادیوں میں سے ہو کر وہ ۳۲ھ کے موسم بہار میں فرانس میں داخل ہوا۔ شہر

له باب کے ن دروازے کے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ شہر کوہ پرینیز کے راستہ پر آباد تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ شہر مونٹ لوئیس کے مغرب میں واقع تھا۔

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

آرلس (جس کے متعلق عرب مورخ لکھتے ہیں کہ یہ شہر ایک میدان میں سمندر سے تین میل کے فاصلہ پر برلب دریا واقع تھا) جو پہلے خراج دینے کا عہد کر چکا تھا۔ منوزہ کی موت پر عہد وپیمان کو بالائے طاق رکھ کر فرنٹ ہو گیا۔

عبدالرحمن پہلے آرلس کی طرف روانہ ہوا۔ دریائے رہون کے کنارے پر سخت گھمسان کا رن پڑا۔ عیسائی خوب بے جگری سے لڑے۔ مگر عربوں کی بہادری کے سامنے ان کی ایک نہ چلی اور شہر مسلمانوں کے ہاتھ آگیا۔ آرلس سے عبدالرحمن بورڈو کی طرف روانہ ہوا۔ اور خفیف سے مقابلہ کے بعد اس کو بھی فتح کر لیا۔ اکیٹن کا نواب جس نے اسلامی فوج کو راستہ میں روکنے کی کوشش کی سخت شکست کھا کر منہ کے بل اوندھا گرا۔ امیڈ روساکن بیجا لکھتا ہے "صرف خدا ہی جانتا ہے کہ اس لڑائی میں کتنے عیسائی تہ تیغ ہوئے۔ اس فتح سے صوبہ اکیٹن میں مزاحمت کی قطعاً سکت نہ رہ گئی۔ برگنڈی فتح کیا گیا اور اسلامی پرچم لیون، بینگن اور سنس کی دیواروں پر لہرانے لگا۔ ان شہروں میں زبردست فوجی دستے متعین کرنے کے بعد جس سے اس کی اپنی فوج کمزور ہو گئی، مظفر و منصور جرنیل نے دارالخلافہ فرانس کی طرف رخ کیا۔ دریائے ڈارڈون پر ہزیمت کھانے کے بعد اور لے پنے میں حملہ آوروں کے مقابلہ کی تاب نہ دیکھ کر ایوڈس والی اکیٹن نے پیپن[1] آف ہرسٹل کے حرامی بیٹے چارلس سے مدد مانگی (عرب مورخین چارلس کو ماقلادس کے نام سے ... لکھتے ہیں) یہ شخص جرمن شاہی دیوان کا ناظم ہونے کے سبب افرنجیوں پر بڑا اقتدار رکھتا تھا۔ لائق اور ہوشیار تو تھا ہی ایوڈس کی التجا کو اپنی سرفرازی اور ممتازی کا ذریعہ جان کر فوراً مدد پر تیار ہو گیا۔ ڈینوب اور لب کے کناروں اور جرمنی کے میدانوں سے بے شمار وحشی جمع کر کے وہ جنوب کی طرف روانہ ہوا۔ اس اثنا میں عرب تورس پر حملہ کر کے اس کو فتح کر چکے تھے۔ عرب مورخین اس تباہی بربادی کا ذکر کرتے ہوئے جو اب عربوں پر وارد ہوئی لکھتے ہیں کہ تورس میں ہم وحشی بربروں نے باوجود تاکیدی احکام کے سخت ظلم کئے تھے۔ اسی واسطے ان پر خدائی قہر نازل ہوا۔ عرب سپہ سالار افرنجیوں کی طاقت کے متعلق اپنے جاسوسوں کی رپورٹوں سے دھوکہ کھا کر دریائے نوار کو عبور کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جب کہ ایک لشکر جرار کے ساتھ چارلس کی آمد نے اس کو اس دھوکے سے متنبہ کر دیا۔ دشمن کی تعداد کو اپنے سے بدرجہا زیادہ پاکر اس نے ہراول دستوں کو پیچھے ہٹا لیا

۱؎ پیپن کمیٹی کے اعلیٰ افسر کو کہتے ہیں۔

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islamic Books Quran & Madni Ittar House

اور دریا کے کناروں سے ہٹ کر ٹورس اور پوٹیرز کے درمیان اپنی پوزیشن قائم کی۔ مگر اس کی فوج کی حالت ایسی ابتر ودگرگوں ہو رہی تھی کہ عبدالرحمٰن فکر و غور کے دریا میں ڈوب گیا اور سخت تلملایا۔ قبائلی دستے۔ مال غنیمت سے مالا مال ہو رہے تھے۔ ہمیشہ ایک دوسرے کو دیکھ کر آتش حسد میں جلنے لگنا اور زیادہ دیر تک آپس میں اتفاق کو برقرار نہ رکھ سکنا ان کا خاصہ تھا۔ یہ لوگ اب واپس چلنے پر زور دے رہے تھے۔ شمال کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے لوٹ مار سے جو مال جمع کیا ہوا تھا اس کو کیڑے مکوڑوں کی طرح چمٹے ہوئے تھے۔ اس مال نے ان کی صفوں میں سخت بے ترتیبی پیدا کر رکھی تھی اور میدان کے نظم و نسق کو مضمحل بنا دیا تھا۔ چارلس کی طرح عبدالرحمٰن کو بھی خیال تھا کہ یہ مال غنیمت عین لڑائی کے وقت عربوں کو داد مردانگی دینے سے مانع ہوگا اور شکست کا باعث ہو جائے گا۔ لہٰذا اس نے سپاہیوں کو مال غنیمت کا ایک حصہ چھوڑ دینے کی ترغیب دی۔ مگر زور نہ دیا۔ مبادا کہ یہ آمادہ پرخاش ہو جائیں۔ اس کمزوری کا بشرطیکہ اس کی اس پالیسی کو ہم کمزوری سے تعبیر کر سکتے ہوں نہایت تباہ کن نتیجہ نکلا۔ چارلس کے فوجی غول کچھ سوار کچھ پیادہ بھیڑوں کے پوستین پہنے ہوئے لمبے لمبے الجھے ہوئے بال کندھوں پر گرائے ہوئے دریائے اوائر کو عرب کیمپ سے چند میل اوپر عبور کر گئے اور دریا کو پیٹھ پیچھے چھوڑ کر اپنی پوزیشن قائم کی۔ یہ بتانا سخت مشکل ہے کہ یہ لڑائی کس میدان میں ہوئی۔ تاہم اس میں شک نہیں ہو سکتا کہ عربوں اور افرنجیوں کے درمیان یہ مشہور آفاق لڑائی ٹورس اور پوائیٹائرس کے درمیان ہوئی۔ چند دن چھوٹی موٹی لڑائیوں میں گزرے۔ جن میں عرب فائدے میں رہے۔ نویں روز عام لڑائی شروع ہوئی اور رات تک ہوتی رہی دوسرے دن پھر لڑائی کا نقشہ جما۔ مسلمانوں نے بیش از بیش داد مردانگی دی افرنجیوں کے پاؤں لڑکھڑانے لگے۔ فتح کا نقارہ بجنے کو ہی تھا کہ اچانک ایک شور اٹھا کہ "عرب کیمپ مع اپنی مال و دولت کے خطرہ میں ہے" اس خبر وحشتناک کے سننے سے عرب اپنی صفیں چھوڑ گئے اور مال غنیمت بچانے کے لیے کیمپ کی طرف دوڑے۔ عبدالرحمٰن نے انکی ترتیب کو قائم کرنے کی بہتیری کوشش کی مگر بے سود۔ اس کی تمام جد و جہد رائیگاں گئی اور وہ نیزہ کا زخم کھا کر زمین پر گر پڑا۔ سپہ سالار کے ہلاک ہو جانے سے تمام فوج میں افراتفری پڑ گئی۔ دشمن نے اس گھبراہٹ کا فائدہ اٹھا کر سخت نقصان پہنچایا۔ مگر افرنجیوں کو عرب تلوار کی قدر و قیمت معلوم ہو چکی تھی۔ انھوں نے رات پڑ جانے کو بسا غنیمت سمجھا۔ جب رات کی تاریکی نے اپنا سایہ ڈال دیا۔ دونوں فوجیں اپنے اپنے کیمپ کی طرف واپس ہوئیں۔ عرب اپنے کیمپ میں پہنچے ہی تھے کہ عبدالرحمٰن کے

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

لفٹنٹوں میں سخت بگاڑ ہوگیا اور فوجی دستے ایک دوسرے سے چھری کٹار ہوگئے۔ افرنجیوں پر اس حالت میں فتح پانا تو جوئے شیر کا لانا تھا۔ صحیح و سالم ہی واپس ہوجانا بڑی بات تھی رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھا کر جرنیلوں نے اپنی فوج کو سپٹیمنیا کی طرف ہٹا لیا۔ صبح نور کے تڑکے دشمن کے کیمپ میں ہُو کا عالم دیکھ کر چارلس اور اس کے رفیق ایوڈس کو گمان ہوا کہ عرب کوئی سخت چال چلے ہیں پھونک پھونک کر قدم اٹھاتے ہوئے وہ عرب کیمپ کی طرف آئے۔ جب انھوں نے اس کو خالی پایا تو خوشی سے باچھیں کھل گئیں۔ چند زخمی جو ساتھ نہیں جاسکتے تھے وہ باقی تھے ان نیم مردوں کو افرنجی قصائیوں نے نہایت بے رحمی سے ذبح کیا۔ تاہم چارلس کو اتنا حوصلہ نہ ہوا کہ عربوں کا تعاقب کرے۔ وہ بسرعت تمام شمال کی طرف پسپا ہوگیا۔

بہت سے موجودہ یورپین مورخ بھی اگلے عیسائی مورخین کی طرح افرنجی سردار اور اس کی فوج کی تعریف میں رطب اللسان ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ اس نے یورپ کو عربوں کے ہاتھوں سے بچالیا۔ ورنہ وہ سارے براعظم کو ملیا میٹ کردیتے۔ مسٹر گبن چارلس کی کامیابی کا ٹھیک ٹھیک چربہ اتارتے ہیں وہ رقم طراز ہیں۔ مگر اس ناقابل اعتبار داستان کی تردید خود اسی ایک واقعہ سے بخوبی ہوجاتی ہے کہ فتح کے بعد چارلس نے نہایت احتیاط و حزم سے کام لیا اور تعاقب سے دست بردار رہا۔ کیونکہ وہ اس کی مشکلات کو جانتا تھا۔ اس نے اپنے جرمن رفیقوں کو فی الفور رخصت کر دیا۔ فاتح کی نرمی اور سستی ظاہر کرتی ہے کہ اس کا سخت نقصان ہوچکا تھا اور یہ امر یاد رہنا چاہیے کہ میدان کارزار میں اتنا نقصان نہیں اٹھانا پڑتا۔ جتنا بھاگتے ہوئے دشمن کے تعاقب میں۔

تاہم اس میں کلام نہیں کہ ایک طرح یہ لڑائی قطعی تھی۔ عبدالرحمٰن ہی صرف ایک شخص تھا جو حمیریوں اور مضریوں کو باتفاق رکھ سکتا۔ اس کا تلف ہوجانا ناقابل تلافی نقصان تھا۔ کیونکہ اس کے بعد کوئی ایسا پیدا نہ ہوا کہ ویسا ہی اقتدار و رسوخ حاصل کرے اور عربی نوجوانوں کو اسی طرح قابو میں رکھے۔ ٹورس کے میدان میں عربوں نے دنیا کی سلطنت کو جو کم و بیش ان کے حیطۂ اقتدار میں آچکی تھی کھو دیا۔ نافرماں برداری اور آپس کے حسد نے جو مسلمانوں کی گھٹی میں داخل ہے یہ تباہی بخش نتیجہ پیدا کیا۔ تاریخ عرب میں اس میدان جنگ کو "بلاط الشہدا" لکھا ہے کیونکہ یہاں عبدالرحمٰن کے ساتھ بڑے بڑے برگزیدہ شخص شہید ہوئے تھے اور بعض پکے مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ابھی تک وہاں نماز مغرب کے وقت فرشتے اذان دیتے ہوئے سُنے جا سکتے ہیں بعض

بھلے مانس مورخ بیان کرتے ہیں کہ اس لڑائی میں تین لاکھ ساٹھ ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ یعنی اس فوج کی تعداد سے بھی چارگنا زیادہ جس کو لے کر عبدالرحمٰن فرانس میں داخل ہوا تھا۔ اس مبالغہ آمیز بیان کی تردید اس واقعہ سے بھی ہو جاتی ہے کہ چند ماہ گزرنے کے بعد ہی باوجود بدامنی اور شورش برپا ہونے کے عربوں نے پھر ایک بڑی فوج کے ساتھ فرانس پر حملہ کیا۔ اگرچہ اب کی دفعہ یہ فوج ایسی مسلح و تیار نہ تھی جیسی کہ عبدالرحمٰن چاہتا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اپنے سردار اعلیٰ کی شہادت سے عربوں نے غیظ و غضب میں آکر جنوب کی طرف واپسی کے وقت سونگ نان کا گرجا جلا کر ردی کر دیا۔ عبدالرحمٰن کے نائب نے اس تباہی بخش لڑائی کی بسرعت تمام افریقہ کے وائسرائے اور دمشق کی طرف ہشام کو ارسال کی۔ ہشام نے اس خبر کے سنتے ہی عبدالملک بن قطان کو گورنر کر کے بھیجا اور عرب جھنڈے کی عزت کو از سر نو قائم کرنے کی سخت تاکید کی۔ جزیرہ نما کے شمال کی طرف کے پہاڑی علاقوں کے باشندوں نے۔ عبدالرحمٰن کی شہادت سے فائدہ اٹھا کر عرب حکومت کو اکھاڑ پھینکنے کی سخت جد و جہد کی۔ نئے گورنر نے پہلے اراگون اور نیور کا قصد کیا۔ باغیوں کو چند لڑائیوں میں سخت زکیں ملیں اور انھوں نے معافی کی درخواست کی۔ وہ پھر لینگو ڈوک میں داخل ہوا اور اس صوبہ میں عربوں کی پوزیشن کو مستحکم و مضبوط کیا۔ ۷۳۴ء میں نوابوں کے نائب گورنر یوسف نے مارسیلز کے نواب مارن طیس سے مل کر جس نے مسلمانوں سے دوستی کے عہد و پیمان کئے ہوئے تھے دریائے رائن کو عبور کیا اور سنیٹ ریمی جس کو آج کل فریلطہ کہتے ہیں اس کو فتح کر کے اویگنان کا رخ کیا۔ افرنجی فوجوں نے بہتیرا سر مارا مگر کوئی پیش نہ چلی۔ شکست کھا کر سراسیمہ ہو کر بھاگ نکلے اور تھوڑے سے محاصرہ کے بعد اویگنان فتح ہو گیا۔ اویگنان کی فتح کے بعد عبدالملک جنوب کی طرف واپس ہوا مگر یا تو کوہ پرنیز میں شکست کھانے کی وجہ سے یا بقول عرب مورخین اپنے مظالم اور انصاف میں افراط کی حد تک پہنچ جانے کے سبب وہ ماہ رمضان ۱۱۶ھ ہجری مطابق نومبر ۷۳۴ء میں معزول کیا گیا۔ اس کی جگہ عقبہ مقرر ہوا جو بقول شخصے بڑا منصف اور مستقل مزاج تھا۔ اخلاق حمیدہ اوصاف محمودہ کا مجموعہ تھا جن کے باعث وہ مسلمانوں میں بڑا ہر دلعزیز تھا۔ وہ اپنی پانچ سالہ حکومت میں چند بار فرانس پر حملہ آور ہوا اور اسلامی عظمت و شوکت کا سکہ اگلی حدود سے بھی آگے تک جمایا۔ اس کے زمانہ میں لانگ ڈوک کے عربوں نے دریائے رائن تک تمام مناسب مقاموں پر قلعے تعمیر کیے۔ ان قلعوں کو رباط کہتے تھے اور یہ حفاظت اور دیکھ بھال کی غرض سے بنائے گئے تھے۔ عقبہ نے نوزبون کو ایک بھاری قلعہ بند مقام بنا دیا اور رازوقہ اور آلات حرب

Islam Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

سے معمور کر دیا۔ ۱۱۳ھ ہجری مطابق ۷۳۱ء میں وہ ڈافنی میں داخل ہوا۔ اور یکے بعد دیگرے سینٹ پال۔ ٹراکیشن۔ شیٹو۔ ڈونڈیر۔ ڈیلنس اور نیو نیورن کے مقامات فتح کر لیے۔ عرب فوجی دستے تمام برگنڈی میں پھیل گئے اور فرانس کے دارالخلافہ پر حملہ کرنے کی دھمکی دی۔ پیڈی مانٹ پر ایک سال پہلے حملے کر کے مناسب مقامات پر چھاؤنیاں ڈال دی گئی تھیں۔ ٹورس کی لڑائی کے وقت سے چارلس نے مارٹل کا خطاب اختیار کر رکھا تھا اب عربوں کے مقابلہ پر اپنے آپ کو عاجز پا کر اس نے لومبارڈی کے بادشاہ لیوٹی پرانڈ سے مدد مانگی۔ لیوٹی پرانڈ کا بھائی چالڈبرانڈ افرنجی حکومت کے مشرقی علاقہ جات کے وحشیوں کی فوج لے کر مدد کو آیا اور یہ متفقہ افواج عرب مقبوضات پر سیلاب بے درماں کی طرح ٹوٹ پڑیں۔ ساتھ ہی چارلس نے باسک اور گاسکن کے لوگوں کو اکسایا کہ جنوب کی طرف کوہ پیرنیز کے راستے بند کر کے عربوں کو مزید مصیبت میں ڈالیں۔ اس طرح عرب سرحد سے نرغہ میں آ گئے۔ یعنی محاصرہ کے بعد اوینیاں فتح ہو گیا۔ اور تمام مسلمان تہ تیغ بے دریغ کیے گئے۔ نربون کا محاصرہ کیا گیا اور اگرچہ براہ سمندر ایک فوج اس کو خلاص کرانے کے لیے روانہ کی گئی مگر امدادی فوجوں نے اس کو شکست دی۔ تاہم محصوران نے ایسی داد مردانگی دی کہ چارلس دل برداشتہ ہو بیٹھا اور محاصرہ اٹھا لیا اور اب اس نے عربوں کی مزید پیشقدمی کو روکنے کے لیے لائر کے جنوب میں ایک وسیع قطعہ کو ویران کر کے لق و دق صحرا بنا دیا۔

بریگنڈا اور دیگر مشہور قصبات جن کو عربوں نے خوب رونق بخشدی تھی مسمار کر دیئے۔ شہر ناٹمز کو مع اس کے خوبصورت بیضوی احاطوں اور عالیشان قدیم یادگاروں کے آگ کی نذر کر دیا۔ فرانسیسی مؤرخ بھی اس کی اس تباہی پر افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ میگ لون جس نے تمول کا وہ درجہ حاصل کر لیا تھا کہ گاتھا اور فرینک کے زمانہ میں اس کا خواب و خیال بھی نہ گزر سکتا تھا۔ بالکل تباہ کر دیا گیا فرانس میں جب یہ واقعات وقوع میں آ رہے تھے۔ افریقہ بربروں کی بغاوت سے جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ نمونہ جہنم بنا ہوا تھا۔ افریقہ کی بدامنی نے ہسپانیہ میں مشکلات پیدا کیں اور ۱۲۳ھ میں معزول شدہ گورنر عبدالملک بن قسطان کی سرکردگی میں عقبہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا گیا۔ عقبہ گرفتار ہو کر باغیوں کے ہاتھوں سے مارا گیا اس پر عبدالملک نے عنان حکومت خود اپنے ہاتھ میں لی۔ مگر اس کو حکومت غصب کئے ابھی زیادہ مدت نہ ہوئی تھی کہ ایک شخص بلج کی سرکردگی میں جو افریقہ سے کلثوم کی فوج کے ہاتھ سے بچ کر ہسپانیہ میں پہنچا اور جزیرہ نما کے شریر جتھے میں شامل ہو گیا تھا۔ شامیوں نے آتش بغاوت مشتعل کرا دی۔ عبدالملک اپنی اور بلج کی باہمی

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

لڑائی میں پامال ہو کر قتل ہو گیا اور اس کا جسم صلیب پر لٹکا دیا گیا اور اس کا دشمن دبلج (ابن عبدالملک) کے فرزند کے ساتھ لڑائی میں زخموں سے گھائل ہو کر مر گیا۔ اس پر شامیوں نے اپنے ہی میں سے ایک شخص ثعلبہ بن سلامہ کو اندلسیہ کا گورنر مقرر کر دیا اور خانہ جنگی نہایت زور شور سے جاری رہی۔ بلازیئن یا ہسپانوی مسلمان عبدالملک کے بیٹوں کے طرف دار بنے۔ شامی اپنے منتخب سردار کے ساتھ رہے بہرحال بقول شخصے اپنی اپنی ڈفلی۔ اپنا اپنا راگ اپنے ہاتھ الگ دکھانے لگے۔ ہسپانیہ کے انتظام کا تمام شیرازہ پراگندہ ہو گیا۔ ملک فرانس میں قائم کی ہوئی چھاؤنیاں اور قلعے اپنے اپنے حال پر چھوڑ دیئے گئے۔ نربون کا کماندار اس کو چھوڑ کر اپنی چیدہ فوج کے ساتھ عبدالملک اور اس کے فرزندوں کی مدد کے لیے آ گیا۔ دوسرے شہروں کا بھی یہی حشر ہوا۔ اگرچہ پپین خورد جو اپنے باپ چارلس کی جگہ دیوان شاہی کا ناظم مقرر ہوا تھا۔ اس وقت عرب بستیوں پر حملہ کر دیتا۔ تو عرب تاب مقابلہ نہ لا کر گریز اختیار کرنے کے سوا اور کچھ کر ہی نہ سکتے تھے۔ مگر افرنجی پہلی جنگوں کا سبق نہیں بھولے تھے۔ وہ اس تاک میں بیٹھ گئے کہ جب عرب آپس میں جوتی پیزار ہو کر ناتواں و کم زور ہو جائیں گے تو بس ایک ہی ضرب سے ان کا قل پڑھ دیں گے۔ ہسپانیہ میں جب مسلمان اس طرح آپس میں گتھم گتھا ہو رہے تھے تو آبائی ملک میں باوجود ایشیائے کوچک میں دو تین فتوحات حاصل کرنے کے صورت حال بد سے بدتر ہو رہی تھی۔ عراق کی حکومت جیسا کہ میں اوپر بیان کر آیا ہوں۔ ہشام کی تخت نشینی تک خالد کے ماتحت تھی جس نے انصاف اور دبدبے سے حکومت کی اس کے اندر باہر بہت سے دشمن پیدا کر دیئے۔ انھوں نے اس کے برخلاف ہشام کے خوب کان بھرے۔ بڑا بھاری شک جو اس کے برخلاف تھا۔ یہ تھا کہ وہ ہاشمیوں پر مہربانی کرتا ہے۔ غالباً ہشام کو حرص و آز نے بھی متاثر کیا ہو گا کیونکہ اسے شک تھا کہ خالد نے پندرہ سالہ حکومت میں بہت سا مال و زر خیانت سے جمع کیا ہے۔ سنہ ۱۲۰ ہجری میں خالد عراق کی گورنری سے برطرف کیا گیا۔ اور اس کی جگہ ایک طامع اور حریص متلون المزاج مگر جفاکش شخص یوسف بن عمر مقرر کیا گیا۔ یوسف مضری تھا اور خالد سے سخت نفرت رکھتا تھا۔ معزول شدہ گورنر پر مشکوک مال و زر بتانے کے لیے سختی کی گئی۔ مگر بادشاہ کے حکم سے اس کی خلاصی ہوئی۔ تاہم ہشام نے یوسف کو ہاشمیوں پر ظلم و جور کرنے سے نہ روکا۔ زید حضرت حسینؓ کا پوتا جو دادخواہی کے لیے ہشام کے پاس گیا۔ نہایت بے حرمتی کے ساتھ دربار سے نکالا گیا۔ اس ہتک و بے حرمتی سے آگ بگولا ہو کر زید کوفہ کی طرف آیا اور اپنے لواحقوں کی نصیحت و مشورہ کے برخلاف جنھوں نے اس کو ایسی دیوانہ نما حرکت

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

اور جدوجہد سے باز رکھنے کی سعی کی اس نے علم بغاوت بلند کرنے کی کوشش کی۔ مگر ناکام رہا۔ زید مارا گیا اور اس کی نعش اس کے مریدوں نے دفنا دی۔ مگر کینہ کیش امویوں نے قبر کا پتہ لگایا اور نعش کو نکال کر صلیب پر لٹکایا اور کچھ عرصہ بعد نعش کو اتار کر جلا دیا اور خاکستر کو دریائے فرات میں پھینک دیا اس وحشیانہ نالائق حرکت کے سبب ہی امویوں کو گن گن کر بدلے دینے پڑے۔ اس وقت کے قریب زمانہ میں ہی شیعہ فرقہ میں اختلاف بڑھا۔ زید اور ان کے پیرو جن کو زیدی کہتے ہیں پہلے تین خلفاء کو جائز جانشین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جائز خلیفہ ملنتے ہیں بعض عاقبت نااندیش اہل کوفہ نے ان خلفاء کو جائز جانشین رسول اللہ ماننے سے انکار کر دیا اور زید کا ساتھ چھوڑ دیا۔ کوفہ والوں کو تارکان دین کا نام دیا گیا۔ عام شیعہ جن کو امامیہ کہتے ہیں اس کے متعلق بالکل خاموش رہے اور نہ ہی وہ بغاوت میں شامل ہوئے۔ زید کا بیٹا یحییٰ جو ایک عالی دماغ سترہ سالہ نوجوان تھا۔ خراسان کی طرف بھاگ گیا۔ زید کی وفات نے عباسیہ تحریک میں جان ڈال دی کیونکہ میدان ایک مشتبہ رقیب سے خالی ہو گیا تھا۔ اسی سال ابومسلم کی نموداری جس نے آل امیہ کو مسند شاہی سے گرایا سونے پر سہاگے کا کام کر گئی حضرت عباسؓ کا پوتا محمد جو اسلامی باوجاہت سے بنی امیہ کو ہٹانے کا مجوزہ اور آل محمد کو تخت خلافت پر بٹھانے کا حامی تھا۔ ۱۲۴ھ ہجری میں فوت ہو گیا۔ اور اپنے بڑے بیٹے کو ان خواہشوں کے پورا کرنے کی وصیت کی۔

ابومسلم اصفہان کا باشندہ تھا مگر تھا عرب نسل سے۔ وہ محمد کی ملازمت میں داخل ہوا جس نے اس کی ذہانت اور سلیقہ کو دیکھ کر اس کو خراسان میں عباسیہ تحریک کی اشاعت کے لیے مقرر کیا۔ اپنی لیاقت و ذہانت سے ابومسلم نے ایک بڑی تعداد ہاشمیوں کی طرف دار بنالی اور ہشام کی موت سے تو اس کو اور بھی آسانی ہو گئی۔ ہشام بتاریخ ۶ / ربیع الثانی ۱۲۵ھ بمقام رصافہ واقع ضلع قنسرین داعی اجل کو لبیک کہہ گیا اور اس کی جگہ اس کا بھتیجا ولید ثانی تخت نشین ہوا۔ امام محمد الباقر اس عہد میں ۱۱۳ھ میں فوت ہوئے اور ان کی جگہ امامت کی گدی پر ان کے فرزند جعفر الصادق رونق افروز ہوئے۔

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

۱۲
بارھواں باب

بنی اُمیہ ہشام کی وفات کے وقت حدود سلطنت

کی وسعت۔ اس کے جانشین کے عادات و خصائل۔ رشتہ داروں پر اسکا ظلم۔ خالد القسری کا مارا جانا۔ یحییٰ بن زید کی بغاوت اور اسکی وفات۔ خراسان کے لوگوں پر اس کا اثر۔ معاملات ہسپانیہ۔ حُسام ابوالخطار ہسپانیہ کا گورنر۔ تمام جتھوں کی اطاعت۔ شروع شروع اس کی مُنصفانہ حکومت یمنیوں کی پاسداری۔ مضریوں کی بغاوت۔ شکندہ کی لڑائی۔ ثعلبہ کا انتخاب اسکی وفات۔ یوسف کا انتخاب۔ اندلسیہ کا بہادر جنگجو۔ اسکی وفات۔ ہشام کے پوتے عبدالرحمٰن کی آمد۔ ہسپانیہ میں پیپن۔ خرد کا حملہ۔ عربوں کا قتل۔ نوزبون کا محاصرہ۔ دھوکہ سے اس کی فتح۔ فرانس میں عرب اقتدار کا خاتمہ۔ معاملات افریقہ۔ ولید ثانی کے برخلاف بغاوت اسکی وفات یزید ثالث کا خلیفہ ہونا۔ اسکی وفات۔ ابراہیم کی تخت نشینی۔ مروان کی بغاوت۔ عین البحار کی لڑائی۔ ابراہیم کا فرار۔ مروان کا خلیفہ ہونا۔

۷۴۳ء میں جب ہشام نے انتقال کیا۔ عرب حکومت اپنے منتہائے کمال تک پہنچ چکی تھی براعظم یورپ میں جنوبی فرانس۔ سارا جزیرہ نمائے ہسپانیہ (ہسپانیہ اور پرتگال) ماسوائے ان سنان کوہی علاقوں کے جہاں لوٹیرے اور ڈاکو ابھی تک قتل و غارت مچا رہے تھے۔ مسلمانوں کے زیر نگیں تھے۔ بحیرہ روم میں مجمع الجزائر مالٹا۔ منارکا۔ اولیکا۔ کارسیکا۔ سارڈینیا۔ کریٹ روڈس۔ قبرص۔ ایک حصہ سسلی کا۔ مجمع الجزائر۔ یونان کے بہت سے جزیرے ان کے قبضہ میں تھے۔ براعظم افریقہ میں انکی حکومت آبنائے جبل الطارق سے لے کر خاکنائے سویز۔ (اب آبنائے سویز ہے۔ مترجم) تک پھیلی ہوئی تھی۔ براعظم ایشیا میں سینا کے صحراؤں سے لے کر منگولیا کے جنگلوں تک چلی جاتی تھی۔ مگر جہاں بلادِ مشرق میں سازشوں اور دھڑہ بندیوں نے شیرازہ سلطنت ڈھیلا کر دیا تھا۔ وہاں بلادِ مغرب میں بدامنی اور شورشوں نے اس عظیم الشان سلطنت کا استحکام متزلزل کر دیا تھا۔ ایسے نازک وقت میں ہشام کی موت نے ایک ایسا حکمران چھین لیا۔ جو باوجود کم زوریوں کے محتاط اور نیکدل تھا

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

(عباسیہ خاندان کا دوسرا خلیفہ منصور ہشام کو فتی القوم (جوانمرد قوم) کے نام سے پکارا کرتا تھا۔ اس کا جانشین بالکل اس کی ضد تھا۔ پست درجہ کا اوباش۔ عام اخلاقی اوصاف سے مبرا مے خواری کا عادی اس کی عیاشانہ و رندانہ طرز زندگی نے لوگوں کو جلد ہی بیزار کر دیا ہشام نے سلسلہ جانشینی کو بدلنا چاہا تھا۔ مگر اس کے بھائی کی وصیت قطعی تھی اور وہ اس سے گریز نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے کسی قدر سختی کے ساتھ اپنے بھتیجے کی عادت بد کو روکنے کی کوشش بھی کی جس سے ہنگامے اور تنازعات برپا ہو گئے۔ ہشام کے دربار کی سادہ وضع اس نوجوان کو پسند نہ آئی اور وہ مقام ارزق کو جو اردن کے ضلع میں تھا چلا گیا۔ جہاں وہ نہایت بے تابی سے اپنے چچا کی وفات کا انتظار کرنے لگا۔ وفات کی خبر پاتے ہی وہ دمشق کی طرف روانہ ہوا اور شاہی محل سے ہشام کے بال بچوں کو باہر نکال کر سکونت کرنے لگا۔ نیز مرحوم بادشاہ کے ماتمی رسومات کو بغیر وقت کے پورا نہ ہونے دیا۔ ولید اور ہشام کے بیٹوں اور معمر لوگوں پر جو ر رومیوں کے برخلاف بڑے بڑے جوہر شجاعت دکھا کر سرخروئی حاصل کر چکے تھے۔ اس کے جور و ظلم نے لوگوں کی نفرت اور بیزاری کو اور بھی زیادہ کر دیا۔ شروع شروع میں سپاہیوں کی تنخواہ بڑھانے اور لوگوں کو انعام و اکرام دینے سے اپنے آپ کو ہر دلعزیز بنانے کی کوشش کی۔ لوگوں کے دل قابو کرنے کی غرض سے اس نے مفلسوں۔ لولوں اور معذوروں کے وظائف زیادہ کر دیئے۔ مگر اس کی تلوّن مزاجی اور کمینہ خصلت سے جو بعض ظالمانہ کارروائیوں میں مترشح ہو جاتی تھی۔ اس کی تمام کوششوں پر پانی پھر جاتا۔ ہشام کے حکم سے رہائی پانے کے وقت سے عراق کا سابق گورنر خالد دمشق میں رہتا تھا۔ اب اس کو اس کے بے رحم دشمن یوسف کے حوالہ کر دیا گیا جس نے اس کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ نوجوان یحییٰ کا شہر بہ شہر قریہ بہ قریہ تعاقب کیا جاتا تھا۔ تھک کر آخر اس نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اور بیکسی کی موت مرنے سے اس بات کو ترجیح دی کہ ہاتھ میں تلوار لیے ہوئے جام شہادت پیئے۔ وہ اپنی حسب خواہش اسی موت مرا۔ اس کا سر اس کے جسم سے جدا کر کے ولید کے پاس بھیجا گیا اور اس کا جسم صلیب پر لٹکایا گیا۔ یحییٰ کے واقعہ نے خراسان میں ایک تہلکہ بپا کر دیا اور بنی امیہ کی بربادی کی عملی تمہید شروع ہو گئی۔ لوگوں نے عام ماتم کیا۔ ہر ایک لڑکے کا جو یحییٰ کے قتل کے دن پیدا ہوا یحییٰ نام رکھا گیا اور جب ابو مسلم اس خاندان کا انتقام گیر ہو کر اٹھا تو لوگ سیاہ کپڑے پہنے اس کے جھنڈے تلے جمع ہوتے اس وقت سے سیاہ رنگ عباسیہ کا نشان ہو گیا ان امویوں کے نام جنھوں نے یحییٰ کے قتل میں حصہ لیا تھا رجسٹر سے نکال کر دکھائے گئے اور ان کا تعاقب کر کے ان کو نہایت بے رحمی سے ہلاک کر دیا گیا۔

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

اب ہسپانیہ کے واقعات کی طرف متوجہ ہوتا ہوں ثعلبہ کے انتخاب کو ہشام نے منظور کیا مگر اس کے یمنیوں کی پاسداری کرنے سے مضری باغی ہو گئے۔ بربر اور بلادیین بھی ان سے مل گئے ثعلبہ نے ان باغیوں کو مریڈا کی دیواروں تلے شکست دی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ دس ہزار باغی اس نے گرفتار کیئے اور اگلے دن ان کو دار پر کھینچنے کا ارادہ کیا۔ صبح ہوئی اور ہر ایک شخص اس خونریز سین کا انتظار کرنے لگا۔ کہ اچانک دور سے خلیفہ کے جھنڈے نے نمایاں ہو کر لوگوں کے انبوہ میں ایک ایک دہشت سی پھیلا دی۔ حکومت کی کمزوری کے باوجود خلیفہ کا نام ابھی تک شاہی رعب واقتدار پیدا کرنے کے لیے کافی تھا۔ اس جھنڈے نے جس نے بے رحم قاتلوں کے ہاتھوں کو روک دیا۔ نئے گورنر کی آمد کی خبر دی۔ حسام (ابوالخطار جو بنی کلب سے تھا) اور یمنی بھی بموجب احکام ہشام امن قائم کرنے اور ناراض جتھوں کی شکایت رفع کرنے کے لیے افریقہ کے وائسرائے حنظلہ کے ایما سے مقرر کیا گیا۔ حسام ماہ رجب ۱۲۵ہجری میں ہشام کی وفات کے پانچ ماہ بعد کورڈوا (قرطبہ) میں داخل ہوا۔ اور ایک مورخ کے قول کے مطابق جوں ہی اس نے اندلسیہ میں قدم رکھا۔ تمام پارٹیوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ خود ثعلبہ نے حلف اطاعت اٹھایا اور شام کی طرف واپس چلا گیا۔ شروع شروع میں ابوالخطار کی حکومت منصفانہ اور رحیمانہ تھی۔ آخر میں ہسپانیہ اور حمیریوں کی طرف داری اور مضریوں کے ایک سردار کی بےحرمتی کرنے سے بغاوت برپا ہو گئی۔ ملکی جنگ شروع ہوئی اور آگے سے بھی زیادہ خون خرابہ ہونے لگا قرطبہ کے پاس ایک لڑائی میں یمنیوں کی حالت نہایت ہی بدتر ہو گئی اور حسام بار زندگی سے سبکدوش ہوا۔ مضریوں نے ایک یمنی بنام ثوابہ بن سلامہ کو اپنا گورنر اور اپنے سرداروں میں سے ایک الزامل کو نائب کمانڈر منتخب کیا۔ ثوابہ سولہ ماہ تک برائے نام گورنر رہا اور اس کی وفات پر ایک سال بعد فوج نے اس کی جگہ عقبہ فاتح افریقیہ کی اولاد میں سے ایک شخص یوسف نامی کو مقرر کیا۔ اس کا تقرر الزامل کے اشارہ سے عمل میں آئی اور اس سے ایک معینہ وقت تک رقیب قبائل باہم صلح صفائی سے رہے۔ دونوں گروہوں نے اپنے ہتھیار ڈال دیئے اور یوسف دمشق سے منظوری آئے بغیر دس سال تک حکومت کرتا رہا۔ تاہم اس کا عہد حکومت بالکل باامن نہیں رہا۔ ناربون کا نائب گورنر عبدالرحمٰن تھا اس نے اپنی شجاعت اور بہادری کے سے بڑی طاقت اور اقتدار حاصل کیا اور الفارس الاندلس کا لقب اختیار کر رکھا تھا وہ بغاوت پر کمربستہ ہوا۔ مگر اس کے اپنے ہی آدمیوں نے اس کو دغا سے قتل کر دیا۔ دوسرے سردار نے بیجا میں۔ تیسرے سردار نے الجزائر میں اور چوتھے نے سیول میں علم بغاوت بلند کر دیا۔ تاہم یوسف نے

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

ان بغاوتوں کو کامیابی سے فرد کیا اور حسام کا ایک پوتہ عباسی انتقام گیروں کے ہاتھ سے بھاگ کر ۷۵۵ء میں ہسپانیہ نہ آجاتا۔ تو قرین قیاس تھا کہ یوسف اپنے خاندان میں سلطنت کی بناڈال جاتا خاندان اُمیہ کے اس نونہال کے آنے سے صورت حال بالکل پلٹ گئی مستعدی۔ توانائی۔ مضبوطی ارادہ اور انتظام مملکت میں مہارت اور اپنے نام کی شہرت سے مستفید ہو کر یہ اموی شہزادہ تمام مشکلات پر غالب آگیا۔ اور آخر کار ہسپانیہ میں ایک نئے شاہی خاندان کا بانی ہوا۔ اور اب اس وقت سے آگے عربی حکومت جزیرہ نما ہسپانیہ کی تاریخ مرکزی خلافت کی تاریخ سے جداگانہ بیان کی جائے گی۔

جب یوسف اپنے حریفوں سے مشغول پیکار تھا تو پیپن خورد جو اس انتظار میں تھا کہ عرب کم زور ہوں اور وہ ان پر حملہ کر کے ان کا خاتمہ بالخیر کر دے۔ وحشیوں کی بے شمار تعداد لے کر لنگ ڈوک سپٹی مانیا اور مغربی سیوائے پر جو اب تک عربوں کے قبضے میں تھے بلائے بے درماں کی طرح آن پڑا۔ خوبصورت امصار۔ مساجد۔ شفاخانے اور مدارس آگ کی نذر کیے گئے۔ عرب بلاتمیز مرد وزن مُسن و کم سن تلوار کی گھاٹ اتارے گئے۔ تمام ملک عرصہ محشر کا نمونہ بن گیا۔ وحشی حملہ آوروں کی اس تباہی بخش کاروائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ سخت قحط نمودار ہو گیا جس میں بیشمار آدمی ضائع ہوئے۔ مگر اپنی بے کسی اور لاچاری کے باوجود جنوبی فرانس کے عرب تین سال تک مردانہ وار ان حملہ آوروں کا مقابلہ کرتے رہے۔ وہ ایک ایک انچ زمین کے لیے خون کے دریا بہا دیتے تھے۔ تاہم ۷۵۵ء تک صرف ناربون ان کے پاس رہ گیا جس کو پیپن نے اپنی ساری فوج اور ساز و سامان کے ساتھ آکر گھیر لیا محاصرہ نے سالہا سال تک طول کھینچا اور آخر شہر کے اندر رہنے والے عیسائی ایک دن پہرہ والوں کی غفلت سے فائدہ اُٹھا کر ان پر ٹوٹ پڑے۔ چند سپاہیوں کو جام شہادت پلانے کے بعد انھوں نے شہر کے دروازے کھول دیئے۔ بس پھر کیا تھا ایک طوفان بے تمیزی تھا کہ اُمڈا چلا آتا تھا۔ وحشی حملہ آور شہر پر پل پڑے۔ تمام مسلمان مرد و زن اور بچے تہ تیغ کر دیئے۔ ایوان تہذیب و انسانیت کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا اور شہر لنگ ڈوک اور اس کا صوبہ دونوں عیسائی یورپ کی طرح جہالت کی تاریکی میں پنہاں ہو گئے۔ جب پیپن عربوں کو فرانس سے خارج کر رہا تھا تو ہسپانیہ کی مشکلات نے مسلمانوں کو ان پہاڑی علاقوں کے چھوڑنے پر مجبور کیا جو خلیج بسکے کے کنارے پر واقع ہیں اور وہاں باغی ایک مہیب سلطنت کی تمہید اٹھانے کے قابل ہو گئے۔ قیروان پر بربروں کو شکست دینے کے بعد سے حنظلہ اس وسیع مملکت پر نہایت کامیابی سے حکومت کرتا رہا بربر اور خارجی دونوں ان کے

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

انصاف اور انتظام مملکت کا لوہا مانتے تھے۔ امن قائم ہوجانے سے تجارت اور بیوپار میں بڑی ترقی ہوئی۔ تاہم ایک جلاوطن امیر عبدالرحمٰن بن حبیب کے دغا اور حرص وآز نے پھر اس وسیع صوبہ میں ہل چل مچادی ۱۲۷ھ ہجری میں اس نے ٹیونس میں علم بغاوت بلند کر دیا۔ اس نے ان تمام ممتاز و سرآوردہ اشخاص کو جنھیں حنظلہ نے اُن کو سرتابی و بغاوت سے باز آنے کی نصیحت کرنے کے لیے بھیجا تھا قید کر کے قیروان کی طرف کوچ کیا اور اس نے دھمکی دی کہ اگر مجھ پر حملہ کیا گیا تو میں قیدیوں کو ہلاک کر دوں گا حنظلہ جو خون بہانے سے بیحد متنفر تھا۔ ایشیا کی طرف واپس آگیا اور خانہ نشینی اختیار کر لی۔ باغی کے آنے پر قیروان نے اپنے دروازے کھول دیئے اور اس نے اپنے کو افریقہ کا وائسرائے نامزد کیا لیکن اس طرح دغا اور بے ایمانی سے غصب کی ہوئی حکومت متواتر اور پے درپے بغاوتوں اور خانہ جنگیوں سے اُستروں کی مالا بن کر گلے کا ہار ہو گئی۔ تاہم عبدالرحمٰن بن حبیب اپنی وفات یعنی ۱۳۷ھ میں اپنے بھائی کے ساتھ لڑائی کرتے ہوئے قتل ہونے تک حکومت پر جما رہا۔ میں نے اوپر کے صفحوں میں میں سلسلۂ داستان قائم رکھنے کی غرض سے ان واقعات کا ذکر کیا ہے۔ ورنہ حسام کے جزیرہ نما نے اسپین میں آنے اور ناربون کے نکل جانے کے درمیانی زمانہ میں امویوں کی حکومت بلکہ ان کی نسل ہی کا ایشیا میں خاتمہ ہو چکا تھا اور ان کی جگہ ایک اور خاندان جلوہ افروز سریر شاہی ہو چکا تھا۔ لہٰذا اب میں اجمالاً اس پولیٹیکل جوڑ توڑ کا ذکر کرتا ہوں جس نے بنی اُمیّہ کی سلطنت کا پڑھوا دیا۔

اب تک دمشق اُمیہ والوں کا حصار بنا ہوا تھا اور حکمران کے خصائل اور عادات خواہ کیسے ہی ہوتے۔ اس کے قبیلہ کے افراد اس کی اطاعت سے منحرف نہ ہوتے۔ رشتہ مندی اور خود غرضی کی کشش ان میں جوش نمک حلالی کو تازہ رکھتی جو خاندان کی سلامتی و حفاظت کے لیے مزید استحکام کا موجب ہوتی۔ ولید ثانی کے عہد میں اوّل اوّل تباہی بخش انقلاب ہوا۔ راگ ورنگ اور گھوڑ دوڑ سے اس کی محبت نے جس کے شوق میں وہ معاملات سلطنت سے بالکل بے پروا اور غافل رہتا۔ اگرچہ دارالخلافہ کے دین دار لوگوں میں اس کو بدنام کر دیا۔ مگر اس کے اپنے خاندان کے آدمی اس سے ہم آہنگ رہے لیکن ایک مورخ لکھتا ہے کہ اس کی عیاشی اور اوباشی سے اس کے ہوا خواہ بھی بیزار ہو گئے۔ اور خاندان اُمیّہ کے اکثر افراد اس سے جدا ہو گئے۔ عراق کے سابق گورنر خالد کے قتل پر اس کی چشم پوشی سے جو یوسف کے ہاتھوں ماہ محرم ۱۲۶ھ ہجری میں وقوع میں آیا۔ شام کے حمیری سخت غیظ و غضب میں آگئے۔ انھوں نے بادشاہ کے خلاف علم بغاوت

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

بلند کر دیا۔ ولید اول کا ایک بیٹا اور عبدالملک کا پوتا یزید باغیوں کا سردار بنا۔ دمشق کے لوگ باغیوں سے مل گئے اور ولید دار الخلافہ کے پاس ایک قلعہ میں محصور ہوگیا۔ اس نے باغیوں سے صلح کرنی چاہی مگر انھوں نے جواب دیا کہ تمہاری بے رحمی و سنگدلی اور عیاشی نے تمہاری رعایا کو تمہارے برخلاف کیا ہے۔ دروازے توڑ دیئے گئے اور بدقسمت بادشاہ اپنے ہی محل میں تہ تیغ کیا گیا۔ اس کا سر تن سے جدا کر کے دمشق کی گلیوں میں تشہیر کیا گیا۔ ولید کی موت کے متعلقہ واقعات اور اس کے بے جان جسم کی بے عزتی نے باتفاق رائے منتخب شدہ خلیفہ کے حلقہ اقتدار کو لوگوں کی گردنوں سے ہٹا دیا۔ ولید ثانی کی وفات پر بغاوت کا لیڈر یزید تخت خلافت پر متمکن کیا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ بادشاہ زاہد اور عابد تھا۔ مذہبی فرائض کو کما حقہ طور پر ادا کرتا۔ ہاتھ کا سخی اور زبان کا سچا تھا۔ جب لوگ حلف اطاعت اٹھا چکے تو اس نے پبلک خطبہ میں ان وجوہات کا ذکر کیا جنھوں نے اس کو اپنے چچازاد بھائی کے برخلاف علم بغاوت بلند کرنے پر مجبور کیا۔ اس نے وعدہ کیا کہ وہ سرحدوں کو مضبوط و مستحکم اور شہروں کی حفاظت کا مناسب انتظام کرے گا۔ لوگوں کو ٹیکس کے بار گراں سے نجات دے گا۔ اور خائن و بددیانت حکام کو موقوف کرے گا۔ اگر وہ کچھ مدت تک زندہ رہتا تو اغلب ہے کہ وہ ایک لائق بادشاہ ثابت ہوتا ہے۔ مگر اس کی میعاد حکومت کا جام جلد لبریز ہوگیا۔ اور سلطنت کی غایت درجہ ابتری نے اصلاحوں کے نافذ کرنے کا موقع نہ دیا۔ حمص اور فلسطین کی بغاوتیں فرو کی گئیں آرمینیا کے گورنر مروان نے اول اول حلف اطاعت اٹھانے سے انکار کر دیا اور بدیں غرض ملک شام کی طرف روانہ ہوا کہ بدقسمت ولید کے کسی فرزند کو تخت پر بٹھائے اس کے باپ کی مقبوضہ مملکت بطور رشوت دے کر اس کو عارضی طور پر مطیع کیا گیا اور ولید ثانی کے کمسن فرزند زندان میں ڈال دیئے گئے۔ خالد کا قاتل یوسف گورنری سے برطرف ہو کر ولید کے بیٹوں کے ساتھ نظر بند ہوا۔ اس کی جگہ عبداللہ بن عمر ثانی مقرر ہوا۔ تاہم خراسان کے نائب گورنر نصر نے عبداللہ کے احکام ماننے سے انکار کر دیا اور یزید ثالث کی خلافت کو بھی تسلیم نہ کیا۔ مرکزی حکومت کی بدانتظامی سے دور دراز مقبوضات پر بھی اثر ہوا۔ اور حنظلہ کے برخلاف عبدالرحمٰن کی بغاوت کا کوئی قرار واقعی انسداد نہ کیا گیا۔ یزید ابھی ایک ہی اصلاح نافذ کرنے کے قابل ہوا تھا کہ اپنی ہی فوج اس کے مخالف ہوگئی ولید ثانی نے فوج کی تنخواہ بڑھا دی تھی۔ یزید نے گھٹا کر اتنی ہی کر دی جتنی ہشام کے عہد میں تھی اس پر وہ الناقص کے نام سے مشہور ہوگیا۔ وہ چھ ماہ حکومت کرنے کے بعد ۱۲۶ھ کے خاتمہ پر داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔ یزید ثالث کے بعد اس کا بھائی ابراہیم تخت نشین ہوا مگر اس کی

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

حکومت دارالخلافہ اور آس پاس کے ملک مصر کے سوا کہیں بھی جاری نہیں ہوئی اس کا زمانہ حکومت کلھم دو ماہ ایک دن ہے۔ ابراہیم خلفاء کی فہرست میں شمار نہیں کیا جاتا۔ مروان نے ولید کے بیٹوں کو رہائی دلانے کی غرض سے ہتھیار اٹھائے اور دمشق کی طرف روانہ ہوا۔ عین الجار پر ابراہیم کی فوج سے اس کی مڈبھیڑ ہوئی۔ ابراہیم کی فوج میں یمنی بہت زیادہ تھے۔ مگر مروان کی فوج میں تجربہ کار سپاہی تھے اور ترکوں اور رومیوں سے لڑ لڑ کر اچھے مشاق جنگ ہو چکے تھے۔ یمنیوں کو کافی ہزیمت ملی اور فاتح کے لیے دمشق کا راستہ صاف ہو گیا۔ جب مروان دارالخلافہ میں پہنچا تو ابراہیم اور اس کے دلاوران جنگ ولید کے بیٹوں کو بدیں اُمید قتل کر کے کہ اس سے حملہ آوروں کی پیشقدمی میں رکاوٹ پیدا ہو جائے گی بھاگ گئے۔ خالد کے قتل کو بھی مقتول کے فرزند نے قتل کر دیا اور اس طرح وہ اپنے کیفر کردار کو پہنچ گیا۔ اب خاندان ولید کے بچے ہوئے آدمیوں نے مفرور ابراہیم اور اس کے مرحوم بھائی کے ہمراہیوں کو قتل کرنا شروع کیا۔ ان کے گھر بار لوٹ لیے اور ایک طوفان بے تمیزی برپا کر دیا۔ یزید ثالث کی نعش کو قبر سے نکال کر شہر کے ایک دروازے پر لٹکا دیا۔ (اس قسم کی وحشیانہ حرکات ایشیا تک محدود نہیں بلکہ مہذب یورپ بھی اس قسم کی حرکات کا مرتکب ہوتا رہا بطور مثال پندرھویں صدی میں ہنری چہارم نے پری ہاٹ سپر کی لاش نکال کر تشہیر کی تھی۔ اور ابھی چند ہی سال کا واقعہ ہے کہ موجودہ کمانڈر انچیف افواج ہند لارڈ کچنر بالقابہ نے خرطوم فتح کرنے کے بعد مہدی کی لاش نکال کر دریا میں پھینک دی اور اس کے مزار کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر زمین کے برابر کر دیا تھا) اس وقت دمشق میں عجیب کھلبلی مچی ہوئی تھی اور مروان کی آمد پر شرفا و روسائے شہر نے خوشی کا اظہار کیا۔ اس کو خلیفہ بنایا گیا۔ اور لوگوں نے جھٹ حلف اطاعت اٹھا لیا۔ بدیں اُمید کہ یہ تجربہ کار سپاہی ہے۔ جلد امن قائم کرے گا۔

تیرھواں باب [۱۳]

خاندان بنی اُمیہ۔ مروان ثانی۔ اس کے خصائل وعادات

بغاوتیں۔ خراسان کی بغاوت۔ ابومسلم۔ ایران کی بغاوت۔ نصر۔ گورنر خراسان کی شکست اور موت۔ ابراہیم کی موت۔ عباسی امام۔ نہاوند پہ امویوں کی شکست۔ سفاح کا اعلان خلافت۔ زاب کی لڑائی۔ مروان کی شکست۔ اس کا فرار۔ دمشق کی فتح۔ عباسیوں کی کینہ توزی۔ مروان کی موت۔ امویوں کا پسماند۔ بنی اُمیہ کے زوال کے اسباب۔

مروان ثانی خاندان حکمی کے بانی کا پوتا تھا۔ اس نے آرمینیا پر نہایت زور کی حکومت کی تھی۔ اور خانہ بدوش وحشیوں کے پے درپے حملوں کو نہایت کامیابی سے روکا تھا۔ اس کی قوت برداشت و تحمل نے اس کو الحماد کا لقب دلایا۔ یہ لقب بغرض حقارت نہیں تھا بلکہ اس کی بردباری اور قوت و دلاوری کی مضبوطی کے باعث دیا گیا تھا وہ خواہ کیمپ میں ہوتا یا کوچ میں بہر صورت اپنے سپاہیوں کے ساتھ رہتا۔ انکی تکلیف کو اپنی تکلیف اور ان کے آرام کو اپنا آرام سمجھتا۔ محلوں میں اپنے خاندان کے دیگر بادشاہوں کی طرح عیش وعشرت میں ڈوبا نہ رہتا۔ وہ قدیم تاریخ کے مطالعہ کا بڑا مشتاق تھا اور اس کے متعلق وہ اکثر اپنے ہم جلیسوں اور سیکرٹریوں سے بحث کرتا۔ جب تخت نشین ہوا پچاس برس کی عمر کا تھا۔ ہر طرف کھڑے ہوئے دشمنوں کو جس مستعدی و تندہی سے دبایا۔ اس نے ثابت کر دیا کہ ان اوصاف کے حاصل کرنے کے لیے عمر کی کوئی قید نہیں۔ مگر ایسے نازک زمانے میں بنی اُمیہ کو تباہی سے بچانے کے لیے محض سپاہیانہ اوصاف کافی نہ تھے۔ ایسے اڑے وقت میں ان اوصاف کے ساتھ ایسی قابلیت کی ضرورت تھی جو قبائلی خارحسد کی خلش سے خالی ہو کر مگر افسوس اس وصف میں مروان اپنے اکثر ارکان خاندان کی طرح بوداز نکلا۔ اگر اس میں ایک مدبر جیسی وسیع نظری وعالی دماغی ہوتی اور ساتھ ہی دلجوئی کی صفت جو کہ پراگندہ خاطروں کو ایک رشتہ میں منسلک کر دیتی ہے تو ایشیا کی تاریخ کسی اور ہی رنگ میں رنگی جاتی۔ امویوں کی تیز طبیعت اور اس میں خود سری وسختی کی ملاوٹ نے کھیل بگاڑ دیا۔ اس آتش حسد ونفاق کو بجھانے کی بجائے جو عرب قوم کو اندر ہی اندر جلا رہی تھی۔ مروان دوم خاص خاص قبائل کی پاسداری پر تل گیا اور یمنیوں کے ساتھ اگر ظالمانہ

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

نہیں تو سختی کے ساتھ ضرور سلوک کرنے لگا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یمنی اس سے سخت بیزار و متنفر ہو گئے۔ شاعروں کی چوٹوں اور ہجووں نے موجودہ غلط کاریوں کے ساتھ مل کر قدیم آتش حسد پہ تیل ڈالا۔ ایک مضری شاعر کمیت نے ایک ہی چوڑی نظم میں اپنے قبیلہ کی عظمت و شوکت اور ہاشمیوں کے اوصاف حمیدہ اور ان کی مشکلات کا خاکہ کھینچا۔ جواب میں ایسی ہی زوردار نظم ایک یمنی شاعر دیلی نے رقم کی اس میں مضریوں کو سخت چوٹیں لگائیں اور حمیر اور حمیری بادشاہوں کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے۔ نظمیں محلوں سے نکل کر خیموں تک پہنچیں۔ حاصل کلام یہ کہ انھوں نے شہر و صحرا میں یکساں آگ لگا دی اور حمیری و مضری ایک دوسرے کے گلے کا ہار ہو گئے۔

مغربی ایشیا اس وقت افراتفری کی حالت میں تھا ایماندار اور عام اشخاص اس پولیٹیکل جد و جہد سے کنارہ کش ہو کر گوشۂ عافیت میں بیٹھ گئے۔ سب کام ناہنجار اور بدکردار آدمیوں کے ہاتھوں میں رہ گئے ہر ایک طرف ایک طوفان بے تمیزی برپا ہو رہا تھا۔ مروان کو تخت نشین ہونے بہت عرصہ گزرا تھا کہ حمص اور فلسطین میں اس کے برخلاف سخت بغاوت پھوٹ پڑی خارجی متعصب اپنے صحرا سے نکل کر بنی امیہ کی حکومت پر پے درپے کرتے اور لوگوں کو بغاوت کی تلقین کرنے لگے ان پرجوش خارجیوں کی نسبت خواہ کچھ ہی کہا جائے۔ مگر اس میں کلام نہیں وہ اپنے عقیدے میں پکے تھے اور جو کچھ کرتے تھے نیک نیتی سے کرتے تھے۔ کوئی چیز ان کو احساس فرض سے روک نہیں سکتی تھی اگرچہ نسبتاً وہ تعداد میں تھوڑے تھے۔ پھر بھی انھوں نے یمن۔ حجاز اور عراق عرب کو روند ڈالا ان بغاوتوں کو فرو کرنے میں مروان نے قابل تعریف جوہر سپہ سالاری دکھائے وہ پہلے حمص پر پھر فلسطین پر حملہ آور ہوا۔ باغیوں کو منتشر کر دیا اور ان کے لیڈروں کو سولی پر چڑھا دیا وہ پھر عراق کی طرف لوٹا اور سخت لڑائیوں کے بعد خارجیوں کو دریائے فرات کے پار بھگا دیا۔ حجاز میں مدنیوں کے ساتھ لڑ کر ابوحمزہ کے ماتحت خارجیوں نے مدینہ فتح کر لیا اور شہر والوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ یمن داعی الحق کے قبضہ میں تھا (یہ شخص حضر موت کا رہنے والا تھا اور اس کا اصلی نام عبداللہ بن یحییٰ حضر موتی تھا) مروان کا نائب جو وسط زمانہ کے یورپین سپاہیوں کی طرح اجڈ اور اکھڑ آدمی تھا اور احکام قرآنی کی پرواہ نہ کرتا تھا۔ اس نے چند لڑائیوں کے بعد حجاز اور یمن کو خارجیوں سے صاف کر لیا۔ بہت سے خارجی جو عراق سے نکالے گئے تھے۔ اس میدان میں آکر پناہ گزین ہوئے اور مفسدین کے ساتھ شامل ہو گئے۔ وہ جو یمن اور حجاز سے نکالے گئے حضر موت میں آ گئے امن قائم کرنے کے بعد مروان نے یزید بن عمر بن ہبیرہ کو جو کہ اسکے خاندان

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

کا بڑا حامی تھا مشرق کا وائسرائے مقرر کیا۔ اور انصرام سلطنت اپنے بیٹوں عبد الملک اور عبداللہ کے حوالے کر کے اپنی دل پسند جگہ حران میں چلا گیا اس جگہ وہ مقیم رہا۔ یہاں تک کہ اس کو جنگ کے لیے نکلنا پڑا۔ جس نے اس پر اور اس کے خاندان پر کامل تباہی وارد کر دی۔

جب مروان شام کی بغاوتیں فرو اور عراق اور عرب سے خارجیوں کو خارج البلد کر رہا تھا۔ حمیریوں اور مضریوں میں خوب چل رہی تھی۔ جس سے ایشیا میں اموی سلطنت کی تباہی کا رستہ صاف ہو رہا تھا۔ خراسان کا گورنر نصر مضری تھا اور سب کے سب حمیری ہاتھ دھو کر اس کے پیچھے پڑے ہوئے تھے جب عرب قوم کی یہ دو شاخیں جو مفتوحہ اقوام کی محافظ تھیں آپس میں گتھم گتھا ہو رہی تھیں تو عباسیہ تحریک کے محرکوں نے اس سرنگ کو جو مدت سے بنا رکھی تھی بتی دکھانے کا عمدہ موقع پا لیا۔ بغاوت کا سرغنہ ابو مسلم اس کام کے لیے خوب موزوں ثابت ہوا جو عباسی خلیفہ نے اس کے سپرد کر رکھا تھا۔ اس کی بظاہر مرنج و مرنجاں پالیسی کی خاکستر تلے بے رحمی و ظلم کی چنگاریاں دبی ہوئی تھیں۔ ایک مورخ لکھتا ہے بڑے سے بڑا واقعہ اس کی ظاہرداری میں فرق نہ ڈال سکتا۔ جب فتوحات عظیمہ کی خبر سنتا۔ خوشی کی کوئی علامت ظاہر نہ کرتا۔ جب ہزیمتوں کی خبر سنتا۔ چہرہ پر نشان ملال تک نہ لاتا۔ جب غصے میں آتا آپے سے باہر نہ ہوتا اس کی ظاہرداری اور دکھاوے کی صلح آمیز پالیسی نے بہت سے لوگوں کو اس کی طرف رجوع کر دیا۔ فوجوں کی آراستگی کا سلیقہ اور امورات سلطنت کے انصرام کی قابلیت میں وہ یکتائے زمانہ تھا۔ حمیریوں اور مضریوں کو اپنی اپنی جگہ تھپکی دیتا اور درپردہ ان کی آتش عداوت باہمی کو چمکاتا۔ اس چال سے اس نے دونوں فریقوں سے اپنی خاصی مدد حاصل کر لی۔

میں نے ابھی عباسیہ تحریک کا خاکہ کھینچ کر بیان کیا ہے کہ اس نے کس طرح نشو و نما پائی۔ اماموں کا فوجی نمائش سے محترز رہنا۔ گرمجوش مریدوں کے نزدیک ترک دنیا کے مترادف تھا ان میں خاندان اُمیہ کو اکھاڑنے کے لیے کسی اور لیڈر کی خواہش پیدا ہوئی۔ مگر بغاوت کے صرف یہی اسباب نہیں جنھوں نے عباسیوں کو کامراں بنا کر تخت پر بٹھا دیا اور نہ ہی مروان جیسے نبرد آزما و آزمودہ کار سپاہی کے وقت میں پیدا شدہ اسباب بغاوت امویوں کو بیخ و بن سے اکھاڑنے کے لیے کافی تھے۔ بلکہ عباسیوں کے عروج کا راز اس طرز حکومت میں سربستہ ہے جس کی بنا حجاج نے ڈالی تھی اور جو عمر ثانی کی سخت کشش و کوشش اور جد و جہد کے باوجود شاہان اُمیہ کا طریق عمل ہو گیا۔ حاکم محکوم اقوام سے بالکل الگ تھلگ رہتے اور خوبی یہ کہ دونوں

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islam Books Quran & Madni Ittar House

کے درمیان کوئی ایسا واسطہ نہ تھا جو ایک کو دوسرے سے ہمدردی پیدا کرواتا۔ قومی فخر و گھمنڈ پر نازاں ہو کر عرب دیسی رعایا سے کھنچے کھنچے رہتے اور اسلام کی تعلیم کے باوجود ان کو حقیر سمجھتے اور اپنی جگہ پر دیسی بھی ان کو حقیر سمجھتے تھے۔ کچھ یہ کھسکے کچھ وہ کھسکے اسی کشمکش میں رشتہ چاہ کا ٹوٹ گیا۔ ملکی اور مالی صیغوں کے ماتحت عہدے زیادہ تر ایرانیوں کے ہاتھ میں تھے۔ مگر ان کو فوجی اور اعلیٰ ملکی عہدوں سے محروم رکھا جاتا۔ جب قرآن شریف کے اس حکم کی بنا پر کہ سب انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اپیل کی جاتی تو اس کو حقارت سے رد کر دیا جاتا۔ یا یونہی باتوں میں ٹال دیا جاتا۔ چند اشخاص کے ماسوا جن کے نام عمر اعظم کے رجسٹر میں مندرج تھے یا جنھوں نے بڑی بڑی نمایاں خدمات سرانجام دی تھیں مفتوحہ اقوام کے ممبر سوشل مجمعوں یا بادشاہوں کی تفریح میں کوئی حصہ لے سکتے تھے اور اس طرح ان کو اپنی اگلی عظمت یاد آ جاتی اور ان کی چھاتی پر سانپ لوٹ جاتا۔ مگر شامی عرب حمیری اور مضری دونوں اپنی ہی لڑائی جھگڑے میں مصروف رہنے کے سبب اس طوفان کا کم خیال کرتے۔ پولٹیکل حق تلفیوں اور سوشل امتیاز نے ایرانیوں میں یہ احساس پیدا کر دیا کہ ہم سے بے انصافی کا برتاؤ ہو رہا ہے۔ قومی جوش کو متحرک کرنے کے لیے صرف ایک لفظ کی ضرورت تھی سو وہ مل گیا کہ "اہل بیت" کے حقوق کی نگرانی کی جائے۔ یہ ہی صدا تھی جو ایشیا کی مفتوحہ اقوام مل کر بلند کر رہی تھیں۔ حمیری قبائل اور وہ حجازی و عراقی عرب بھی جو خراسان میں آباد ہو گئے تھے ویسے ہی بگڑے ہوئے تھے جو پارٹی (فریق) زبردست ہو جاتی۔ تمام کام کے عہدے اپنے ہی افراد کو دے دیتی دوسروں کو بالکل خارج کر دیتی جس سے آتش حسد مشتعل ہو کر نوبت بجنگ پہنچتی۔ اس بھرے اور مفسد مواد کے پک جانے پر ابو مسلم نے بغاوت کا سب سامان مہیا پایا اور خراسان بنی عباسیہ کے ہمراہیوں کا مرکز بن گیا خراسان کا حکم نصر ایک لائق و قابل حکمران تھا۔ اگر عنان حکومت زیادہ خوش قسمت زمانہ میں اس کے سپرد کی جاتی تو وہ صوبہ میں ضرور اپنا اثر قائم رکھتا۔ مگر جب اس کا بادشاہ مغرب میں خارجیوں سے مشغول پیکار تھا۔ وہ ایک شخص کرمانی کے ماتحت یمنیوں کی بغاوت فرو کر رہا تھا۔ عرب فوجوں کو اس طرح مصروف دیکھ کر ابو مسلم نے مدت کی مجوزہ بغاوت کا اعلان کر دیا۔ بغاوت کی بڑی وجہ اہل بیت کے حقوق کی نگرانی اور بنی امیہ کے مظالم سے ہاشمیوں کی نجات بتائی گئی تھی۔ اس اعلان سے بنی فاطمہ کے لوگ اس سے مل گئے۔ ۲۵/ رمضان ۱۲۹ھ کو ایک جلسہ کرنے کی تجویز ہوئی اور لوگوں کو پہاڑوں کی چوٹیوں پر آگ جلا کر طلب کیا گیا اپنے مقتولوں و شہید سرداروں کے ماتم میں ایک انبوہ کثیر سیاہ لباس پہنے مقام موعود پر جمع ہوا۔ اور چند ہفتوں کے بعد ہی عباسی

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

بادشاہ گر کا سیاہ جھنڈا جس کو بادل اور سایہ کے نام سے پکارتے تھے مغرب کی طرف پیشقدمی کرتے ہوئے دیار بدیار اور شہر بہ شہر پھرنے لگا۔ ہرات اور مشرق الاقصیٰ کے دیگر بلاد سے اموی فوجیں خارج کی گئیں۔ مضریوں کی گھات میں آکر کرمانی کے ہلاک ہو جانے سے اس کے فرزند ابومسلم سے مل گئے اور ان کی متفقہ افواج نے نصر کو مرو سے نکال دیا۔ الہاشم کے پُرہیبت جھنڈے نے بھٹکے ہوئے شامیوں کے حواس درست کر دیئے۔ وہ معاً اپنی خطرناک حالت سے آگاہ ہو گئے اور آپس میں متفق ہونے کی کوشش کرنے لگے مگر "اب پچھتائے کیا ہووت ہے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت" اس کام کا وقت گزر چکا تھا۔ یہ شورش مبدل بہ بغاوت ہو گئی۔ اور حجاز و عراق کے کئی سربرآوردہ عرب اس میں شامل ہو گئے۔ بدقسمت وائسرائے نے ابومسلم کی فوج کے مقابلہ میں اپنے آپ کو عاجز پا کر اپنے بادشاہ سے مدد کی درخواست کی۔ اس نے جتایا کہ بغاوت تا ہنوز ابتدائی حالت میں ہے اور فرو کی جا سکتی ہے۔ ورنہ اگر یہ آگ پھیل گئی۔ تو پھر اس کا بجھانا سخت دشوار ہو جائے گا۔ مایوسی کی لہر میں مندرجہ ذیل الفاظ جو اس نے لکھے۔ تاریخ میں بطور یادگار محفوظ کر لیے گئے ہیں "آہ مجھے کیا معلوم کہ فرزندان اُمیّہ جاگتے ہیں یا خواب خرگوش میں مدہوش پڑے ہیں۔ اگر وہ ایسے نازک وقت میں سوئے ہوئے ہیں تو ان کو کہو اٹھو۔ وقت آن پہنچا ہے۔" اس ضروری اپیل کے جواب میں مروان نے وائسرائے عراق کو نصر کی طرف کمکی افواج روانہ کرنے کی تاکید کی۔ مگر پیشتر اس کے کہ کمک پہنچتی فرغانہ اور خراسان ابومسلم کے قابو میں آچکے تھے اور نسبتاً اس کے وسائل زیادہ ہو گئے تھے۔ اس شخص کی قابلیت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ اس نے قابل ترین اشخاص منتخب کئے اور فوجوں کی کمان ایسے جرنیلوں کے سپرد کی جو اپنے زمانہ کے فخر اور مایہ ناز تھے۔ حجاز کے ایک عرب قحطبہ بن شبیب نے جو فارس میں سکونت پذیر ہو گیا تھا۔ سرخس تک نصر کا تعاقب کیا اور اس کو ایسی شکست فاش دی کہ شامی سپاہیوں کے چھکے چھوٹ گئے۔ نصر جو اس وقت پچاسی سال کی عمر کا تھا۔ جرجان کی طرف واپس آیا۔ مگر وہاں دوسری شکست کھائی پھر تو وہ فارس کو بھاگا مگر راستہ میں ہی داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔

مشرق میں جب یہ واقعات گزر رہے تھے۔ مروان نے اس ہاشمی کا کھوج نکال لینے کی کوشش کی جس کی حمایت میں علم بغاوت بلند کیا گیا تھا۔ اس وقت عباس کی اولاد جنوبی فلسطین میں ایک موضع حمیمہ میں رہتی تھی اپنے جاسوسوں سے یہ پتہ لگا کر کہ ابراہیم جسے اس کے مرید امام کہہ کر پکارتے ہیں ان بغاوتوں کا بانی مبانی ہے۔ اس کو گرفتار کر کے حران کی طرف لے آیا اور یہاں

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

ابراہیم کو مع چند اور آدمیوں کے جن میں ہاشمی اور اموی دونوں شامل تھے نظر بند کر دیا۔ مورخ ان ذکر میں عبداللہ بن عمر ثانی اور عباس بن ولید اول بھی تھے۔ مروان کو ان پر شک تھا کہ وہ بغاوت پر آمادہ ہیں ابراہیم کی گرفتاری سے ابومسلم کی نقل و حرکت میں کوئی فرق نہ پڑا۔ قحطبہ جرجان پر نصر کو شکست دینے کے بعد مغرب کی طرف بڑھا۔ اس کے ہمراہ خالد بن برمک ایک ایرانی بھی تھا جس کی اولاد نے بعد میں تاریخ عرب میں بڑا نام پایا۔ تمام گرد و نواح کا ملک ابتر حالت میں پڑا تھا۔ رے میں داخل ہو کر قحطبہ نے اس صوبہ میں امن قائم کیا اور اس کے بیٹے حسن اور اس کے لفٹنٹ ابوعیون نے جو پیدائشی ایرانی تھا۔ امیوں اور خارجیوں کو مار کر ملک سے باہر نکال دیا۔ نہاوند پر جہاں ایک خونخوار لڑائی کے بعد ایران فتح کیا تھا ایک بڑی تعداد شامی فوج کی مقیم تھی۔ حسن بن قحطبہ نے شہر کا محاصرہ کیا قحطبہ خود اس بھاری فوج کے مقابلہ پر ڈٹ گیا۔ جو مروان نے شہر کی مدد کے لیے روانہ کی تھی۔ مروان کی فوج کو کامل شکست ملی۔ پھر اور دو فوجیں ایک تو بالائی عراق کی طرف سے عبداللہ بن مروان کے ماتحت اور دوسری یزید والئی عراق کے زیر کمان نہاوند کی طرف روانہ کی گئیں۔ قحطبہ نے محاصرہ زور و شور سے جاری رکھا اور پیشتر اس کے کہ دونوں فوجوں میں سے کوئی ایک پہنچتی شہر فتح ہو گیا۔ اب قحطبہ نے ایک دستہ فوج ابوعیون کے ماتحت عبداللہ کے مقابلہ پر روانہ کیا اور خود بڑا حصہ فوج لے کر یزید کی فوج سے بچتا ہوا جو کوفہ کی سڑک پر بمقام جلولا خیمہ زن تھی۔ عراق کے دارالخلافہ کی طرف روانہ ہوا۔ جب یزید کو اس امر کی اطلاع ہوئی۔ فوراً دشمن اور کوفہ کے درمیان پہاڑ کی طرح حائل ہو گیا۔ قحطبہ یزید کے پیچھے سے دریائے فرات پر پہنچا۔ اور دشمن کی زد سے باہر ہو کر چند میل کا چکر کاٹ کر دریا عبور کر گیا۔ دونوں فوجیں یہیں اسی میدان میں جہاں حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے بالمقابل ہوئیں۔ سخت خونریز لڑائی کے بعد امویوں کو شکست ہوئی۔ مگر خود قحطبہ بھی یا تو دریا میں ڈوب گیا یا میدان میں کھیت رہا۔ اس پر اس کے بیٹے حسن نے فوج کی کمان لے لی اور باپ کی فتح کو جاری رکھ کر یزید کو کیمپ سے نکال دیا اور واسطہ کی جانب ہٹ جانے پر مجبور کیا۔ اس طرح کوفہ بالکل غیر محفوظ ہو کر آبھاتی حسین کے قابو میں آ گیا۔ شکست کی خبر نے مروان کو آگ بگولا کر دیا۔ غیظ و غضب سے مغلوب ہو کر اس سے ایسی وحشیانہ حرکات سرزد ہو گئیں جنھوں نے امویوں سے گن گن کر بدلے دلائے۔

یہ معلوم کر کے کہ ابراہیم ابومسلم کی فوجوں سے نامہ و پیام کرتا ہے۔ اس نے حکم دیا کہ مشک میں آن بجھا چونا ڈال کر اس میں ابراہیم کا سر داخل کر کے اس کو بار زندگی سے سبکدوش کیا جائے۔ دوسرے

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

قیدی بھی اسی وقت ہلاک کئے گئے۔ ابن اثیر اس واقعہ سے اختلاف کرتا ہے وہ لکھتا ہے کہ ابراہیم یا تو مکان کے گرنے سے دب کر ہلاک ہوا۔ یا دودھ میں زہر ملا کر اس کو پلایا گیا جس کے اثر سے وہ جان بحق ہوا۔ دوسرے قیدی بھی ہلاک نہیں کئے گئے بلکہ طاعون کی وبا میں مبتلا ہو کر مرے۔ کاش ہم ابن اثیر کی بات کو ٹھیک تسلیم کر سکیں)، اپنی وفات سے پہلے بدقسمت ابراہیم نے وصیت کی کہ اس کے بھائی ابوالعباس عبداللہ کو عباسی مسند امامت پر بٹھایا جائے۔ ابوالعباس نے انتقام لینے کی سخت قسم اٹھائی اور اپنی قسم کو ایسے سخت طریق سے پورا کیا جس کے باعث اسکو السفاح کا خطاب ملا اور اسی نام سے وہ تاریخ میں مشہور ہوا۔ ابراہیم کی وفات پر اس کا بھائی کوفہ کی طرف بھاگ گیا اور حسن بن قحطبہ کا قبضہ ہونے تک وہاں روپوش رہا۔ ابھی تک اس تحریک کے مدعا کا کوئی پتہ نہ چلتا تھا جس نے ایران کو امویوں کے چنگل سے چھڑایا۔ وہ تمام لوگ جو سیاہ جھنڈے کے گرد جمع ہوتے تھے اور جنہوں نے رفیقان بنی فاطمہ کی مدد حاصل کی ہوئی تھی اہل بیت اہل بیت کا نعرہ لگاتے تھے۔ کوفہ میں داخل ہونے پر حسن بن قحطبہ کو ابوسلمہ الخلال ملا۔ جو بقول صاحب روضۃ الصفا آل محمد کا وزیر تجویز کیا گیا۔ بظاہر یہ شخص بنی فاطمہ کے ایجنٹ کے طور پہ کام کرتا تھا۔ مگر سردار خاندان کو اس کی کوئی خبر نہ تھی۔ عباسی جرنیل نے اس کی بڑی خاطر و مدارات کی۔ اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور عزت کی جگہ پہ بٹھایا اور کہا ابومسلم کا حکم ہے کہ ابوسلمہ الخلال کی ہدایات پہ عمل کرنا۔ ابوسلمہ اس خوشامدانہ فقرہ سے دل میں خوب پھولا۔ ابوسلمہ اور حسن کی طرف سے اہل کوفہ میں اعلان کیا گیا کہ اگلے دن جامع مسجد میں خلیفہ منتخب کرنے کے لیے جلسہ کیا جائے۔ اس دن کوفہ میں عجیب سین پیش ہوا۔ لوگ انبوہ در انبوہ عباسی لباس سے ملبوس اعلان سننے کے لیے جامع مسجد کی طرف جا رہے تھے۔ اسی اثناء میں ابوسلمہ سٹیج پہ نمودار ہوا۔ اور طرہ یہ کہ وہ بھی سیاہ لباس زیب بر کئے ہوئے۔ ابوالعباس کے چند رفیقوں کے ماسوا بہت کم کسی شخص کو معلوم تھا کہ اس نے عباسیہ اغراض پر ذاتی مفاد کو کیوں قربان کر دیا ہے وہ اپنے آقا کے فائدے کی راہ میں سر بیچ دینے کو تیار تھا۔ نماز پڑھنے کے بعد اس نے مجمع کو اس جلسہ کی غرض بتائی۔ اس نے بیان کیا کہ ابومسلم حامی دین اور آل رسولؐ کے حقوق کا محافظ ہے۔ اس نے امویوں کو بام رفعت سے گرا دیا ہے اور اب ضروری ہے کہ ایک امام اور خلیفہ منتخب کیا جائے۔ میرے نزدیک ابوالعباس سے بڑھ کر کوئی شخص عادل۔ رحیم۔ قابل اور اوصاف حمیدہ سے مملو نہیں۔ لوگوں کو چاہیے کہ اسے خلیفہ بنائیں۔ اس وقت تک ابوسلمہ اور عباسیوں کو ٹھیک ٹھیک علم نہ تھا کہ

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

اس اعلان کا مجمع پر کیا اثر پڑے گا۔ انہیں ڈر تھا کہیں اہل کوفہ خاندان علی سے اپنی دھوکہ بازی کو جائز قرار نہ دیں۔ مگر عراقیوں کی متلون مزاجی اب کامل طور پر پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی۔ بار بار انھوں نے بنی فاطمہ کی حمایت میں بغاوتیں کیں اور بار بار خود ان سے ہی بے وفائی کی۔ جن سے مدد کا وعدہ کیا یا جن سے مدد لینے کی التجا کی۔ اسی گھڑی بھر کی لہر اور ریل پیل سے متاثر ہو کر انھوں نے اپنے آپ کو جیسا حامی ظاہر کیا ویسے ہی نمک حرام بھی ثابت کر دیا۔ ابو سلمہ نے ابوالعباس کو خلیفہ تجویز کرنے کے الفاظ منہ سے نکالے ہی تھے کہ مجمع نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ انھوں نے ابوالعباس کو خلیفہ منظور کر لیا ہے۔ ایک قاصد بسرعت تمام ابوالعباس کو پوشیدہ جگہ سے بلانے کے لیے دوڑا اور جب وہ مسجد میں پہنچا لوگ اس کا ہاتھ پکڑنے اور حلف اطاعت اٹھانے کے لیے دیوانہ وار دوڑے انتخاب مکمل ہو گیا۔ ابوالعباس منبر پر کھڑا ہو گیا اور خطبہ پڑھا اور اس وقت سے وہ مسلمانوں کا امام اور خلیفہ ہو گیا۔ اس طرح بنی فاطمہ کا دم بھرتے بھرتے اور انکی سپر دلعزیزی سے کام نکال کر عباسیوں نے عروج و اقتدار حاصل کر لیا۔ مگر اس کا عوض انھوں نے یہ دیا کہ بنی فاطمہ سے بعد میں برا سلوک کیا۔ اس اثناء میں صورت واقعات شمال میں بسرعت تمام بدل رہی تھی۔ ابوعیون زاب کوچک کے مشرق میں بمقام شہرزور مروان کے بیٹے پر حملہ آور ہوا اور اس کو سخت شکست دی۔ بیٹے کی شکست نے مروان میں پھر وہی پرانی مستعدی پیدا کر دی ایک لاکھ بیس ہزار جوان ساتھ لے کر وہ دریائے دجلے سے عبور کر گیا اور زاب کلاں کی طرف بڑھا۔ اس اثنا میں سے ابوعیون کو کوفہ سے کمک پہنچ گئی تھی ظالم عبداللہ بن علی سفاح کا ایک چچا جو کمکی فوج لے کر آیا تھا۔ عباسیہ فوج کا سردار مقرر ہوا اور ابوعیون لفٹنٹ جنیل بنایا گیا۔ دریائے زاب کے بائیں کنارے پر بمقام توشاف دونوں فوجوں میں ٹکر ہوئی۔ مروان نے اپنے سرداروں کی نصیحت کے برخلاف دریا پر پل بنایا اور اپنی حسب معمول شجاعت و دلاوری سے لڑائی کے کے لیے آگے بڑھا۔ سفاح کے سپاہی سب از سرتاپا سیاہ لباس پہنے تھے جھنڈے بھی سیاہ تھے۔ یہاں تک کہ گھوڑوں اور اونٹوں کی جھولیں اور پاکھریں بھی سیاہ تھیں۔ یہ فوج ماتمیوں کی صورت بنائے صفوں میں چپ چاپ آگے بڑھی۔ اور اس عجیب و غریب منظر نے شامیوں پر ایک حیرت طاری کر دی۔ جب مخالف فوجیں حکم کی انتظاری میں کھڑی تھیں۔ ایک خلاف معمول حادثہ کے واقع ہو جانے سے امویوں نے سمجھا کہ شگون برا ہوا ہے۔ بات یہ تھی کہ زاغان دشت کا ایک جھرمٹ شامی سپاہیوں کے سروں پر سے گزر کر سیاہ پوش فوج کے جھنڈوں

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

پر جا پہنچا۔ مروان نے اس کی پروا نہ کی۔ مگر یہ دیکھ کر وہ سخت مشوش ہوا کہ اس واقعہ سے اس کے دہنی سپاہیوں پر بہت برا اثر ہوا ہے۔ پہلا حملہ جو مروان نے خود کیا کارگر ہوا۔ اس میں عباسیوں کے پاؤں ڈگمگا گئے۔ مگر یہ حالت دیکھ کر ابوعون نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ گھوڑوں سے اتر کر کھڑے ہو جائیں اور اپنے نیزے زمین میں گاڑ دیں۔ عبداللہ بن علی نے ان کو شجاعان خراسان کے نام سے مخاطب کر کے اپنے بھتیجے ابراہیم کے قتل کا قصاص لینے کے لیے ابھارا اور ان کی رگ حمیت وغیرت کو متحرک کیا۔ اس کے بعد اس نے یا محمد یا منصور کا نعرہ بلند کیا اور ساری فوج نے اسکی تقلید کی۔ ادھر مروان نے اپنے سپاہیوں کو انکے اگلے کارنامے یاد دلائے اور اپنے خاندان کی عظمت و شوکت برقرار رکھنے کی تاکید کی۔ مگر اس کی اپیل سے سپاہیوں پر چنداں اثر نہ پڑا عباسیوں کے سربکف حملہ کی تاب نہ لا کر شامی لڑکھڑا گئے اور مروان کے مشہور رہوار کو خالی دیکھ کر جو سائیس سے منہ زور ہو کر چھوٹ گیا تھا ان کے رہے سہے حوصلے بھی پست ہو گئے۔ بس پھر کیا تھا۔ شامیوں کو کامل شکست ہوئی یہ مشہور و معروف لڑائی جس نے امویوں کی قسمت پر مہر لگا دی ۱۱/جمادی الثانی ۱۳۲ھ کو وقوع میں آئی۔ مروان موصل کی طرف بھاگا۔ مگر شہر والوں نے دروازے بند کر دیئے۔ پھر وہ حران کی طرف آیا۔ ایک پل آرام کیا اور دوسری فوج مرتب کرنے کی کوشش کی مگر بے فائدہ۔ عباسی اس کے پیچھے لگے ہوئے تھے وہ حران سے بھاگ کر حمص اور وہاں سے دمشق آیا۔ وہاں بھی اپنی سلامتی کو معرض خطر میں دیکھ کر وہ فلسطین کی طرف مگر تعاقب سرگرمی سے جاری تھا۔ اور عبداللہ بن علی شکاری کتے کی طرح اس کے پیچھے لگا ہوا تھا۔ موصل، حران اور حمص بغیر مقابلہ کے سفاح کے زیر نگیں ہو گئے۔ دمشق میں امویوں نے کچھ مقابلہ کیا۔ مگر شہر حملہ کر کے فتح کر لیا گیا اور مروان کا داماد جو شہر کا گورنر تھا قتل کر دیا گیا۔ اس طرح شام بلکہ عملی طور پر ساری اموی سلطنت کا دارالخلافہ عباسیوں کے قبضہ میں آ گیا۔ پنجم رمضان ۱۳۲ھ کو یعنی داخلہ کوفہ کے پانچ ماہ اور جنگ زاب کے تین ماہ بعد سیاہ جھنڈا ایوان امیہ پر لہرانے لگا۔ عبداللہ بن علی نے جس کینہ توزی اور جفاکیشی سے کام لیا۔ اس کی نظیر صفحہ تاریخ میں بہت کم ملے گی۔ اس نے نہ صرف زندوں کو اپنے جور و ظلم کا نشانہ بنایا بلکہ مردوں کو قبر سے نکلوا کر ان کی بوسیدہ ہڈیوں کو جلوا کر خاکستر کو ہوا میں اڑوا دیا۔ عبداللہ پھر مروان کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ جو فلسطین سے نکل کر رومی علاقہ کی طرف جا رہا تھا۔ تاکہ فلسطین کے جانشین سے مدد کی التجا کرے۔ اس نے تاریخ میں پڑھا تھا کہ رومی بادشاہ موراٹس

M Awais Sultan
Group Admin
Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

کی مدد سے ایک ایرانی بادشاہ خسرو پرویز تاج و تخت واپس لینے میں کامیاب ہوا تھا اور اور اس کو یقین تھا کہ اس کی درخواست کو بھی شرف قبولیت بخشا جائے گا۔ مگر اس کے بچے کھچے چند رفیقوں نے اس کو اس ارادہ سے منع کیا اور مصر یا افریقہ کی طرف جانے کا مشورہ دیا جہاں وہ دوسری فوج آراستہ۔ یا کم از کم مغرب میں ہی ایک زبردست سلطنت حاصل کر سکنے کی امید کر سکتا تھا۔ اس پر مروان بالائی مصر کے شہر فیوم کی طرف روانہ ہوا۔ عبداللہ بن علی نے اپنے بھائی صالح اور عیون کو مفرورین کے تعاقب میں روانہ کیا۔ نساطر پر ابوعیون نے مروان کا کھوج نکال لیا اور اب تعاقب تلاش صیادانہ میں بدل گیا۔ تعاقب کنندوں نے آوارہ گرد بادشاہ کو دریائے نیل کے مغربی کنارے پر ایک گاؤں بصیر کے ایک چھوٹے سے گرجا میں جہاں وہ لیٹا ہوا تھا جا لیا۔ اپنی زندگی کو گراں قیمت پر فروخت کرنے کا ارادہ کر کے بدقسمت بادشاہ ہاتھ میں تلوار لیے ہوئے آگے لپکا تو نیزے کی نوک سے چھد کر وہیں رہ گیا اور اس طرح اپنے خاندان کا قابل ترین اور شجاع بادشاہ صفحہ دنیا سے ناپدید ہو گیا اور اس کے خاندان اُمیہ کا خاتمہ ہو گیا۔

سفاح کے حکم سے جس نے اب ناقم الہاشمین کا خطاب اختیار کیا تھا۔ مرحوم بادشاہ کے لواحقوں کا نہایت سختی سے تعاقب کیا گیا۔ انتقام کے جوش نے پاس تہذیب وانسانیت کو بالائے طاق رکھ دیا۔ جہاں کہیں بنی اُمیہ کا فرد ملتا ذبح کر دیا جاتا اور دور دراز علاقوں ویرانوں۔ غاروں اور کھنڈروں میں انکی تلاش کی جاتی اور جو ملتا تلوار کی نظر کر دیا جاتا۔ بنی عباس کے وحشیانہ مظالم کو سمجھنے کے لیے پچھلے زمانہ کی جنگ "وار آف روزز جنگ گل" کے حالات مطالعہ کرنے چاہییں جس میں خاندانوں کے خاندان صفحہ ہستی سے مٹ گئے تھے۔ صوبہ فلسطین میں دریائے ابو فطرس کے کنارہ پر عبداللہ بن علی نے مروان کے اسی رشتہ داروں کو معافی کا وعدہ دے کر جمع کیا اور پھر نہایت بے رحمی سے ان کو قتل کر دیا۔ تاہم بہت سے خونریزی کی تلوار سے بچ رہے اور بعد میں سفاح کے جانشینوں کی انسانی ہمدردی و مروت کے سایہ میں پھلے اور پھولے۔ منجملہ ان کے جو تعاقب سے بچ رہے ایک عبدالرحمن ہشام کا پوتا تھا جو ہسپانیہ کی طرف چلا گیا۔ مروان کی بیٹیاں جو اس کے ساتھ تھیں بقیہ دوسرے افراد خاندان کے ہمراہ حران میں واپس بھیج دی گئیں۔ یہاں مہدی کی تخت نشینی تک وہ نہایت سقیم حالت میں رہیں۔ مہدی نے انکی پنشن مقرر کر دی اور ان کی شایان شان

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

ان سے مروت وسلوک کیا۔ مروان کے ساتھ ہی بلادِ مشرق میں سلطنت امویہ کا چراغ گل ہو گیا۔ کوئی شک نہیں کہ اس خاندان کے بعض بادشاہ نہایت نامور گذرے ہیں اور ویسے تو ان میں کوئی بھی ایسا نہ تھا جو اپنے زمانے کے مغربی شاہوں سے کسی طرح بھی کم ہو۔ عمر ثانی جو عربوں کا مرکس اوریلیس کہلاتا ہے اپنے زمانہ میں نہایت ہی روشن ضمیر بادشاہ گذرا ہے۔ ولید اول اور ہشام اگرچہ اس کے رتبہ کو نہیں پہنچتے۔ تاہم لائق و قابل بادشاہ تھے اور رعایا کی بہتری اور سود و بہبود میں ساعی کوشاں رہتے تھے۔ مروان اگر قسمت کے پھیر میں نہ آجاتا تو دنیا کے ممتاز ترین بادشاہوں میں سے ہوتا۔ وہ بہادر اور دانا تھا مگر بقول ابن اثیر اس کی حکومت منحوس ستارہ کے زیر اثر آگئی جس سے دانائی اور بہادری دونوں پر پانی پھر گیا۔ امیہ خاندان کی گردش قیمتی سبقوں سے معرا نہیں۔ خاندان مروان کا ایک ممبر جو ایک ممتاز عہدے پر مامور تھا۔ بنی عباس کے جلوہ افروز تخت اور بنی اُمیہ کے محروم از تخت و تاج ہونے کے اسباب بیان کرتا ہوا کہتا ہے "ہم وہ سارا وقت جو معاملات سلطنت میں صرف ہونا چاہیے تھا۔ عیش و عشرت میں ضائع کر دیتے۔ بھاری اور سنگین محصول عائد کرنے سے رعایا ہماری حکومت سے برگشتہ ہو گئی۔ ہماری بے انصافی اور ظلم و ستم سے وہ دعا مانگنے لگی کہ ان ظالموں کے پنجہ سے نجات ملے۔ ہماری ارضیات بنجر ہو گئیں۔ خزانہ خالی ہو گیا۔ ہم اپنے وزراء پر غیر معمولی اعتبار کرتے۔ وہ ہماری اغراض کو اپنے ذاتی مفاد اور حرص و آز کی قربان گاہ پر تصدق کر دیتے۔ ہمیں کوئی خبر نہ ہوتی کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور کیا بنا رہے ہیں ہم امور سلطنت سے غافل رہتے۔ فوج جس کی تنخواہ ہمیشہ بقایا ہی میں رہتی۔ خطرہ کے وقت دشمن سے جا ملی اور ضرورت کے وقت ہمارے رفیق ہم سے پھر گئے۔ غرضکہ پبلک معاملات اور گرد و پیش کے واقعات سے ہماری بے خبری ہی ہماری سلطنت کا چراغ گل ہونے کا ایک بڑا سبب ہے۔"

خلیفہ علیؓ کی شہادت سے لے کر مروان کی وفات تک بنی اُمیہ کا دورِ حکومت کچھ کم اکانوے برس ہوتا ہے۔ مگر مسعودی اس میں سے وہ زمانہ کاٹ دیتا ہے جس میں حضرت حسنؓ جلوہ افروز سر بر خلافت رہے۔ اور عبداللہ بن زبیر کو خلیفہ مقرر کیا گیا۔ اور اُمیہ کی میعاد حکومت ایک ہزار ماہ یا تراسی سال اور چار ماہ مقرر کرتا ہے۔ گو بنی اُمیہ اور عباسیوں کی جنگ محض وحشیانہ اور خود غرضی کی بنا پر تھی۔ تاہم اس نے عرب دنیا کی دماغی اور ذہنی نشوونما میں انقلاب عظیم پیدا کر دیا اور دنیا کے سٹیج پر ایک سے زیادہ آدمی لا کر کھڑے کر دیئے۔

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

چودھواں باب (۱۴)

واقعاتِ گزشتہ پر ریویو۔ گورنمنٹ۔ محاصل۔ انتظام

مملکت۔ فوجی خدمت۔ عبدالملک کی اصلاح۔ سکہ۔ دمشق۔ درباری زندگی۔ سوسائٹی۔ عورتوں کی حالت۔ رسم پردہ کا اجراء۔ لباس۔ عادات علم ادب۔ مذہبی و فلسفی فرقے

زمانہ جمہور میں مدینہ کے لوگ خلیفہ کو منتخب کرتے اور ان کے انتخاب کو باقی سب عرب بغیر چون و چرا تسلیم کر لیتے تھے۔ رسم انتخاب مسجد نبوی صلعم میں ادا کی جاتی۔ جہاں مسلمان جمع ہو کر حلف اطاعت اٹھاتے۔ معاویہ کے وقت سے حکمران بادشاہ اپنا جانشین خود نامزد کرتا اور ملکی و فوجی عہدے دار بادشاہ کے سامنے حلف اطاعت اٹھاتے۔ اور صوبجات میں گورنر ان کے لیے حلف لیتے تھے۔ اس طریقہ میں جمہوری و شخصی دونوں طریقوں کی محض برائیاں ہی آمیز تھیں اور خوبیاں کسی طریقہ کی نہ پائی جاتی تھیں۔ جب ایک دفعہ حلف لے لیا جاتا تو عام رائے کے اظہار کو جو خواہ جبر و دھمکی سے یا روپے کے زور سے کرایا جاتا تو بس یہ مان لیا جاتا کہ جائز طور سے انتخاب ہوا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے زمانہ میں پبلک ٹریژری (بیت المال) عام مسلمانوں کی ملکیت سمجھا جاتا تھا اور اسلامی جمہور کا ہر ایک فرد محاصل سلطنت میں سے وظیفہ لینے کا حق دار تھا۔ معاویہ کے عہد میں شخصی حکومت قائم ہو گئی اور سلطنت کی آمدنی بادشاہ کی ذاتی ملکیت اور بالکل اس کے اقتدار میں ہو گئی۔ چنانچہ معاویہؓ نے مصر کے سارے محاصل عمرو بن عاص کو اس مدد کے عوض میں جو اس نے حضرت علیؓ کے برخلاف دی تھی دے دیا۔ عمرو اس سے کم رقم پر راضی بھی نہ ہوتا تھا۔ اس نے نہایت زور سے کہا۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ میں تو گائے کے سینگ پکڑ رکھوں اور دوسرا اس کا دودھ دوہ لے۔ ذرائع آمدنی وہی تھے جو جمہور کے وقت میں تھے (۱) محصول آراضی (۲) جزیہ (۳) زکوٰۃ (۴) محصول درآمد برآمد (۵) خراج بروئے عہدنامجات (۶) مال غنیمت کا خمس۔ ہر ایک صوبہ سے جو محاصل وصول ہوتے وہ پراونشل خزانہ ہی میں رکھے جاتے۔ سپاہیوں۔ وظیفہ خواروں سرکاری ملازموں کو جو اس صوبہ میں یا اس کے متعلق ہوتے اسی صوبہ کے محاصل سے روپیہ دیا جاتا۔ سڑکوں۔ نہروں۔ سرکاری عمارتوں۔ مسجدوں سکوں کا خرچ بھی اسی صوبہ کی آمدنی سے کیا جاتا جس میں وہ بنائے جاتے۔ اگر کوئی رقم فاضل بچ

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

رہتی تو وہ شاہی خزانہ دمشق میں داخل کی جاتی۔ وصولی محاصل عاملوں کے سپرد تھی۔ جو اگرچہ کڑا اختیارات بھی رکھتے تھے۔ وہ بعینہٖ ہندوستان کے انگریزی کلکٹروں کی مانند تھے۔ عمر ثانی کے بعد جب کہ گورنروں کو اپنے اختیارات کے علاوہ صاحب الخراج کے اختیارات بھی کبھی کبھی مل جاتے تھے۔ تو وہ قاعدہ توڑ کر وصولی محاصل کا کام اپنے سکرٹریوں یا کاتبوں کے سپرد کر دیتے تھے۔ اس سبب سے خیانت کا بازار گرم ہوگیا۔ جس کے باعث خائنوں کو سخت سزائیں ملیں اور اکثر اوقات انکی جائدادیں بھی ضبط کی گئیں۔ بادشاہ اور شاہزادے اپنے واسطے بڑی بڑی ملکیں لے لیتے۔ ولید کی تخت نشینی تک ان ملکوں کی ترقی و رونق میں بڑی کوشش کی جاتی رہی۔ عبدالملک کے اقتدار حاصل کرنے کے قبل کی ملکی لڑائیوں میں حضرت عمرؓ کی بنائی ہوئی نہریں جو کالڈیا میں تھیں ویران ہوگئیں۔ ہشام کے بھائی مسلمہ نے جو علاقہ سواد پائینی فرات کی وادی کے بڑے حصہ پر قابض تھا۔ اس علاقہ کو پھر آباد کیا محاصل ایک ہی شرح پر مشخص نہ کئے جاتے۔ مختلف صوبہ جات میں ان کی شرحیں مختلف تھیں۔ وجہ یہ کہ مختلف خلفاء کے عہد میں مختلف صوبہ جات کو مختلف قسم کی مراعات دی گئی اور مختلف شرطیں کی گئی تھیں۔ بعض اوقات ان مراعات کو غصب کرنے کی کوششیں کی جاتیں۔ جن کے باعث بغاوتیں برپا ہو جاتیں۔ سلطنت پانچ حصوں پر منقسم تھی۔ حجاز یمن اور وسط عرب ایک وائسرائے کے اور بالائی و زیریں مصر دوسرے وائسرائے کے زیر حکومت تھے۔ عراق عرب و عراق عجم مع صوبہ جات عمان۔ البحرین۔ کرمان۔ سیستان۔ کابل۔ خراسان۔ سندھ و حصہ پنجاب۔ وائسرائے عراق کے ماتحت تھے جس کا صدر مقام کوفہ تھا۔ خراسان پر نائب گورنر حکومت کرتا تھا جو مرو میں رہتا تھا۔ البحرین اور عمان بصرہ کے نائب گورنر کی زیر نگرانی تھے۔ سندھ اور پنجاب پر الگ افسر متعین تھا۔ جزیرہ آرمینیا۔ آذربائیجان اور ایشیائے کوچک کا ایک حصہ سلطنت کا تیسرا صوبہ تھے مگر سب صوبوں سے زیادہ اہم افریقہ کا صوبہ تھا جس میں مصر کے مغرب کی طرف کا سارا شمالی حصہ براعظم ہسپانیہ۔ جنوبی فرانس۔ جزائر سسلی۔ سارڈینیا اور بلیارک جزائر (متصل ہسپانیہ) شامل تھے۔ اس حصہ کا صدر مقام قیروان تھا۔ طنجہ اور جزائر بحیرہ روم میں نائب گورنر متعین تھے۔ ہسپانیہ ایک نائب گورنر کے ماتحت تھا جو قرطبہ میں رہتا تھا۔ ہر ایک حصہ یا صوبہ کا ملکی و فوجی انتظام وائسرائے کے ہاتھ میں ہوتا تھا۔ مگر وصولی محاصل ایک الگ افسر کے ذمہ تھی جس کو صاحب الخراج کہتے تھے۔ وہ گورنر سے بالکل بے تعلق ہوتا اور اس کی تقرری و برخاستگی براہ راست بادشاہ وقت کے ہاتھ میں ہوتی۔ بڑے بڑے شہروں کے قاضی اپنے نائب خود مقرر کرتے۔ غیر مسلم لوگوں کے مقدمات

ان ہی کے سرآوردہ افراد یا مذہبی پیشواؤں کے سپرد کیے جاتے۔ نماز جمعہ کی امامت جو ایک بڑا بھاری منصب خیال کیا جاتا۔ گورنر یا قاضی القضاۃ کراتا۔ صاحب الشرطہ (کمشنر پولیس) گورنر کے ماتحت ہوتا۔ ہشام کی ابتدائی حکومت میں ایک نئی فوج مرتب کی گئی جس کو احداث کہتے تھے۔ وہ پولیس اور فوجی نظام کے بین بین اور آجکل کی فوج ملیشیا کے موافق تھی۔ وسیع سلطنت میں بادشاہ وقت اور گورنروں کے درمیان سلسلہ خط و کتابت کو قائم رکھنے اور جعلی شاہی اعلانوں کی تشہیر کو روکنے کے لیے معاویہ نے ایک محکمہ بنام دیوان الخاتم قائم کیا۔ اس نے ڈاک کا طریقہ بھی رائج کیا جو خلفائے عباسیہ کے عہد میں درجہ تکمیل کو پہنچ گیا۔ تاہم مشرقی ممالک میں اُموریہ پالیسی کا سنگ بنیاد رکھنے والا دراصل معاویہ نہ تھا۔ اس عمارت کا بانی عبدالملک ہوا۔ کیونکہ اس نے پبلک معاملات میں غیروں کو بے دخل کرنے کے لیے حکم دیا کہ سرکاری عہدے صرف عربوں کو دیئے جائیں۔ اس کی یک رخی پالیسی پر عراق کے بے رحم وائسرائے حجاج نے یہاں تک عمل کیا کہ غیر مسلم تو درکنار غیر عرب مسلمانوں کو بھی ملازمت سرکار سے خارج کرنے کی کوشش کی اور ان پر ذمیوں کی طرح جزیہ بھی لگا دیا۔ اس تنگ دلانہ پالیسی میں کبھی بھی کامیابی نہ ہوئی۔ ایرانی اور عیسائی جلد ماتحت عہدوں پر بکثرت مامور ہونے لگے۔ ہاں اس پالیسی سے اتنا ہوگیا۔ کہ ناراضی پھیل گئی۔ جس کا اثر مروان ثانی کے عہد میں بشدت نمودار ہوا۔ عبدالملک کی دو دیگر اصلاحیں واقعی نہایت مفید اور اس کے تدبر و دانائی کا ثبوت دیتی ہیں۔ اب تک عرب سلطنت میں کوئی باضابطہ سکہ جاری نہیں ہوتا تھا۔ مقامی گورنر دفع الوقتی کے لیے اپنی اپنی ٹکسالوں میں سکے مضروب کر لیتے۔ سکے کی اصل غرض بالکل مفقود تھی جعلی سکوں کا زور تھا۔ عام لین دین میں رومی اور قدیم ایرانی سکے استعمال کئے جاتے۔ سلطنت کی وسعت اور تجارت کی نشو و نما اس امر کی مقتضی تھی کہ باضابطہ سکہ جاری کیا جائے۔ عبدالملک نے ایک شاہی ٹکسال قائم کی۔ ملک کے تمام مروجہ سکے بے کران کی جگہ اپنے سکے سونے اور چاندی کے رائج کیے۔ اس کی ضرب رومی اور ساسانی طرز کے بین بین تھی۔ رومی طرز کے سکے سونے کے بنائے گئے اور خلیفہ عمر رضا اعظم کے ایجاد کردہ درہم کے مشابہ چاندی کے جعلی سکہ بنانے والوں کو سخت سزائیں دی جاتیں۔ عبدالملک کی دوسری اصلاح بھی ویسی ہی مفید اور دیرپا تھی۔ اس کے عہد حکومت سے پہلے سرکاری حساب فارسی۔ یونانی اور شامی زبان میں رکھا جاتا۔ جس میں غبن کا موقع مل جاتا۔ عبدالملک نے حکم دیا کہ آئندہ سرکاری رجسٹر عربی زبان میں لکھے جائیں اور رسم خط بھی عربی ہو۔ یزید ثانی کے عہد سے پہلے ملکی و انتظامی وجوہات کو مدنظر رکھ کر وائسرائے

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

اور دیگر ممتاز عہدے داروں کی تقرری۔ ان کی قابلیت و لیاقت یا خدمات سابقہ و خیر خواہی بادشاہ کے لحاظ سے کی جاتی۔ یزید ثانی کے زمانہ میں منہ لگوں کا زور ہو گیا۔ وہ جس کو چاہتے بلا لحاظ قابلیت و لیاقت اعلیٰ سے اعلیٰ عہدہ دلا دیتے ہشام بھی اس نقص سے مبرا نہ تھا۔ اس زمانہ میں جو بھاری غلطی سرزد ہوئی اور جس کا خمیازہ پچھلوں کو بھگتنا پڑا یہ تھی کہ پہلے مقبوضات بعیدہ کے گورنروں کو اپنے اپنے صوبوں میں رہنا پڑتا تھا۔ اب دستور ہو گیا کہ شاہی خاندان کا کوئی ممبر یا ممتاز درباری ان عہدوں کو حاصل کر کے آپ دارالخلافہ میں ہی بیٹھ رہتا اور کوئی اپنا نائب حکومت کے لیے بھیج دیتا نائب کی بڑی غرض یہ ہوتی کہ جہاں تک ہو سکے اپنے آقا اور اپنے آپ کو صوبے کی آمدنی سے مالا مال کر دے بحیثیت مجموعی اُمویہ سلطنت کی انتظامی مشین کے پُرزے بالکل ابتدائی ازمنہ کے مشابہ تھے۔ نہ تو وہ عہد عباسیہ کی طرح مکمل تھے اور نہ ہی تقسیم فرائض کا اصول جو کام کی عمدگی کے لیے ضروری ہے مروج تھا۔ انتظام حکومت چار محکموں کے ذریعہ عمل میں آتا تھا (۱) دیوان الخراج (۲) دیوان الخاتم (۳) دیوان الوسائل (۴) دیوان المستغلات اس کے علاوہ دو اور دفاتر بھی تھے جو بظاہر دیوان الخراج کے ماتحت تھے۔ ان کے سپرد پولیس اور فوج کی تنخواہ تھی۔ فوجی ملازمت سلطنت کے ہر ایک عربی النسل پر لازمی تھی وہ فوجی تعلیم و تربیت حاصل کرنے کے مقررہ وقت تک فوج کے ساتھ رہتے۔ بوقت جنگ ہر ایک سپاہی کو زیادہ تنخواہ دی جاتی۔ جو شخص مستوجب ملازمت فوج کیا جاتا اس کو خزانہ شاہی سے وظیفہ دیا جاتا۔ میں عہد عباسیہ کا ذکر کرتے ہوئے جب کہ ملکی و فوجی انتظام درجہ تکمیل کو پہنچ گیا تھا۔

صوبوں کے فوجی انتظام کا ذکر کروں گا۔ بیڑۂ جہازات ایک افسر کے ماتحت ہوتا تھا۔ جس کو امیر البحر کہتے۔ بغرض حفاظت ہر شہر کے گرد فصیل کھینچی ہوئی تھی۔ مختلف منڈیوں۔ بازاروں و گلیوں کے مختلف نام تھے۔ مگر شہروں کی یہ تقسیم پیشوں تک ہی محدود نہ تھی۔ عرب اجتماع کے ہمیشہ مخالف رہے ہیں۔ لہٰذا جہاں وہ آباد ہوتے قبیلہ وار مختلف بستیاں بنا لیتے۔ ہر ایک قبیلہ کا اپنا جدا حصہ۔ جدا مکانات۔ جدا مسجد۔ جدا بازار یہاں تک کہ قبرستان بھی جدا ہوتا یہ قبائلی کشمکش اکثر نوبت بہ فساد پہنچاتی۔ آپس کے خلا و ملا کو روکنے کے لیے ہر ایک حلقہ یا بستی کے گرد جو بطور خود ایک شہر ہوتا دیوار کھینچ دی جاتی اور مضبوط دروازے لگا دیئے جاتے جن پر چوکیدار متعین رہتے جو آنے اور جانے والے کا خیال رکھتے اور خاص کر رات کے وقت آنے والوں کو پھاٹک کھولتے۔ وقت نزاع دروازے بند کر لینے سے مختلف حلقوں کی باہمی آمد و رفت

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

منقطع ہو جاتی۔ مسلمانوں کی فتح کے وقت دمشق ایک بارونق شہر اور رومی گورنر کا صدر مقام تھا۔ بنی اُمیہ کے عہد میں یہ دنیا کا نہایت ہی خوبصورت شہر اور اسلامی خلافت کا مرکز ہو گیا۔ اموِیوں نے عالی شان محلات، حوض اور تفریح گاہیں بنا کر اس کو باغ فردوس کا نمونہ بنا دیا۔ پہلے پہل معاویہؓ نے قصر الخضراء کی بنا ڈالی۔ چونکہ یہ سبز پچی کاری سے بنایا اور سبز چیزوں سے آراستہ کیا گیا تھا لہٰذا اس کو یہ نام دیا گیا۔ اس کے جانشینوں کے عہد میں شہر دمشق سر بفلک محلات اور مساجد کے سفید میناروں سے جگ مگ جگ مگ کر رہا تھا۔ ولید نے شہر کو آراستہ کرنے میں بڑی کوشش کی اور ایک عالی شان مسجد بنوائی جواب تک اس کی یادگار باقی ہے۔

عمارات کا شوق حکمرانوں تک ہی محدود نہ تھا۔ شاہی خاندان کے افراد اور عمائد سلطنت نے بھی دمشق اور دیگر بڑے بڑے شہروں میں نہایت عالی شان مکانات بنوائے۔ شاہی خاندان کے ایک رکن حرؔ نے جو بعہد ہشام گیارہ سال موصل کا گورنر رہا۔ ایک بیت العلوم ایک سرائے اور اپنے لیے ایک نہایت خوبصورت محل بنوایا۔ یہ خالص سفید سنگ مرمر کا بنا تھا اور دیواروں میں مختلف رنگ کے پتھروں کی پچی کاری کی گئی تھی۔ چھتیں مضبوط ہندوستانی لکڑی ساگوان کے شہتیروں پر قائم کی گئیں۔ نقش و نگار میں ایسی باریکی و کاریگری سے کام لیا گیا کہ نگار خانہ چین کا گمان ہوتا تھا اس محل کو منقوشہ کہتے تھے۔ اس نے یہ دیکھ کر کہ اہل موصل کو عمدہ پانی ملنے کی بڑی دقت ہے ایک نہر کھدوائی جو صدیاں گزر جانے کے باوجود آج تک موجود ہے۔ نہر کے کنارے سڑک پر دو رویہ درخت لگوائے۔ شہر کے آدمی شام کے وقت اس سڑک پر سیر و گشت کرتے دمشق کے وسائل آب رسانی آج تک بلاد مشرق میں اپنی آپ نظیر ہیں اور شاہان اُمیہ کی یاد کو تازہ کئے ہوئے ہیں۔ آب شیریں کی نہر قدیم کی فراوانی گو دریا برادا کے طفیل تھی مگر پانی کی بہم رسانی کا یہ انتظام کہ آج تک غریب سے غریب کے گھر میں پانی کی نالی بہ رہی ہے۔ بلاشک و شبہ شاہان بنی اُمیہ کی فیاضی کی بدولت ہے۔ شہر میں سات بڑی نہریں لائی گئیں اور ان میں سے راجبہے اور نالیاں کاٹ کر گھر بہ گھر پہنچائی گئیں۔ کوئی شک نہیں کہ شاہان دمشق نے دنیا میں اپنے لیے روضہ رضوان تیار کر رکھا تھا۔ خلیفہ کا محل سنگ مرمر کا تھا جس میں سنہرا اور روپہلا کام کیا ہوا تھا۔ فرش اور دیواریں گویا جواہرات کا ٹکڑا تھیں۔ چلتے ہوئے فواروں میں سے خوشبودار عرقیات کا جاری ہو کر ہوا کو معطر و سرد کرنا عجیب سرور پیدا کرتا تھا۔ باغوں میں کم یاب دنادر اور سایہ دار درختوں کی افراط اور درختوں پر بیشمار خوبصورت پرندوں کا چہچہانا۔ اس پرلطف عالم کو کم نصیب

ہوتا ہے۔ دالانوں کے پردے سنہری اور سفید ہیرے موتیوں سے جڑاؤ عجب بہار دیتے تھے زرق برق کے لباس پہنے ہوئے غلام اِدھر سے اُدھر اُدھر سے اِدھر آتے جاتے تھے جس بڑے کمرے میں ہشام پرائیویٹ ملاقات کرتا تھا اس کا فرش سنگ مرمر کا تھا۔ ہر ایک پتھر کی سِل کے درمیان سونے کی دھار تھی۔ غالیچہ جس پر وہ سرخ لباس پہنے اور مشک وعنبر لگائے بیٹھا کرتا سرخ رنگ کا تھا اور اس میں سونے کا کام ایسی باریکی سے کیا ہوا تھا کہ دیکھ کر حیرت کا سماں چھا جاتا تھا۔ شہر میں آنے جانے کیلئے چھ دروازے تھے۔ ان کے سربفلک مینار دور سے ہی مسافر کو نظر آجاتے تھے۔

جب عربوں نے شام کو فتح کیا تھا انھیں فن عمارت کا چنداں شوق نہ تھا۔ مگر جب ادھر خیال کیا تو وہ کمال حاصل کیا اور اس فن میں وہ وہ ایجادیں کیں کہ ان کی عمارات کے سامنے ایرانی۔ رومی عمارتیں گرد ہو گئیں۔ کسی قوم کا طرز عمارت اس کی عادات اور ابتدائی حالات کا پتہ دیتی ہے۔ چنانچہ عربوں کے خوبصورت محراب۔ ستون۔ گنبد و مینار۔ کھجوروں کے جھنڈوں کے محراب اور گنبدوں سے بہت کچھ مشابہت رکھتے ہیں۔ ابتدا میں شامی شہروں کے مکانات رومی طرز کے ہوتے اور عراق کے مکانات ایرانی فیشن کے زمانہ کی گردش نے مکانات کی طرز میں کوئی تبدیلی پیدا نہ کی اور نہ امورات ذمہ داری میں فرق ڈالا۔ امیروں کے مکانات کے دروازوں پر جیسا کہ اب بھی ہوتا ہے۔ ایک بواب (دربان، لکڑی یا پتھر کے موڑھے پر بیٹھا رہتا۔ اور ملاقاتیوں کو اندر جانے کی اجازت دیتا غریبوں کے گھروں میں دروازے پر ایک کنڈا لوہے یا پیتل کا لگا رہتا اور وہ کھٹکھٹانے کے کام آتا۔ ڈیوڑھی کے آگے ایک مستطیل صحن ہوتا جس کے اردگرد عموماً دالان بنے ہوتے۔ دالان کے آگے سنگ مرمر پتھر یا اینٹوں کا فرش بنا ہوتا۔ درمیان میں ایک فوارہ ہوتا اور اس کے اردگرد لیموں، سنگترہ اور کھٹے میٹھے کے درخت اور پھول دار پودے لگے ہوتے۔ صحن کے ایک طرف ایک بڑا کمرہ سنگ مرمر یا پتھر سے فرش کیا ہوتا۔ موسم گرما میں یہ ملاقات کے کام آتا۔ بعض امیروں کے گھر دو منزلہ ہوتے اور ان میں ایک سے زیادہ ہال یا بڑے کمرے مختلف طور پر سجائے ہوتے۔ ہال کے دائیں بائیں دروازے ہوتے جن پر بھاری بھاری پردے لٹکے رہتے۔ سردیوں میں بڑے کمرے کے فرش پر قالینیں بچھا دی جاتیں گرمیوں میں صرف چٹائیاں بچھی رہتیں۔ دیوان یعنی وہ لمبی بنچ جو دیوار کے ساتھ رکھی ہوتی ہے۔ کا رواج نہ ہوا تھا۔ کیونکہ ان کا اول اول تذکرہ عہد عباسیہ ہی میں ہوا۔ اگر مالک خانہ کوئی بڑا آدمی ہوتا تو کئی قالینیں بچھا کر جائے نشست بلند کردی جاتی۔ دروازہ کے سامنے طاقچہ ہوتا اور اور جیسا کہ اب بھی دستور ہے۔ برتن اور چیزیں وغیرہ رکھنے کے واسطے دیواروں میں الماریاں لگی

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

ہوتیں۔ سردیوں میں کمرے منقل یعنی انگیٹھیوں سے گرم کیے جاتے۔ گرمیوں میں فوارے اور کھلے دریچے کمروں کو سرد رکھتے۔

بادشاہ نمازِ جمعہ اور روزانہ نمازوں کا پابند سمجھا جاتا تھا۔ معاویہؓ۔ عبدالملکؒ اور عمرؒ ثانی اس فرض کو کما حقہٗ ادا کرتے رہے۔ مگر دوسرے اکثر غفلت کر دیتے تاہم نمازِ جمعہ میں بادشاہ کی حاضری لازمی تھی اس میں وہ خطبہ پڑھتا۔ اس موقع پر بادشاہ سفید لباس زیب بر اور نوک دار سفید کلاہ جس میں ہیرے لگے ہوتے زیب سر کرتا رسول صلعم کی انگشتری اور عصا خلافت کی نشانی تھی نماز کے بعد بادشاہ ممبر پر کھڑا ہوتا اور لوگوں کو خطبہ سناتا۔ اس خاندان کے بعض عیش پسند بادشاہوں نے نمازِ جمعہ کو بھی موجب تکلیف سمجھا۔ بطور مثال یزید ثانی اپنی جگہ اکثر صاحب الشرطہ کو بھیج دیتا اور ولید ثانی نے تو ازراہ تمسخر ایک دفعہ ایسا فعل کیا جس سے لوگ سخت طیش میں آ گئے۔ اس نے حرم سرا کی ایک خوبصورت حرم کو اپنا چغہ پہنا کر مسجد کی طرف بھیج دیا۔ حرم نے بھی کمال کیا اور امامت کرانے کے لیے مسجد میں آ گئی۔ ان فرائض مذہبی کی ادائی کے علاوہ بادشاہ لوگوں کی اپیلیں بھی سنتا اور عمائدہ سلطنت اور دیگر سلطنتوں کے سفرا سے ملاقاتیں کرتا۔ استقبال یا ملاقات کا دربار عام ہوتا یا خاص۔ عام ملاقات کے وقت بادشاہ اپنے درباری کمرہ میں تخت پر جلوہ افروز ہوتا۔ شاہی خاندان کے ممبر اس کے دائیں طرف اور امراء وزراء بائیں طرف بیٹھتے۔ سامنے کی طرف وہ تمام لوگ جو باریابِ حضوری ہو سکتے تھے یعنی عمائدین شہر قبیلوں کے سردار شاعر اور فقیہ کھڑے ہوتے۔ خاص دربار میں صرف شہزادے اور امراء وزراء اور خاص خاص درباری موجود ہوتے اور یہ رسم بنی امیہ ہی تک محدود نہ تھی۔ ان درباروں میں بادشاہ نہایت زرق برق کے لباس زیب بر کرتے۔ ولید ثانی زربفت کے چغے اور کمخواب کے پاجامے پہنتا جن پر سنہری لیس لگی ہوتی۔ اس کا چچا سلیمان تو سوائے کمخواب کے اور کسی کپڑے کا نام ہی نہ لیتا۔

خاندان امویہ کے ابتدائی بادشاہ اپنا خالی وقت عرب کی قبل از ظہور اسلام جنگوں کے حالات اور جاہلیت کے بہادروں کے کارنامے سننے میں صرف کرتے اور شعر اشعار بھی سنتے۔ یزید اول نے پہلے پہل شراب کا استعمال کیا۔ وہ نہایت بے اعتدالی سے پیتا تھا۔ یزید ثانی اور ولید ثانی کی مجلسیں بدمستی و بے اعتدالی کی محفلیں ہوتی تھیں۔ شعر اشعار کی جگہ آخر گانے بجانے نے لے لی۔ مدینہ اور مکہ کے گویے دمشق میں آکر جمع ہوتے۔ شطرنج اور چوگان کا کھیل ابھی جاری نہ ہوا تھا۔ مگر گنجفہ اور تاش رائج تھے۔ ولید اول اور عمر ثانی کی ممانعت کے باوجود مرغوں کی لڑائی انگلستان کی

M Awais Sultan
Group Admin
Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

طرح مشاغل تفریح میں داخل ہو گئی تھی۔ مگر بڑی دلبستگی گھوڑدوڑ سے تھی۔ کہا جاتا ہے کہ نسل اسپاں کو ترقی دینے کی غرض سے ہشام نے پہلے پہل یہ کھیل جاری کیا۔ خود اس کے اصطبل کے چار ہزار گھوڑے اس میں شامل ہوتے۔ شہزادیاں بھی گھوڑوں کو سدھاتیں اور گھوڑدوڑ میں دوڑاتیں۔ ولید ثانی بھی گھوڑدوڑ کا دلدادہ تھا۔ گھوڑوں کے متعلق اس میں اور ہشام میں بڑی رقابت تھی۔ اس کے عہد میں سرود کا شوق خبط کی حد تک پہنچ گیا۔ گویوں اور باجہ نوازوں کو بڑی بڑی رقمیں انعام میں دی جاتیں۔ یہ لوگ دور دراز علاقوں سے دربار میں بلائے جاتے۔ ان رذیل لوگوں کے دارالخلافہ میں بہ تعداد کثیر جمع ہونے سے اور ان کے ناچ رنگ سے سوسائٹی کے اخلاق پر بہت برا اثر پڑا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ شریف خاندان کی مستورات پردہ میں رہنے لگیں۔ ایک عالی دماغ مؤرخ رقم کرتا ہے "حرم کی رسم دراصل ولید ثانی کے عہد میں شروع ہوئی ہے۔ جس نے رومی بادشاہوں کی تقلید میں خانگی کاروبار کے لیے مخنث نوکر رکھے۔ اس وقت سے نئی نوع انسان کا یہ بدقسمت حصہ ایشیائی درباروں میں عورتوں کی عصمت کا نگران و محافظ مقرر ہوا۔ تخنیث کا رواج یونانیوں نے ڈالا اور انہوں نے ہی خواجہ سراؤں کی تجارت کا سلسلہ قائم کیا۔" تیسری صدی ہجری میں ایک عرب عالم الجاحظ (معتزلی) نے اس رسم بد کو موقوف کرنے کے لیے بڑا زور لگایا اور اگرچہ مسلمان عالموں اور مفتیوں نے اس رسم کے ترک کرانے میں سخت جدوجہد کی مگر امویوں میں یہ رائج ہو گئی۔ الجاحظ ابوعثمان عمر بڑا فاضل اور کئی کتابوں کا مصنف تھا۔ ۲۲۵ سنہ ہجری مطابق ۸۶۹-۸۷۸ء عیسوی میں فوت ہوا۔

امویوں نے جس طرح محلات میں مخنث ملازم رکھنے کی رسم یونانیوں سے اخذ کی تھی اسی طرح ایرانی بادشاہوں سے کئی فضول تکلفات سیکھ لیے بادشاہوں کی دیکھا دیکھی مردوں میں شراب خوری کی تو کثرت ہو ہی گئی تھی۔ مگر عورتیں بھی ایک قسم کا شربت نوش کرنے کی عادی ہو گئیں جو اب تک دمشق اور بیروت کے بازاروں میں "شربت قند گلاب" کے نام سے فروخت ہوتا ہے شاہی خاندان کی بیگمات اس شربت کی زیادہ تر عادی تھیں۔ بغداد کے خلفاء بنی عباس کے خزانہ میں ایک بڑا جام سونے اور بلور کا موجود تھا۔ اس میں ہشام کی بیوی ام حکیم بھی شربت پیا کرتی تھی۔ خاندان امویہ کا دوسرا خلیفہ یزید اول ایرانی بادشاہوں کی تقلید میں ہر وقت شراب پیتا اور کبھی ہوش میں نہ آتا۔ کہا جاتا ہے کہ عبدالملک مہینہ میں ایک دن دل کھول کر شراب پیتا تھا مگر ایک دارو کے استعمال سے جو رومی بادشاہوں میں مستعمل تھی وہ صبح کو ہشاش بشاش بیدار ہوتا

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

اور رات کی میخواری کا کوئی خمار باقی نہ رہتا۔ ولید اول ایک دن ناغہ کرتا اس کا بھائی یزید ثانی اور اس کا بھتیجا ولید ثانی تو ہمیشہ نشہ میں غین رہتے ۔ خاندان امویہ میں صرف تین بادشاہ شراب سے محترز رہے ۔ متقی عمر ثانی ۔ ہشام اور یزید ثالث شاہی محل اور امراء کے مکانات میں بادہ خواری کی مجالس کے ساتھ ناچ رنگ کی مجلسیں بھی گرم ہوتیں ۔ ایسے موقعوں پر ہال کے درمیان ایک باریک پردہ لٹکا ہوتا جو بادشاہ کی مقدس ذات اور اس کے حوالی موالی کو درباریوں اور گویوں اور باجہ نوازوں کی نظر سے کچھ چھپائے رکھتا ۔

جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں ۔ پردہ مستورات کی رسم جو زمانہ قدیم سے ایرانیوں میں رائج تھی ولید ثانی کے عہد میں مسلمانوں میں بھی رائج ہو گئی ۔ بادشاہ کے عادات واطوار نے اس رسم کو اور بھی نشوونما دلائی ۔ اخلاقی ومعاشرتی قواعد سے اس کے انحراف اور لوگوں کے گھروں میں کھلم کھلا بے دھڑک داخل ہو جانے کی وجہ سے لوگ اپنی مستورات کی عصمت بچانے پر مجبور ہو گئے اور حجوبات مصلحتاً یہ مجبوری اختیار کی گئی تھی بتدریج رسم ہو گئی ۔ کیونکہ غیر مہذب اشخاص کے نزدیک دلی پارسائی وپاکیزگی خیالات کی نسبت اینٹوں کی دیواریں اور چوکیدار زیادہ تر عصمت وعزت کے محافظ ہیں ۔ مگر ان ناموافق حالات کے باوجود بنی عباس کے دسویں خلیفہ متوکل کی تخت نشینی تک عورتیں آزادی کی نعمت سے متمتع رہیں ۔ لوگوں میں ابھی تک قدیم شجاعت وشہامت کا مادہ موجود تھا ۔ رومی سرشافات اور ایرانی لغویات نے ابھی تک صحرائی زندگی کی سادگی اور آزادی کو تباہ نہ کر دیا تھا ۔ ابھی تک عرب اپنی تعلیم یافتہ اور خوبصورت بیٹیوں کے نام فخریہ اپنے نام کے ساتھ ایزاد کرتے تھے جیسے ابوصغرا اور ابولیلیٰ وغیرہ اور بھائی اور عاشق اپنی بہنوں اور معشوقوں کے نام لے کر میدان جدال وقتال میں کود پڑتے ان کی شان میں فردوسی کا یہ شعر صادق آتا تھا ؂

دولب پُر زخندہ دو رُخ پُر ز شرم ۔۔۔ بہ رفتار نیکو بگفتار گرم

شریف عرب گھرانوں کی دوشیزہ بے جھجک اپنے مہمانوں کی خاطر ومدارات کرتی اور چونکہ وہ اپنی قدروقیمت خود بھی جانتی تھی ۔ اس لیے دوسرے بھی اس کا ادب کرتے ۔ ایک مشہور مصنف ابوطیب محمد الفضل الضبی المتوفی ۳۰۸ھ ہجری رقم طراز ہے کہ ایک دفعہ مکہ سے واپسی کے وقت وہ مدینہ کے نزدیک ایک چشمہ پر ٹھہرا ۔ تمازت آفتاب نے اس کو مجبور کیا کہ پاس کے گھر میں جو باحیثیت معلوم ہوتا تھا پناہ لے ۔ وہ احاطہ مکان میں داخل ہو گیا اور اونٹ سے نیچے اترنے

کی اجازت مانگی۔ ربۃ البیت یعنی مالکہ مکان نے اس کو اتر نے کی اجازت دی پھر اس نے مکان میں داخل ہونے کی اجازت مانگی اور اجازت ملنے پر وہ اندر داخل ہوا۔ جہاں اس نے دیکھا کہ ایک حسین مہ جبیں کہ آفتاب بھی اس کو دیکھ کر شرمائے اور ماہتاب خجالت کے مارے ڈوب جائے گھر کے کام کاج میں مصروف ہے۔ پری تمثال ماہ پیکر نے اس کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اب باتیں ہونے لگیں۔ راوی کہتا ہے کہ "جب وہ بولتی منہ سے پھول جھڑتے"؛ وہ باتوں میں مشغول تھے کہ اس زہرہ جبیں کی دادی مکان میں داخل ہوئی اور ان کے پاس بیٹھ گئی۔ اور از راہ تمسخر مسافر سے کہنے لگی "دیکھنا کہیں اس سرو کے دام سحر میں نہ پھنس جانا"

اسی مصنف کا باپ ایک اور واقعہ بیان کرتا ہے جس سے اس زمانہ کے رسم و رواج پر روشنی پڑتی ہے "وہ مکہ کی طرف جا رہا تھا۔ راستہ میں اپنے ایک دوست کے ہاں ٹھہرا۔ دوست نے اس سے پوچھا کیا آپ عورت سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ یہ وہی خاتون نامدار ہے جس کے وصف میں عہد بنی امیہ کا ایک ملک الشعراء تعریف کے گیت گاتا ہے۔ اس نے اس سراپا ناز سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی اور اس کے مکان کی طرف روانہ ہوا۔ دروازے پر ایک کشیدہ قامت نوخیز پری دریے کی حسین اور مہ جبیں لڑکی نے اس کا استقبال کیا اور اس نے اس حسن کی ملکہ سے تعارف حاصل کیا اس نے بیٹھنے کی اجازت دی۔

راوی کہتا ہے ہم دیر تک باتیں کرتے رہے پھر اس مجسم خوبی و ناز نے مجھ سے دریافت کیا "کیا آپ نے کبھی اور بھی حج بیت اللہ کیا ہے؟ میں نے کہا دو دفعہ۔ اس پر وہ حور شمائل کہنے لگی۔ پھر آپ نے مجھ سے ملاقات کیوں نہ کی کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حج کے دوران میں مجھ سے ملنا بھی ایک رکن ہے؟ میں نے پوچھا کس طرح؟ فرمانے لگی کیا آپ نے اپنے چچا ذوالرماح کو یہ کہتے نہیں سنا کہ حج مکمل کرنے کی غرض سے قافلہ کو خرقہ کے مکان پر اس وقت ضرور ٹھہرنا چاہیے۔ جبکہ اس نے اپنا نقاب اتار رکھا ہو۔ خاندان بنی حکم کے عہد حکومت میں سیدہ سکینہ[1]

---

[1] ان کا اصلی نام امیمہ تھا۔ سکینہ کا خطاب والدہ ماجدہ نے دے رکھا تھا۔ وہ ہشام کے عہد میں ربیع الاول ۱۱۷ھ مطابق اپریل ۷۳۵ء مدینہ منورہ میں فوت ہوئیں۔ شوہر اول مصعب بن زبیر کی شہادت پر عین عنفوان شباب میں بیوہ ہو گئیں تو عبداللہ غرامی سے نکاح کیا۔ اس سے ایک لڑکا قرین پیدا ہوا عبداللہ بھی جلد مر گیا تو عمر ثانی کے بھائی نے پیغام بھیجا۔ مگر ولید اول نے اسے روک دیا۔ آپ کا تیسرا عقد حضرت عثمانؓ کے ایک پوتے سے ہوا۔ مگر ہوئی خلیفہ سلیمان کے حکم سے انفراق ہو گیا۔

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

دختر حسین شہید کربلا نہایت نامور و ممتاز خاتون گزری ہیں۔ بقول ایک مورخ کے یہ بہ لحاظ حسب و نسب حسن و جمال۔ ظرافت و شرافت زہد و پارسائی اپنے زمانہ کی مستورات کی مایۂ ناز و فخر تھیں۔ ان کا مکان شاعروں۔ فقیہوں۔ عالموں اور زاہدوں کی قیام گاہ تھا۔ ان کے مکان میں علمی مجلسیں منعقد ہوتیں اور اپنی بذلہ سنجی اور لطیفہ گوئی سے حاضرین مجلس کو خوش کرتیں۔ ایک اور عورت ام البنین ولید اول کی بیوی اور عمر ثانی کی بہن اپنے زمانہ میں نہایت ممتاز ہوئی ہے۔ خاوند پر اس کا اقتدار بیحد و حساب تھا اور وہ اس اقتدار کو رعایا کی سود و بہبود پر صرف کرتی۔ ایک دفعہ حجاج کو جو اس نے نصیحت کی وہ تاریخ میں فخر سے بیان کی گئی ہے۔ حجاج ولید کی ملاقات کو آیا اور نصیحت کی کہ ملکہ کے اقتدار کو کم کرنا چاہیے۔ جب ام البنین نے یہ خبر سنی تو اس نے ولید کو کہا کہ حجاج کو میرے حضور میں سلام عرض کرنے کے لیے بھیج دو۔ حجاج ملکہ کے کمرے میں داخل ہوا۔ اس کا استقبال جان بوجھ کر سرد مہری سے کیا گیا اور بہت دیر تک اس کو انتظار میں بٹھایا گیا۔ پھر ام البنین اپنی خواصوں سمیت کمرۂ ملاقات میں داخل ہوئی حجاج کی تعظیم کا جواب نہ دیا اور پوچھا کہ اس نے معاملات سلطنت سے ملکہ کو بے دخل کرنے کا کیوں مشورہ دیا۔ حجاج کا ناتسلی بخش جواب اس نصیحت کا موجب ہوا۔ ملکہ نے ایک ایک کر کے حجاج کی غلط کاریاں گنیں اور اس کو جتایا کہ کس طرح اس نے اپنے بادشاہ سے ظلم و جور کرایا۔ جس کے باعث بہت سے قابل مسلمان تلف ہوگئے۔ ملکہ نے اس پر ثابت کر دیا کہ خیر خواہی کے پردے میں اس نے شاہی خاندان کو بربادی کی طرف دھکیلا ہے پھر اس کو بد دلی و کم حوصلگی کا الزام لگا کر اپنے خدام کو حکم دیا کہ دھکیل کر اس کو باہر نکال دیں۔

عرب مستورات نظم اور راگ کی بڑی مشتاق تھیں۔ بہتوں نے اچھی اچھی نظمیں تصنیف کی ہیں تقدس مآب رابعہ[1] الخیز اسی زمانے میں گزری ہیں۔ وہ اپنے زمانہ کے بزرگ و برگزیدہ اشخاص میں سے گنی جاتی ہیں۔ مردانہ لباس میں گو پہلے کی نسبت چنداں تغیر نہ ہوا تھا۔ مگر اب چست قبا کا رواج عام ہو رہا تھا۔ لباس صرف قیمت و اقتدار میں ہی جداگانہ نہ ہوتا تھا بلکہ پیشہ کے لحاظ سے مختلف وضع قطع کا بھی ہوتا تھا۔ فقیہہ یا کاتب کا لباس سپاہی سے بالکل مختلف تھا۔ مختلف اوقات میں مختلف لباس زیب بر کیے جاتے۔ سواری کے وقت چھوٹا چست کوٹ اور تنگ پاجامہ پہنا جاتا تھا۔ گھر میں شلوار اور جبہ پہنتے تھے۔ ہر ایک شخص اس پہل چہل کا اندازہ کر سکتا ہے۔

[1] سنہ ۱۳۵ ہجری مطابق سنہ ۷۵۲ء میں فوت ہو کر بیرون دمشق کے مشرق میں کوہ البریہ دفن ہوئیں۔ ان کا مزار زیارت گاہ عام و خاص ہے۔

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

جو ایک فضول خرچ دربار کے صدر مقام ایک عظیم الشان چھاؤنی اور ایک وسیع سلطنت کے تجارتی مرکز میں ہوتی ہوگی۔ امراء و دربار کا زرق و برق لباس زیب بر کئے۔ سازوسامان زیورات سے لدے ہوئے راہواروں پر سوار ہو کر خدام کے حلقہ میں شاہی محل کی طرف رواں دواں جانا۔ بدو سرداروں کا عجیب و غریب لباس پہنے گھوڑوں پر سوار مغرورانہ بازاروں میں سے گزرنا دھوپ سے جھلسے ہوئے صحرانشین عرب کا اونٹوں کی بھوری و سفید پوستین پہنے ہوئے ہجوم کو بنظر استعجاب دیکھنا۔ شامی لوگوں کا ارغوانی جوغہ۔ کھلے پاجامے اور سرخ رنگ کی جوتی پہنے اور بڑی سفید یا سیاہ پگڑی باندھے اپنے گدھوں۔ خچروں اور اونٹوں کو اجناس سے لاد کر ادھر ادھر جاتا آنا۔ خوبصورت اور موزوں خال وخد والے ممتاز ہاشمیوں کا لانبے لانبے جبے زیب بر کئے۔ پھونک پھونک کر قدم رکھنا۔ خاتونان نامدار کا اپنی لونڈیوں کے جھرمٹ کے ساتھ دکانوں پر آ کر خریداری کرنا ایک نہایت دل آویز منظر پیش کرتا ہوگا۔ اسی زمانہ کے قریب رومال اور چمچوں کے استعمال کا بھی پتہ لگتا ہے۔ رومال یا تو گردن کے گرد لپیٹ لیا جاتا۔ یا خفتان (کوٹ) کے ساتھ اٹکا دیا جاتا۔ جیسا کہ بہت سے یورپین ممالک میں آج تک دستور ہے۔ چمچے یا تو لکڑی کے بنے ہوتے یا چینی کے جو چین سے آتے آسودہ حال لوگ صبح سویرے ہی دودھ میں شہد یا کھانڈ ملا کر پیتے۔ کچھ عرصہ بعد اندرونی کمروں میں حاضری کھاتے۔ جس میں خاندان کے سب افراد حصہ لیتے۔ حاضری کے بعد مالک خانہ اپنے کاروبار میں لگ جاتا دن کا کھانا عموماً دوپہر کو ملاقاتی کمرے میں کھاتے۔ دوپہر کے وقت دسترخوان پر اکثر مہمان ہوتے شام کا کھانا نماز مغرب کے بعد تناول کرتے۔ تمام ممبر کرسیوں پر بیٹھ جاتے بیچ میں میز رکھی جاتی اور اس پر سفید چادر بچھی ہوتی۔ پہلے دودھ جس میں شہد ملا ہوتا یا کوئی اور عرق پیتے۔ پھر گوشت کھاتے۔ اس کھانے کے بعد میزبان اور مہمان نماز عشاء ادا کرتے اور پھر دوسرے کمرے میں چلے جاتے اور ابتدائی رات کا وقت باتوں میں صرف کرتے رومی اور ایرانی اثر عرب سوسائٹی پر پڑ جانے سے عورتیں اور مرد ایک دوسرے سے بہت خلط ملط نہ کرتے تھے۔ غلامی کا لفظ ان لوگوں پر اطلاق کیا ہی نہیں جا سکتا جو مسلمانوں کے غلام تھے کیونکہ ان میں جو غلامی تھی اس کو اس غلامی سے کوئی نسبت ہی نہیں جو دوسرے ممالک میں رائج رہی ہے۔ پیغمبر عربی صلعم نے آدمیوں کی خرید و فروخت ممنوع فرما دی۔ آنجنابؐ نے حکم دیا کہ والدین کو اپنے بچوں سے اور کوئی رشتہ دار اپنے رشتہ داروں سے جدا نہ کیا جائے آنجناب صلعم نے ارشاد فرمایا کہ آقا غلام کو اپنے جیسا ہی کھلائے اور پہنائے اور اس سے بدسلوکی نہ کرے۔ غلام تاوان دے کر آزادی حاصل

M Awais Sultan Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

کرنے کا مجاز ہے اور وہ بطور خود بھی کوئی کام کاج کر سکتا ہے۔ غلاموں کو آزاد کرنا بڑا بھاری ثواب قرار دیا۔ غلام فی الحقیقت گھر کا ایک فرد ہوتا تھا۔ غلاموں کی حالت اگرچہ نہایت اچھی کر دی گئی تھی مگر عربوں میں بھی ان کی کثرت نے آخر خیالات کو پست اور اخلاق کو کمزور کر دیا اس وقت ایک اور غلطی کا اثر بد خود بخود ظاہر ہونے لگا اور وہ یہ کہ غیر ملکوں کے عرب آباد کار اکثر مفتوحہ اقوام کی لڑکیاں بیاہ لیتے۔ اگر وہ لڑکیاں اچھی قوم کی ہوتیں جیسے گاتھ۔ افرنجی۔ ایرانی یا یونانی تو اولاد اچھی نکلتی اگر وہ ادنیٰ اقوام ہوتیں تو اولاد ناقص اور بدخصال ہو جاتی۔

اُمویوں نے راگ رنگ زندہ دلی اور شاعری کی طرح نثر اور انشاء پردازی کی طرف توجہ نہیں کی۔ صرف عمر ثانی فقیہوں کی عزت اور عالموں کی مدد کرتا تھا۔ مگر عام طور پر امویوں کا خیال اس طرف کبھی نہیں ہوا۔ اپنے عہد حکومت میں بحیثیت مجموعی انھوں نے صرف ایک عالم پیدا کیا۔ یعنی خالد بن یزید۔ اول وہ سائنس اور لٹریچر میں بڑی دستگاہ رکھتا تھا۔ علم کیمیا و طب میں کامل ماہر تھا اور کئی تصانیف چھوڑ گیا۔ وہ ۸۵ھ مطابق ۷۰۴ء میں فوت ہوا عرب قبائل کے مشتبہ اور مشکوک خاندانوں کے ممبر تجارت اور لٹریچر میں لگ گئے۔ بنی اُمیہ کے زمانے میں مقتدایان مذہب کی جماعت بندی۔ عہد عباسیہ کی طرح کبھی نہیں ہوئی جو فقہا سرکاری تنخواہ دار تھے۔ ان کا ابھی کوئی خاص جتھا اور زمرہ جو ایام مابعد میں بڑا طاقتور ہو گیا نہ بنا تھا۔ مذہبی تفریق جو کچھ تھی بھی وہ نیم پولیٹیکل یا خاندانی اغراض سے تھی۔ ہر ایک فریق میں جو بڑا بھاری اختلاف تھا وہ امامت کے متعلق تھا۔ اموی کہتے تھے (اگرچہ یقین سے نہیں) کہ امامت ہمارا حق ہے۔ رفیقان آل محمدؐ کہتے تھے کہ یہ آل محمدؐ کا حق ہے عباسی اپنا دعوے پیش کرتے تھے اور خارجی الگ ہی کھچڑی پکاتے تھے وہ کہتے تھے کہ امام وہی ہے جس کو سب مسلمان انتخاب کریں۔ خواہ اس کا خاندان یا قوم کچھ ہی ہو۔ امویوں کا مقصد یہ تھا کہ حضرت علیؓ کی اولاد کو دبائے رکھیں وہ لوگ جو خاندان علیؓ سے مخالفت رکھتے نواصب کہلاتے اور ان کے رفیق الشیعۃ الاہل بیت کہلاتے۔ صرف بنی فاطمہ میں مذہب نے فلسفی پہلو اختیار کیا۔ علمی چرچا نے مذہبی تحقیقات میں آزادی کی تحریک پیدا کر دی۔ فلسفی مباحثے بڑے بڑے شہروں میں ہونے لگے۔ اس کی بنا حضرت علیؓ کے پوتے امام جعفر صادقؒ نے مدینہ میں رکھی۔ وہ ایک عالی دماغ اور گہری سوچ کے بزرگ تھے اور اسلام میں فلسفی خیالات داخل کرنے کے بانی مبانی دراصل وہی ہیں۔ ان کے لکچر صرف وہی لوگ نہ سنتے تھے جو بعد میں بڑے بڑے فقیہہ ہوئے۔ بلکہ دور دراز ممالک سے کئی فلاسفر اور طالب علم بھی آکر ان سے

M Awais Sultan
Group Admin
Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

استفادہ کرتے تھے۔ امام حسن[1] بصری جنھوں نے بصرہ میں فلسفہ تصوف کا سکول جاری کیا تھا۔ ان ہی کے شاگرد تھے۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک بھی ان کے شاگرد رہے۔ واصل[2] بن عطا مذہب معتزلہ کا بانی اسی چشمۂ علم وذکا سے سیراب ہوا تھا۔ بنی فاطمہ کے امام کی طرح واصل بھی انسانی خودمختاری کی تلقین کرتا تھا۔ یزید ثالث اور مروان ثانی دونوں معتزلی تھے اور یزید ثالث کا بھائی ابراہیم بھی اسی خیال کا تھا۔ دمشق میں تین آدمی۔ معبد الجہنی جیلان دمشقی اور یونس الاسواری انسان کی خودمختاری کو واصل سے بھی زیادہ بڑھ کر مانتے تھے اور جہم بن صفو جبر و قدر کا قائل تھا۔

---

[1] آپ کا وصال رجب ۱۱۰ھ ہجری (اکتوبر ۷۲۸ء) میں ہوا۔

[2] واصل کا انتقال ۱۳۱ھ ہجری میں اکیاون (۵۱) سال کی عمر میں ہوا

ع[۱۵]

پندرھواں باب

۱۳۲ھ ہجری تا ۱۵۸ھ ہجری (۷۴۹ء تا ۷۷۵ء)

سفاح کا عہد حکومت اس کی وفات منصور کی تخت نشینی ۔ اس کی عادات و خصائل ۔ عبداللہ بن علی کی بغاوت ۔ ابومسلم کی وفات ۔ بغداد کی بنا ۔ محمد بن ابراہیم الحسنی کی سرتابی ۔ انکی شکست اور وفات ۔ ہسپانیہ پر حملہ و ناکامی ۔ خزر والوں کی شورش ۔ رومی ترکتازیاں ۔ منصور کی وفات ۔

بنی عباس کے عروج کے ساتھ مغربی ایشیا کی ہیئت بدل گئی ۔ دارالخلافہ شام سے عراق کی طرف منتقل کیا گیا ۔ شامیوں کا اقتدار اور رعب خاک میں مل گیا اور آفتاب ترقی بجائے مغرب کے مشرق سے طلوع ہونے لگا ۔ مگر خلافت کی وحدت ہمیشہ کے لیے جاتی رہی ۔ ہسپانیہ نے شروع سے ہی عباسیوں کی حکومت کو تسلیم نہ کیا اور بہ آسانی تمام عبدالرحمٰن مفرور کے قبضہ میں آ گیا ۔ جہاں اس نے ایک نئے خاندان حکومت کی بنا ڈالی ۔ جو شان و شوکت و عظمت میں عباسیوں سے بڑھ کر نہیں تو گھٹ کر بھی نہ رہا ۔ مغربی افریقہ پر پہلے تو عباسی خلفاء کا قابو رہا ۔ مگر کچھ عرصہ بعد ان کی حکومت مغرب الاقصیٰ میں برائے نام رہ گئی ۔ سلطنت کی وسعت کی کمی ۔ اپنا فائدہ دیئے بغیر نہ رہی ۔ اس سے عباسی خلافت کو اپنی طاقت مجتمع کرنے وسائل آبادی کو بڑھانے اور رعایا کی اخلاقی و علمی حالت کو ترقی دینے کا موقع مل گیا ۔ اس خاندان کے پہلے نو بادشاہ ماسوائے ایک کے نہایت قابل ولائق اور مدبر ہوئے ہیں وہ اپنی رعایا کی فلاح و بہبود میں ساعی و کوشاں رہتے تھے ۔ وہ جیسے سپاہی تھے ۔ ویسے ہی مدبر بھی تھے گو خاندانی پالیسی اور اقتضائے زمانہ کے باعث ان میں سے بعض کی قبائے حکومت کے دامن پر ظلم کا داغ بھی لگا ۔ ایک افرنجی عالم اور مورخ ارقام کرتا ہے کہ پہلے عباسیوں کی حکومت مشرقی عربوں کی عظمت و بزرگی کا زمانہ تھی ۔ فتوحات کا زمانہ گزر گیا اور تہذیب کا دور دورہ شروع ہوا ۔

میں نے ابھی ابھی ذکر کیا ہے کہ ابوالعباس کس طرح خلیفہ بنا ۔ اور کس طرح دشمنوں سے انتقام لے کر اس نے سفاح کا خطاب حاصل کیا ۔ اس زمانہ میں مشرق و مغرب میں انسانی زندگی کی کوئی قدر و قیمت نہ تھی اور انسان کی جبلی سفاکی کو روکنے کے لیے مذہب کا اثر کافی نہ تھا ۔ باوجود کینہ کیشی اور مظالم کے سفاح ایک فیاض ۔ فرائض کا پابند اور محتاط بادشاہ خیال کیا جاتا ہے ۔ اس زمانہ میں اور لوگوں کے رواج کے برعکس اسکی صرف ایک ہی بیوی ام سلمہ تھی جس سے اس کی محبت

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

عشق کے درجے کو پہنچی ہوئی تھی۔ ام سلمہ کو اپنے خاوند پر بڑا اقتدار حاصل تھا۔ مگر انتقام گیری کے وقت وہ بھی امویوں کی جان بخشی کے لیے اس پر اثر نہ ڈال سکی۔ سفاح کی بدسلوکی کے نتائج جلد ہی پیدا ہو گئے ملک کے مختلف حصوں میں لوگوں کے خیالات معزول خاندان کی ہمدردی سے بدل گئے اور خاندان امویہ کے بچے کھچے آدمیوں نے دمشق، حمص، قنسرین، فلسطین اور جزیرہ عراق میں سفاح کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ عام نشانی بغاوت کی یہ تھی کہ باغی ڈاڑھی منڈوا دیتے اور بنی عباس کا حلف اطاعت اٹھانے سے انکار کر دیتے۔ ان بغاوتوں کے فرو کرنے میں زیادہ تر تدبیر سے کام لیا گیا اور سابقہ ظلم نہ برتا گیا۔ باغیوں نے مفید مطلب شرائط پر ہتھیار ڈال دیئے۔

مروان کا وائسرائے عراق یزید بن ہبیرہ ابھی تک واسط پر قابض تھا۔ جہاں حسن بن قحطبہ اور سفاح کے بھائی اور جانشین ابوجعفر نے اس کا ناک میں دم کر رکھا تھا۔ محاصرہ نے گیارہ ماہ کا طول کھینچا۔ محاصرین شہر کو آگ لگانے کے لیے جلتی ہوئی کشتیاں دریا میں ڈال دیتے اور محصورین ان کشتیوں کو یا تو پکڑ لیتے یا آہنی ڈنڈوں سے ایک طرف ہٹا دیتے۔ مگر یہ دیکھ کر کہ خاندان امویہ کی بحالی ناممکن ہو گئی ہے۔ یزید نے خاندان علیؓ کے ایک ممبر عبداللہ بن حسن مثنیٰ کو خلافت پر قبضہ کرنے کا اشارہ تاکہ اس طرح بنی عباس کے مخالفوں کے لیے ایک مرکز قائم ہو جاتے مگر بروقت جواب نہ پا کر اور مزید مقابلہ کی طاقت نہ دیکھ کر اور خاص کر سفاح کے جاسوسوں کے بھڑکانے پر یمنیوں کی شورش سے لاچار ہو کر اس نے اپنی اپنے خاندان اور رفقاء کی جان و مال کی سلامتی کا وعدہ لے کر اپنے آپ کو ابوجعفر کے حوالہ کر دیا۔ ابوجعفر کا ارادہ تھا کہ اپنے وعدہ پر قائم رہے۔ مگر سفاح ابومسلم کے ہاتھوں میں پڑا ہوا تھا۔ ابومسلم نے خیال کیا اگر یزید زندہ رہا تو اس کا رقیب بن جائے گا۔ ابن ہبیرہ کے ابھی تک بے شمار رفیق تھے اور اپنے قبیلہ نزار پر بھی اسکا اقتدار بے حد و حساب تھا۔ ابومسلم نے سفاح کو مشورہ دیا کہ ابن ہبیرہ کو قتل کر دینا چاہیے۔ چنانچہ سفاح نے اپنے بھائی کو لکھ دیا۔ ابوجعفر نے اس ظالمانہ حکم کی تعمیل کرنے سے بار بار انکار کیا۔ مگر آخر کار مجبور ہو کر تعمیل کے لیے چند سپاہی خفیہ طور پر یزید کے مکان میں بھیجے اور انھوں نے اس کو اس کے بڑے بیٹے اور چند ہمراہیوں کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ اب سفاح ایشیا اور مصر کا واحد بادشاہ ہو گیا اور مغربی افریقہ نے بھی اسکی حکومت کو تسلیم کر لیا۔

گورنریوں کی تقسیم میں اس نے بڑے حزم و احتیاط سے کام لیا۔ اس نے نہ صرف اپنے خاندان کے افراد کو یا ان لوگوں کو جنھوں نے اسکی خاطر جان جوکھوں میں ڈالی تھی گورنر مقرر کیا۔ ابوجعفر جزیرہ عراق

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

آرمینیا اور آذر بائیجان کا۔ سفاح کا چچا داؤد بن علی حجاز۔ یمن اور یمامہ کا عبداللہ بن علی شام کا سلیمان بن علی بصرہ اور متعلقات بحرین۔ الاحسا عمان۔ اہواز وغیرہ کا۔ ابو مسلم خراسان کا اور ابو عیون مصر کا وائسرائے مقرر ہوا۔ خالد بن برمک وزیر خزانہ اور ابو سلمہ جس نے سفاح کو خلیفہ بنانے میں بیش از بیش جد و جہد کی تھی وزیر اعظم ہوا۔ اور معتمد مشیر بھی وہی تھا۔ ابو سلمہ کا رسوخ دیکھ کر ابو مسلم آتش حسد سے جل گیا اور ایک رات جب ابو سلمہ محل شاہی سے واپس آرہا تھا۔ ابو مسلم کے آدمیوں نے اس کو قتل کر دیا۔ اور اس کے قتل کا الزام خارجیوں پر لگایا گیا۔

نئے بادشاہ کی کشش و کوشش کے باوجود سلطنت میں ابھی تک بدامنی چھائی ہوئی تھی۔ رومیوں نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر شمال میں مسلمانوں کے مقبوضات چھین لینے کا ارادہ کیا۔

سفاح حیرہ کے نزدیک بمقام انبار ایک بیٹا محمد اور ایک بیٹی رائطہ نامی جو بعد میں اپنے چچازاد بھائی محمد المہدی سے بیاہی گئی۔ چھوڑ کر ذوالحجہ ۱۳۶ھ (۹ /جون ۷۵۴ء) کو داعی اجل کو لبیک کہہ گیا سفاح کا مدفن مخفی رکھا گیا۔ تاکہ کبھی اس کا بھی وہی حشر نہ ہو جو اموی خلفاء کی قبروں کا ہوا۔ المستقر گیارھویں خلیفہ کے سوا باقی عباسی خلفاء کا بھی کوئی مزار نہ بنایا گیا وفات سے پہلے اس نے ابو جعفر کو اپنا جانشین اور اپنے بھتیجے عیسیٰ کو اس کا ولی عہد مقرر کیا اس وقت ابو جعفر حج بیت اللہ کو گیا ہوا تھا لہٰذا اس کی جگہ پہ عیسیٰ نے لوگوں سے حلف اطاعت لیا۔ اگرچہ سفاح بنی عباس کا پہلا بادشاہ ہے۔ مگر اس خاندانی حکومت کا اصل بانی ابو جعفر ہی سمجھا جاتا ہے۔ یہ اسکی دور اندیشی ہی کی بدولت ہے کہ اس خاندان کو اس قدر عروج حاصل ہوا کہ دنیاوی حکومت چلے جانے کے بعد بھی اس کا اخلاقی اثر دنیائے اسلام میں باقی رہا۔ اس نے اب پہلی مرتبہ علماء کی درجہ بندی کی بنا رکھی۔ جس نے سلطنت کو تقویت بخشی اور اس کے استحکام و قیام کا باعث ہوئی۔ انسانی فطرت و جبلت سے بخوبی آگاہ ہونے کے سبب اس نے اپنے طویل دوران حکومت میں ان اصول کی ترویج پر زور دیا جس سے بادشاہ کو رعایا کے دل و دماغ پر تسلط ہو اور ان کو تخت و تاج سے ہمدردی پیدا ہو جائے۔ اس طرح اس نے نئے خاندان کی تائید میں علماء کا ایک زبردست جتھا پیدا کر دیا۔ اس مدبرانہ پالیسی کا سنگ بنیاد اجماع امت تھا منصور سے ان عالیشان خلفاء کی فہرست شروع ہوتی ہے۔ جنھوں نے ایشیاء میں غایت درجہ شہرت و ناموری حاصل کی ہے۔ ابوالعباس کے پہلے جانشین اعلیٰ پایہ کے مدبر گذرے ہیں۔ انھوں نے اپنا سارا دل و دماغ رعایا کی بہتری کی تجاویز پر غور کرنے میں صرف کیا۔ اور فیاضانہ حکومت سے رعایا کے دل تسخیر کر لیے۔ انھوں نے نئے شہر آباد کئے۔ سڑکیں۔ سرائیں۔ نہریں۔ تالاب۔ سکول

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

کالج بنائے۔ ڈاک خانہ جات کا عمدہ انتظام کیا اور تجارت وصنعت وحرفت کو فروغ دیا۔ فتوحات کا خیال ترک کر دیا۔ سیڈیلوٹ رقم طراز ہے۔ جنگی کارناموں کا خیال ترک کر دینے سے عباسی خلفاء زمانہ کا رنگ پہچان گئے۔ علمی ایوان کی بنیاد رکھی۔ مشرقی عرب تہذیب کے فوائد سمجھنے لگ گئے۔ بغداد کے مالکوں (عباسی خلفاء سے مطلب ہے۔ مترجم) نے باضابطہ حکومت و عدالت کرنے تعلیم پھیلانے اور سلطنت کے مختلف صوبہ جات کو تجارتی رشتہ سے منسلک کرنے سے لوگوں کی دلی خواہش کو پورا کر دیا۔

ابو جعفر نیکی اور بدی کا عجیب مجموعہ تھا۔ پولیٹیشن۔ مدبر اور بادشاہ ہونے کی حیثیت میں وہ بے مثل و بے نظیر تھا۔ رعایا کی ہمدردی و دور اندیشی میں بھی وہ کسی سے کم نہ تھا اپنے فرزندوں سے کمال محبت رکھتا تھا۔ باوجود ان اوصاف کے وہ اشد دغاباز اور انسانی زندگی کی کچھ پرواہ نہ کرنے والا تھا۔ سفاح کے مظالم انتقام کے جوش میں سرزد ہوتے تھے۔ مگر اس کے جانشین کے مظالم کمال غور و تامل اور جوڑ توڑ کا نتیجہ ہوتے تھے۔ وہ کسی ایسے آدمی کو زندہ نہ چھوڑتا جس پر اسے خفیف سا بھی شک ہو جاتا۔ خلیفہ علیؓ کی اولاد سے اس کے سلوک نے عباسی تاریخ کے صفحات کو سیاہ کر دیا ہے۔

سیوطی لکھتا ہے خلیفہ منصور پہلا شخص ہے جس نے علویوں اور عباسیوں میں عداوت کا بیج بویا۔ ورنہ اس سے پہلے وہ آپس میں متحد و متفق تھے۔ سفاح کی وفات کی خبر سن کر وہ بسرعت تمام کوفہ کی طرف آیا اور المنصور کے خطاب سے زمام سلطنت ہاتھ میں لی۔ وہ تخت پر جلوہ افروز ہوا ہی تھا کہ اس کے چچا عبداللہ بن علی نے جو سفاح کے وقت کے شام کا گورنر تھا علم بغاوت بلند کر دیا۔ منصور (ہم اس کو اب اسی نام سے لکھیں گے) نے بغاوت فرو کرنے کا کام ابو مسلم کے سپرد کیا۔ نصیبین کے نزدیک ایک خونریز لڑائی میں ابو مسلم نے عبداللہ بن علی کو سخت شکست دی جو اپنے کنبہ سمیت اپنے بھائی سلیمان بن علی کی طرف بجانب بصرہ بھاگ گیا اور وہاں سلیمان کی معزولی تک روپوش رہا۔ سلیمان کے برطرف ہونے پر عبداللہ اور اس کے دو بڑے فرزند منصور کے ہاتھ آگئے اور ہاشمیہ کے قلعہ میں قید کر دیئے گئے جو کوفہ کے نزدیک واقع ہے۔ مگر فاتح زاب کا دارالخلافہ کے اس قدر نزدیک مقید رہنا خطرناک خیال کیا گیا۔ ایک نیا مکان نمک کی بنیاد پر بنایا گیا اور عبداللہ بڑی شان و شوکت کے ساتھ مکان میں لایا گیا۔ پہلی ہی بارش نے بنیاد کو کھوکھلا کر دیا اور بدقسمت قیدی مکان کے گرنے سے جان بحق تسلیم ہو گیا اس کی سزا بھی یہی تھی۔ اس نے

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

امویوں پر سخت مظالم کیے تھے۔ نصیبین کی لڑائی کے بعد ابو مسلم نے خراسان کو جہاں کا وہ عملی طور پر بادشاہ بنا ہوا تھا واپس جانے کی خواہش کی۔ اس صوبہ میں اس کی طاقت بے اندازہ تھی اور درحقیقت وہ عباسیوں کے لیے موجب خطرہ ہو گیا ہوا تھا۔ اس کے پیروؤں کی بڑی بھاری تعداد تھی جو اس کو نبی مانتے تھے۔ محض ہاتھ کے اشارے سے وہ بنو عباس کو تباہ کر سکتا تھا۔ اب اس کا رویہ بھی مخدوش ہو گیا تھا۔

جب شاہی قاصد نصیبین کے مال غنیمت کی فہرست تیار کرنے لگا اس وقت ابو مسلم کا لہجہ بادشاہ کی نسبت نہ تو مودبانہ تھا اور نہ دوستانہ اس خطرہ کو راستہ سے ہٹانا منصور کے لیے از بس ضروری ہو گیا اور اس غرض کے لیے لازمی تھا کہ وہ اس کو خراسان جانے سے روکے۔ جہاں کہ ابو مسلم اپنی پوری جماعت کے زیر پناہ ہو کر بالکل خود سر ہو سکتا تھا۔ منصور نے تمام ملک شام اور متعلقہ علاقہ جات کی حکومت ابو مسلم کو دینی چاہی مگر ابو مسلم اس چال میں نہ آیا اس نے اپنی فاتح سپاہ کے ساتھ خراسان کی طرف واپسی شروع کر دی اس کو جبراً روکنا منصور کے لیے ناممکن تھا۔ وہ اپنی چال چلنے پر مجبور رہا جو لوگ دوسروں کے لیے کنواں کھودتے ہیں خود بھی کھائی میں گرتے ہیں۔ ”در چاہ کن را چاہ در پیش“۔ منصور نے ابو مسلم کے ساتھ کئی لمبے چوڑے وعدے کیے جن سے لالچ میں آ کر ابو مسلم واپسی سے باز آ کر دربار میں آنے کو تیار ہو گیا۔ نہایت گرم جوشی و تپاک سے اس کا استقبال کیا گیا اور چند مدت اس کی ایسی عزت افزائی کی گئی کہ وہ پھولا نہ سماتا تھا تاہم ایک نامبارک دن جب کہ وہ محل میں تھا اس کے خدام کو نہتا کر دیا گیا اور بادشاہ کے سامنے اس کا سر قلم کیا گیا۔

جب تک ابو مسلم قید حیات میں رہا منصور نے اپنے آپ کو محفوظ خیال نہ کیا۔ اب اس نے معلوم کیا کہ وہ واقعی حکمران ہے اور دارالخلافہ کے لیے موزوں جگہ تلاش کرنے لگا۔ دمشق سے عباسیوں کو نہ صرف نفرت تھی بلکہ خطرہ بھی تھا۔ اور بصرہ و کوفہ لوگوں کی متلون المزاجی کے سبب دارالخلافہ کے قابل نہ تھے۔ بہت سی سوچ بچار کے بعد اس نے وہ جگہ پسند کی جہاں آج کل بغداد آباد ہے اور براہ دریا بصرہ سے چھ دن کی مسافت پر ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بغداد ایران کے مشہور آفاق بادشاہ نوشیرواں کا گرمائی صدر مقام تھا اور اس منصف مزاج بادشاہ کی شہرت کے سبب اس کو باغ داد کہہ کر پکارتے تھے۔ ایرانی بادشاہوں کی تباہی کے ساتھ یہ باغ بھی تباہ و برباد ہو گیا۔ جس میں بیٹھ کر ایشیا کا بادشاہ اپنی بے شمار رعایا میں انصاف کیا کرتا تھا۔ مگر باغ کا موقع اور نام لوگوں

کو یاد رہا۔ محل وقوع کے خوبصورت نظارہ اور سلطنت کی مرکزی جگہ ہونے کے سبب منصور نے اس کو پسند کیا اور خلفاء کا یہ عالیشان شہر دنوں میں ایسا آباد اور پُر رونق ہو گیا کہ گویا جادو کے زور سے بنا ہے۔

منصور کا بغداد۔ دریا کے دجلہ کے مغربی کنارہ پر آباد کیا گیا۔ تاہم جلد بعد ہی دوسرا بغداد دریا کے دوسرے کنارے پر ولی عہد کی کوشش سے آباد ہو گیا اور اس کا نام مہدی کے نام سے مشہور ہوا۔ مدینۃ المنصور کی عالی شان عمارات کے مقابلہ میں۔ مدینۃ المہدی نے سخت جدوجہد کی تھی۔ اپنے عروج کے دنوں میں مغربی ایشیاء پر چنگیزی مصیبت نازل ہونے سے پیشتر بغداد نہایت خوبصورت اور شاندار شہر تھا۔ اور واقعی اسلامی بادشاہوں کی رہائش کے شایان شان تھا۔ شہر دائرے کی شکل میں آباد تھا اور دو فصیلیں اس کے گرد کھنچی ہوئی تھیں وسط میں شاہی محل نہایت شان و شوکت سے کھڑا تھا اور اس کے پاس ہی جامع مسجد تھی جو خوبصورتی و نفاست میں نگار خانہ چین کو شرماتی تھی۔ بڑے بڑے عہدہ داروں کے محلات اس میدان کے پرے بنے تھے جو فوجی جائزہ کے لیے مخصوص تھا۔ گلیاں ترتیب و سلیقہ سے بنائی گئی تھیں۔ اور عرض میں چالیس ہاتھ تھیں بازار جہاں آوارہ اور بدچلن آدمی ہی زیادہ تر رہتے ہیں۔ فصیلوں سے باہر بنائے گئے مگر ہر گلی کے سرے پر دکانیں بنائی گئیں۔ جو پولیس کی حفاظت میں رہتی تھیں۔

سپاہیوں کی بارکیں دریا کے مشرقی کنارے پر تعمیر کی گئیں اور ان کے تین حصے کئے گئے ایک مضری سپاہیوں کے لیے دوسری یمنیوں کے لیے اور تیسری خراسانیوں کے واسطے تاکہ ہر ایک حصہ دوسروں کا مدمقابل بنا رہے۔ شہر کے چند دروازے تھے ہر ایک پر ایک بلند برج بنا ہوا تھا جس میں دن رات سپاہیوں کا پہرہ لگا رہتا تھا۔ سنہ ۱۴۹ھ تک بغداد درجہ تکمیل کو پہنچا اور اس اثناء میں کئی واقعات ظہور میں آئے۔ جن کو منصور نے کامیابی سے دفع کیا۔ ابو مسلم کے قتل ہو جانے پر اس کے پیروؤں نے خراسان میں علم بغاوت بلند کیا۔ مگر شکست کھا کر منتشر ہو گئے۔ ابو مسلم کے مرید اُسے امام وقت سمجھتے تھے۔ اس کی موت پر وہ دو فرقوں میں منقسم ہو گئے۔ ایک کہتا تھا کہ وہ زندہ ہے اور عنقریب دنیا میں دوبارہ ظاہر ہو کر عدل و انصاف کا دور قائم کرے گا اور دوسرے نے موت کا قائل ہو کر اس کی بیٹی کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اسی وقت راوندیوں نے جو خلفائے عباسیہ کو خدا کا اوتار سمجھتے تھے۔ ہاشمیہ میں بغاوت کر دی اور منصور کی زندگی واقعی خطرہ میں ہو گئی۔ یہ بغاوت فرو کی گئی۔ جاہل اور وہمی لوگ شہر بدر کئے گئے۔ راوندی منصور کو خدا اور اس کے اردلیوں کو بمنزلہ جبرائیل سمجھتے تھے۔

M Awais Sultan
Group Admin
Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

دین دار لوگوں میں اس مشرکانہ عقیدہ سے ناراضی پھیلنے لگی تو منصور نے چند سرکردہ راوندیوں کو جیل میں ڈال دیا۔ اس سے سب فرقہ بھڑک اٹھا اس موقع پر مروان ثانی کے ایک رفیق معان بن زائدہ نے جو سخاوت میں مشہور تھا اس کی جان بچائی اس کے صلہ میں منصور نے اسے یمامہ کا گورنر بنا دیا حالانکہ پہلے اس کے قتل کے لیے انعام کا اشتہار دے رکھا تھا۔ ایک رومی حملہ کو سخت نقصان پہنچانے کے بعد پسپا کیا گیا اور رومی قیصر صلح کی درخواست کرنے پر مجبور ہوا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جنگ و جدال کو سات سال تک ملتوی کیا گیا۔ اس کے بعد منصور نے خود ان قطعات کو آباد کرنے کی کوشش کی جن کو عیسائی حملہ آوروں نے ویران کر دیا تھا تباہ شدہ و متروکہ شہروں کو از سر نو آباد کیا اور سرحدوں کی مناسب حفاظت کا سامان کیا۔

اس غرض سے اس نے بذات خود صوبہ جات کا دورہ کیا۔ حسن بن قحطبہ کو ایک لشکر جرار کے ساتھ تھیدوسیا کی طرف روانہ کیا۔ ملاطیہ، مصیصہ اور دیگر شہر از سر نو آباد کیے گئے اور ان میں مضبوط فوجی دستے مقیم کیے گئے۔ گولڈیا اور دیگر اہم مقامات پر رومی حملوں کی روک تھام کے لیے قلعے بنائے گئے جھیل کیسپین کے جنوب مغرب میں طبرستان کے پہاڑوں کے باشندے ابھی تک اپنے آبائی دستور و مذہب پر قائم تھے اور اپنے ہی سرداروں کے زیر فرمان تھے جو برائے نام خلیفہ کے ماتحت تھے وہ اچانک عربوں پر حملہ آور ہوئے اور بہتوں کو قتل کر دیا۔ طبعاً مہم روانہ کرنی پڑی۔ دیسی سردار یا تو تہ تیغ کیے گئے یا خارج البلد اور طبرستان اور گیلان قطعی طور پر عباسیہ سلطنت سے ملحق کر دیئے گئے یہ فتح ہوئی ہی تھی کہ دیلم کے باشندے جو قدیم مجوسی مذہب پر قائم اور مسلمانوں کے برائے نام زیر فرمان تھے۔

عرب ممالک پر حملہ آور ہوئے سخت لڑائی کے بعد ان کو پسپا کیا گیا اور ان کی مزید ترک تازیوں کو رد کرنے کے لیے سرحد پر زبردست فوجی چوکیاں قائم کی گئیں دیلم کاسپین سے مغرب اور گیلان کے شمال میں واقع ہے۔ دیلمیوں نے آخر بڑا نام پایا ۱۴۲ھ میں گورنریوں میں تبدیلیاں کی گئی اور رپورٹر مقرر کیے گئے تاکہ مرکزی حکومت کو ہر ضروری واقعہ سے باخبر رکھیں۔ جاسوس اور مخبر ملازم رکھنے سے اتنا تو ضرور ہو گیا کہ بادشاہ اپنے مخالف عقیدوں اور سازشوں سے باخبر رہتا مگر لوگوں کا اطمینان مفقود ہو گیا۔ جاسوسی کا ایسا انتظام آج کل بھی کوئی حکومت بمشکل کر سکتی ہو گی۔ اب ہم اس عالیشان بادشاہ کی زندگی کے وہ واقعات بیان کرتے ہیں جن سے اس کی سنگدلی اور جبلی سخت گیری کا پتہ چلتا ہے ان واقعات کو ذہن نشین کرانے کے لیے ہم ایک لمحہ کے لیے اس

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islamic Books Quran & Madni Ittar House

زمانہ کے علویوں کی پوزیشن پر سرسری نظر ڈالتے ہیں۔ پانچویں خلیفہ حسن کی اولاد بنی حسن نے آج تک معاملات ملکی میں کبھی حصہ نہ لیا تھا اور نہ باوجود متواتر بدسلوکیوں کے حکومت کے برخلاف علم بغاوت بلند کرنے کی کبھی کوشش نہ کی تھی۔ علی ثانی بن حسین کی اولاد بھی گوشہ نشینی کی زندگی بسر کر رہی اور علمی و فلسفی باتوں میں مشغول تھی وہ خاندان عباس کی شورشوں سے بالکل الگ تھلگ رہی، صرف زید اور ان کے بیٹے نے ظلم و جور سے تنگ آکر ہشام اور ولید ثانی کے برخلاف علم بغاوت بلند کیا اور دونوں ہی بار زندگی سے سبکدوش ہو گئے تھے۔

بنو حسن اور بنو حسین مدینہ میں رہتے تھے۔ جہاں رہی سہی چھوٹی سی جاگیر کی آمدنی پر گزارہ کرتے تھے۔ کچھ تجارت سے نفع ہو جاتا تھا اور کچھ اپنے ملچروں کی بدولت کما لیتے تھے۔ مگر تندرستی کے باوجود شہری ان کی بڑی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ اس شہر میں پہلے تین خلفاء زبیر و دیگر اصحاب کبار کی اولاد بھی سکونت پذیر تھی۔ جو کم و بیش خاندان علی سے وابستہ تھے۔ مؤخر الذکر کا رعب اور عزت و توقیر سیاہ باطن منصور کی آنکھ میں کانٹا تھا۔ اس کو ڈر تھا کہ جس طرح خاندان مروان کو تخت و تاج سے بہ آسانی تمام محروم کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح اس کا خاندان بھی معزول کیا جا سکتا ہے۔ بس سازش کا پتہ لگانے کے لیے اس نے جاسوسی کے مختلف طریقے اختیار کئے۔ اس نے جاسوس کو یہ ہدایت دے کر روانہ کیا کہ وہ علویوں سے خوب رابطہ پیدا کریں اور ان کو بے تکلف بنا کر ان کا عندیہ معلوم کریں اور ان کو ایسی دیسی باتیں کر کے ابھارنے کی ترغیب و تحریص دیں تاکہ ان پر الزام لگانے کا موقع ہاتھ لگے۔

جب بنی امیہ کی خلافت ٹکڑے ٹکڑے ہو رہی تھی تو خاندان رسالت نے قدرتی طور پر اس میں دلچسپی لی۔ مدینہ میں ایک مجلس منعقد کی گئی جس میں بنو ہاشم کے ممبر اور منصور بھی شامل تھا اس مجلس میں حضرت حسنؓ کا پوتا محمد جو بنو حسن کا سردار خیال کیا جاتا تھا خلیفہ منتخب کیا گیا۔ حالانکہ ابھی تک اس کا باپ زندہ تھا۔ اس کے شریفانہ و پاکیزہ عادات و خصائل اس کے بلند خیالات اور صداقت کے عالی مرتبہ نے اس کو "النفس الزکیۃ" کا خطاب دلایا ہوا تھا اس کی لیاقت و بزرگی کا ہر ایک کو اعتراف تھا اور کل مجلس نے مع منصور اس کے سامنے حلف اطاعت اٹھایا۔ تاہم ہم بتا چکے ہیں کہ کس طرح خلافت عباسیوں کے ہاتھ آ گئی۔ جب منصور تخت خلافت پر رونق افروز ہوا۔ اس فراموش شدہ حلف کی یاد نے اس کی زندگی کو تاریک کر دیا اور اس کے شکوک کو چمکا دیا اور اس پر غضب یہ ہوا کہ اس کے جاسوسوں نے بنو حسن کے

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

برخلاف اس کے کان بھرنے شروع کر دیئے اس نے محمد اور اس کے بھائی ابراہیم کو گرفتار کرنے کی کوشش کی مگر وہ نکل گئے اس پر منصور نے اس خاندان کے تمام سربرآوردہ افراد کو جن میں مفرورین کا بوڑھا باپ عبداللہ بھی شامل تھا اور خلیفہ عثمان کی اولاد کے سردار محمدن العثمانی کو جس کی بیٹی ابراہیم سے بیاہی ہوئی تھی گرفتار کر لیا۔ آخرالذکر حضرت عثمانؓ کے پڑپوتے تھے۔ وہ پابجولاں کوفہ کی طرف بھیجے گئے اور ہبیرہ کے قلعے میں نظر بند کر دیئے گئے۔ محمد العثمانی کا قصور یہ تھا کہ وہ شامیوں میں نہایت ادب و حرمت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور خیال تھا کہ عباسیوں کے لیے وہ موجب خطرہ ہو سکتا ہے۔ اس کو تازیانے لگائے گئے اور بعد میں قتل کر دیا گیا۔

دوسروں کے ساتھ یہاں تک ظالمانہ سلوک کیا گیا کہ وہ مظلوم پکار اٹھے کہ بنی اُمیہ کے وقت ہی میں وہ اچھے تھے۔ اب محمد اور ابراہیم کی ہر طرف تلاش شروع ہوئی۔ بدوؤں کو پانی کے چشموں پر مقرر کیا گیا کہ ان کا خیال رکھیں۔ ان کی خاطر ہر ایک جھونپڑی کی تلاشی لی گئی اور جس شخص پر ان کو پناہ دینے کا ذرا بھی شک ہوا۔ اس کو زندان میں ڈال کر تازیانے لگائے گئے۔ تنگ آکر محمد نے اپنے بھائی ابراہیم کو اہواز اور بصرہ کے لوگوں کو بھڑکانے اور شورش بپا کرانے کے لیے روانہ کیا اور خود مدینہ میں نمودار ہوا تجویز یہ کی گئی کہ بصرہ اور مدینہ میں ایک ہی وقت منصور کی معزولی کا اعلان کیا جائے۔ اگر اس تجویز پر کامیابی سے عمل کیا جاتا تو یہ باور کرنے کی وجہ ہے کہ بنی عباس کا خاتمہ ہو گیا ہوتا۔ مگر حالات کچھ ایسے واقع ہوئے کہ محمد کو اپنے بھائی کی تیاریوں کے مکمل ہونے سے پہلے ہی اعلان کرنا پڑ گیا اور اس طرح منصور پہلے ایک پر پھر دوسرے پر حملہ کرنے کے قابل ہو گیا۔ پہلے تو محمد نے یہاں تک زور پکڑا کہ جو سامنے آیا مار کر ہٹا دیا۔ منصور کا گورنر مدینہ میں گرفتار کر کے قید کیا گیا اور چند ہی دنوں میں سارے صوبہ حجاز و یمن نے محمد کو خلیفۂ اسلام تسلیم کر لیا۔

امام ابوحنیفہ اور امام مالک نے بھی جو سنت والجماعت کے دو مذہبوں کے بانی مبانی ہیں۔ محمد کی تائید میں فتوے دیئے۔ صورت حال کو خلاف توقع زیادہ خطرناک دیکھ کر منصور اپنے منصوبوں پر اتر آیا اس نے **النفس الزکیہ** کو ایک خط لکھ کر امان بخشنے اور اس کے باقی ماندہ لواحقوں کو معافی اور گرانقدر وظائف دینے کا وعدہ کیا۔ اس خط کے جواب میں محمد نے لکھا کہ معافی دینا اور خطا بخشی کرنا میرا کام ہے نہ کہ تیرا۔ کیونکہ خلافت میرا حق ہے نہ تیرا خاتمہ پر لکھا "کیا یہ امان کا وعدہ ویسا ہی تو نہیں جیسا کہ ابو مسلم۔ عبداللہ بن علی اور یزید ابن ہبیرہ

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islam Books Quran & Madni Ittar House

سے کیا گیا تھا؟" اس جواب سے منصور کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور اس نے ایک طول طویل خط النفس الزکیہ کے نام رقم کیا جس میں اس نے وہ اصول بیان کئے۔ جن کے بموجب بنی عباس تخت خلافت پر رونق افروز ہوئے تھے۔ اس نے اس حلف کا ذکر تک بھی نہ کیا جو مدینہ میں اٹھایا ہوا تھا۔ بلکہ اس امر پہ زور دیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کوئی فرزند نرینہ اپنی یادگار چھوڑے بغیر رحلت فرما گئے۔ آنجناب کی صاحبزادی کے بیٹے آنحضرتؐ کے ورثہ کے مالک نہیں ہو سکتے۔ بلکہ اصلی حقدار آپ کے چچا عباس کی اولاد ہے۔ منصور نے اپنے بھتیجے عیسیٰ کو ایک لشکر جرار کے ساتھ نفس الزکیہ کی گوشمالی کے لیے روانہ کیا۔ جنگ کا ڈھنگ ڈالنے سے قبل محمد نے اپنے ساتھیوں کو کہا کہ جس کی مرضی ہو میرے ساتھ رہے۔ جس کی مرضی ہو چلا جائے۔ اس پر بہت سے ہمراہی جو بال بچوں کے ملنے کے خواہشمند تھے اپنے گھروں کی طرف واپس ہو گئے۔ اور وہ صرف تین سو ہمراہیوں کے ساتھ منصور کی بھاری فوج کے مقابلہ پر رہ گیا سخت بہادرانہ مقابلہ کا سین پیش نظر ہوا۔ محمد اور اس کے ہمراہی ایک ایک کر کے تلوار کے گھاٹ اتر گئے اور ان کے جسم حسب معمول صلیب پر لٹکائے گئے۔

آخر خاندان علیؓ کی ایک خاتون نے عیسیٰ سے ان کو دفنانے کی اجازت لے لی اور وہ مدینہ کے نزدیک گنج شہیداں میں سپرد زمین کئے گئے۔ اپنے بھائی کی قبل از وقت بغاوت سے ابراہیم کے ہاتھ کٹ گئے۔ تاہم اس نے ایک بڑی فوج جمع کی اور چند بار منصور کی فوجوں کو سخت ہزیمت دی بلکہ اس نے عباسیوں کا یہاں تک قافیہ تنگ کر دیا کہ منصور نے کوفہ کی طرف بھاگ جانے کا ارادہ کر لیا سخت مایوسی کی حالت میں اس نے عیسیٰ کو ابراہیم کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ دریائے فرات کے کنارے پر ایک خونریز لڑائی میں عباسی فوجیں سخت نقصان کے ساتھ پسپا کی گئیں مگر پھر علویوں کی کمال رحم دلی نے ان کا ستیاناس کر دیا۔ دشمن کو بھاگتا ہوا دیکھ کر ابراہیم نے تعاقب بند کر دیا۔ جب عباسیوں نے یہ حالت دیکھی تو واپس پلٹے اور ان کے بہت سے آدمی جو زخموں کو مکر کے لیٹ گئے تھے۔ پھر اٹھ کھڑے ہوئے سخت گھمسان کا رن پڑا ابراہیم کو ایک تیر لگا وہ جاں بحق ہو گیا اور اس کے سپاہی تتر بتر ہو گئے۔ منصور نے اب مدینہ اور بصرہ پر غصہ اتارا۔ بصرہ کے بہت سے شرفاء جو ابراہیم کی طرف ہو گئے تھے۔ گرفتار کر کے دار پہ کھینچے گئے۔ ان کے مکان زمین کے ساتھ ہموار کئے گئے اور ان کے خرما کے باغ تلف کر دیئے گئے۔ مدینہ میں بنو حسن اور بنو حسین کی جائدادیں ضبط کر لیں اور مدینہ کی تمام مراعات واپس لے لیں اور مصر کی طرف سے غلہ کی درآمد روک دی۔ اس جائداد کی واپسی کی درخواست پر تقدس مآب امام جعفر صادق کو بھی تہ تیغ کرنے کی دھمکی دی۔

امام ابو حنیفہ کو زندان میں ڈال دیا اور امام مالک کو تازیانے لگوائے۔ قلعہ ہبیرہ کے قیدیوں میں سے بعض قتل کیے گئے اور رہے سہے زندان کی تاریک کوٹھڑی میں اپنے ہی سانسوں کے زہریلے بخار سے دارالبقا کی طرف سدھار گئے۔ ابراہیم کے سر کو حاصل کر کے اسے مقتول کے باپ کے پاس بھیج دیا کہ اس کا رنج والم زیادہ ہو۔ عبداللہ نے اس حرکت کے جواب میں قاصد کو کہا: "اپنے بادشاہ سے کہہ دے کہ تیرے عروج کی طرح ہمارے مصیبت کے دن بھی جلد جلد گزر رہے ہیں اور ہم بہت جلد اس عادل کے حضور حاضر ہونے والے ہیں جو ہمارے اور تیرے درمیان فیصلہ کرے گا۔"

راوی کا بیان ہے کہ اس پیغام کے سنانے کے بعد میں نے جتنا غمگین منصور کو دیکھا کبھی کسی اور کو نہیں دیکھا۔ اب منصور کی حکومت مغربی ایشیا اور افریقہ پر مسلم ہو گئی۔ اگرچہ ہسپانیہ اس کے زیر حکومت نہ تھا۔ تاہم اس ملک میں بھی اسی کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا کیونکہ وہ حرمین الشریفین کا خادم اور محافظ تھا۔ ۱۴۲ھ میں اس نے اپنے فرزند جعفر کو موصل کا گورنر اور حرب بن عبداللہ ایک بہادر سپاہی کو اس کا نائب کر کے بھیجا۔ اس شہر کے پاس حرب کا ایک خوبصورت قلعہ تھا[1] اس میں جعفر نے سکونت اختیار کی اور وہیں اس کی بیٹی امۃ العزیز المعروف بہ زبیدہ ہارون رشید کی چاہتی بیگم پیدا ہوئی۔ اسی زمانہ میں افریقہ کے گورنر نے ہسپانیہ کو فتح کرنے کی کوشش کی۔ مگر حملہ آوروں کو عبدالرحمٰن اموی نے سخت شکست دی اور عباسی کمانڈر کا سر ایک خفیہ قاصد کے ہاتھ روانہ کیا جس نے اس سر کو جبکہ منصور مکہ میں دربار کر رہا تھا اس کے سامنے پھینک دیا۔ کوئی شخص نہ جانتا تھا کہ یہ سر کون لایا ہے۔ منصور اس سانحہ حیرت افزا سے اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے خداوند عزوجل کا شکریہ ادا کیا جس نے اس کے اور قریش کے شاہین (جس خطاب سے وہ عبدالرحمٰن کو پکارا کرتا تھا) کے درمیان ایک وسیع سمندر حائل کر دیا ہے۔ جارجیا پر خزریوں کی ترکتازی کو روکا گیا۔ ان خانہ بدوشوں کی مزید یورشوں کو روکنے کا مناسب انتظام کیا گیا اور چونکہ کرد لوگ بھی تکلیف دینے لگے تھے منصور نے خالد بن برمک وزیر خزانہ کو جزیرہ عراق کا گورنر مقرر کیا۔ خالد استقلال و انصاف کا پتلا تھا۔ اس نے فی الفور صوبہ میں امن قائم کر دیا اور شوریدہ سر کردوں کو درست کر دیا۔

---

[1] یہ قلعہ مشہور اسلامی مورخ ابن اثیر کے وقت تک موجود تھا۔ اس کے متصل ابن اثیر ایک گاؤں کے مالک تھے جہاں ان کا ایک خوبصورت مکان بھی تھا۔ اس تاریخ کا بڑا حصہ آپ نے وہیں تحریر کیا۔

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islamic Books Quran & Madni Ittar House

منصور ابن علیٰ کو خلافت سے دست بردار ہونے پر مجبور کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اس کے متعلق سختی سے کام لیا گیا۔ تو عیسیٰ دعوئے تخت و تاج چھوڑنے پر مجبور ہو گیا۔ اس پر منصور نے اپنے فرزند محمد المعروف بہ المہدی کو اپنا ولی عہد مقرر کیا۔ اور لوگوں نے اس امر کو پسند کر کے حلف اطاعت اٹھا لیا۔

۱۴۹ھ میں روحانی امام جعفر صادق اس دار فانی سے رحلت کر گئے۔ مگر خوش قسمتی سے ان کا مدرسہ ان کے ساتھ ہی بند نہیں ہوا بلکہ ان کے فرزند اور جانشین امام موسیٰ الکاظم کے زیر سایہ اسی سابقہ رونق پر رہا۔ اب خاندان علیؓ کے رفقاء یا شیعوں میں اور تقسیم ہو گئی۔ امام جعفر نے اپنے بڑے فرزند اسمٰعیل کو اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔ مگر وہ اُن سے پہلے ہی فوت ہو گیا تو آپ نے موسیٰ کو جانشین مقرر کیا مگر چند پیروؤں نے موسیٰ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اس کی بجائے حبیب بن اسمٰعیل کو اپنا امام بنایا۔ اس سے اسمٰعیلیہ فرقہ کا آغاز ہوا جس نے بعد میں مصر میں خاندان بنی فاطمہ کی بنا ڈالی۔

اگلے سال ایک رئیس استاد شیث کی سرکردگی میں خراسان میں سخت بغاوت برپا ہوئی بغاوت فرو کی گئی۔ استاد شیث اور اس کا خاندان قیدی ہو کر بغداد آیا۔ جہاں ان سے عمدہ سلوک کیا گیا۔ افریقہ منصور کی چھاتی پر ہمیشہ ہی مونگ دلتا رہتا تھا۔ قبیلہ تمیم کے ایک ممبر اغلب نے جو ۱۴۸ھ میں گورنر مقرر ہوا۔ دو سال تک نہایت کامیابی سے حکومت کی۔ مگر وہ ٹیونس کے قریب خارجی باغیوں سے لڑتا ہوا مارا گیا۔ اس کا جانشین عمر بن حفص جو ایک لائق و قابل حکمران ثابت ہوا تین سال تک گورنری پر مامور رہا۔ خارجیوں نے پھر بغاوت باندھی اور قیروان کا محاصرہ کر کے اس کو فتح کر لیا۔ عمر دوران محاصرہ میں مارا گیا اور افریقہ کا صدر مقام باغیوں کے قبضہ میں آگیا منصور کے غیظ و غضب کی کوئی حد نہ رہی۔ اس نے ایک نئی فوج ایک قابل و لائق سپاہی و منتظم مدبر یزید مہلبی کے ماتحت بسرعت تمام افریقہ کی طرف روانہ کی۔ اس نے خارجیوں کو شکست دی۔ ان کے سردار کو تہ تیغ کیا۔ مفروروں کا جا بجا تعاقب کیا اور چند ہی ماہ میں تباہ شدہ ملک میں امن و امان قائم کر دیا۔ وہ ۱۷۰ھ یعنی اپنی وفات تک پندرہ برس افریقہ کا گورنر رہا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا داؤد گورنر مقرر ہوا۔ ۱۵۵ھ میں منصور نے رفیقہ کا شہر آباد کیا اور کوفہ اور بصرہ کے گرد فصیلیں اور دمدمے بنوائے نیز اس نے مردم شماری کا حکم صادر کیا۔ رومی قیصر عہد و پیمان کو طاق پر رکھ کر اسلامی ممالک پر حملہ آور ہوا۔ مگر منہ کی کھا کر اوندھا گرا۔ خراج دے کر اس نے صلح کی۔ ۱۵۶ھ میں منصور نے گورنریوں میں پھر تغیر و تبدل کیا اور مدینہ کا گورنر خاندان حسن میں سے

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islamic Books Quran & Madni Ittar House

مقرر کیا۔ سلطنت کے انتظام میں اس نے اس قدر محنت و جانفشانی کی کہ آخر صحت خراب ہو گئی اور اس نے سمجھا کہ اب زندگی کے دن تھوڑے ہی باقی رہ گئے ہیں۔ ولی عہد کو اپنے پاس بلا کر سلطنت کے انتظام سے متعلق اس کو آخری ہدایات دیں بعض ہدایات واقعی نہایت قابل قدر ہیں مثلاً (۱) جس کام کو آج کرنا ہے اس کو کل پر مت چھوڑنا (۲) رعایا اور فوج کو خوش رکھنا (۳) سزا دینے میں مناسب حد سے نہ گزرنا (۴) اپنا خزانہ خالی نہ رہنے دینا (۵) جو کام تمہارے کرنے کا ہے اس کو خود کرنا (۶) اپنے کام میں مستعدی و تن دہی سے کام لینا (۷) ان لوگوں سے صحبت رکھنا جو تمہیں نصیحت یا عمدہ مشورے دے سکتے ہیں (۸) اپنے دوستوں اور لواحقوں سے بے اعتنائی نہ کرنا (۹) سرحدوں کی خوب حفاظت کرنا (۱۰) کوئی چیز خلیفہ کو نیک نہیں بنا سکتی۔ مگر رحم و اتقاء کوئی چیز بادشاہ کو ٹھیک نہیں کر سکتی مگر انصاف سب سے کم قابل معافی وہ ہے جو زیر دستوں پر ظلم کرے (۱۱) کسی کام کو غور و خوض کیے بغیر شروع نہ کرنا۔ دانا کا غور و خوض مانند آئینہ کے ہے کہ اس سے اس کی غلط کاری یا لیاقت کا پتہ لگ جاتا ہے (۱۲) اقبال کا سلسلہ شکر گزاری سے۔ طاقت کا معافی سے۔ اطاعت کا دلجوئی سے اور فتح کا عاجزی سے اور خطا بخشی سے ڈھونڈنا۔

باپ اور بیٹے میں جب یہ دلچسپ باتیں ختم ہو چکیں تو منصور بغداد سے مکہ کی طرف روانہ ہوا کہ زندگی کے آخری دن اس مقدس و پاک سرزمین میں بسر کرے۔ مگر راستہ میں مکہ سے چند گھنٹوں کی مسافت پر بمقام بیر معونہ داعی اجل کو لبیک کہہ گیا اس کو دفنانے کے لیے ایک سو قبریں کھودی گئیں اور اس کو ایک میں دبایا گیا۔ غرض یہ تھی کہ لوگوں کو خبر نہ ہو کہ منصور کس قبر میں آرام کر رہا ہے۔ قریب بائیس سال کے حکومت کی۔ وہ پتلا دبلا کشیدہ قامت خوبصورت اور عادات و خصائل کی عمدگی میں اپنا آپ نمونہ تھا۔ کوئی چیز فضول یا لایعنی اس کے دربار میں کبھی نہ دیکھی گئی۔ دوپہر تک کا وقت وہ احکام کے صادر کرنے افسروں کی تقرری و برخاستگی سرحدوں اور دروں کی حفاظت کے وسائل سوچنے۔ سڑکوں کی حفاظت کی تدابیر۔ لوگوں اور ان کے مکانات کو ترقی دینے کی تجاویز پر غور کرنے اور کاغذات کے ملاحظہ کرنے میں بسر کرتا۔ سہ پہر کا وقت وہ اپنے بال بچوں میں جن سے اس کو بے حد الفت تھی صرف کرتا۔ نماز مغرب کے بعد دن بھر کے پیغامات سنتا اور اپنے وزراء سے صلاح و مشورہ کرتا تیسرا حصہ رات گزرنے کے بعد خواب استراحت فرماتا۔ وہ بہت کم سوتا اور صبح کی نماز کی خاطر منہ اندھیرے ہی اٹھ بیٹھتا۔ وہ بذات خود فوجوں کا جائزہ لیتا اور قلعہ جات کا معائنہ کرتا۔ فوج

کو بہترین آلات وزرہ بکتر سے مسلح کرتا، وہ اپنے ناظروں کے حساب کی خود جانچ پڑتال کرتا درہموں اور توں کی کسر تک گنتا جس کے باعث اس کو ابوالدوانیق کا نام دیا گیا۔ دانیق درہم کا چھٹا حصہ تھا مطلق العنان اور اپنے حقوق کا سخت محافظ ہونے کے ساتھ ہی اس نے اپنی رعایا کے لیے پابندی قانون کی نہایت عمدہ مثال قائم کی تھی۔ ایک شتربان کے دعوے کرنے پر مدینہ کے قاضی نے منصور کو عدالت میں جواب دہی کے لیے طلب کیا، وہ صرف اپنے حاجب کو ساتھ لے کر بذات خود عدالت میں حاضر ہوا اور معمولی آدمیوں کی طرح قاضی کے سامنے کھڑا رہا۔ قاضی نے کچھ بھی تعظیم نہ کی، آخر مقدمے کا فیصلہ مدعی کے حق میں ہوا۔ منصور نے قاضی کے انصاف سے خوش ہو کر مناسب موقع پر اس کو اشرفیوں کی ایک تھیلی انعام میں دی وہ ایک معمور خزانہ چھوڑ گیا جو ان الفاظ کے مطابق جو اس نے اپنے بیٹے کو کہے دس سال کے اخراجات سلطنت کے لیے کافی تھا۔

M Awais Sultan Group Admin
Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

۱۶۰

سولہواں باب

بنی عباس (۱۵۸ تا ۱۷۰ ہجری مطابق ۷۷۵ تا ۷۸۶ء)

مہدی اور ہادی۔ مہدی کی تخت نشینی۔ اس کی عالیشان حکومت اس کی انسانی ہمدردی۔ زندیق فرقہ۔ رومیوں کے ساتھ جنگ۔ رومیوں کا خراج دینا۔ مہدی کی وفات۔ ہادی کی تخت نشینی۔ مراکش کی علیحدگی ہادی کی وفات

منصور کے بعد اس بیٹا محمد المعروف مہدی تخت خلافت پر رونق افروز ہوا ماں ام موسیٰ کی طرف سے مہدی کا شجرہ نسب یمن کے قدیم حمیری بادشاہوں سے ملتا ہے۔ مہدی کی پالیسی باپ کی پالیسی سے بالکل مختلف تھی۔ وہ فطرتاً ہمدرد اور فیاض تھا۔ تخت پر بیٹھتے ہی باپ کے عہد کی سختیوں اور مظالم کا بدلہ دینے کی کوشش کی۔ اس نے قتل کی پاداش میں سزایابندگان یا سخت مجرموں کے علاوہ سب قیدی رہا کر دیئے۔ اس نے حسن بن ابراہیم کو رہا کر کے اس کی معقول پنشن مقرر کر دی۔ منصور نے مکہ و مدینہ کی مراعات چھین لی تھیں اس نے پھر واپس دے دیں اور مصر سے غلہ کی درآمد کی اجازت دے دی۔ اس نے آل رسولؐ کی جائدادیں جو منصور نے ضبط کر لی تھیں پھر واپس کر دیں۔ منصور معزول شدہ سرکاری ملازموں پر بجرم خیانت وقتاً فوقتاً بھاری بھاری جرمانے کرتا رہتا تھا۔ جرمانے بمعہ فہرست ادا کنندگان الگ خزانے میں جس کو بیت المال المظالم کہتے تھے رکھے جاتے تھے مہدی نے یہ جرمانے واپس کر دیئے۔ اور جو مر چکے تھے ان کے پس ماندگان کو دے دیئے۔

بعض کہتے ہیں کہ منصور کی یہی وصیت تھی۔ تاکہ مہدی لوگوں میں ہر دلعزیز ہو جائے رومیوں کے برخلاف مہم پر جاتے ہوئے وہ ایک عالیشان عمارت کے پاس سے گزرا۔ جو مسلمہ بن عبدالملک نامور اموی جرنیل اور شہزادہ کی جوائی ہوئی تھی اس کو دیکھ کر مہدی کو مرحوم مسلمہ کی وہ مہربانی جو اس نے اس کے دادا محمد سے کی تھی یاد آگئی۔ اس نے مسلمہ کے پسماندگان کو بلایا اور ان کو ایک جاگیر کے علاوہ بیس ہزار دینار نقد عطا کئے۔ ۱۶۰ھ میں حج بیت اللہ کے دوران میں جو بہ نسبت سابق نہایت دھوم دھام اور تزک و احتشام سے ادا کیا گیا۔

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

اس نے اہل حجاز میں تین کروڑ درہم خیرات کیے اور ایک لاکھ پچاس ہزار سراپا دخلعت صرف مکہ
میں تقسیم کیے۔ مسجد نبوی کی از سر نو تعمیر کی گئی ۔ بڑے بڑے شہروں میں مدارس و مساجد کو توسیع
دے کر جہاں نہ تھیں وہاں نئی تعمیر کرائیں ۔ اس نے مدینہ کے انصار سے پانسو آدمی چن کر اپنے
باڈی گارڈ میں شامل کیے ۔ اس طرح اس نے اپنے باپ سے زیادہ دانائی اور دور اندیشی دکھائی
اگر یہ دستہ برابر قائم رہتا تو ترک غلام نیچے اور شاہی اردلی وہ مفسدانہ اقتدار حاصل نہ کر سکتے
جو بعد میں انھیں حاصل ہو گیا لیکن بات یہ ہے کہ خلفائے مابعد نے منصور کے نقش قدم پر چل کر
عربوں کو جو اب تک اپنے آپ کو افضل ترین سمجھتے تھے۔ دبائے رکھنا پسند کیا اس نے بوڑھے
آدمیوں اور غریب محتاجوں کے وظیفے مقرر کیے ۔ سفاح کے عہد میں صرف مکہ کی سڑک پر قادسیہ اور
ذوبالا کے درمیان تین سو میل کی مسافت میں ہی سرائیں بنی تھیں ۔ مہدی کے حکم سے یہ سڑک فراخ
اور پختہ کی گئی ۔ اور حرمین شریفین کی سڑک پر بڑی بڑی سرائیں مع چاہات کے تیار کی گئیں اور
حاجیوں اور مسافروں کی حفاظت کے واسطے ان پر سپاہی متعین کیے گئے ۔

شام میں مروان ثانی کے ایک بیٹے نے علم بغاوت بلند کرنے کی کوشش کی مگر شکست
کھا کر گرفتار ہو گیا ۔ مہدی نے کچھ عرصہ اس کو نظر بند رکھا پھر معقول وظیفہ مقرر کر کے چھوڑ دیا۔ مہدی
کی بیگم خیزران نے مروان کی بیوہ موزونہ کی رہائش کے لیے چند کمرے مخصوص کیے ۔ جہاں شاہی
خاندان کے ممبر اس کی بڑی خاطر و مدارات کرتے تھے ۔ خیزران کو اپنے خاوند پر بڑا اختیار حاصل
تھا ۔ ملکہ کا ملاقاتی کمرہ درباریوں ۔ عہدے داروں اور امیدواروں اور شاہی الطاف و اکرام کے
طالبوں سے بھرا رہتا ۔ بدقسمت عیسیٰ کو دعوائے تخت و تاج قطعی طور پر چھوڑنے پر مجبور کیا گیا اور
مہدی نے اپنے دو بیٹوں موسیٰ اور ہارون کو جو خیزران کے بطن سے تھے اپنا جانشین مقرر کیا
یعنی پہلے موسیٰ تخت نشین ہوا ۔ اور اس کے بعد ہارون چنانچہ ان کے لیے حلف اطاعت
لیا گیا ۔

مہدی کے عہد میں ایک دغاباز آدمی ہاشم بن حکیم جس کو مُور صاحب کی لالہ رخ (مُور
ایک بڑا شاعر انگلستان میں ہوا ہے اور ”لالہ رخ“ اس کی ایک مشہور تصنیف ہے ۔ مترجم)
میں خراسان کے برقعہ پوش پیغمبر کے نام سے یاد کیا گیا ہے نمودار ہوا ۔ خراسان میں نت نئے
فرقے پیدا ہوتے رہتے ہیں ۔ مگر اس وقت تو وہاں سخت گڑبڑ مچ رہی تھی ۔ ہاشم پستہ قد اور
بد شکل آدمی تھا اور اپنی بھونڈی شکل کو چھپانے کے لیے ہمیشہ سنہری برقعہ اوڑھے رہتا تھا اس

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

لیے اس کو مقنع یا برقعہ پوش کا نام دیا گیا۔ وہ اپنے پیروؤں کو تعلیم دیتا کہ خدا وقتاً فوقتاً بنی نوع انسان میں اپنے آپ کو ظاہر کرنے کے لیے انسانی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ چنانچہ آدم علیہ السلام۔ نوح علیہ السلام۔ ابو مسلم اور وہ خود خدا کے اوتار ہیں اور یہ کہ مذہب کا تعلق محض دلی عقیدہ سے ہے نہ کہ اعمال ظاہری سے۔ اس کے دوسرے عقائد بھی سخت گندے اور انقلاب پیدا کرنے والے تھے۔ اس نے بہت سے پیرو پیدا کر لیے اور کچھ عرصہ کے لیے بادشاہی فوجوں سے کامیابی کے ساتھ معرکہ آرا رہا مگر آخر کار مغلوب ہو کر قعر میں واصل جہنم کیا گیا۔ برقعہ پوش کے پیرو عیسائی تیریوں کی طرح سفید لباس پہنتے تھے۔ اس لیے ان کو سپیض یا سفید پوش کے نام سے پکارا گیا۔ پھر اس کے کچھ ہی بعد میں اور نیا فرقہ جھیل کیسپین کے مشرق میں بمقام جرجان محمرہ سرخ پوش، نامحمرہ پیدا ہو گیا۔

اس فرقہ کے عقائد پہلے فرقہ سے بھی گندے اور برے تھے جنھوں نے سخت فتنہ برپا کر دیا۔ ان لوگوں کی شورش فرو کرنے میں سخت جد وجہد کرنی پڑی۔ مزدک کے قدیم انقلاب انگیز عقائد جو مانی کے فلسفانہ خیالات سے ملتے جلتے تھے۔ لوگوں کے دلوں میں گھر کرنے لگے مزدک چوتھی[1] صدی عیسوی میں نوشیرواں کے زمانے میں ہوا۔ وہ سخت گندے اور ناپاک عقائد کی تلقین کرتا تھا۔ ایرانی کسریٰ نے اس کے پیروؤں کو آگ اور تلوار سے مٹانا چاہا رسی جل گئی پر بل نہ گیا مزدک دراصل نوشیرواں کے باپ کے عہد میں ہوا ہے۔ وہ بڑا مکار شخص تھا۔ انقلاب انگیز عقائد کی اشاعت کر کے دراصل سلطنت پر قبضہ کرنے کی ٹھانے ہوئے تھا بادشاہ اور امراء اس کے داؤ میں آ گئے ہوئے تھے۔

نوشیرواں کی پھوپھی نے اس شخص کے راز نوشیرواں کو بتائے۔ نوشیرواں سخت تلملایا اور اپنے باپ کو مشورہ دیا کہ مزدک کو مع اس کے چیلے چانٹوں کے واصل جہنم کر دے۔ مگر بادشاہ اس کے حلقہ مریداں میں داخل ہو چکا تھا۔ الٹا نوشیرواں کو ڈانٹنے لگا۔ بلکہ یہاں تک حماقت کی کہ بیٹے کے خیالات کو مزدک پر ظاہر کر دیا۔ تاہم نوشیرواں نے بظاہر اپنے آپ کو مزدک کا مرید جتلا کر اس کی تمام مریدوں کے ساتھ اپنے ہاں دعوت کی اور اس دعوت میں سب کو بہانہ سے بے ہتھیار کر کے الٹا زمین میں گاڑ دیا اور مزدک کو بھی قتل کر دیا۔ جس وقت یہ واقعہ

---

[1] چھٹی صدی کا صحیح زمانہ ہے۔

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

گذرا ہے نوشیرواں خود تخت پر متمکن نہیں تھا بلکہ اس کا باپ بادشاہ تھا۔ مترجم)

مانی جو ایک فلاسفر تھا بعد کے زمانہ میں ہوا ہے۔ مہدی کے زمانہ میں مزدک کے انقلاب انگیز عقائد مانی کے فلسفہ سے تقویت پاکر خراسان کے لوگوں میں پھیلنے لگے۔ اور مغربی ایران اور عراق میں بھی ان کا چرچا ہونے لگا۔ ان عقائد سے سوسائٹی کے تعلقات درہم برہم ہونے لگے۔ حکومت کی گرفت کمزور ہونے لگی اور انسان کے شہوانی جذبات چمک اٹھے۔ اس فرقہ کے لوگ زندیق کہلاتے تھے اور ان کے برخلاف منجملہ دیگر شکایات کے ایک یہ بھی تھی کہ یہ گلیوں اور بازاروں سے لڑکے چرا لے جاتے ہیں۔ خدا جانے یہ بات سچ ہے یا جھوٹ مگر اس میں شک نہیں کہ شرع کی تابعداری کے بہانہ سے یہ لوگ معاشرتی اصول و مذہبی عقائد کو بیخ و بُن سے اکھاڑنا چاہتے تھے۔ مہدی نے ملحدوں پر ذرا بھی رحم نہ کھایا۔ ان کو کتوں کی موت مروا دیا اور ان کو شرم و حیا۔ امن اور حکومت کا دشمن قرار دے کر صفحہ ہستی سے ہی مٹانے کی کوشش کی ۱۶۲ھ میں رومیوں نے اسلامی مقبوضات پر حملہ کرکے سرحدی صوبہ کو بالکل برباد کر دیا۔ انھوں نے مرعش کو فتح کرکے آگ لگادی اور لوگوں کو قتل کر دیا۔ حسن بن قحطبہ کے آنے پر وہ واپس ہو گئے۔ حسن نے بغرض انتقام۔ چند رومی قصبات برباد کر دیئے ایک نئے رومی حملہ نے مہدی کو خود میدان جنگ میں آنے پر مجبور کیا۔ اپنے بیٹے موسیٰ کو بغداد میں قائم مقام چھوڑ کر وہ براہ موصل میدان جنگ کی طرف بڑھا۔ حلب شاہی فوجوں کا ہیڈ کوارٹر مقرر کیا گیا اور ہارون نے عیسیٰ بن موسیٰ۔ عبدالملک بن صالح۔ حسن بن قحطبہ جیسے ماہر جرنیلوں کے ساتھ رومیوں کے مقابلہ پر روانہ ہوا۔

یحییٰ بن خالد فوج کا ایڈجوٹنٹ جرنیل مقرر ہوا۔ سمالین اور دیگر مقامات یا تو بطور خود مطیع ہو گئے یا شمشیر کے زور سے فتح کئے گئے ان بعد مہدی بیت المقدس کی زیارت کرنے چلا گیا ہارون مغرب کا جس میں آرمینیا و آذربائیجان کے صوبے بھی شامل تھے۔ وائسرائے مقرر کیا گیا۔ ثابت بن موسیٰ اس کا فنانشل سکرٹری اور یحییٰ بن خالد مشیر اعظم مقرر ہوا۔ مگر رومیوں کی بے چینی نے آرام نہ لینے دیا۔ ایک رومی فوج نے میگنکوم کے ماتحت عرب علاقہ پر حملہ کرکے ہر طرف شور قیامت بپا کر دیا۔ ہارون حملہ آوروں کے مقابلہ پر بعجلت روانہ ہوا اور رومیوں کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا۔ پھر عرب فوج نے قسطنطنیہ کا رُخ کیا۔

آیرین لیو چہارم کی بیوہ جو اپنے بیٹے قسطنطین کے نام سے حکمرانی کر رہی تھی اور جس کے حرص و آز نے یہ جنگ بپا کرائی تھی۔ اب باسفرس کے کنارے پر عرب کیمپ کی آگ کو بچشم خود دیکھ

رہی تھی۔ دوسری بھاری شکست کھا کر آئرین نے صلح کی درخواست کی۔ اس درخواست کو بدیں شرط منظور کیا گیا۔ کہ وہ ایک بھاری رقم سالانہ بطور خراج ادا کرتی رہے اور ساتھ ہی مسلمانوں کی واپسی کا خرچ بھی دے اور راہنمائی کرنے کے لیے راہنماد ے۔ ۱۶۸ھ میں صحرا کے خانہ بدوش باغی ہو گئے وہ قافلوں کو لوٹنے لگے۔ نماز ترک کر بیٹھے اور حاجیوں سے بدسلوکی کرنے لگے۔ یہ بغاوت فرو کی گئی مگر معلوم ہوتا ہے کہ باغیوں سے نہایت نرمی برتی گئی۔

اگلے سال مہدی مشرق کے دورہ پر روانہ ہوا مگر راستہ میں مسندان پر جہاں وہ شکار کھیلنے گیا تھا اور جس کا وہ بڑا شوقین تھا۔ داعی اجل کو لبیک کہہ گیا وہ ایک ہرن کے پیچھے جس کا تازی تعاقب کر رہے تھے جا رہا تھا گھوڑا منہ زور ہو کر سرپٹ دوڑ رہا تھا ایک مسمار شدہ محل کے دروازہ پر بادشاہ کو گرا دیا اس صدمہ سے اس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی اور وہ اسی دن دار البقا کی طرف انتقال کر گیا۔ وفات کے وقت پینتالیس (۴۵) برس کی عمر کا تھا۔ اس نے دس سال حکومت کی۔ وہ کشیدہ قامت۔ خوبصورت موزوں اعضا اور دلآویز ڈیل ڈول کا آدمی تھا۔ شروع میں ابو عبیدہ مہدی کا وزیر رہا۔ بعد ازاں مہدی نے یعقوب بن داؤد کو اپنا وزیر اعظم مقرر کیا اور یہ یعقوب کے صلاح و مشورہ کا ہی نتیجہ تھا کہ اس کے عہد میں مہتم بالشان کام ظہور میں آئے اخیر میں خلیفہ وزیر سے بدظن ہو گیا۔ اس کو شک پڑ گیا کہ وہ علویوں سے ساز باز کرتا ہے اس نے اس کو پولٹیکل زندان میں جس کو مطبق کہتے تھے نظر بند کر دیا۔ جہاں یعقوب چند سال قید رہا۔ اور آخر ہارون نے اس کو رہائی بخشی۔

باپ کی وفات کے وقت ہارون موجود تھا۔ مرحوم بادشاہ کی وصیت کے مطابق اس نے فی الفور موسیٰ اور ہادی کو خلیفہ مشتہر کیا اور سب سے پہلے خود حلف اطاعت اٹھایا۔ نیز اس نے ہادی کی طرف شاہی خاتم اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا عصا مع عبا بھیج دیا۔ جس وقت ہادی تخت خلافت پر رونق افروز ہوا اس کی عمر چوبیس سال کی تھی۔ اس نے دو سال سے کم حکومت کی۔ بیان کیا جاتا ہے۔ وہ خود رائے خودسر اور سخت مزاج مگر مستعد۔ فیاض اور علم و ادب کا دلدادہ تھا۔ ہادی نے اپنے بھائی کی نمک حلالی کی قدر نہ جانی اور اپنی قلیل المیعاد حکومت ہی میں کوشش کی کہ اس کو تخت و تاج سے محروم کر کے اپنے بیٹے جعفر کو اپنا جانشین مقرر کر دے۔ اس غرض کی تکمیل کے لیے اس نے ہارون کے مشیر خاص یحییٰ بن خالد برمکی اور اس کے چند ملازموں کو جن کو وہ اپنی راہ میں حارج سمجھتا تھا زندان میں ڈال دیا۔ ہادی اور اس

M Awais Sultan Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

کی ماں خیزران میں بھی کھٹ پٹ ہو گئی۔ یہ خاتون چاہتی تھی کہ امور سلطنت میں ویسی ہی دخیل رہے جیسی کہ خاوند کے وقت تھی۔ ہادی نے اس کو مداخلت کرنے سے روکا اور اعلان کیا کہ جو درباری یا امیر اس کے سلام کو جائے گا۔ مورد عتاب شاہی ہوگا۔ اس طرح دربار میں دو فریق ہو گئے ایک نوجوان خلیفہ اور اس کے فرزند کا طرف دار۔ دوسرا ہارون اور خیزران کا ہمدرد۔ ہارون نے ہر ممکن ذریعہ سے اپنے خود غرض بھائی کو راہ راست پر لانے کی کوشش کی مگر بے سود۔ آخر یحییٰ کے مشورہ سے بغرض سلامتی جان وہ دربار سے الگ ہو گیا۔ مدینہ کے گورنر نے بنو حسن کے چند ممبروں پر بادہ خواری سے متوالا ہونے کا جھوٹا الزام لگا کر سخت بدسلوکی کی اس بات سے خفا ہو کر حسینؓ حضرت حسنؓ کے پڑپوتے نے علم بغاوت بلند کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بنو حسین اور دیگر خاندان کے چند افراد ہلاک ہوتے یا ہلاک کر دیئے گئے حسین کا ایک چچا زاد بھائی ادریس مراکو کی طرف بھاگ گیا جہاں بربروں کو ساتھ ملا کر اور ان کی مدد حاصل کر کے اس نے مشہور و معروف ادریسی خاندان کی بنا ڈالی۔ اس وقت سے مغرب الاقصیٰ (مراکو) عباسی سلطنت سے علیحدہ ہو گیا۔

بغداد سے ایک دن کی مسافت پر جب ہادی عیسیٰ آباد میں گلچھرے اڑا رہا تھا وہ ایک لاعلاج بیماری میں مبتلا ہو گیا زیست سے مایوس ہو کر اس نے اپنی ماں کو بلایا۔ یہ ملاقات نہایت دردناک اور حسرت افزا تھی۔ ہادی نے ماں کو کہا میں نے چند بار اپنا فرض سمجھ کر ایسی حرکات کی تھیں جن سے آپ کو رنج پہنچا ہے مگر خیال رہے نا شکر گزار فرزند نہیں ہوں اور ہمیشہ آپ سے محبت اور آپ کا ادب کرتا رہا ہوں یہ کہہ کر اس نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ کر اپنے دل پر رکھا نیز اس نے وصیت کی کہ میرے بعد ہارون تخت نشین ہو۔ وہ ۱۵/ ربیع الاول کو جہان فانی سے کوچ کر گیا۔ وہ اپنے باپ کی طرح کشیدہ قامت اور گورا سرخ و سفید تھا۔ سات بیٹے اور دو بیٹیاں اپنی یادگار چھوڑ گیا۔ بعد میں ایک بیٹی ام عیسیٰ ہارون کے بیٹے مامون سے بیاہی گئی۔

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islamic Books Quran & Madni Ittar House

۱۷

سترھواں باب

بنی عباس (۱۷۰تا ۱۹۸ ہجری مطابق ۷۸۶تا ۸۱۳ عیسوی)

رشید اور ماموں۔ ہاروں رشید کی تخت نشینی اس کے عادات و خصائل۔عالی شان حکومت۔خاندان برمکی۔افریقہ کی نیم آزادی معاملات ایشیا۔خلافت کی جانشینی کا انتظام۔امین اور ماموں کا جانشین مقرر ہونا۔سلطنت کی تقسیم۔برمکیوں کی تباہی۔ایک عرب شجاع خاتون۔رومی جنگ۔نائیس فورس۔قیصر کی بے ایمانی اسکی شکست۔نیا عہدنامہ۔رومیوں کی خلاف ورزی۔اس کا نتیجہ رشید کی وفات۔امین کی تخت نشینی۔اس کے عادات و خصائل ماموں کے برخلاف اعلان جنگ۔طاہر کا امین کی فوجوں کو شکست دینا۔بغداد کا محاصرہ۔ماموں کا مکہ اور مدینہ میں خلیفہ تسلیم کیا جانا۔امین کی وفات

بھائی کی وفات پر مہدی کی وصیت کے مطابق ہاروں تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوا اور ہادی کا کم سن بیٹا جعفر دعوئے تخت و تاج سے دست بردار ہو گیا۔ رشید کی حکومت د تاریخ میں رشید کر کے ہی لکھا گیا ہے، ایشیا میں عربوں کا عالیشان زمانہ تھا۔ الف لیلٰی کی کہانیوں نے اس مشہور و ممتاز خلیفہ کے نام سے وابستگی پیدا کر دی ہے جو رات کے وقت مظلوموں اور بے کسوں کی امداد اور بے انصافی کا انسداد کرنے کے لیے بغداد کی گلیوں میں گھومتا تھا۔ اگر داستان کے مبالغہ کو نظر انداز کر دیا جائے تو بھی اصل میں رشید تعریف کا

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

مستحق ہے اور دنیا کے اعظم ترین بادشاہوں میں سے ہے۔ اپنے مذہبی فرائض کا پابند، پارسا عابد۔ تاہم شان و شوکت۔ جاہ و حشم سے گھرا ہوا عجیب مزاج کا آدمی تھا۔ سوسائٹی پر اس کے کیرکٹر کا بے اندازہ اثر پڑا۔ پیدائشی اور تربیت یافتہ سپاہی تھا۔ کئی دفعہ بذات خود میدان جنگ میں حصہ لیا۔ بدامنی کے فرو کرنے اور اپنی رعایا کی حالت سے کماحقہ آگاہی حاصل کرنے کی غرض سے اس نے سلطنت کے ہر طرف دورے کیے۔ سرحدوں اور دروں کو بچشم خود معائنہ کیا اور سلطنت کے انتظام میں تکلیف کو تکالیف اور محنت کو محنت نہ سمجھتا۔ جس امن وامان سے سوداگر، عالم اور حجاج اس کی وسیع سلطنت میں سفر کرتے۔ وہ اس کے حسن انتظام کی بین دلیل ہے۔

رعایا کی بہبود و فلاح میں دلچسپی لینے کی شہادت اس کے عہد کی بے شمار مساجد، کالج سکول۔ شفا خانے۔ سرائیں۔ سڑکیں پل اور نہریں دے رہی ہیں۔ اگرچہ فنون اور ادب کا سرپرست ہونے میں رشید کا ویسا ہی ہونہار اور قابل فرزند مامون اس سے بڑھ گیا۔ مگر کیرکٹر کی مضبوطی اور عقل کی رسائی میں کوئی شخص اس کے رتبہ کو نہیں پہنچتا۔ اگرچہ مامون کی حکومت کے برعکس اس کی حکومت ان برائیوں سے معرا نہیں رہی جو شخصی اور مطلق العنان حکومت سے پیدا ہو جاتی ہیں۔ تاہم اس کے عہد میں لوگوں کی عام خوش حالی اور بہ نسبت سابق علم و تہذیب میں بیش از بیش ترقی مطلق العنان حکومت کی برائیوں کو گھٹا دیتی ہے۔ رشید کے انتظام مملکت کی شہرت و عظمت کا اعزاز زیادہ تر ان لائق و قابل اشخاص کو حاصل ہے جن کو اس نے اپنے عہد کے پہلے سترہ سال تک حکومت کا سیاہ و سفید سپرد کئے رکھا۔ میں نے ابھی اس ممتاز پوزیشن کا ذکر کیا ہے۔ جو خالد بن برمک کو سفاح اور منصور کے ماتحت حاصل تھی۔ مہدی نے اس کے بیٹے یحییٰ کو رشید کا اتالیق اور ادیب مقرر کیا۔ جب کم سن شاگرد سن بلوغت کو پہنچ گیا اور خلافت کا جانشین نامزد ہو گیا تو اس کو ہارون کا مشیر اور وزیر مقرر کیا گیا۔ رشید کو اس سے کمال محبت تھی۔ اور اس کو بابا کر کے بلاتا تھا۔ اس کے صلاح و مشورہ کی قدر کرتا تھا جو نوجوان شہزادے اور اس کی رعایا کی بہتری پر مبنی ہوتے تھے۔

چنانچہ جب رشید تخت خلافت پر رونق افروز ہوا اس نے یحییٰ کو اپنا وزیر مقرر کر کے کل اختیارات اس کے ہاتھ میں دے دیئے۔ یحییٰ کی حکومت مدبرانہ مضبوط اور فیاضانہ تھی کوئی بات اس سے چھوٹی ہوئی نہ تھی۔ رعایا کے سود و بہبود میں سعی و کوشش کرنا وہ اپنا فرض سمجھتا

تھا اس کے بیٹے فضل، جعفر، موسیٰ اور محمد بھی بڑے لائق و قابل تھے اور اعلیٰ درجہ کا سلیقہ حکومت رکھتے تھے۔ فضل خراسان اور مصر کی گورنریوں پر یکے بعد دیگرے ممتاز رہا اس نے یحییٰ بن عبداللہ[1] کو جو دیلم (دیلم میڈیا کا شمالی حصہ ہے) میں خودسر بادشاہ بن بیٹھا تھا مطیع کیا۔ جعفر بھی مختلف صوبجات کا گورنر رہا اور جب شام میں حمیریوں اور مضریوں کی پرانی عداوت پھر چمک اٹھی تو اس نے ان دونوں رقیب قبائل میں صلح و آشتی کرادی بعد میں جب یحییٰ نے بہ سبب بڑھاپے کے وزارت سے استعفیٰ دے دیا تو اس عہدۂ جلیل القدر پر جعفر سرفراز کیا گیا اور اس نے اپنے فرائض منصبی کو خوب کامیابی سے نبھایا۔ سترہ سال تک اس مشہور و لائق خاندان نے نہایت وفاداری سے رشید کی سلطنت کی خدمت کی ان کے اچانک تنزل سے ایک قیمتی سبق یہ حاصل ہوتا ہے کہ شخصی حکومتوں میں سازشیں اور دھڑہ بندیاں خوب کام کر جاتی ہیں۔ مگر جس زمانہ کا میں ذکر کر رہا ہوں اس وقت برمکی بڑے زوروں پر تھے جیسا کہ ہم نے ابھی بتایا ہے (مراکو) عباسی سلطنت سے جدا ہو گیا تھا افریقہ کے گورنروں نے مغربی افریقہ کو واپس لینے کی چند بار کوشش کی مگر بے سود۔

۱۷۰ھ تک یزید بن حاتم مہلبی افریقہ پر حکمرانی کرتا رہا۔ اس کی وفات پر شورشیں برپا ہوئیں جن کو مرحوم کے بھائی روح نے جسے ۱۷۱ھ میں رشید نے گورنر مقرر کر کے بھیجا تھا فرو کیا۔ روح کے بیٹے کے برخلاف سپاہیوں کے غدر کرنے پر رشید نے ایک مشہور جرنیل ہرثمہ کو اس فتنہ کے دبانے کے لیے روانہ کیا۔ امن قائم کیا گیا اور ہرثمہ تین سال تک گورنری پر مامور رہا۔ اس کے استعفیٰ دینے پر رشید نے ایک ایسا آدمی مقرر کیا جو اس شوریدہ سر صوبہ کی حکومت کے بالکل ناقابل ثابت ہوا اس وقت تک افریقہ محاصل سلطنت میں کچھ اضافہ کرنے کی بجائے الٹا خزانہ شاہی سے روپیہ خرچ کراتا تھا۔ اور افریقی گورنمنٹ کے اخراجات چلانے کے لیے مصر کے محاصل سے ایک لاکھ دینار سالانہ روانہ کیے جاتے تھے ابراہیم بن اغلب نے ہارون رشید کے حضور درخواست کی کہ اگر افریقہ کی گورنری ہمیشہ کے لیے مجھے اور میرے خاندان کو عطا کر دی جائے تو میں نہ صرف یہ کہ اس صوبہ میں امن و امان قائم کر دوں گا۔ بلکہ شاہی خزانہ سے روپیہ لینے کی بجائے چالیس ہزار دینار بغداد کے خزانہ میں بھی داخل کر دوں گا۔ ہرثمہ نے جو اس ملک کی حالت سے بخوبی آگاہ

---

[1] حضرت حسنؓ کا پڑپوتا تھا

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

تھا۔ ہارون رشید کو ابراہیم کی درخواست منظور کر لینے کی صلاح دی۔ چنانچہ ابراہیم افریقہ کا گورنر مقرر کر دیا گیا اور یہ عہدہ اس کے خاندان میں موروثی ہو گیا۔ صرف تخت نشینی کی منظوری بادشاہ سے منگانی پڑتی۔ لہٰذا اس وقت سے افریقہ نیم خود مختار صوبہ ہو گیا۔ ایشیا میں کاروبار سلطنت نہایت خوش اسلوبی و آسانی سے سرانجام پاتے رہے۔ ۱۷۱ھ ہجری میں کابل اور سنہار کا سارا علاقہ سلطنت میں شامل کر لیا گیا اور سرحد کوہ ہندوکش تک بڑھائی گئی اسی وقت رشید نے ایشائے کوچک کی سرحدات کی نگرانی کو معمولی گورنریوں سے علیحدہ کر دیا اور عواصم کے نام سے اس کا انتظام خاص فوجی گورنروں کے سپرد کر دیا سلیشیا میں طرسوس کو ویران کر کے وہاں ایک مضبوط چھوٹا قلعہ بنایا۔

اس سے دو سال بعد رشید کی والدہ خیزران انتقال کر گئی۔ اس کے انتقال سے یحییٰ بن خالد کا سرپرست اور مربی جاتا رہا۔ کیونکہ وہ نوجوان بادشاہ پر اس کے مدبرانہ رعب کو قائم رکھنے میں مدد دیتی تھی۔ تخت نشین ہوتے ہی رشید نے اپنی ماں کو وہ سب اختیارات دے دیئے جو اس کو مہدی کے زمانہ میں حاصل تھے اور جن سے ہادی نے اس کو محروم کر دیا تھا۔ اس کے محل میں پھر امیروں اور وزیروں کی آمدورفت شروع ہو گئی۔ خیزران کی وفات کے تھوڑے عرصہ بعد ہی رشید نے یحییٰ سے شاہی خاتم لے لی اور اس کو فضل بن ربیع حاجب کے حوالے کر دیا۔ اب اس شخص کی بات زور پکڑ گئی۔ ۱۷۳ھ میں رشید نے زبیدہ اور اس کے بھائی عیسیٰ بن جعفر کے زور دینے سے اور عباسی لوگوں کے کہنے سننے پر اپنے بیٹے محمد کو جو اس وقت صرف پانچ سال کا تھا۔ الامین کا خطاب دے کر اپنا جانشین مقرر کیا۔ سات سال بعد دوسرا بیٹا عبداللہ بخطاب مامون، الامین کا جانشین نامزد کیا گیا۔ اور ایک تیسرا بیٹا قاسم المؤتمن کے خطاب سے مامون کا جانشین مقرر ہوا فیصلہ کیا گیا کہ تینوں بیٹے اپنی زندگی میں سلطنت کے مختلف حصوں پر قابض رہیں مغربی حصہ امین کے پاس رہے۔ مشرقی مامون کے پاس اور جزیرہ عرب اور علاقہ متعلقہ قاسم کے پاس (میں قاسم کا نام ہی لکھوں گا) رشید کو مامون کی لیاقت و دیانتداری پر یہاں تک بھروسہ تھا کہ اس نے اس کو اختیار دے دیا کہ اگر مناسب سمجھے تو قاسم کو جانشینی سے محروم کر دے۔ مامون کی تعلیم و تربیت جعفر بن یحییٰ اور قاسم کے خلیفہ کے چچا زاد بھائی عبدالملک بن صالح کے سپرد کی گئی۔

۱۸۶ھ میں رشید نے مع امین و مامون کے مکہ کا حج کیا اور دونوں بھائی (امین اور مامون) سے تصدیق کرا کے کعبہ میں دو دستاویزات رکھیں جن میں ان سے اقرار کرایا گیا کہ باپ کے فیصلہ پر قائم رہیں گے۔ ابن اثیر نے امین کی مصدقہ دستاویز (امین کی کمزوری و تلون مزاجی ہارون کو اچھی

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islamic Books Quran & Madni Ittar House

طرح معلوم تھی ا کی پوری نقل دی ہے ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہارون اس سے پکے وعدے اس ڈر سے لیتا تھا کہ کہیں بھائی کو محروم کرنے کی کوشش نہ کرے ۔ اسی سال زبیدہ نے حجاز کا سفر کیا ۔ اس کے سفر کی یادگاریں آج تک قائم ہیں ۔ یہ معلوم کرکے کہ اہل مکہ کو پانی کی قلت سے سخت تکلیف ہوتی ہے ۔ اس نے اپنے خرچ سے وہ مشہور نہر کھدوائی جو اس کے نام سے مشہور ہے اور جو اس شہر کے لیئے ابر رحمت ثابت ہوئی ہے ۔ ۱۸۳ھ میں خزری وحشیوں نے یونانیوں کے اکسانے سے شمال کی طرف سے آرمینیا پر دھاوا کر دیا ۔ جو مظالم انہوں نے کیئے اور جیسی تباہی انہوں نے ڈھائی اس کی نظیر تاریخ میں ملنا محال ہے رشید نے ان وحشیوں کی گوشمالی کے لیئے دو بہترین جرنیل روانہ کیئے اور معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے بھی خوب دل کھول کر سزا دی ۔

اسی سال روحانی پیشوا امام موسیٰ الکاظم اس دار فانی سے رحلت کر گئے ۔ ابن اثیر لکھتا ہے کہ شرافت ، صبر و قناعت اور بدی کے بدلے ہمیشہ بھلائی کرنے کی بدولت ان کو بہ خطاب ملا مدینہ میں ان کی بڑی تعظیم و تکریم کی جاتی تھی اور رشید جس نے اپنے دادا کی شکی طبیعت میں سے کچھ حصہ پایا تھا ۔ یہ خیال کرکے کہ یہ حبیب اللہ علم بغاوت بلند کر دے گا ۔ اس کو حجاز سے اپنے ساتھ بغداد لے آیا تھا ۔ یہاں ان کو داروغہ جیل سندھی ابن شاہک کی بہن کے حوالہ کیا گیا ۔ ایک مورخ رقمطراز ہے کہ وہ بڑی سادہ اور نیک طبیعت عورت تھی ۔ اس نے اپنے قیدی کو بڑے احترام کے ساتھ رکھا ۔ ضمیر کے کہنے پر رشید نے دو دفعہ اس ولی اللہ سے مدینہ جانے کو کہا ۔ مگر دونوں دفعہ یقین پر ظن غالب آ گیا ۔ آخر کار امام کی صحت خراب ہو گئی اور وہ اپنی نگران و محافظ عورت کے گھر میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے ۔ ان کی جگہ ان کا بیٹا علی المعروف بہ الرضا اپنے زمانہ کا جید عالم و فلاسفر امامت کی گدی پر بیٹھا ۔

۱۸۷ھ ہجری اس واقعہ کے لیئے مشہور ہے جس نے رشید کی قبائے سلطنت کو نہ صرف داغدار کیا بلکہ اس کی آئندہ زندگی کو بھی تلخ کر دیا ۔ سترہ سال تک خاندان برامکہ نے رشید کی نہایت وفاداری و قابلیت سے خدمت کی ۔ ان کے عہد میں لوگ نہال و خوش ہو گئے سلطنت مالدار مضبوط ہو گئی ۔ قومی سرمایہ میں بیش از بیش ترقی

ہوئی اور ہر جگہ تہذیب و ترقی کو نشو و نما دے گئے۔ مگر ان کی شان و شکوہ، ان کی خیرات و فیاضی نے جس کی بدولت لوگ ان کو اپنا ملجا و ماوٰی سمجھتے تھے ان کے بہت سے دشمن پیدا کر دیئے جو ان کی تباہی و بربادی پر تل گئے۔ ان کی بربادی کے بہت سے اسباب بیان کیئے جاتے ہیں۔ ابن خلدون نے ان روایتوں اور حکایتوں پر جرح و قدح کی ہے۔ جو اس زمانہ میں زبان زد خاص و عام تھیں اور جن کو بعض مؤرخوں نے اس عالی تبار خاندان سے رشید کے سلوک و برتاؤ کو جتانے کے لیئے حوالۂ قلم کیا ہے۔ رشید کی ہمشیرہ عباسہ سے جعفر بن یحییٰ کی شادی کی روایت کو ابن خلدون بالکل بے بنیاد بتاتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ خاندان برامکہ کے تنزل کے اسباب یہ ہیں کہ انہوں نے تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لیئے اور سرکاری محاصل کو اپنے قبضہ میں کر لیا تھا حتیٰ کہ بعض وقت نوبت بایں جا پہنچ جاتی کہ ہارون رشید اپنے وزیر خزانہ سے چھوٹی چھوٹی رقمیں مانگنے پر مجبور ہو جاتا۔ مگر یہ بھی میسر نہ آتیں۔ ان کے اقتدار کی کوئی حد نہ تھی۔ ان کی شہرت ہر طرف پھیل ہو چکی تھی۔ تمام بڑے بڑے عہدے ملکی ہوں یا فوجی ان کے اپنے خاندان کے افراد یا ان کے آوردوں سے بھر گئے۔ تمام لوگ ان کی طرف رجوع کرتے۔ ساری رعایا ان کے آگے سر تسلیم خم کرتی۔ ان کی ذات پر ہی داد خواہوں اور امیدواروں کی امیدوں کا انحصار رہ گیا۔ وہ اپنی فیاضی و خیرات کو ہر طرف، ہر صوبہ ہر شہر بلکہ ہر قریہ میں پھیلاتے۔ سب لوگ ان کی تعریف کے گیت گاتے۔ وہ اپنے بادشاہ سے بھی بڑھ کر نامور و ممتاز ہو گئے۔ ان باتوں سے سارے درباری اور عمائدین سلطنت ان کے برخلاف ہو گئے اور تہمت کے بچھو ان کے اس بستر پر کاٹنے آئے۔ جس پر وہ شاہی تخت کے سایہ میں آرام کر رہے ہیں ان کا بڑا دشمن فضل بن ربیع حاجب تھا۔ چونکہ اس کو بادشاہ کے حضور میں حاضر رہنا پڑتا تھا۔ وہ کوئی موقع ان کے برخلاف رشید کے کان بھرنے کا خالی نہ جانے دیتا۔ ابن خلدون کہتا ہے بہت سے آدمی پاس رشتہ داری کو بھی بالائے طاق رکھ کر حسد کے مارے فضل بن ربیع کے ہم آہنگ ہو گئے۔ رشید کے کانوں میں پھونکا گیا کہ برامکہ بنو عباس کو معزول کرنے کی سازش کر رہے ہیں پشتہا پشت کی خدمات شک اور شخص غصہ کی اندھا دھند تیزی میں فراموش کر دی گئیں۔ اچانک ایک رات جعفر وزیر کو قتل اور

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islamic Books Quran & Madni Ittar House

عمر رسیدہ یحییٰ اور اس کے فرزند دن فضل (رشید کا کوکہ) موسیٰ اور محمد کو گرفتار کرنے کا حکم صادر ہوا۔ مسرور نے جو رات کی گشتوں میں رشید اور اس کے وزیر کے ساتھ رہتا تھا جعفر کا سر قلم کیا۔ دوسرے لوگ رقہ میں قید کئے گئے اور ان کی جائدادیں ضبط کر لی گئیں پہلے پہل ان پر سختی روا نہ رکھی گئی۔ زندان میں ان کے نوکر چاکر خدمت گار، کام کاج کے لئے، موجود رہتے تھے۔ ایک سال بعد عبدالملک بن صالح اور اس کے بیٹے پر اس کے سکریٹری نے الزام لگایا کہ وہ بادشاہ کے برخلاف سازش کرتے ہیں پس ان کو قید میں محبوس کیا گیا۔ یہ بیان کیا گیا کہ اگرچہ برامکہ اس سازش میں شامل نہ تھے۔ مگر اس کے مؤید ضرور تھے۔ اس بات سے خفا ہو کر رشید نے قیدیوں پر سختی شروع کر دی اور ان کو الطاف شاہانہ سے محروم کر دیا۔ بوڑھا اور خیر خواہ یحییٰ سنہ ۱۹۰ ہجری میں زندان ہی میں فوت ہو گیا اور تین سال بعد اس کا لائق بیٹا فضل بھی ملک بقا کی طرف سدھار گیا۔ باپ کی وفات کے بعد معلوم ہوتا ہے۔ موسیٰ اور محمد کو رہا کر دیا گیا۔ مگر عبدالملک امین کی تخت نشینی تک محبوس ہی رہا۔ امین نے تخت پر بیٹھتے ہی اس کو رہا کر کے شام کا گورنر کر دیا۔ جب مامون تخت خلافت پر رونق افروز ہوا۔ اس نے برامکہ کی جائدادیں واپس کر کے ان کو اعلیٰ مراتب پر سرفراز کر دیا

خارجیوں نے اس عہد میں بھی چند بار علم بغاوت بلند کیا۔ مگر بغیر دقت کے درست کر دیئے خارجیوں کی ایک بغاوت اس واقعہ کے سبب بڑی مشہور ہے کہ ایک نوجوان لڑکی لیلےٰ خارجیوں کی لیڈر بنی۔ بغاوت اس کے بھائی ولید بن طارق نے شروع کی تھی۔ جب وہ راہی ملک عدم ہوا تو اس (لیلیٰ) نے کمان اپنے ہاتھ میں لی اور مدت تک رشید کی فوجوں کے مقابلہ پر تلی رہی۔ مگر آخر اس کے ایک رشتہ دار نے جو شاہی افواج کا کمانڈر تھا۔ اس کو ہتھیار ڈال کر شریف خاتون کی سی زندگی بسر کرنے ترغیب دی۔ یہ عرب جان آف ڈی آرک[1] نہایت خوبصورت اور ماہر شاعرہ تھی:

[1] جون ڈی آرک فرانس میں ایک مشہور لڑکی گزری ہے۔ فرانس اور انگلستان کے درمیان قریباً صدی سے جنگ ہو رہی تھی فرانسیسی بادشاہ ہزیمت پر ہزیمت کھا رہا تھا۔ کہ دہقان لڑکی ۱۴ یا ۱۵ برس کی بادشاہ کے پاس آئی اور کہا کہ مجھے خدا نے ملک سے انگریزوں کو نکالنے پر مامور کیا ہے۔ اس کی بات پر کسی کو یقین نہیں آیا مگر اس کے اصرار پر بادشاہ نے اسکو فوج دیکر انگریزوں کے مقابلہ پر روانہ کر دیا۔ اس لڑکی نے ایسی داد مردانگی دی کہ دوست دشمن حیران رہ گئے اس نے انگریزوں کو پے در پے شکستیں دیں اور بقول محققین کم و بیش فرانس کو انگریزی چنگل سے چھڑا دیا آخر یہ لڑکی چند وحشیوں کے ہاتھ آ گئی انھوں نے اس کو جادوگرنی سمجھ کر زندہ جلا دیا۔

M Awais Sultan
Group Admin
Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

موصل کے لوگوں کے مشکوک چلن سے آزردہ ہو کر رشید نے گورنمالی کے طور پر ان کے شہر کی فصیل گرا دی۔ دمشق میں حمیریوں اور مضریوں کی باہمی شورش سے ایک فتنہ برپا ہو رہا تھا۔ رشید ان دونوں قبائل کو اپنے خاندان کا بدخواہ سمجھ کر پہلے تو خاموش رہا کہ آپس میں لڑ کر کمزور ہو جائیں اور آخر ایک مدت بعد اس نے دخل دیا اور ان کی بدامنی کو مضبوطی سے دبایا۔ مگر رومیوں کے ساتھ رشید کی جنگ اس کے عہد کے مشہور واقعات میں سے ہے ۔ ۱۸۱ھ میں رومیوں نے آئرین اور مہدی کے بیچ باہمی عہد نامہ کو توڑ کر اسلامی ممالک پر حملہ کر دیا۔ ان کو سخت نقصان کے ساتھ پسپا کیا گیا۔ ننارہ اور انگیریا کے شہر فتح کیے گئے۔ جزیرہ قبرص جس نے بغاوت کر کے عرب حکومت کا جوا اتار دیا ہوا تھا۔ پھر واپس لیا گیا اور جزیرہ اقریطش کو تاخت و تاراج کیا گیا۔ ایک نیا عہد نامہ مرتب کیا گیا اور پھر یونانیوں نے پہلے کی طرح مقررہ سالانہ خراج دینا منظور کیا۔ قیدیوں کا تبادلہ کیا گیا۔ اور ظاہر قرائن سے باور کر لیا گیا ہو گی کہ مدت تک امن قائم رہے گا۔ ۱۸۲ھ میں بدتمیز و بے رحم آئرین نے اپنے بیٹے قسطنطین کو اندھا کر دیا اور خود آگسٹا کے نام سے سلطنت پر قابض ہو بیٹھی (آگسٹا کو عربی میں السنہ کہتے ہیں) اپنے ہمراز تخت اطیس کی مدد سے اس نے پانچ برس تک حکومت کی اس کے بعد چھوٹے یونانیوں نے اس کے برخلاف علم بغاوت بلند کیا اور اس کو معزول کر کے جلاوطن کر دیا اور اس کے وزیر خزانہ نائس فورس عربی نام نکفور کو تخت پر بٹھایا۔ کیونکہ وہ مصالحت شعار آدمی نہ تھا۔ اس لئے آئرین اور مسلمانوں کے قائم کردہ رابطہ اتحاد کو توڑنا چاہا اور ایک گستاخانہ پیغام رشید کو بھیجا جو یہ تھا۔ "از بارگاہ عالی قیصر روم نائس فورس بحضور شاہ عرب ہارون رشید ۔ ہرگاہ تجھے واضح ہو کہ جو قیصر تجھ سے پہلے تخت متمکن رہی۔ اس نے تجھ کو رخ کا رتبہ دیا اور خود پیادہ بنی اور تجھ کو بہت سی دولت دی اور یہ سب کچھ اس کی عورت ذات ہونے اور حماقت کا نتیجہ ہے اب جب تو میرا خط پڑھ چکے۔ وہ تمام دولت واپس کر دے جو تو نے اس سے لی ہے۔ ورنہ تلوار میرے تیرے درمیان فیصلہ کرے گی" ایک مؤرخ لکھتا ہے "جب رشید نے یہ خط پڑھا۔ وہ مارے غصے کے لال پیلا ہو گیا۔ بولنا تو درکنار کوئی شخص اس کے منہ کی طرف دیکھنے کی جرأت بھی نہ کر سکا۔ درباری خوف کے مارے ادھر ادھر ہو گئے اور وزیر مہر سکوت لگائے صلاح مشورہ دینے سے محترز رہے "

سلے شطرنج کے مہرے کا اس لئے ذکر کیا کہ ہارون رشید نے حال میں اس کو مغربی ایشیا میں جاری کیا تھا۔

یہ خط پڑھ کر رشید نے اس کی پشت پر لکھا۔ " از بارگاہ عالی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسلمین خادم الحرمین الشریفین غازی ہارون رشید۔ بنام نائس فورس سگ رومی، ہر گاہ تجھے واضح ہو کہ میں نے تیرا خط پڑھا، اس کا جواب تو آنکھوں سے دیکھے گا، سن نہیں سکتا" اور اس نے اپنی بات سچی کر دکھائی۔ اسی دن فوج جرار لیکر برق و باد کی طرح اڑا اور شاہی ہرقلہ پر جا کر دم لیا۔ مغرور یونانی خلیفہ نے مقابلہ کیا مگر منہ کی کھا کر اوندھا گرا۔ عربوں کی شجاعت کے سامنے جبلہ فریب کی دال نہ گل سکی۔ نائس فورس نے صلح کی درخواست کی اور آگے سے زیادہ خراج دینا منظور کیا اور وعدہ کیا کہ سالانہ ادا کرتا رہے گا۔ اس کی درخواست کو شرف قبولیت بخشا گیا۔

مظفر و منصور خلیفہ رقہ کی طرف واپس آیا۔ رشید نے آکر مقام کیا تھا کہ نائس فورس نے یہ خیال کر کے کہ خلیفہ اس برے موسم میں دوبارہ بنفس نفیس میدان جنگ میں نہیں آئے گا، عہد و پیمان کو بالائے طاق رکھ کر اودھم مچا دیا۔ مگر اس نے اپنے حریف کا اندازہ ٹھیک نہ کیا۔ جس دم اس خلاف ورزی و بے ایمانی کی خبر رشید کے کانوں میں پہنچی وہ شیر کی طرح انگڑائی لیکر اٹھا اور الٹے قدموں واپس پھرا۔ خلیفہ عین موسم سرما کی شدت میں کوہ طارس کی برفوں پر سے گزرتا ہوا بجلی کی طرح غنیم کے سر پر آ پہنچا۔ نائس فورس اس کی بہادری اور شجاعت کو دیکھ کر دنگ رہ گیا اور سب چوکڑیاں بھول گئیں۔ چالیس ہزار سپاہی کٹا کر اور تین زخم خود کھا کر یہ بے ایمان یونانی دم دبا کر بھاگا۔ رشید رومیوں کی عادت سے واقف تھا ہی۔ واپس ہونے سے پیشتر اس نے سخت عہد و پیمان لیے کہ پھر عہد نامہ کی خلاف ورزی نہ کریں گے۔ مگر جب ہارون کہیں دوسری جگہ مشغول ہوتا، نائس فورس عہد نامہ کی ضرور خلاف ورزی کرتا اور مار کھا کر پاؤں سر پر رکھ کر راہ گریز اختیار کرتا۔ ۱۸۹ھ میں رشید کو ایک باغی گورنر کی گوشمالی کے لیے رے کی طرف جانا پڑا۔ مکار یونانی رنائس فورس کے لیے یہ موقع غنیمت تھا۔ چنانچہ اس نے حملہ کر دیا۔ مگر یہاں رشید کے بیٹے قاسم سے جس کو خلیفہ نے مدار المہام بنا کر جہاد کے لیے وقف کر دیا تھا سابقہ پڑا۔ اس دفعہ خلیفہ نے پھر اس بے ایمان کو معافی عطا کر دی جب رشید رے میں رونق افروز تھا۔ دیلم اور طبرستان کے قدیم باشندے سلام کے لیے حاضر ہوئے رشید کے حسن سلوک نے ان کو رام کر لیا پھر رشید رقہ کی طرف جاتا ہوا بغداد واپس آیا۔ رشید نے مستقل طور پر رقہ کی سکونت اختیار کر لی تھی۔ کیونکہ یہاں رہ کر وہ یونانیوں اور شمالی خانہ بدوش قبائل کی حرکات کی بخوبی نگرانی کر سکتا تھا اور ساتھ ہی نیم مطیع شامی قبائل پر نظر رکھ سکتا تھا۔ یہاں محنتی اور جفاکش بادشاہ نے تھوڑے سے آرام کیا۔ مگر بے ایمان یونانی اس کو کب آرام لینے

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

دیتا تھا۔ ماوراء النہر کی بغاوت نے نائس فورس کو وہ موقع دیا جس کا وہ منتظر تھا یہ خلیفہ کی سرحد پر بلائے بے درماں کی طرح آن پڑا۔ اور سرحدی صوبوں میں آفت بپا کر دی۔ رشید اس حرکت کو ٹھنڈے دل سے کب دیکھ سکتا تھا۔ مامون کو کل اختیارات تفویض کر کے اور رقہ میں اس کو اپنا قائم مقام بنا کر وہ شمال کی طرف روانہ ہوا یہ جنگ درحقیقت ایک جہاد تھا۔ کیونکہ قیام امن اور اس عہد نامہ کی بحالی کے لیے تھا جس پر یونانی نے حلف اٹھا کر اپنی مہر لگائی تھی۔ رشید کے ساتھ ایک لاکھ پینتیس ہزار مرتزقہ (باقاعدہ) سپاہی علاوہ والنٹیئروں کے تھے وہ سارے ایشیائے کوچک پر شمال کی طرف تخمیناً تک اور مغرب کی طرف میسا اور کاریا تک چھا گئے۔ رشید ی جرنیلوں کے آنے پر کئی شہروں نے اپنے دروازے کھول دیئے۔ توئینا اور افتیس (واقع لیڈیا) یزید بن مخلد نے اور صقالیہ ولبہ۔ ملیکوپیا۔ سیڈی۔ ردوپلیس انڈراسیس اور نیشیا۔ شرجیل بن معن بن زائدہ نے فتح کر لیے۔ مظفر و منصور فوج نے پھر ہرقلیہ پونٹیکا واقع بر ساحل بحیرۂ اسود کا محاصرہ کیا۔ نائس فورس نے جو فوج روانہ کی وہ شکست کھا کر تتر بتر ہو گئی اور ہرقلیہ حملہ کر کے فتح کر لیا گیا۔ یونانی نے پھر معافی مانگی اور خلیفہ از راہ عاقبت نا اندیشی رحم دلی کی درخواست منظور کر لی۔ ورنہ دنیا کا امن اور تہذیب تو اس امر کے مقتضی تھے کہ رومی حکومت کا خاتمہ کر کے قسطنطنیہ پر قبضہ کر لیا جاتا۔ نائس فورس اور اس کے خاندان کے شہزادوں اور عہدہ داروں نے حلف اٹھا کر عہد کیا کہ وہ ذاتی فدیہ دینے کے علاوہ بہ نسبت سابق بہت زیادہ خراج ادا کریں گے۔ مگر ۱۹۲ھ میں یونانیوں نے پھر خلاف ورزی کی اور اسلامی ممالک پر حملہ کر دیا۔ میور صاحب ارقام فرماتے ہیں کہ ایسی جنگوں کا یہ نتیجہ ہوا کہ مذہبی بغض و عناد پیدا ہو گیا۔ ٹھیک اسی وقت خراسان میں شورش ہو گئی اور رشید کو مشرق کی طرف جانا پڑا۔ اور یونانیوں کی گوشمالی کو ملتوی کرنے پر مجبور ہوا۔ قاسم کو ایک تجربہ کار جرنیل خزیمہ بن خازم کے ساتھ رقہ میں اور امین کو بغداد میں متعین کرنے کی محنت اور کام سے تکان زدہ بادشاہ خراسان کی طرف روانہ ہوا۔ مامون باپ کے ساتھ ہوا۔ مگر سلسلہ کوہ طے کرنے کے بعد ایران میں داخل ہو کر اس کو ایک دستہ فوج کے ساتھ بطور ہراول مرو کی طرف روانہ کیا گیا اور خود خلیفہ نے بڑی فوج کے ساتھ آہستہ آہستہ آگے بڑھنا شروع کیا۔ رقہ سے روانگی کے وقت خلیفہ کی طبیعت علیل ہو گئی تھی طوس کے علاقہ کے ایک قریہ سناآباد میں پہنچے پر بیماری نے مہلک صورت اختیار کر لی۔ رشید نے یہ خیال کر کے کہ خاتمہ کا وقت آن پہنچا۔ اپنے خاندان (ہاشمی) کے افراد جو فوج میں تھے بلائے اور ان کو کہا

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

"جو جوان ہے بوڑھا ہو جائے گا جو دنیا میں آیا ضرور موت کا ذائقہ چکھے گا۔ میں تم کو تین نصیحتیں کرتا ہوں۔ اپنا کام ایمانداری سے کرو۔ خلفاء کے نمک حلال بنے رہو اور آپس میں متفق رہو۔ محمد اور عبداللہ کا خیال رکھو۔ اگر ایک دوسرے کے برخلاف علم بغاوت بلند کرے تو بغاوت کو فرو کرو اور باغی کو لعن طعن۔" پھر اس نے اپنے خادموں اور سپاہیوں میں بہت سی خیرات تقسیم کی۔ دو دن کے بعد آخر اس عالی شان خلیفہ کو دنیا سے جدا ہونا پڑا۔ رشید عین عالم شباب میں بروز شنبہ ۴ جمادی الثانی ۱۹۳ھ ہجری کو تیئیس سال چھ ماہ کی باعظمت حکومت کے بعد اس دار فانی سے کوچ کر گیا۔ تم جس طرح چاہو ہارون رشید کو تاریخی جرح و قدح کی ترازو میں تولو۔ تم اس کو دنیا کے اعظم ترین حکمرانوں اور بادشاہوں کے تول برابر پاؤ گے۔ موجودہ زمانے کا گزشتہ زمانہ سے مقابلہ کرنا سخت غلطی ہے۔ انیسویں صدی کی انسانیت ترقی و تہذیب کا ہزار سال پہلے کے زمانہ سے مقابلہ کرنا سراسر لغو اور فضول ہے۔ رشید کے کیرکٹر کے نقائص اس کے ترہات اور طبیعت کی تیزی مطلق العنانی کی بدولت تھی۔ اتنی طاقت اور اختیار رکھنے کے باوجود اس قدر خود ضبط ہونا رعایا کی خوشحالی میں اس قدر سعی و کوشش کرنا اور لوگوں کے فوائد کا ہلی تک خیال رکھنا کیا اس کی عقل خدا داد کے کافی ثبوت نہیں ہیں۔ اس نے اپنے فرائض کی ادائیگی میں کبھی غفلت یا کوتاہی نہ کی۔ برائیوں کی اصلاح۔ غلطیوں کا تدارک اور اپنے آپ کو رعایا کی حالت سے باخبر کرنے کے لئے اس نے اپنی سلطنت کا شرقاً غرباً کئی دفعہ دورہ کیا۔ نو دفعہ اس نے بنفس نفیس قافلہ حجاج کی قافلہ سالاری کر کے مقدس فریضہ حج ادا کیا اور اس طرح اس اپنی ماتحت اقوام پر اپنی شخصیت کی وقعت اور اسلامی وحدت کے فوائد ثابت کر دیئے۔ اس کا دربار شان و شوکت اور رونق میں اپنی نظیر آپ تھا۔ دنیا کے ہر گوشہ سے عالم اور مدبر شخص آتے۔ اور اپنے دامن مقصود کو گوہر مراد سے بھر کر لے جاتے۔ آرٹس۔ سائنس اور علم الابدان کے ہر شعبے اور شاخ کی ترقی کے لئے شاہانہ مروت و کرم سے کام لیا جاتا۔ ہارون رشید پہلا شخص ہے۔ جس نے راگ کو شریف پیشہ قرار دیا اور سائنس اور لٹریچر کی طرح اس کی بھی ڈگریاں اور اعزازی درجے مقرر کئے۔ اسی کے عہد حکومت میں فقیہوں کی جدوجہد سے جن کا سرغنہ ابو یوسف قاضی القضاۃ تھا۔ حنفی مذہب باضابطہ صورت اختیار کرنے لگا۔ اگرچہ اس مذہب کا نام امام

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

ابوحنیفہ کے نام حنفی ہے مگر دراصل اس کا بانی رشید کا قاضی القضاۃ ہے ابویوسف افتاء کے معاملہ میں کرینمر کے ایسا نرم مزاج دلچکدار اور بیکن کا سا طامع تھا۔ ابویوسف کے مذہبی سلسلہ کی یا تو اس سبب سے کہ وہ ابھی ابتدائی حالت میں تھا، یا اس وجہ سے کہ مخالف عناصر موجود تھے، اس وقت بہت کم مخالفت کی گئی۔ کسی ایک مذہب کی ترویج پر زور دینے کا اثر ان عناصر کے تناسب سے پڑتا ہے جن سے ان کو مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ تاہم اس زمانہ میں فقہ کی طرف عام توجہ ہو جانے کے باوجود یہ سسٹم نشوونما کے آثار ظاہر کرنے لگا۔ رشید کے خود اپنے فقیہوں کا ادب اور ان کے مسائل کی قدر کرنے سے اس مذہب کی صورت پذیری کا راستہ صاف ہو گیا۔ اس کے بڑھتے ہوئے زور نے کمزور بادشاہوں کے عہد میں ترقی کے راستے مسدود کر دیئے۔ اس طرح اس سنی مذہب کی عمارت کی بالائی منزل کا آغاز ہوا جس کی بنیاد منصور کے وقت رکھی گئی تھی۔ اگرچہ یہ مذہب آخری عباسیوں کے عہد تک بھی مکمل نہ ہوا تاہم دنیاوی حکومت سے محروم ہو جانے کے سبب اپنے مذہبی اقتدار کو قائم رکھنے پر مجبور ہو گئے اور اس عقیدے کے ماننے والوں نے کہ اجماع امت سے کسی سردار کا انتخاب ربانی حکم کا درجہ رکھتا ہے اور اس طرح منتخب شدہ آدمی جائز روحانی لیڈر یا جمہور کا جائز امام ہوتا ہے اب الگ نام اختیار کر لیا۔ انھوں نے اپنا نام اہل السنت والجماعت رکھا۔ رشید نے اس محکمہ کی توسیع کی جس کو اس کے دادا منصور نے علوم فنون کی کتب کا عربی میں ترجمہ کرنے کے لئے قائم کیا تھا اور اس کے عملہ میں اضافہ کیا۔

مگر رشید کے وقت میں اس محکمہ کو وہ عروج حاصل نہ ہوا جو مامون کے عہد میں ہوا۔ اس کے عہد حکومت میں بڑے بڑے نامور اور مخیر روزگار آدمی ہوئے ہیں۔ جیسے کہ اصمعی صرف و نحو کا کامل ماہر جس کے سپرد ہارون کے بچوں کی تعلیم تھی، عبداللہ بن ادریس الشافعی عیسٰی ابن یونس، سفیان بن ثوری ابراہیم موصلی گویا، اور جبرائیل بن حکیم بختیشوع۔ ابن خلدون لکھتا ہے۔ "رشید بالکل اپنے دادا کے نقش قدم پر چلتا تھا ہاں اس کی طرح کنجوس و بخیل نہ تھا بلکہ اس کے برابر فیاض خلیفہ ہوا ہی نہیں، خود شاعر تھا، شاعروں پر مہربانی کرتا تھا اس کے عہد حکومت میں مغرب الاقصٰی اور

---

[1] رشید نے اپنی مسیحی محبوبہ ہیلن کو مخاطب کر کے جو نظمیں موزوں کیں وہ واقعی نہایت اعلیٰ پایہ کی

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

مشرق الاقصیٰ کے مابین وسائل آمد و رفت قائم کئے گئے اور وہ پہلا خلیفہ ہے جس نے برسر دربار فغفور چین اور شارلیمین بادشاہ فرانس کے سفیر سے ملاقات کی"۔ ان تحائف کی فہرست آج تک محفوظ ہے جو رشید نے شارلیمین کو بھیجے تھے اس فہرست کے ملاحظہ سے خلافت کی ترقی یافتہ حالت کا پتہ لگتا ہے۔ تحائف میں ایک بڑی گھڑی بھی تھی جو کاریگری اور صنعت کا عجیب نمونہ تھی۔ اس کے بیٹوں میں سے چار مشہور ہیں۔ یعنی محمد الامین۔ عبداللہ المامون۔ قاسم المؤتمن اور ابواسحاق محمد المعتصم جب رشید نے انتقال کیا۔ امین دارالخلافہ میں۔ مامون مرو میں۔ جو ایک صوبہ کا صدر مقام ہے اور قاسم اپنے علاقہ قنسرین میں تھا اور ملکہ زبیدہ رقہ میں تھی۔ خلیفہ کی وفات کی خبر حمویہ صاحب البرید (اعلیٰ افسر ڈاک خانہ) نے بغداد کی طرف بھیجی اور دوسرے دن امین کے بھائی صالح نے جو باپ کے ساتھ تھا اس کو شاہی خاتم، تلوار اور عبا ارسال کر دیں۔ امین فوراً قصر الخلد سے قصر الخلافت میں آیا۔ اگلے دن اس نے امامت کرائی اور شاہی خطبہ پڑا۔ اور فوجوں، عہدے داروں اور شہریوں سے حلف اطاعت لیا۔ مامون نے بھی اپنے بادشاہ بھائی کو مبارکباد بھیجی اور تحائف ارسال کئے۔ رشید کی وفات کی خبر سنتے ہی زبیدہ رقہ سے بغداد کی طرف آئی اس کے بیٹے نے بمقام انبار نہایت دھوم دھام و تزک و احتشام سے اس کا استقبال کیا اور شاہی محل میں لایا۔ جہاں وہ اپنے فرزند امین کی وفات تک سکونت پذیر رہی۔ یہاں دونوں بھائیوں سے کچھ جلدی ہی ایک دوسرے کے رقیب اور دشمن ہو گئے۔ کرکڑ کا اختلاف بتلانا خالی از دلچسپی نہ ہو گا۔ دونوں بھائیوں کی تعلیم نہایت لائق و جید عالموں کے زیر سایہ ہوئی تھی۔ امین اپنی والدہ اور مامون علیٰ کی زیر نگرانی اور مامون جس کی ماں ایرانی الاصل تھی اور اس کے بچپن ہی میں ملک بقا کو سدھار گئی تھی۔ بدقسمت وزیر جعفر کی

کی ہیں۔ وہ ہرقلیہ کے ایک رومی پادری کی لڑکی تھی وہاں سے باپ کے ہمراہ اسے لا کر ہارون نے دریائے فرات کے متصل اور رفیقہ کے قریب ایک شاندار محل بنوا رکھا اور وہاں اس کے لئے دنیا کی ہر نعمت مہیا کی یہ محل مسعودی کے وقت تک موجود تھا۔[2] اس گھڑی میں یہ صفت تھی کہ گھنٹے بجتے ہی اتنی ہی گیندیں اس میں سے ایک بنجی طشتری پر آگرتے اور اسی قدر تعداد کے سوار گھڑی کا دروازہ خود بخود کھل جانے سے باہر نکل کر طاس کی آواز تک باہر رہتے اور پھر اندر چلے جاتے اور ان کے بعد دروازہ خود بخود بند ہو جاتا

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

حفاظت میں رہا تھا دونوں کو ایک ہی تعلیم دی گئی تھی۔ ان کو اس زمانہ کے علوم مثلاً علم کلام، علم فقہ علم حدیث میں طاق کرنے کی بیش از بیش کوشش کی گئی۔ مامون ذہین تھا اس کو جو کچھ سکھایا جاتا تھا جھٹ ذہن نشین کر لیتا تھا۔ امین لاابالی مزاج تھا، یاد کرنے کی کوشش نہ کرتا۔ فصاحت میں جو عرب شہزادوں کے لئے اولیں ضروری تھی دونوں برابر تھے۔ مگر مامون فصیح ہونے کے ساتھ ہی محدث اور فلاسفر بھی تھا۔ وہ قرآن کا حافظ تھا اور اس کی قرأت نہایت دلکش تھی۔ رشید دونوں بیٹوں کے کرکٹر کے اختلاف سے واقف تھا۔ اور غالباً موت سے پہلے اس کو یقین ہو چکا ہوگا کہ اس کے فیصلہ کا کیا حشر ہوگا اس نے وصیت کی کہ میرے ساتھ جو فوج اور خزانہ ہے وہ مامون کا حق ہے۔ مشرقی صوبہ جات کی حفاظت کے لئے یہ بات ضروری تھی کیونکہ امین کو بغداد کے خزانہ سے ہی بے شمار روپیہ مل چکا تھا۔ امین نے جو اپنے وعدہ کو پورا کرنے پر کبھی بھی دل سے آمادہ نہ ہوا تھا اور جو صرف رشید کی وفات کا انتظار کر رہا تھا۔ فوج کو بہکانے کے لئے جاسوس بھیجے۔ فضل بن ربیع جو وفات کے وقت رشید کے پاس تھا اور جعفر برمکی کی برطرفی کے وقت سے دراصل وزیر اعظم بنا ہوا تھا امین کا طرفدار ہو گیا۔ وہ امین کی کمزوری سے واقف تھا اور اس کو یقین تھا کہ امین کے عہد میں سلطنت کا سیاہ و سفید کلی طور پر اس کے ہاتھ میں رہے گا۔

اس نے سپاہیوں کو ترغیب دی کہ مامون کی حمایت کا جو حلف انھوں نے رشید کے سامنے کیا تھا اس کو توڑیں اور اس کے ساتھ دارالخلافہ کی طرف چلیں۔ فوج اور خزانہ لے کر فضل بن ربیع امین کے پاس آگیا جس نے اس کو فوراً وزیر بنا دیا اور فوج کو دو سال کی تنخواہ بطور پیشگی دے دی فضل کی نمک حرامی سے مامون فوج اور خزانہ سے محروم ہو کر سخت مصیبت میں مبتلا ہو گیا۔ کیونکہ جاگیردار شورش کے آثار ظاہر کر رہے تھے مگر لائق مشیروں کی مدد سے اس نے سرداروں اور عام رعایا کو اپنا گرویدہ کر لیا۔ اس نازک وقت میں اس کا مشیر خاص ایک ایرانی فضل بن سہیل تھا وہ لائق شخص تھا۔ مگر نوجوان شہزادے پر اپنا رعب قائم رکھنے کا از حد خواہش مند تھا وہ دوسروں کا رسوخ دیکھ کر حسد کرتا تھا اسی غرض سے اس نے مشہور و معروف بہادر ہرثمہ اور ایک ہونہار سپاہی طاہر بن حسین پر بھی حملہ کرا دیا۔ مامون نے شرفاء کے ساتھ نہایت رحیمانہ و فیاضانہ سلوک کیا اور ٹیکسوں کو کم کر دیا۔ ان اور دیگر ذرائع سے اس نے صوبہ کے لوگوں کے دل تسخیر کر لئے

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

M Awais Sultan Group Admin

جو اس کو اپنا بھانجہ کہہ کر (کیونکہ اس کی ماں ایرانی الاصل تھی۔ مترجم) اس کے گرد پروانہ وار جمع ہو گئے۔ اس تمام اثنا میں مامون اپنے خلیفہ بھائی کا فرماں بردار و خیر خواہ مگر اس کی طرف سے چوکنا اور ہوشیار رہا۔ مامون جب اپنے زیر نگیں صوبہ کی بہتری و ترقی میں ہمہ تن مشغول تھا۔ امین اپنی سلطنت کا ستیاناس کر رہا تھا اپنے شوریدہ سر سپاہیوں کو خوش رکھنے کے لئے اس نے بے شمار روپیہ تقسیم کیا۔ سلطنت کے ہر حصہ سے بازی گر، مسخرے، نجومی اور جادوگر بلائے اور بہت سی دولت خوبصورت طائفوں اور گانوں میں لٹا دی اور بنی نوع انسان کا وہ بدقسمت طبقہ (مخنث) جو رومی سلطنت میں بکثرت موجود تھا اور جو نہ صرف زنان خانوں کی حفاظت بلکہ امور سلطنت کے انصرام کے لئے نوکر رکھا جاتا تھا اپنے دارالخلافہ میں بصرف زر کثیر بلایا۔ خود امین کی نگرانی میں ایک محفل رقص و سرود قائم ہوئی ایک سو خوبصورت لڑکیاں زرق برق لباس میں یعنی ہیرے، جواہرات سے لدی ہوئی۔ باجے کی دھیمی سُر سے مل کر ناچتیں۔ آگے بڑھتیں پیچھے ہٹتیں۔ دوڑیں نکالتیں زقندیں بھرتیں۔ پھر لچکتی اور مٹکتی ہوئی دو دو ہو کر ادھر سے اُدھر اور اُدھر سے ادھر عجیب ادا سے گزرتیں عجب رنگ ڈھنگ تھا کہ اندر کا اکھاڑہ بھی شرماتا تھا۔ دریائے دجلہ کی بہار دیکھنے کے لئے اس نے پانچ کشتیاں نہایت مکلف اور چمکدار بنوائیں ایک شیر ببر کی۔ دوسری ہاتھی کی۔ تیسری عقاب کی۔ چوتھی سانپ کی اور پانچویں گھوڑے کی صورت میں۔ رنڈیوں اور گانوں سے گھرا ہوا۔ امین ہمیشہ عیش و عشرت میں ڈوبا رہتا۔ اس نے سلطنت کا سب سیاہ و سفید حریص و نالائق وزیر فضل بن ربیع کے ہاتھوں میں سونپ دیا اور دشمنان اسلام کو طاقت و زور پکڑنے کا موقع مل گیا نائس فورس بلغاریوں کے ساتھ لڑتا ہوا واصل جہنم ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا استبراک تخت پر بیٹھا۔ استبراک تھوڑے عرصہ تک ہی حکومت کر کے راہی ملک عدم ہو گیا۔ اس پر رومیوں نے میخل بن جارج استبراک کے بہنوئی کو تخت پر بٹھا دیا۔ تاہم میخل کے ایک جرنیل لیو نے اس کو تخت سے اتار دیا۔ اور وہ بے چارہ در بدر خاک بسر ہونے لگا۔ لیو نے تخت پر متمکن ہوتے ہی عہد و پیمان کو توڑ دیا اور مسلمانوں کو تنگ کرنے لگا۔ امین تو عرش بریں کی سیر پر ہوتا تھا۔ اس کو رعایا کے دکھ سکھ سے کیا واسطہ تھا۔ اپنی سلطنت کی حفاظت کا انتظام کرنے کی بجائے وہ الٹا اپنے بھائی سے گتھم گتھا ہو گیا۔ فضل بن ربیع کو جو خوف دامن گیر ہو رہا تھا کہ اگر مامون تخت پر جلوہ

Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

Islami Books Quran & Madni Ittar House

افروز ہو گیا تو وہ بے ایمانیوں کی سزا اس کو دے گا اس نے امین کو یہ پٹی پڑھائی کہ بھائی کو جانشینی سے محروم کر دے پہلے پہل تو نوجوان خلیفہ نے اس کی بات پر کان نہ دھرا۔ مگر فضل اور اس کے مانند دیگر خائن اور بدتمیز درباریوں نے جیسے کہ علی بن عیسیٰ بن ہامان کے اصرار سے امین آخر اس تباہی بخش کام آمادہ ہو گیا۔ مامون کو بغداد طلب کیا مگر اس نے عذر کیا کہ اپنے علاقہ کو نہیں چھوڑ سکتا کیونکہ خطرہ فساد کا ہے اس پر امین نے اس کو حکومت سے معزول کر دیا اور حکم دیا کہ آئندہ خطبوں میں اس کا نام نہ لیا جائے۔ قاسم کو بھی ان صوبہ جات سے محروم کر دیا جو باپ نے اس کو دیئے تھے۔ امین نے مامون کی بجائے اپنے شیرخوار بیٹے موسیٰ کو ناطق بالحق کا خطاب دے کر اپنا جانشین مقرر کر دیا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ بعد اپنے دوسرے بیٹے کو قائم بالحق کا خطاب دے کر اپنا جانشین مقرر کر دیا۔ اس خلاف ورزی کا جواب مامون نے یہ دیا کہ مغربی سرحدوں پر فوجی ناکہ بندی کر دی۔ کوئی شخص بغیر تلاشی دیئے صوبہ میں داخل نہ ہو سکتا تا کہ بغداد کے جاسوس آ کر اس کی رعایا کو ورغلانا نہ شروع کر دیں۔

اب دونوں بھائیوں کے درمیان پھوٹ پڑ گئی۔ امین نے کعبہ سے دونوں دستاویزات منگا کر پرزے پرزے کر دیں۔ پچاس ہزار سپاہی۔ علی بن عیسیٰ بن ہامان کے تحت رے کی طرف روانہ کئے گئے اس مقام رے) پر مامون کی فوج ہراول کے کمانڈر طاہر بن حسین نے مقابلہ کر کے ان کو شکست دی۔ علی بن عیسیٰ مارا گیا اور اس کے سپاہی یا تو تتر بتر ہو جدھر سینگ سمائے بھاگ گئے۔ یا مامون کی فوج سے آملے طاہر نے اپنی فتح کی خبر ٹھیک اسی طرح بھیجی جس طرح جولیس سیزر روم نے دربار کو بھیجی تھی اس نے لکھا۔ علی بن حسین کا سر میرے سامنے پڑا ہے اور اس کی انگوٹھی میری انگشت میں ہے اور اس کی فوجیں میرے قبضہ میں ہیں۔ یہ پیغام سات سو پچاس میل کے فاصلہ پر تین دن میں پہنچایا گیا اب فضل بن ربیع نے ایک لاکھ درہم کی رقم جو رشید نے مامون کو دی تھی اور مامون کی پرائیویٹ جائداد جو نوفل مامون کے دو بچوں کے اتالیق کی زیر نگرانی تھی ضبط کر لی۔ اس چیرہ دستی کے فعل پر کمزور خلیفہ اور اس کے شریر وزیر کو پبلک نے سخت لعن طعن کی۔

امین کے منہ لگوں نے اس کو یہ مشورہ بھی دیا کہ مامون کے بیٹوں کو بطور یرغمال اپنے قابو میں کرے۔ اگر مامون اطاعت قبول نہ کرے تو ان کو قتل کر دے۔ اس مشورہ کو نہ صرف یہ کہ امین نے نظر حقارت دیکھا بلکہ اس تجویز کے پیش کرنے والوں کو قید کر دیا۔ بغداد سے جو دوسری

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

فوجیں روانہ کی گئیں۔ پہلی فوج کی طرح ہزیمت کھا کر منہ کے بل گریں اور طاہر نے پہاڑی علاقہ کو صاف کر کے قزوین کو فتح کر لیا اور حلوان پر آپہنچا۔ جہاں اس نے ہیڈ کوارٹر قائم کیا۔ یہاں سے وہ اہواز کی طرف روانہ ہو گیا اور ہرثمہ شمال کی طرف رہا۔ مامون نے اب امیرالمومنین کا لقب اختیار کیا اور سارے ایران نے اس کو خلیفہ تسلیم کر لیا اس نے فضل بن سہل کو تبت سے کر ہمدان تک اور بحیرۂ ہند سے لے کر بحیرۂ کیپین تک کے علاقہ کا گورنر مقرر کیا اور وہ امیرالحرب اور امیرالخراج دونوں عہدوں کا کام کرتا تھا۔ علی بن ہاشم محکمہ جنگ کا اور نوبم بن خزیم محکمہ مال کا وزیر مقرر ہوا۔ اور نعیم حسن بن سہل کا سکرٹری بنایا گیا۔ جب مشرق میں یہ واقعات گزر رہے تھے اس وقت شام میں معاویہ اوّل کی نسل میں سے ایک آدمی نے خلافت کا دعویٰ کر کے بغاوت برپا کر دی۔

اسی وقت مسلمہ کے ایک پوتے نے تخت و تاج کا دعویٰ کیا مگر ان کے ہمراہی ان کا ساتھ چھوڑ گئے اور یہ دونوں دعویدار جس طرح آندھی کی طرح اٹھے تھے اسی طرح بگولہ بن کر غائب غلہ ہو گئے

اسی اثنا میں مامون کے جرنیل نے اہواز، یمامہ، بحرین اور عمان فتح کر کے شمال کی طرف متوجہ ہو کر واسط کو بھی فتح کر لیا۔ اس کی پیش قدمی اور مشرقی عرب کے ساحل کی فتح کا دوسروں پر بھی اثر پڑا۔ عباس بن ہادی نے جو امین کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا، مامون کی متابعت اختیار کر لی۔ منصور بن مہدی گورنر بصرہ اور داؤد بن عیسیٰ گورنر حرمین الشریفین نے بھی عباس کی تقلید کی ان کے ساتھ نہایت عمدہ سلوک کیا گیا اور وہ عہدوں پر بحال رکھے گئے۔ طاہر پھر شمال کی طرف متوجہ ہوا۔ اور مدائن کو فتح کر کے جو ابھی تک ایک ضروری شہر تھا۔ وہ بغداد کے مضافات میں جا پہنچا۔ دوسری طرف سے ہرثمہ بغداد کی جانب بڑھا، اسی وقت ایک تیسرا جرنیل زہیر بن مسیب بھی آپہنچا اور تینوں نے مل کر بغداد کا محاصرہ کر لیا۔ طاہر انبار دروازہ متصلہ باغ میں اور ہرثمہ دریا کی ایک شاخ نوریہ پر مقیم ہوا۔ محاصرہ چند ماہ تک جاری رہا امین نے سپاہیوں اور اپنے ساتھ کے لوگوں میں روپیہ تقسیم کر کے خزانہ خالی کر دیا، آخر سونے اور چاندی کے برتنوں کو پگھلا کر اپنے مددگاروں میں تقسیم کیا محاصرہ کے دوران میں شہر کو سخت نقصان پہنچا۔ دونوں طرفوں میں جو مکان حملہ کرنے یا حملہ کو روکنے میں سدِ راہ پائے گرا دیئے اس طرح آدھا شہر برباد ہو گیا اور لوگوں پر سخت تباہی و مصیبت نازل ہوئی۔ سردار اور عہدے دار امین کو چھوڑنے لگے۔ مگر عوام اس کے ساتھ رہے۔ آخر

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

امین اپنی والدہ کے ساتھ اس محل میں پناہ لینے پر مجبور ہوا۔ جو منصور نے دریا کے کنارے پر بنایا ہوا تھا یہاں بھی اس کی حالت مخدوش ہوگئی اور چند مشیروں نے شام کی طرف بھاگ جانے کی رائے دی مگر امین کا خیال تھا کہ اگر اس شرط پر کہ اس کو ماموں کے پاس بھیج دیا جائے گا وہ ہتھیار ڈال دے تو بہتر ہوگا کیونکہ اس کو اپنے بھائی کی نیک نہادی پر پورا پورا بھروسہ تھا۔ چنانچہ نامہ و پیام کا سلسلہ شروع ہوگیا مگر طاہر نے اصرار کیا کہ امین اپنے آپ کو اس کے حوالے کرے۔ امین نے لپنے تئیں ایک منحوس یک چشم شخص کے سپرد کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ اس کو اس پر اعتبار نہیں تھا۔ اور اس کو اپنا بداندیش اور دشمن خیال کرتا تھا۔ اس نے اپنے آپ کو باپ کے پرانے اور نمک حلال جرنیل ہرثمہ کے سپرد کرنے کی تجویز پیش کی آخر اس معاملہ کا فیصلہ اس طرح پر کیا گیا۔ کہ امین ہرثمہ کے حوالہ ہو اور شاہی خاتم اور ردا اور تلوار طاہر کے سپرد کی جائے۔ اس طرح دونوں جرنیلوں نے اس کے مطیع کرنے میں حصہ لیا۔ ۲۳۔ محرم ۱۹۸ ھجری اتوار کی شب کو امین اپنے بچوں سے مل کر ہرثمہ کی کشتی کی طرف روانہ ہوا۔ جرنیل نے نہایت تعظیم و تکریم سے اس کی پیشوائی کی اور ملاحوں کو حکم دیا کہ کشتی کو جلد جلد کیمپ کی طرف سے چلیں۔ بعض بے رحم اور ظالم ایرانی سپاہیوں نے جو پہرہ پر متعین تھے۔ کشتی کی طرف پتھر پھینکنے شروع کیے۔ ایک پتھر کشتی کے لگا اور وہ پانی سے بھرنی شروع ہوگئی۔ ہرثمہ بصد مشکل ڈوبتے ڈوبتے بچا۔ امین اور قاضی تیر کر کنارے پر آئے ان کو ایرانی سپاہیوں نے گرفتار کر لیا اور پاس کی چوکی میں قید کر دیا۔ امین سردی سے کانپ رہا تھا۔ قاضی نے اس کو اپنا چوغہ دے دیا اور وہ دونوں آرام کرنے کے لئے لیٹ گئے آدھی رات کو بعض ایرانی سپاہی دروازہ توڑ کر اندر گھس آئے اور بد قسمت امین پر ٹوٹ پڑے اس نے تکیہ کی آڑ میں اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کی۔ مگر قاتلوں نے اس کی بوٹی بوٹی جدا کر دی۔ دوسرے دن کی صبح کو قاتلوں نے مقتول کا سر بغداد کی دیواروں پر بلند کیا (قاضی شہر جو امین کے ہمراہ آیا تھا۔ غالباً بچ رہا)

جب ماموں کو اپنے بھائی کے قتل کی خبر پہنچی تو اس کو سخت صدمہ ہوا۔ اس کو وہم و گمان بھی نہ گزرا تھا۔ کہ ان کے اختلاف کا نتیجہ ایسے تباہی بخش کام پر ختم ہوگا۔ اس نے قاتلوں کو سزا دی۔

M Awais Sultan
Group Admin
Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

اور امین کے بیٹوں کی دلجوئی کے لئے ان کو اپنا متبنّےٰ بنا لیا اور ان کی تعلیم و تربیت زبیدہ کے سپرد کی۔ اور جب وہ سن بلوغت کو پہنچے، اپنی بیٹیوں سے ان کی شادی کر دی۔ ان میں سے ایک نوعمر عالم شباب میں مرگیا۔ مامون نے امین کے خاندان اور ملازموں کی جائیداد ان کے قبضہ و تصرف میں رہنے دی۔ اس طرح امین ۲۸ سال کی عمر میں چار سال آٹھ ماہ حکومت کرکے راہی ملک بقا ہوا۔

اٹھارھواں باب ۱۸

۱۹۸ تا ۲۳۲ ہجری مطابق ۸۱۳ تا ۸۴۷ عیسوی (مامون اعظم معتصم۔ واثق۔ مامون مرو میں۔ بغداد میں بدامنی۔ امام الرضا کی وفات۔ مامون بغداد میں۔ یونانیوں کے ساتھ جنگ۔ علم معقولات مامون کی وفات۔ اس کی عادات و خصائل۔ مامون کے وقت میں عربوں کی علمی ترقی۔ معتصم کی تخت نشینی۔ دارالخلافہ کی تبدیلی۔ ترکی محافظ۔ سپاہ کی تقرری۔ بابک کی فتح۔ یونانیوں کی شکست۔ معتصم کی وفات۔ واثق کی تخت نشینی۔ اس کے عادات خصائل۔ اس کی وفات۔

اگر مامون رواروی بغداد آجاتا تو بدامنی اگلے چند سالوں تک رہی وہ پیدا ہی نہ ہوتی۔ مگر وہ فضل بن سہل کے بھروسہ پر رہا اور سب سیاہ و سفید اس کے سپرد کرکے خود عالموں اور عابدوں سے فلسفی بحث کرنے میں مشغول رہا۔ اپنی جگہ فضل کی یہ کوشش تھی کہ بادشاہ مرو میں رہے جہاں وہ مکمل حریص وزیر کے قابو میں تھا۔ مغربی سلطنت کے معاملات کی اصلی حالت وہ خلیفہ کو معلوم ہی نہ ہونے دیتا اور عراق و شام کے واقعات سے اسے بالکل بے خبر رکھتا۔ امین کی وفات کے تھوڑے عرصہ بعد بنی امیہ میں سے ایک شخص نصر نے الجزائر میں مامون کے برخلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ اور پانچ سال تک شاہی فوجوں کو ہلکان کرتا رہا۔ عراق میں مدبروں نے مضافات کے شہریوں سے مل کر حسن بن سہل کے برخلاف جس کو اس کے بھائی نے عراق کا گورنر مقرر کیا تھا، بغاوت کر دی۔ مغربی سلطنتوں کی شورشوں کا اثر خاندان علویہ کے حریص لوگوں پر بھی پڑا۔ انہوں نے اور حضرت علیؓ کے برادر جعفر طیار نے جواب تک گوشہ نشینی میں رہے تھے، شاید یہ خیال کیا کہ ان کے حقوق کے ملنے کا وقت واپس آگیا ہے۔ ایک علوی ابن طبا طبا نامی کوفہ میں نمودار ہوا۔ اور لوگوں کو خاندان رسولؐ کی اطاعت کرنے پر اکسایا۔ اس کی مدد پر ایک لوٹیرا ابوسرایا آمادہ ہوا۔ ان لوگوں نے اپنی متفقہ

M Awais Sultan Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

افواج سے حسن بن سہیل کو شکست دے کر سارے جنوبی عراق پر قبضہ کر لیا۔ ابن طباطبا کو کچھ ہی عرصہ میں اس کے معاون نے زہر دے دیا اور وہ مرگیا اس کی جگہ خاندان علوی کا نوجوان لڑکا کا انتخاب کیا گیا جب دریائے دجلہ کے کناروں پر یہ واقعات گزر رہے تھے اسی وقت حجاز میں امام جعفر الصادق کا ایک بیٹا خلیفہ منتخب کیا گیا۔ ایران کی سرحدوں سے لے کر یمن تک سارا ملک اس جدوجہد میں شامل ہوا اور قتل و غارت کا بازار گرم ہوگیا۔ مگر ان واقعات کی اطلاع مامون تک نہ پہنچائی جاتی تھی آخر عراق کی بغاوت نے ایسی مہیب شکل اختیار کی کہ فضل حسد کے باوجود ابو سرایا کے مقابلہ میں ہرثمہ کے بھیجنے پر مجبور ہوا۔ باغی شکست کھا کر مارا گیا اور نوجوان لڑکا جس کو اس نے خلیفہ بنا رکھا تھا مرو بھیجا گیا۔ جہاں بعد ازاں وہ مامون کا منظور نظر ہوگیا۔ جب ہرثمہ عراق کی بغاوت فرو کر چکا تو اس کو مصر جانے کا حکم دیا گیا۔ مگر بوڑھے جرنیل نے کہا کہ جب تک وہ خلیفہ کو موجودہ خطرات سے آگاہ نہ کرے گا وزیر کا حکم نہ مانے گا۔ وہ بعجلت مرو کی طرف روانہ ہوا۔ اور اچانک خلیفہ کے سامنے حاضر ہوا دونوں طرف سے گرم جوشی اور محبت کا اظہار ہوا۔ ہرثمہ نے سپاہیانہ جوش سے مامون کی خدمت میں عرض کیا کہ سلطنت تباہ و برباد ہو رہی ہے۔ بادشاہ سے رخصت ہو کر وہ اپنی رہائش گاہ کی طرف واپس آ رہا تھا کہ وزیر کے شہ پر آدمیوں نے اس پر حملہ کر کے یہاں تک زخمی کیا کہ وہ دو تین روز میں ہی جاں بحق ہوگیا۔ ہرثمہ کے قتل کی خبر سن کر بغداد کے سپاہیوں نے جو اس کو بڑا عزیز رکھتے تھے بغاوت کر دی اور نئے سرے سے پھر فساد شروع ہوگیا۔ لوگوں نے حسن بن سہل اور اس کے بھائی فضل کا حکم ماننے سے انکار کر دیا اور حسن کی جگہ منصور بن مہدی کو گورنر منتخب کیا۔ منصور نے اس شرط پر گورنری کو قبول کیا کہ وہ اس وقت تک کام کرے گا جب تک کہ خود مامون تشریف فرما نہیں ہوتا یا کسی اور کو گورنر کر کے نہیں بھیجتا۔ سنہ ۲۰۱ ہجری میں مامون نے اپنے اس پرانے خیال پر کہ خلافت آل محمدؐ کے حوالہ کی جائے عمل شروع کر دیا۔ اس غرض سے اس نے فاطمی امام علی بن موسیٰ الکاظم کو مدینہ سے بلایا اور کھلم کھلا طور پر ظاہر کیا کہ اس نے اپنے خاندان اور خاندان علوی میں سے اپنا جانشین ڈھونڈنے کی کوشش کی ہے مگر کسی کو تاج و تخت کے ایسا قابل نہیں پایا جیسا کہ موسیٰ کے بیٹے کو، چنانچہ ۲ رمضان سنہ ۲۰۱ ہجری کو اسے الرضا من آل محمد کا خطاب دے کر اپنا ولی عہد مقرر کیا۔ اور اس کے لئے حلف اطاعت لیا۔ اس وقت سے امام

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

علی ثالث الرضا کا نام سے مشہور ہو گیا۔ ماموں نے اسی وقت حکم دیا کہ عباسی سیاہ رنگ ترک کر کے فاطمیہ سبز رنگ اختیار کیا جائے۔ الرضا کی نامزدگی سے بغداد کے عباسی سخت غیظ و غضب میں آ گئے۔ انھوں نے ابراہیم بن مہدی کو تخت پر بٹھا دیا اور حسن کے افسروں کو نکال دیا۔ بغداد اور پاس کے شہروں میں کوئی باضابطہ حکومت نہ رہی اور لٹیرے اور بدمعاش دن دہاڑے لوگوں پر دھاوے کرنے لگے۔ آخر نوبت بایں جا رسید کہ امیر لوگ خود اپنے بچاؤ کا خود فکر کرنے لگے۔ انھوں نے امن قائم کرنے کے لئے کمیٹیاں بنائیں جو بدمعاشوں کی نگرانی کرتیں اور مجرموں کو سزا دیتیں یہ کمیٹیاں ماموں کے بغداد میں آنے تک خوبی سے کام کرتی رہیں۔ جنوبی عراق اور حجاز میں بھی صورت حال نہایت ابتری ہو رہی تھی۔ نہ کوئی ابراہیم کی بات مانتا تھا اور نہ حسن بن سہل کی ہر ایک شہر و قریہ میں قتل و غارت کا بازار گرم تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ خود غرض ایرانی وزیر کے سبب ماموں کی سلطنت کا شیرازہ پراگندہ ہو جائے گا۔ ایسے نازک وقت میں امام الرضا ماموں کے پاس گیا۔ اور صورت حال سے اس کو خبر دی اس نے بتایا کہ وزیر صحیح خبروں کو دبا دیتا ہے۔ ابراہیم کے انتخاب اور اپنی نامزدگی سے عباسیوں کی ناراضی اور امین کی وفات سے اس وقت تک کے کل واقعات من و عن بیان کر دیئے۔ سن کر خلیفہ ہکا بکا رہ گیا اور دریافت کیا کہ آیا رضا کے سوا کسی اور کو بھی یہ حالات معلوم ہیں یا نہیں، امام نے چند فوجی سرداروں کے نام بتلائے ان کو بلایا گیا اور وزیر کے انتقام سے اپنی حفاظت کا وعدہ لے کر انھوں نے امام کی لفظ بلفظ تائید کی۔ انھوں نے بتایا کہ کس طرح خلافت کا ہوا خواہ ہرثمہ فضل کی شرارت سے قتل ہوا اور یہ کہ بنی عباس نے ابراہیم بن مہدی کو جسے وزیر ماموں کا نائب بنایا تھا، خلیفہ منتخب کر لیا۔ کیونکہ وہ ماموں کو مرتد سمجھتے ہیں خلیفہ کی آنکھوں میں عالم تیرہ و تار ہو گیا۔ اس نے مغرب کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا اور اگلے دن اپنے دربار کے ساتھ بغداد کی طرف روانہ ہو گیا۔ فضل نے یہ معلوم کر کے کہ سازش طشت از بام ہو گئی ہے اور یہ دیکھ کر کہ وہ امام الرضا کو کوئی ایذا نہیں پہنچا سکتا اپنے ماتحت افسروں پر کینہ و بغض لوٹا۔ کسی کو تازیانے لگوائے کسی کو قید خانہ میں ڈالا اور بہتوں کی داڑھیاں نچوائیں۔ امام الرضا پھر ماموں کے پاس گیا اور وزیر کے مظالم بتائے خلیفہ نے جواب دیا کہ فضل کو یک لخت اختیارات سے محروم نہیں کر سکتا ایسے کام تدریج ہوتے ہیں۔ تاہم ایرانی الاصل وزیر کے بہت سے دشمن خلیفہ کا عندیہ پا گئے کہ وہ اس کو معزول کر دے

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

گا پس فضل مرو سے ایک دن کی مسافت پر بمقام سرارخ حمام میں قتل کر دیا گیا. قاتل گرفتار کیئے گئے اور ترغیب دہندوں سمیت دار پر کھینچے گئے. بعض لوگوں کا یہ خیال کہ مامون نے خود مامون نے فضل کو قتل کرایا تھا. یا امام الرضا کو زہر دے کر ہلاک کیا. بالکل لغو اور فضول ہے

بمقام طوس مامون اپنے باپ کی قبر پر کچھ عرصہ ٹھہرا. یہاں اس کا دوست اور مشیر جس نے عملی طور پر اس کی سلطنت بچائی تھی یعنی امام الرضا داعی اجل کو لبیک کہہ گیا. امام کی موت اچانک ہوئی اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد المعروف جواد تقی امامت کی گدی پر متمکن ہوا. مامون نے امام کی وفات پر سخت رنج کیا. اور اس کی قبر پر ایک مقبرہ بنایا جس کی زیارت کو دنیا کے ہر گوشے سے شیعہ زائرین آتے ہیں اب اس مقام کو جہاں امام کا مزار ہے مشہد کہتے ہیں. امام کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر خلیفہ آگے روانہ ہوا. راستہ میں ضروری ضروری مقامات پر ٹھہرتا گیا. نہروان پر جہاں وہ آٹھ دن ٹھہرا. فوجی سرداروں. بغداد کے رئیسوں اور خاندان بنی عباس کے ممبران نے اس کی پیشوائی کی اس وقت تک سب سبز پیراہن زیب بر کئے تھے طاہر رقہ سے خلیفہ کی ملاقات کو آیا تھا اور دیگر ممتاز سر برآوردہ اشخاص کی درخواست پر پھر عباسی رنگ اختیار کیا

مامون کا داخلہ بغداد میں نہایت شان و شوکت اور تزک و احتشام سے ہوا. بازار گلی کوچے آراستہ کیئے گئے لوگوں نے زرق برق لباس پہنے اور خلیفہ کے دار الخلافہ آنے پر ہر طرف چہل پہل ہو گئی مامون کے آتے ہی سب بدامنی کافور ہو گئی. لوگوں کی حفاظت کے لئے جو کمیٹیاں بنائی گئی تھیں توڑ دی گئیں. گورنمنٹ کو از سر نو انتظام اور محاصرہ کے دوران میں بغداد کو جو نقصان پہنچا تھا مامون اس کی تلافی کرنے میں ہمہ تن مشغول ہو گیا. شہر کے اس معائنہ میں مامون کے ساتھ اس کا چیمبرلین احمد بن ابو خالد تھا اس نے اس وقت کی تباہی کا سارا ماجرہ حضور میں عرض کیا. مامون نے جواب میں کہا. بغداد میں تین قسم کے لوگ ہیں ایک تو مظلوم. دوسرے ظالم تیسرے نہ ظالم نہ مظلوم یہ آخری لوگ سب برائی کی جڑ ہیں ایک مورخ لکھتا ہے کہ اصل بات بھی یوں ہی ہے. حرمین الشریفین کی حکومت ایک علوی کے سپرد کی گئی. کوفہ اور بصرہ خلیفہ کے دو بھائیوں کے ماتحت کیئے گئے. طاہر کو فوج محافظ شاہی کا کپتان مقرر کیا گیا. اگلے سال طاہر نے مشرق کی گورنری کے لئے درخواست دی جو منظور ہوئی اور وہ اپنی وفات تک وہاں کا گورنر رہا. اس کے بعد اس کا بیٹا طلحہ گورنر

کیا گیا اور وہ سات سال تک مشرق پر حکمران رہا۔ طاہر کے دوسرے بیٹے عبداللہ کو جو ایک قابل مدبر اور جرنیل تھا، شام اور مصر کی حکومت پر سرفراز کیا گیا اور ساتھ ہی نصر عقیل کی سرکوبی کا کام اس کے سپرد ہوا۔ سخت لڑائی کے بعد باغی نے معافی کی درخواست کی۔ اس کا قلعہ کیصان زمین کے برابر کیا گیا اور اس کو دربار میں بھیج دیا گیا۔ جہاں مامون نے اپنی حسب معمول دریا دلی سے اس کی خطائیں سے درگزر کی۔ الجزیرہ میں امن قائم کرنے کے بعد عبداللہ بن طاہر مصر کی طرف گیا۔ وہاں بھی بغاوت نے زور پکڑا ہوا تھا۔ ایک ہی لڑائی میں اس نے باغیوں کا قلع قمع کر دیا۔ اموی بادشاہ نے اندلس سے ایک بڑی تعداد ہسپانوی مسلمانوں کی ملک بدر کر دی تھی جو بال بچوں سمیت مصر میں آ کر آباد ہو گئے تھے انھوں نے سکندریہ میں خرمستی شروع کر دی۔ عبداللہ نے ان سے کہا تھا یا تو ہتھیار پھینک دو یا ملک سے نکل جاؤ۔ انھوں نے جزیرہ اقریطش جانے کی اجازت مانگی جو فی الفور دے دی گئی۔ ان نامہربان مہمانوں کو روانگی کے وقت جزیرہ کی فتح کی اہمیت کے مطابق جنگ اور آذوقہ دیا گیا وہ اور چند النیٹر اقریطش کی طرف روانہ ہوئے جہاں وہ باآسانی تمام ایک جگہ اتر گئے۔ مختصر لڑائی کے بعد اہل جزیرہ مطیع ہو گئے۔ اور حملہ آور اپنے مفتوحہ جزیرہ میں آباد ہو گئے۔ جہاں ان کی نسل آج تک موجود ہے (مگر افسوس مسلمانوں کے زوال کے ساتھ جہاں ہسپانیہ، پرتگال، سسلی اور دیگر جزائر بحیرہ روم مسلمانوں سے پاک صاف ہو گئے ہیں۔ کل جزیرہ اقریطش بھی مسلمانوں سے خالی ہو رہا ہے) اس سے دو سال پیشتر زیادۃ اللہ بن اغلب نے جزیرہ سسلی فتح کر کے خلیفہ کے زیر نگیں کر لیا تھا یمن اور خراسان کی شدید بغاوتیں بغیر وقت کے فرو کی گئیں اور دونوں جگہ باغیوں سے نرمی برتی گئی۔ اس وقت ایک خطرناک سازش کے طشت از بام ہو جانے سے مامون چونک پڑا۔ سربرآوردہ عباسی اس کو قتل کرنے کی کھچڑی پکا رہے تھے۔ خاص سازش کنندوں کو جرم کی اہمیت کے مطابق سزا دی گئی۔ مگر سپاہیوں کو معاف کر دیا گیا۔ ۲۱۰ھ ہجری کے ماہ رمضان میں مامون نے اپنے وزیر حسن بن سہل کی خوبصورت دختر خدیجہ المعروف بوران سے شادی کی۔ اس شادی کی دھوم دھام بغداد کی شان و شوکت اور عظمت کا پتہ دیتی ہے۔ مامون ابھی مرو میں تھا کہ منگنی ہو گئی۔

شادی کی تقریب میں ایوان خم الصلح میں جہاں حسن اس وقت رہتا تھا، بڑے بڑے جلسے کئے گئے۔ وزیر نے سترہ دن تک ساری برات کو نہایت پرتکلف دعوتیں دیں۔ زبیدہ، اس کی دختر اور دیگر

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

شاہی بیگمات اس شادی میں شریک تھیں۔ ان کی خوبصورتی اور لباس کی زرق برق نے وہ سماں باندھ دیا کہ مدعو شدہ شاعر ان کی شان میں قصیدے لکھنے پر مجبور ہو گئے (کہا جاتا ہے کہ اس شادی پر حسن نے پانچ کروڑ درہم خرچ کئے تھے) مگر ان خاتونوں میں سب سے زیادہ خوبصورت خود دلہن تھی۔ ایک رسم کے موقع پر دلہن کی دادی نے دولہا اور دلہن پر سے ایک ہزار بڑے بڑے موتی نچھاور کئے ان موتیوں کو بموجب حکم خلیفہ جمع کر کے ایک ہار بنایا گیا جو نوجوان ملکہ کی نذر کیا گیا۔ شادی کے کمرہ میں ایک کافوری بتی جس کا وزن ایک من تھا، سونے کے شمعدان میں رکھی ہوئی جل رہی تھی۔ جب شاہی برات واپس ہونے لگی وزیر نے ہر ایک عہدیدار کو ایک ایک خلعت نذر کی اور خلیفہ کے ہمرکاب شہزادوں اور سرداروں پر کستوری کے گیند نچھاور کئے۔ ہر ایک گیند میں ایک ایک ٹکٹ چھپا تھا جس پر کسی خاص جاگیر یا غلام یا گھوڑوں کی تعداد یا کچھ نقد یا اور چیز لکھی تھی۔ گیندوں کو لوٹنے والے ان ٹکٹوں کو ایجنٹ کے پاس لے گئے اور جو کچھ جس کے ٹکٹ پر لکھا تھا لے لیا۔ عام لوگوں میں اس نے سونے چاندی کے سکے، کستوری کے گیند اور عنبر کے بیضے تقسیم کئے۔ حسن کی بیماری کی تلافی کرنے کی غرض سے مامون نے اس کو فارس اور اہواز کا ایک سال کا محاصل دے دیا۔ بوران مسلمانوں میں ایک نہایت ہی ممتاز و نامور خاتون ہوئی ہے اپنی بذلہ سنجی و ظرافت، خوبصورتی و لیاقت سے اس نے خاوند پر خوب قابو پا لیا اور اس کو جب ترغیب دیتی، رعایا کی بہتری ہی کی دیتی۔ اس کی خیرات کی کوئی حد نہ تھی اس نے چند شفاخانے اور بغداد کی عورتوں کے لئے زنانہ مدرسے جاری کئے وہ مامون کے بعد پچاس برس تک زندہ رہی اور اس طرح اس نے سلطنت کی شان و شوکت کے کمال اور آخر اس کے زوال کے آغاز کو بھی دیکھا۔ مامون کی حکومت کے ابتدا میں جبکہ اندرونی فسادات سے سلطنت متزلزل ہو رہی تھی ایک لٹیرا بابک نام ژندران کے دشوار گزار قطعات میں ایک قلعہ پر قابض ہو بیٹھا وہ ان لوگوں میں سے تھا جو تناسخ کے قائل تھے۔ اور یہودیت، عیسائیت اور اسلام کے اخلاقی قواعد کو نہیں مانتے تھے اپنے پہاڑی قلعہ سے نکل کر وہ ارد گرد کے علاقہ میں تاخت و تاراج مچاتا، عیسائی، مسلمان مردوں کو قتل کر دیتا اور عورتوں کو پکڑ کر لے جاتا۔ اس کی گوشمالی کے لئے فوج کے بعد فوج بھیجی گئی۔ مگر اپنی ناقابل تسخیر پوزیشن کے باعث وہ چند سالوں تک قابو نہ آیا۔ آخر شاہی فوجوں نے اس کا ایسا ناک میں دم کیا۔ کہ اس نے یونانیوں سے اتحاد کر لیا اور ان کو اسلامی ممالک پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ روم کے تخت پر اس وقت تھیوفلس متمکن

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

کا یقینا متمکن تھا۔ اس انقلاب پسند لوٹیرے سے ہم آہنگ ہو کر اس عیسائی قیصر نے اسلامی ممالک پر حملہ کر کے بہت سے مسلمانوں کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا اس حملہ کے جواب میں مامون بنفس نفیس میدان جنگ کی طرف روانہ ہوا۔ اور تین لڑائیوں میں دشمن کا ایسا بھرکس نکالا کہ وہ صلح کی درخواست کرنے پر مجبور ہو گیا۔ ان متواتر جنگوں نے عربوں اور یونانیوں کے درمیان بغض اور تلخی کا بیج پیدا کر دیا جس کا اثر اب تک مغرب کے دلوں پر باقی ہے یونانیوں کی گوشمالی کرنے کے بعد خلیفہ مصر کی طرف گیا اور ایک ترکی جرنیل آفشین نے جواب صاحب اقتدار ہو رہا تھا۔ بالائی مصر کا انتہائی حصہ الغرمہ جہاں زبیرین مصر سے باغی آکر پناہ گزین ہو گئے تھے فتح کر لیا یونانیوں کے بار بار حملوں کو روکنے کے لئے مامون نے طرسوس سے ستر میل بجانب شمال بمقام طیانہ ایک مضبوط قلعہ کی بنیاد رکھی۔ یہ قلعہ مکمل ہی ہوا تھا کہ موت کے بیرحم ہاتھ نے خود مامون کے کوچ کا نقارہ بجا دیا طرسوس کے نزدیک بدان دیلون کے مقام پر ایک دن گرمی کے موسم میں مامون اور اس کا بھائی دریا کے کنارے ٹھنڈے پانی میں پاؤں ڈالے بیٹھے رہے۔ اسی رات ان کو سخت بخار چڑھ گیا۔ بخار کی حالت ہی میں مامون طرسوس کی طرف آیا۔ جہاں تھوڑے عرصہ بعد داعی اجل کو لبیک کہہ گیا اس کو رشید کے ایک نمک حلال نوکر کے باغ میں مدفون کیا گیا۔ مامون کے بھائی معتصم کی صحت بحال ہو گئی اور وہ اپنے دنیا سے جانے والے بھائی کی وصیت سن سکا۔ مامون نے دم واپسیں اپنے جانشین بھائی سے کہا کہ "رعایا کے فوائد کی نگہداشت کرنا۔ ظالموں سے اس کو بچانا۔ انصاف کرنا اور سزا دینے میں مناسب حد سے تجاوز نہ کرنا۔" مامون ۱۷۰ھ ہجری میں ٹھیک اس دن جب اس کا باپ رشید تخت خلافت پر رونق افروز ہوا۔ پیدا ہوا تھا۔ اور بیس سال چھ ماہ حکومت کی۔ اس میعاد میں وہ زمانہ شمار نہیں کیا گیا۔ جس میں حرمین الشریفین میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اور بغداد کا محاصرہ رہا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ بڑا خوبصورت اور موہنی شکل کا جوان تھا۔ ایک مؤرخ اس کی اس کے متعلق لکھتا ہے بلحاظ حزم واحتیاط۔ عزم۔ رحم و انصاف۔ تدبر و دانائی عظمت و رعب۔ آزادی و فیاضی مامون بنو عباس میں ممتاز ترین بادشاہ تھا وہ بڑے بڑے اوصاف سے مملو تھا اور کئی کام اس کی یادگار کے صفحہ تاریخ میں محفوظ ہیں۔ بنو عباس میں کوئی بھی اس سے زیادہ دانا دور اندیش نہیں ہوا۔

مامون کی خلافت عرب تاریخ میں ایک مہتم بالشان یادگار ہے۔ اور واقعی اسلام کا سنہری

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

زمانہ کہلانے کے مستحق ہے اس کے بیس سالہ عہد حکومت نے علمی دنیا میں مسلمانوں کی ترقیات کی کئی یادگاریں چھوڑی ہیں۔ اس کے زمانہ میں مسلمانوں نے صرف سائنس اور آرٹس میں ہی کمال پیدا نہیں کیا بلکہ علم کے ہر شعبے میں امتیاز حاصل کیا۔ فلسفہ اور علم فصاحت کو انھوں نے ایسا مانجھا کہ کمال کر دیا۔ ریاضی، ہیئت، طب وغیرہ علوم کو ایسا چمکایا کہ اس عظیم الشان زمانہ کی انسانی ترقی و تہذیب کا نشان آج تک باقی رہ گیا۔ علم کی لہریں یہاں سے عربی ہسپانیہ اور مسیحی قسطنطنیہ کی طرف بڑھیں اور وہاں سے موجودہ یورپ میں پہنچیں۔ مامون نے خیال کیا کہ اس کی رعایا کی اصلی خوشحالی و بہبود اسی میں ہے کہ اس کو تعلیم و تربیت سے بہرہ ور کیا جائے۔ اس نے اس بات کو پسند نہیں کیا کہ علم کی ترقی اور عہدہ داروں کے ذاتی عطیات پر منحصر رہے۔ اس نے علم کی سچی قدر دانی کر کے اس کی اشاعت و ترقی کے لئے مستقل عطیہ عطا کیا اور اتفاقیہ عطیات کے انتظار سے علم کی دیوی کو سبکدوش کر دیا۔ سلطنت کے ہر حصہ میں سکول اور کالج کھولے اور ان کو ضروری سامان سے آراستہ کیا۔ ویسٹ صاحب رقم طراز ہیں کہ دنیا کی تاریخ میں شاید یہ پہلا موقع ہے کہ ایک مذہبی اور شخصی حکومت نے فلسفہ کا ساتھ دیا اور اس کی فتح کا سامان کیا۔ مامون ایک مدبر ہونے کے سبب مذہب یا قومیت کا امتیاز نہ کرتا تھا۔ اس کی ساری رعایا کے لئے سرکاری عہدوں اور اسامیوں کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ ہر ایک مذہبی پردۂ گمنامی میں نہاں ہو گیا تھا۔ جمہوریہ کے خاتمہ اور شخصی حکومت قائم ہو جانے سے صرف وزیر ہی بادشاہ کے مشیر رہ گئے تھے۔ مامون نے ایک باضابطہ مجلس شوریٰ قائم کی جس میں اس کی ہر ماتحت قوم کے قائم مقام شریک ہوتے۔ اس میں مسلمان یہودی، عیسائی، صابئین، آتش پرست سب شامل تھے۔ اسلامی حکومت میں غیر مسلموں کو ہمیشہ سے ہی مذہبی و قومی آزادی حاصل رہی۔ اگر اس پالیسی میں کبھی کبھار کوئی فتور پڑا تو محض مقامی گورنروں کی غلط فہمی سے۔ مامون نے مذہبی آزادی کو اور بھی وسیع کر دیا۔ مامون کے عہد میں علاوہ آتش کدوں اور دیگر معبدوں کے صرف گیارہ ہزار گرجے تھے۔ یروشلم اور انطاکیہ کے اسقف عیسائی مذہب کے پیشوا تھے۔ اور ساں کے مذہبی درجے مقرر تھے ان لوگوں کو اسلامی بادشاہوں کے زیر سایہ وہی مراعات حاصل تھیں جو ان کے ہم مذہب بادشاہوں کے وقت میں ان کو میسر تھیں۔ مامون نے از راہ دور اندیشی ان عقائد کے رجحان کو جو اس مذہب (یعنی مذہب تقلید) میں داخل ہو رہے تھے۔ جس کا وہ حیدر و خلیفہ تھا۔ اور زمانہ کی ترقی کے ساتھ ان کی مخالفت دنیا ساری اور سوسائٹی و ملک پر ان کے

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

آخری بار اثر کو قبل از وقت معلوم کرلیا۔ اس کی رائے میں ان عقائد کو ماننا بدتر از بغاوت تھا۔ کیونکہ ان کی غرض و غایت پولیٹیکل اور سوشل ترقی کے راستوں کو مسدود اور آخر میں جمہور کو تباہ و برباد کرنا تھا اس نے ناموزوں اور سخت عقائد سے لوگوں کے دل و دماغ کو جکڑ کر بند کرنے کا اثر بد معلوم کرلیا۔ لہٰذا اپنی حکومت کے پچھلے چار سال میں وہ درستی سلطنت اور لوگوں کے دل و دماغ کو ان ذخیروں سے جو مولوی اور فقیہہ تیار کر رہے تھے آزاد کرنے کی کوشش اور جدوجہد میں ہمہ تن مشغول رہا۔ اس سے بڑھ کر کوئی شخص اس مشن کے اہل و قابل نہ تھا وہ اپنے زمانہ کے مولویوں کی نسبت علم حدیث و فقہ زیادہ جانتا تھا۔ قرآن کو بغور مطالعہ کیا ہوا تھا اور امام الرضا کا شاگرد تھا جس سے اس نے فلسفہ اور سائنس کی پیدا کردہ بیدار مغزی اور وہ مذہبی آزادی حاصل کی تھی۔ جو خاندان بنو یہ کے فلاسفروں کو تعلیم کا خاصہ تھی۔ دوسری صدی کے پہلے نصف زمانہ میں واصل بن عطا کے اختلاف کا چرچا رہا۔ واصل پہلے پہل امام جعفر الصادق کا شاگرد رہا جن سے اس نے علم معقولات کی تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں وہ حسن بصری کے لیکچر سنتا رہا۔ مگر ایک مذہبی مسئلہ پر ان سے اختلاف کیا۔ اسی اختلاف کی وجہ سے ان کے پیرو معتزلہ کہلاتے ہیں۔ اور ان کے مذہبی طریقہ کو مذہب اعتزال کہتے ہیں۔ رائج الوقت مذہب کے چند اصولوں کو نہ صرف عقل انسانی بلکہ قرآن اور رسول صلعم کی تعلیم کے برخلاف خیال کرتا تھا۔ بطور مثال مذہب سنت والجماعت کی تعلیم تھی کہ انسان خود مختار نہیں۔ قیامت کے دن دوبارہ جسمانی زندگی ملے گی اور خدا ان جسمانی آنکھوں سے نظر آئے گا اور یہ کہ خدا کے اوصاف اس کی ذات سے الگ ہیں اور کہ قرآن ازلی و ابدی ہے اس اخیر اصول کا گویا یہ مفہوم تھا کہ سوسائٹی کی تغیر پذیر ضرورت اور ابتدائی حالت میں جو عارضی قواعد نافذ ہوئے ہیں۔ وہ بھی مستقل قانون کی شکل اختیار کرلیں۔ برخلاف اس کے معتزلہ مامون (یہاں اثنا عشریہ کے ماموں سے مطلب ہے) کے مذہب پر چلتے تھے جو یہ تھا کہ انسان برائی بھلائی کرنے میں خود مختار ہے۔ دوبارہ جسمانی زندگی نہیں ملے گی اور نہ خدا ان آنکھوں سے نظر آئے گا۔ کیونکہ اگر وہ ان آنکھوں سے دکھائی دے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ خود جسم دار ہے۔ خدا کے اوصاف اس کی ذات سے الگ نہیں اور یہ کہ قرآن ازلی و ابدی نہیں ان کا یہ اعتقاد تھا کہ انسانی افعال سے متعلق کوئی دائمی قانون نہیں ہے۔ بلکہ خدائی احکام جو انسان سے متعلق ہیں ترقی اور نشوونما کا نتیجہ ہیں اور ان ہی تغیرات و انقلابات کے تابع ہیں جن کے تابع ساری خدائی ہے مامون نے معتزلہ

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

عقائد اختیار کئے اور اپنی سلطنت میں بھی رائج کرنے کی کوشش کی کیونکہ وہ اسلام کی سلامتی اور ترقی کی امیدوں کا انحصار اس بات پر سمجھا جاتا تھا کہ ان عقائد کی قبولیت عام ہو۔ ۲۱۸ھ میں مامون نے گورنر بغداد کے نام حکم جاری کیا کہ بڑے بڑے مولویوں کو بلا کر ان سے ضروری مسائل کے متعلق سوال کرے اور ان کے جوابات کی رپورٹ کرے۔ بغداد کے بہت سے بڑے بڑے قاضیوں اور مولویوں نے قائل ہو کر یا زمانہ سازی کے طور پر خلیفہ کے خیالات سے اتفاق رائے ظاہر کیا۔ چند اڑے رہے۔ منجملہ ان کے ایک امام احمد بن حنبل تھے جنھوں نے ان کے نئے خیالات کی سخت مخالفت کی اگر مامون کچھ سال اور زندہ رہتا تو وہ اپنی اعلیٰ شخصیت لیاقت اور قابلیت سے ان چند مخالفوں کو بھی جو ترقی کے آثار کو ڈر اور خطرے کی نگاہ سے دیکھتے تھے اپنا ہم خیال بنا لیتا۔ امام صاحب کے اختلاف کی وجہ سے خلفائے مابعد کے زمانہ میں کئی بغاوتیں ہوئی۔ اس کے متواتر دو جانشین اس کے نقش قدم پر چلے اور اس کے کو جاری رکھنے کی کوشش کی۔ مگر اس جیسی لیاقت اور قابلیت کہاں سے لاتے ان کے زمانہ میں مذہب معقولات کو اتنا عروج حاصل ہوا کہ کسی زمانہ یورپین ممالک میں بھی اس مذہب کو حاصل نہیں ہوا۔ یہ سائینٹسٹ (مذہب معقولات کے ماننے والے۔ مترجم) مسجدوں میں واعظ کرتے اور کالجوں میں لکچر دیتے تھے اور قوم کے نوجوانوں کے کیرکٹر کو ڈھالنا ان کے حیطہ اقتدار میں تھا وہ خلفائے کے خاص مشیر تھے اور یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ اگر وہ اپنے رسوخ واقتدار کا دانائی سے استعمال کرتے تو استاد۔ واعظ۔ عالم۔ حکیم۔ وزیر یا مقامی گورنر ہونے کی حیثیت میں وہ عرب قوم کی ترقی اور نشوونما میں بیش از بیش مدد کرتے۔ اس میں کوئی کلام ہی نہیں ہو سکتا کہ مامون کا عہد حکومت تاریخ اسلام میں سب سے زیادہ شاندار اور باعظمت ہے انسانی سائنس کا مطالعہ اور اس کی ترقی دنیا و قوم کی نشوونما کا بہترین ذریعہ ہے مامون کا دربار مہذب دنیا کا ہر حصہ اور ہر مذہب و ملت کے عالموں، فاضلوں، شاعروں طبیبوں اور حکیموں سے بھرا رہتا۔ ہر عالم سے خواہ وہ مورخ ہوتا یا فلاسفر، صرفی ہوتا یا نحوی یا احادیث کا جامع شاہانہ سلوک کیا جاتا۔ ایک فرانسیسی مورخ کے بقول جو عربوں کی فضیلت ان کی تہذیب اور ان کی علمی ترقیات کا مداح ہے۔ مامون نے اس صدی کو جس میں اس

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

نے علمی بزرگی اور عظمت کو رائج کر دیا اپنے نام سے رونق دی۔ ہارون کے بیٹے کو اس مہتم بالشان کام کی تکمیل کا فخر حاصل ہے جو اس کے دادا منصور نے شروع کیا تھا مامون نے اسکندریہ کے علم و ہنر کو پھر زندہ کیا اور رومی قیصروں سے تعلقات پیدا کر کے ان سے قدیم حکمائے یونان کی کتب فلسفہ حاصل کیں۔ جب وہ کتب بغداد میں موصول ہو گئیں چیدہ عالموں سے ان کا ترجمہ کر کے ان کی اشاعت کی۔ یونانی، شامی اور کالڈی کتابوں کا ترجمہ کوسطا بن لیدکا کی زیر نگرانی قدیم ایرانی کتب کا یحییٰ بن ہارون کے اور سنسکرت کا دوبان برہمن کے زیر نگرانی ہوا۔ علم کی مختلف شاخوں میں نئی اختراع و ایجاد کرنے کے لئے بھی حوصلہ افزائی کی جاتی اور تصنیف کا گراں بہا صلہ دیا جاتا۔ مامون کے عہد میں جو رصد گاہ، موسموں، گرہنوں، سیاروں، اور ان کے گرہوں کو دریافت کرنے کے لئے بنائی گئی۔ از بس مفید اور کارآمد ثابت ہوئی۔ زمین کی ضخامت کا اندازہ دبحیرہ قلزم کے ساحل پر ایک درجہ کی پیمائش کے حساب سے کیا گیا جب مسیحی یورپ زمین کے چپٹے ہونے کا قائل تھا۔ ابوالحسن نے ایک دوربین ایجاد کی جس کے متعلق وہ لکھتا ہے ایک نلکی تھی جس کے دونوں سروں پر شیشے لگے ہوئے تھے ان نلکیوں کو بعد میں طوسی ترقی دی گئی اور مراغہ اور قاہرہ میں ان کا نہایت کامیابی سے استعمال ہوتا رہا۔ علم ہندسہ، اقلیدس فلسفہ، ہیئت، کرۂ ہوائی، جر ثقیل اور طب میں بے شمار کتابیں تصنیف و تالیف کی گئیں طب کی طرف خاص توجہ دی گئی اور چند فاضل و چیدہ طبیب مامون کے ہم جلیس تھے پہلی رصد گاہ جو اسلامی ممالک میں قائم کی گئی وہ تھی جو مامون نے مدرسہ کے میدان پر شماسیا میں بنوائی۔ اس کے بعد چند رصد گاہیں واسط اور اپاسیا میں بھی بنائی گئیں۔

عربوں کی فتح سے قدیم ایرانیوں کی زبان اور علم و ادب تنزل میں آ گیا تھا۔ خود ایرانیوں نے عربی کے شوق میں اپنی آبائی زبان کو پس پشت ڈال دیا۔ مامون نے قدیم علوم کو زندہ کیا اور ایرانی زبان کو ترقی دینے کی کوشش کی اور ہزاروں عربی الفاظ اس میں شامل کر کے اس کی شیرینی اور لطف کو دوبالا کر دیا۔ موجودہ ایرانی زبان کا پہلا شاعر عباس مروزی اسی بادشاہ کے عہد میں ہوا ہے۔ منگل کا روز علمی فلسفی اور سائنٹفک بحثوں کے لئے مختص تھا۔ عالم اور فاضل دوپہر کے وقت شاہی محل کی طرف جاتے۔ جہاں جا جاتے ان کو شاہی دستر خوان پر مدعو کرتا۔ ناشتے

Islami Books Quran & Madnia Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

کے بعد وہ اس کمرے میں جمع ہوتے، جو ان مجمعوں کے لئے مقرر تھا۔ اور جہاں بادشاہ خود میر مجلس بنتا۔ نماز مغرب کے بعد کھانا کھا کر وہ بادشاہ سے رخصت ہوتے۔ ہفتہ کے باقی دن اہم مہام سلطنت میں صرف کئے جاتے۔ کوئی صیغہ فرو گذاشت نہ کیا جاتا۔ کوئی حساب بغیر ملاحظہ کے نہ چھوڑا جاتا اور کوئی درخواست نظر انداز نہ کی جاتی۔ یہ بادشاہ پورے درجے کا متحمل و بردبار تھا بغیر سخت مجبوری کے سزا نہ دیتا۔ ایک دفعہ ایک خارجی جو بغیر اجازت لئے بادشاہ کے سامنے ہو گیا۔ ایسی استادی سے خاموش کرایا گیا کہ مامون کی اس لیاقت کا اظہار ہو گیا کہ وہ اپنے زیر نگیں لوگوں پر حکومت کرنے کا سلیقہ رکھتا ہے۔ یہ خارجی بے دھڑک خلیفہ کے سامنے چلا گیا۔ مگر تخت کے نزدیک پہنچ کر حسب معمول آداب بجا لایا پھر اس نے خلیفہ سے پوچھا "مجھے بتا یہ تخت جس پر تو بیٹھا ہے۔ تو نے لوگوں کی متفقہ منظوری سے حاصل کیا ہے یا جبر و زر سے" مامون نے فوراً جواب دیا۔ "نہ اس سے نہ اس سے بلکہ وہ جو مسلمانوں پر حکومت کرتا تھا اس نے وصیت کی کہ تخت و تاج مجھے اور میرے بھائی کو دے دیا جائے۔ اور جب بار حکومت مجھ پر آن پڑا۔ تو میں نے خیال کیا۔ کہ مجھے لوگوں کی متفقہ منظوری کی ضرورت ہے۔ مگر میں نے سوچا۔ اگر میں حکومت کو چھوڑ دوں تو اسلام خطرے میں پڑ جائے گا۔ ملک لوٹیروں اور رہزنوں سے بھر جائے گا۔ کاروبار سلطنت الٹی حالت میں ہو جائیں گے۔ شورش و بدامنی پیدا ہو جائے گی۔ جس کی وجہ سے مسلمان نہ تو حج بیت اللہ سے مشرف ہو سکیں گے اور نہ دیگر فرائض مذہبی ادا کر سکیں گے۔ یہ خیال کر کے میں لوگوں کی حفاظت پر آمادہ ہو گیا۔ اور جب تک وہ ایک آدمی کو پسند کر کے منظور نہ کر لیں اس وقت تک میں حکومت کسی کے ہاتھ نہیں دے سکتا اور جب لوگ کسی آدمی کو پسند کر لیں گے تو میں بخوشی تخت و تاج اس کے حوالے کر دوں گا" یہ جواب باصواب پا کر وہ شخص بولا "خدا کا فضل تیرے شامل حال رہے" یہ کہہ کر چلا گیا۔ مامون نے اپنا ایک خدمت گار اس کے پیچھے بھیجا۔ اس کی رپورٹ سے معلوم ہوا کہ وہ شخص خارجیوں کا سردار تھا۔ جو بغاوت کی نیت سے جمع ہو رہے تھے۔ مگر مامون کا جواب سن کر بغاوت سے باز آ گئے ہیں۔ اپنی وفات سے کچھ پہلے مامون نے اپنے بھائی ابو اسحٰق محمد المعروف بہ المعتصم باللہ کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ اتنی مدت گزر جانے کی وجہ سے ہم ان وجوہات کو نہیں سمجھ سکتے جن کو مدنظر رکھ کر مامون نے اپنے بیٹے عباس کو حالانکہ

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

وہ فوج خاص کہ عرب فوجیوں میں بڑا ہر دلعزیز تھا تخت وتاج سے محروم کر دیا۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہو گی کہ اس نے اس کو کمزور طبیعت کا آدمی خیال کیا ہو گا۔ اور یہ کہ وہ اس کی قائم کردہ پالیسی پر نہیں چلے گا۔ شاید مامون نے اپنی پالیسی کے چلانے کے قابل وموزوں معتصم ہی کو سمجھا ہو۔ پہلے پہل تو فوج نے عباس کو منتخب کرنے پر زور دیا مگر جب عباس نے اپنے باپ کی وصیت کے مطابق اپنے چچا سے بیعت کر لی تو فوجیوں نے بھی اپنا مطالبہ واپس لے لیا اور حلف اطاعت اٹھا لیا۔ معتصم طرسوس میں خلیفہ مشتہر کیا گیا۔ نہایت کوتاہ اندیشی سے جس کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی اس نے قلعہ طیانہ کی تعمیر بند کر کے سامان جنگ۔ اذوقہ اور سپاہی طرسوس واپس بلا لئے۔ ماسوائے اس ایک اختلاف کے اس نے اپنے بھائی کے نقش قدم پر چلنے کی پوری پوری کوشش کی۔

تاہم اس نے ایک بڑی بھاری غلطی کی کہ ترکوں اور دیگر اجنبیوں کی ایک فوجی جماعت مرتب کی جو آخر خلافت کی تباہی و بربادی کا موجب ہوئی۔ یہ فوجی دستہ مملوک ترکوں، وسط ایشیا۔ یمن۔ اور مصر کے خود غرض لوگوں سے تیار کیا گیا۔ جو دریائے آکسس کے اس پار سے آئے۔ فرغانوی اور جو افریقہ وطن سے آئے مغربیہ کہلاتے تھے۔ ان لوگوں پر ان کے ہی آدمی افسر متعین کئے گئے جو براہ راست بادشاہ کے ماتحت ہوتے۔ اس طرح وہ عرب اور ایرانی فوجوں سے بالکل الگ تھلگ رہے۔ اور یہ امر کوئی حیرت انگیز نہیں کہ کچھ مدت بعد انھوں (فرغانیہ و مغربیہ) نے رومی سلطنت کے محافظ سپاہیوں کا وطیرہ اختیار کر لیا۔ اپنی مرضی سے بادشاہ کو معزول کر دیتے اور اپنی مرضی سے جس کو چاہتے تخت پر بٹھا دیتے۔ وہ زرق برق وردیاں زیب بر کئے ہوئے بے دھڑک بغداد کی گلیوں میں سے سرپٹ گھوڑے دوڑاتے ہوئے گزرتے اور کئی آدمی ان کے گھوڑوں کی جھپٹ میں آجاتے۔ دارالخلافہ میں چیخ وپکار پڑ گئی۔ جب لنے بادشاہ نے بغاوت کا اندیشہ کر کے اپنے منظور نظر دستہ کو بغداد سے بجانب شمال مغرب چند دنوں کی مسافت پر سامریہ میں منتقل کر دیا۔ اب سامرہ معتصم کی رہائش گاہ ہو گا۔ جہاں اس نے اپنے لئے ایک محل اور دو لاکھ پچاس ہزار سپاہیوں کے لئے بارکیں اور ایک لاکھ ساٹھ ہزار گھوڑوں کے لئے اصطبل بنوایا۔ شہر کا ایک حصہ ترک سرداروں کے لئے مختص کر دیا گیا جنہوں نے اپنے لئے ایسے عالی شان مکانات بنوائے کہ شاہی محل سے بھی سبقت لے گئے۔ اس عہد کا ایک

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

مشہور واقعہ یہ ہے کہ ہندوستان کے جاٹ جن کو عرب مؤرخ زوحات لکھتے ہیں۔ دریائے دجلہ کے کنارے پر نمودار ہوئے۔ وہ کس طرح آئے اس کے متعلق کچھ معلوم نہیں مگر بیان کیا جاتا ہے کہ تعداد میں وہ ستر ہزار نفوس تھے۔ ان کے لوٹ مار مچانے پر معتصم نے ایک دستہ ان کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ اور وہ کشتیوں میں بطور قیدی بغداد لائے گئے تاکہ خلیفہ ان کی عورتوں کے لباس کو ملاحظہ کرے پھر ان کو سلیسیا کی سرحدوں پر آباد کیا گیا۔ یہاں بغیر کسی وجہ کے یونانیوں نے ان پر حملہ کرکے بہتوں کو قتل کر دیا اور جو بچ رہے ان کو گرفتار کر کے لے گئے۔ اور تھریس میں منتشر کر دیا۔ یورپی زنگاری اور جپسی انہی جاٹوں کی نسل معلوم ہوتے ہیں ۸۳۵ء میں امام محمد تقی مع اپنی بیوی ام الفضل کے جو مامون کی بیٹی تھی معتصم کی ملاقات کو بغداد آئے۔ وہاں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے ان کی جگہ ان کا بیٹا علی امامت کی گدی پر بیٹھا۔ کچھ دنوں سے بابک کا طوفان فتنہ زا پھر ہر طرف پھیل گیا تھا۔ اور اب اس کا استیصال نہایت ضروری ہو گیا۔ معتصم نے اپنے ایک ترک جرنیل افشین کو اس کی گوشمالی کے لئے روانہ کیا۔ چند حملوں کے بعد افشین نے بابک کا قلعہ فتح کر لیا۔ اس کا بیٹا اور دوسرے لواحقین مطیع ہو گئے۔ اور ان کو بغداد کی طرف بھیج دیا گیا۔ جہاں ان کو معافی دے دی گئی اور مہربانی کا برتاؤ کیا گیا۔ خود بابک اور اس کا بھائی آرمینیا کی طرف بھاگ گئے۔ جہاں ان کو ایک ارمنی سردار نے گرفتار کر کے افشین کے پاس بھیج دیا۔ ان کو بغداد لایا گیا۔ ان کے جرائم قابل معافی نہ تھے ان کو معاف کرنا گویا عفو کا خون کرنا تھا۔ پہلے ان کو ہاتھی پر بٹھا کر گلیوں میں تشہیر کیا گیا۔ پھر ان کا سر تن سے جدا کیا گیا۔ افشین نے سات ہزار عورتیں مسلمان اور عیسائی اس کے چنگل سے چھڑا کر ان کو وطن مالوف کی طرف روانہ کر دیا۔ فاتح و منصور جرنیل کا استقبال شاہانہ دھوم دھام سے کیا گیا اور اعزاز و تحائف مرحمت کئے گئے مگر اس کا انجام نہایت دردناک ہوا۔ جب افشین مازندران میں مشغول پیکار تھا تو رومی قیصر جس نے بابک کے ساتھ اتحاد کیا ہوا تھا اس کی مدد پر آمادہ ہو گیا۔ اس نے کپیڈوشیا پر حملہ کر کے اسلامی صوبجات کو ویران کر دیا۔ شہروں کو جلا دیا۔ لوگوں کو تہ تیغ کر کے عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا معتصم کی تولدگاہ زبطرا کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ آدمیوں کو یا تو قتل یا لوہے کی گرم سلاخوں سے اندھا کر دیا۔ بہتوں کی اعضا شکنی کر دی۔ ان وحشیانہ

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

مظالم کی خبر سن کر معتصم آتش غضب سے جل گیا اور انتقام لینے کا حلف اٹھا کر جلدی سے فوج جمع کر کے وہ ظالم بے رحم یونانیوں کے مقابلہ پر روانہ ہوا۔ اس کی فوج ہراقل نے یونانی قیصر تھیوفی لس کو انکریا کے پاس سخت شکست دی۔ پھر خلیفہ تھیوفی لس کی تولدگاہ اموریم کی طرف بڑھا پچاس دن کے محاصرہ کے بعد اس کو فتح کر لیا۔ شہر کو زمین کے برابر کیا۔ تیس ہزار آدمی تلوار کی نذر کئے۔ اور باقی یونانی کمانڈر لاٹلس کے ساتھ بغداد بھیج دیئے۔ اب معتصم نے باسفرس کا رخ کیا کہ یونانی سلطنت کا قل ہی پڑھ دے۔ مگر اس کے برخلاف کیمپ میں ایک سخت سازش کے طشت ازبام ہونے سے اس کو اس ارادے سے باز آنا پڑا۔ بعض عرب جرنیل ترکوں کے رسوخ و اقتدار سے خار کھا کر اور خلیفہ کے رسوخ سے رنجیدہ خاطر ہو کر نوجوان عباس کے ساتھ مل کر معتصم کو قتل کرنے کی سازش میں شریک ہوئے۔ اس سازش کا اتفاقیہ پتہ لگ گیا۔ یہ اس قدر گہری و خطرناک تھی کہ خلیفہ کے ارادوں پہ پانی پھر گیا۔ عباس اور اس کے ہمراہی قتل کئے گئے اور معتصم تھیوفی لس کے ساتھ جو اموریم کی شکست سے سخت شکستہ دل ہو گیا تھا۔ عہد و پیمان کر کے سامرہ کی طرف واپس روانہ ہوا ۲۲۴ھ میں طبرستان کے ایک مجوسی شہزادے مزیار نے علم بغاوت بلند کیا یہ خیال کر کے کہ عبداللہ بن طاہر مزیار کی بغاوت کو فرو نہیں کر سکے گا اور معتصم اس کو مشرق کا وائسرائے مقرر کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔ افشین نے خفیہ طور پر اس شہزادے کو اخیر دم تک لڑنے کی ترغیب دی مگر عبداللہ نے مزیار کو گرفتار کر کے بغداد کی طرف بھیج دیا۔ خلیفہ کی موجودگی میں مزیار نے افشین کی بے ایمانی ظاہر کی اور اس کا خط دکھا دیا۔ مزیار قتل کیا گیا اور افشین اپنے ہی محل میں قید کیا اور فاقوں سے مارا گیا۔ یہ ترک سردار بظاہر بڑا لائق و قابل تھا اس کے متعلق ایک عجیب حکایت مشہور ہے کہ اس کے پاس چند کتابیں تھیں جن کا رسم خط عجیب و غریب طرز کا تھا۔ اور اس کا گھر بتوں سے بھرا ہوا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ اپنے زمانہ کے لحاظ سے وہ علمی مذاق میں بہت بڑھا ہوا تھا اور دنیا کے عجائبات جمع کرنے کا شوقین تھا۔ تھوڑے عرصہ بعد معتصم ایک مہلک بیماری میں مبتلا ہو گیا اور ۱۹ ربیع الاول ۲۲۷ھ مطابق ۵ جنوری ۸۴۲ء کو اس دار فانی سے دار بقا کی طرف رحلت کر گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ معتصم نے زراعت کو بڑی ترقی دی اور سلطنت کے قدرتی وسائل کو بڑھانے میں بڑی کوشش کی

اگرچہ مزاج کا تیز اور دل کا سخت تھا۔ مگر قاضی القضاۃ احمد بن داؤد اس کو بہت سے ظلم و جفا کے کاموں سے باز رکھ لیتا۔ قاضی القضاۃ کی نصیحت معتصم کے وزیر کے بڑے مشوروں کو اکثر کارگر نہ ہونے دیتی۔ مسعودی لکھتا ہے۔ "وہ احمد ان لوگوں میں سے تھا۔ جن کو خداوند کریم نے بڑے بڑے اوصاف سے متصف کیا ہے۔ وہ ان لوگوں میں سے تھا جن کو خدا نے راہ ہدایت دکھا دی ہے اور وہ ان میں سے تھا جن کے دلوں میں خدا نے صداقت اور راستبازی کا بیج بو دیا ہے۔" احمد بن داؤد معتزلیوں کا لیڈر تھا۔ معتصم کے بعد اس کا بیٹا ابوجعفر ہارون واثق باللہ تخت خلافت پر رونق افروز ہوا۔ واثق کے کیرکٹر کو بعض قدیم خیالات کے مورخین نے برے رنگ سے رنگا گیا ہے۔ مگر امر واقعی یوں ہے کہ وہ بڑا عالی دماغ، فیاض، متحمل و بردبار بادشاہ تھا۔ اس کی حکومت مضبوط اور فیاضانہ تھی۔ اگرچہ خوش باش تھا مگر پرائیویٹ لائف میں داغ دار نہ تھا۔ اس نے لٹریچر، سائنس، صنعت و حرفت اور تجارت کو بہت فروغ دیا۔ علمی چاشنی کے سبب وہ راگ میں دستگاہ کامل رکھتا تھا۔ اس نے ایک سو راگ اور راگنیاں ترتیب دیں۔ اس کی خیرات کی کوئی حد نہ تھی اس کے عہد سعادت گستر میں سلطنت میں ایک بھی بھیک منگا نہ تھا۔ اس عہد میں یونانیوں اور عربوں نے آپس میں بڑے پیمانے پر قیدیوں کا تبادلہ کیا۔ واثق عربوں اور ایرانیوں کے بالمقابل ترکوں کی عظمت بڑھانے میں اپنے باپ کی طرح غلطی پر رہا۔ اس نے اشناس کو سلطان یا سلطنت کا نائب مقرر کیا اور تلوار مرصع سے اسکو سرفراز کیا۔ واثق نے معتزلہ فرقہ کے عقائد کی اشاعت میں جدوجہد کی۔ فقیہہ اور مولوی درپردہ اس کے خیالات کی مخالفت کر کے لوگوں میں اس کی دال گلنے نہ دیتے تھے۔ اس کی قبل از وقت وفات سخت تباہی بخش حادثہ تھی کیونکہ اس کے ساتھ ہی عباسیہ عظمت و بزرگی خاک میں مل گئی بنو عباس کی اگلی دو صدیوں کی تاریخ یہ عجیب دردناک نظارہ پیش کرتی ہے۔ کہ بغیر اختیارات کے بادشاہوں کا تخت خلافت پر رونق افروز ہونا اور بغیر کسی رنج و الم کے قبر میں جا کر ڈیرہ لگانا ایک عام بات ہو گئی تھی گویا کہ بے ملک نواب کی مثل ان پر صادق آتی تھی۔ واثق ۲۴ ذی الحجہ ۲۳۲ھ المقدس (۱۱ اگست ۸۴۷ء) کو بمقام سامرہ اس دار ناپائدار سے کوچ کر گیا۔

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

انیسواں باب ۱۹

بنوعباس (۲) ۲۳۲ تا ۴۵۴ ہجری۔ مطابق ۸۴۷ تا ۱۰۶۳ عیسوی ۔ از متوکل تا قائم

متوکل۔ عرب کا نیزہ۔ سلطنت کا تنزل۔ منتصر۔ مستعین۔ معتز۔ حبشیوں کی بغاوت۔ صفاریہ۔ مہتدی۔ معتمد۔ بغاوت حبشیان کا فرو ہونا۔ معتضد۔ بنی فاطمہ کا عروج۔ قرمطی گروہ۔ ان تباہی و بربادی بپا کرنا۔ مکتفی۔ منتصر کا از سر نو خلافت میں شامل ہونا۔ سامانی۔ مقتدر۔ قاہر۔ راضی۔ متقی۔ بنی بویہ۔ محل شاہی کے ناظم۔ مستکفی۔ خاندان غزنویہ۔ مطیع۔ الطائع۔ قادر۔ قائم۔ سلجوقی۔ طغرل بیگ۔

واثق کی وفات پر قاضی القضاۃ۔ وزیر اور سربرآوردہ درباریوں کی خواہش تھی۔ کہ مرحوم کے خورد سال بیٹے کو وارث تخت و تاج کیا جائے۔ مگر وصیف ترک نے اعتراض کیا۔ وہ تاج۔ عبا اور منبر کا بوجھ یہ لڑکا نہیں سنبھال سکتا۔" چنانچہ انھوں نے واثق کے بھائی جعفر کو المتوکل باللہ کا خطاب دے کر منتخب کیا۔ یہ عربوں کا نیرو[1] پندرہ سال تک حکمران رہا۔ اور اس کے عہد میں سلطنت کا زوال شروع ہوا۔ بدمستی اور شراب خواری میں غرق اس نے سلطنت کو تباہی و بربادی کی طرف دھکیل دیا۔ مگر وہ مذہب حنفیہ کو قائم کرنے میں بڑا گرم جوش تھا۔ ایک فرمان کی رو سے مذہب معتزلہ کو خلاف قرار دے کر پرانے عقائد کی ترویج پر زور دیا گیا۔ معتزلی سرکاری عہدوں سے موقوف کئے گئے۔ سائنس اور فلسفہ کے متعلق لکچر ممنوع قرار دیئے گئے۔ قاضی ابوداؤد اور اس کا بیٹا جو پکے معتزلی تھے زنداں میں ڈالے گئے اور ان کی جائداد ضبط کی گئی۔ مگر متوکل کے مظالم معتزلیوں تک ہی محدود نہ رہے غیر مسلم بھی اس کے تعصب کا شکار ہوئے ان کو بھی سرکاری عہدوں سے برطرف کیا گیا اور ویسے بھی بہت سے حقوق ضبط کیے گئے۔ خلیفہ علیؓ اور ان کی اولاد سے ناقابل بیان عداوت اور نفرت رکھنے کے سبب اس شہید امام حسینؓ کے مزار کو زمین کے برابر کر کے اس پر پانی کی نہر بنا دی اور اس جگہ کی زیارت کو جرم قرار دے کر سخت سزا مقرر کی۔ باغ فدک کو پھر ضبط کر لیا۔ ابن زیات واثق کے وزیر کو اس جرم میں کہ جب متوکل بادشاہ نہیں تھا اس نے اس کی پوری تعظیم نہیں کی تھی۔

---

[1] ایک رومی قیصر کا نام ہے جو سخت ظالم اور خونریز تھا۔

M Awais Sultan
Group Admin

قتل کر دیا۔ ابن زیات ظالم نے لوگوں کے مروانے کے لیے ایک شکنجہ ایجاد کیا تھا یونانیوں نے اس افراتفری کی حالت سے فائدہ اٹھا کر پھر یورشیں شروع کر دیں مصر کے شہر دمیاط کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ سیلیسیا بھی لوٹ لیا گیا اور بیس ہزار قیدی پکڑ کر لے گئے جن میں سے بارہ ہزار کو قیصر تھیوڈوریا نے نہایت ظلم اور بے رحمی سے ہلاک کیا، صرف اس ظلم کی تلوار سے وہی لوگ بچے جنہوں نے مذہب عیسوی قبول کر لیا۔ آخر متوکل کا چلن اور رویہ ایسا خطرناک ہو گیا کہ اس کے ترک محافظوں ہی نے اس کو قتل کرنے کی سازش کی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے بیٹے مستنصر نے جو باپ کے ظلموں کو بنظر حقارت دیکھتا تھا قتل کرنے کی تجویز کو پسند کیا۔ چنانچہ ایک رات جب کہ عربوں کا نیرو شراب سے متوالا پڑا تھا۔ سازشیوں نے اس کے کمرے میں داخل ہو کر اس کو بار زندگی سے سبکدوش کر دیا۔ متوکل کی وفات پر مستنصر باللہ خلیفہ بنایا گیا وہ ایک عابد اور منصف مزاج بادشاہ تھا۔ بڑا متحمل اور فیاض، عقیل و فہیم اور رعایا کی بہتری و خوشحالی کا سچے دل سے خواہاں اس نے حضرت علیؓ اور امام حسینؓ کے مزار پھر بنوائے اور ان کی جائداد جو متوکل نے ضبط کر لی تھی واپس کر دی، اس نے ان سخت قیود و شرائط کو ہٹا دیا جو اس کے باپ نے غیر مسلموں پر لگا رکھی تھیں۔ مگر افسوس یہ عالی تبار بادشاہ چھ ماہ حکومت کرنے پایا تھا کہ موت کا پیغام آ پہنچا۔ ترک سرداروں نے جو اب خلافت کے مالک بن گئے تھے معتصم کے دوسرے پوتے کو مستعین باللہ کا خطاب دے کر تخت پر بٹھا دیا۔ مگر اس کو بے ملک نواب رکھا۔ منتصر کی وفات پر جو پیچیدگیاں پیدا ہوئیں۔ ان کا نتیجہ یہ ہوا کہ مقامی گورنر خود مختار بن بیٹھے اور خلیفہ کا اقتدار برائے نام ہی رہ گیا۔ عبداللہ بن طاہر معتصم کے ہی عہد میں فوت ہو گیا تھا اور صوبہ کا چارج اپنے بیٹے طاہر کو دے دیا گیا تھا۔ وہ خود مختار بادشاہ بن بیٹھا۔ اس کی حکومت باپ کی طرح مدبرانہ، فیاضانہ اور آزاد تھی۔ طاہری بادشاہ اپنا دربار نیشاپور میں جو خراسان کا صدر مقام تھا منعقد کیا کرتے تھے طاہر ۸۶۲ء میں فوت ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد تخت نشین ہوا۔ ۸۷۳ء تک حکمرانی کرتا رہا۔ طاہریوں کی مثال نے دوسروں کو بھی شہ دی اور سارا مشرق بنو عباس کے ہاتھوں سے نکل گیا۔ اپنے ترک محافظوں کے مظالم سے تنگ آکر مستعین بغداد آ گیا جہاں اس کو ایرانی اور عرب فوجوں کی مدد کی توقع تھی۔ ترک جب اس کو واپس لے جانے میں کامیاب نہ ہوئے تو انھوں نے

Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

متوکل کے دوسرے بیٹے کو معتز باللہ کا خطاب دے کر خلیفہ بنا دیا اور بغداد کا محاصرہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ مستعین سے وعدہ کیا گیا کہ اگر وہ تاج و تخت کو چھوڑ دے تو امن و امان کے ساتھ مدینہ میں رہ سکتا ہے مگر حجاز کی طرف جاتا ہوا وہ واسط ہی تک پہنچا تھا کہ معتز کے ایک جاسوس نے اس کو قتل کر دیا اب ترک آپس میں جھگڑنے لگے۔ دو سردار واصف اور بغا اپنے رقیبوں کے ہاتھوں قتل ہوئے اور بابکیال وزارت پر متصرف ہوا۔ نالائق خلیفہ نے اس کو شام کا وائسرائے مقرر کیا۔ اور احمد بن طولون کو اس کا نائب بنایا۔ تھوڑی مدت بعد بابکیال قتل ہو گیا۔ احمد بن طولون اصل میں مصر کا حکمران بن گیا وہ ایک قابل ہوشیار دیانت دار اور منصف مزاج حکمران ثابت ہوا۔ امام علی النقی ۲۶۸ھ میں انتقال کر گئے اور ان کی جگہ ان کے بیٹے حسن عسکری امامت کی گدی پر جلوہ افروز ہوئے۔

معتز تین سال تک خلیفہ رہا ۲۵۵ھ ہجری میں سپاہیوں نے اپنی تنخواہ کی ادائیگی پر زور دیا۔ اور چونکہ معتز ان کے مطالبہ کو پورا نہ کر سکا وہ اس کو محل سے کھینچ کر باہر لے آئے اور سخت ہتک کی اور تاج و تخت سے استعفیٰ دینے پر مجبور کیا پھر وہ غریب زندان میں ڈالا گیا جہاں تلوار کی تیز دھار نے اس کو بارِ زندگی سے سبکدوش کر دیا

معتز کے استعفیٰ دینے پر ترک سرداروں نے واثق کے ایک بیٹے کو مہتدی باللہ کا نام دے کر تخت پر بٹھایا۔ وہ ایک مضبوط کیرکٹر کا آدمی تھا۔ صداقت شعار۔ نیک۔ منصف مزاج اور اپنے فرائض کو ادا کرنے کا خواہش مند، زیادہ خوش قسمت زمانہ میں وہ ایک قابل حکمران ثابت ہوتا۔ اس نے محل سے گانے والوں، رنگیلوں، رنڈیوں، اور مخرب اخلاق لوگوں کو نکال دیا اور ضابطہ کے مطابق حکومت کرنے کی کوشش کی۔ اس بات سے اس کی ترکوں سے ان بن ہو گئی۔ ترکوں نے حملہ کیا اس نے مٹھی بھر آدمیوں سے ان کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ مگر خلیفہ کے ہمراہی اس کا ساتھ چھوڑ گئے بس پھر کیا تھا باغیوں نے اس کو گرفتار کر لیا اور سخت بدسلوکیوں سے استعفیٰ دینے پر مجبور کیا۔ پھر زندان میں ڈال دیا، جہاں تھوڑے ہی عرصہ بعد وہ داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔

متوکل کا بیٹا جو سامرہ میں رہتا تھا معتمد علی اللہ کے نام سے خلیفہ بنایا گیا۔ وہ کمزور

M Awais Sultan Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
IslamiBooksQuran & Madni Ittar House

ناتربیت یافتہ اور عیش پسند تھا۔ مگر دراصل اس کا بھائی موفق جو ایک لائق اور قابل آدمی تھا، اور جنگی "قابلیت" سے بھی بہرہ ور تھا، حکومت کرتا تھا اس کی موت تک خلافت اپنے دم خم میں رہی۔ وہ معتمد سے کچھ عرصہ پہلے انتقال کر گیا۔ کچھ تو موفق کی قابلیت کی بدولت اور کچھ اس وجہ سے کہ اب وہ بار پھر بغداد میں آ گیا تھا جہاں قومی غیرت وحمیت اس کی معاون تھی، معتمد اور اس کے دو جانشینوں میں "ترک محافظ" قابو میں رہے اور اس قسم کے آثار ظاہر ہونے لگے کہ ماموں کی مردہ سلطنت میں پھر جان پڑ جائے گی۔ طبرستان کا علاقہ ۸۶۴ء میں الگ ہو گیا تھا حضرت علیؓ کی اولاد میں سے ایک شخص حسن بن زید نے مسلمانوں کو ساتھ ملا کر اس علاقہ میں خود مختار حکومت قائم کر لی ۸۶۷ء میں مشہور و معروف یعقوبؒ بن لیث صفار (صفار یعنی ٹھٹھیرا۔ مترجم) نے صفاریہ خاندان کی بنیاد رکھی۔ وہ پہلے فوج میں معمولی سپاہی بھرتی ہوا تھا اس نے طاہریوں سے سجستان فتح کر لیا اور آہستہ آہستہ سارے ایران پر قبضہ کر لیا ۸۷۳ء میں اس نے طاہر کے پوتے محمد کو خراسان سے نکال دیا اور تھوڑے ہی عرصہ بعد طبرستان کو بھی ملحق کر لیا اپنی کامیابیوں کے گھمنڈ میں اس نے عراق پر حملہ کر دیا مگر واسط کے قریب موفق سے مقابلہ ہو گیا جس نے اس کو سخت نقصان پہنچا کر کامل شکست دی۔ شکست کھا کر یعقوب اپنے علاقہ میں آ گیا۔ دوسرے سال اپنے نقصانات کی تلافی کر کے اس نے پھر خلیفہ کو دھمکی دی۔ مگر جند نشاپور میں طعمۂ نہنگ اجل ہو کر ملکِ عدم کو سدھار گیا۔ اس کے بھائی اور جانشین عمرو بن لیث نے معتمد سے صلح کر کے ایک شاہی فرمان کے سند سے ان ممالک کا قبضہ حاصل کر لیا جو اس کے زیر تصرف تھے۔

ماوراء النہر کا علاقہ صفاریہ حکومت کے بیچ میں حائل ہو جانے سے مرکز سلطنت سے جدا اور وہاں کا گورنر اسمٰعیل سامانی درحقیقت خود مختار ہو چکا تھا سامان کبھی اونٹوں کا مالک اور قافلوں کا رہبر و مہتمم تھا۔ اس کے خاندان کا عروج خلیفہ ماموں کے عہد میں شروع ہوا۔ ماموں اس کے ایک پوتے احمد کو فرغانہ کی گورنری پر مامور کیا۔ احمد کے انتقال کر جانے پر اس کا بیٹا نصر گورنر ہوا۔ یہ ۸۹۲ء میں فوت ہو گیا اور اس کا بھائی اسمٰعیل اس صوبہ کا حکمران بنا۔ اسمٰعیل "قابل اور لائق آدمی تھا۔ اس نے اپنی طاقت بڑھانے میں دقیقہ باقی نہ چھوڑا۔ اس نے ان ترک قبائل کو جو ماوراء النہر کی حدود پر فساد مچاتے تھے، جیحون سے پرے ہانک دیا اور فیاضانہ اور رحیمانہ

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

حکومت سے رعایا کے دل تسخیر کر لیے اور اس طرح اپنے خاندان کی بنیاد کو مضبوط و مستحکم کر دیا۔ عمرو بن لیث کی طرح خلیفہ نے اس کو بھی بہ زیر تصرف علاقہ کا قبضہ دے کر حکومت اس کے خاندان میں موروثی کر دی اور خفیف سا سالانہ خراج مقرر کیا۔ احمد بن طولون مصر اور شام پر قابض تھا وہ ۸۸۴ء میں داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا خمارویہ حاکم بنا جس نے دمشق میں رہائش اختیار کی ان خاندانوں کے خود مختار ہو جانے سے اگر سلطنت کو سخت ضعف پہنچا مگر ان ممالک کو بڑا فائدہ ہوا جن پر وہ مسلط ہوئے کیونکہ وہ علوم و فنون کے سرپرست اور تجارت و صنعت و حرفت کے سرگرم حامی ثابت ہوئے۔ کالدیا میں جشیوں کی بغاوت جو معتز کے عہد میں شروع ہوئی تھی سخت تباہی بخش ثابت ہوئی اس بغاوت کا سرکردہ ایک ایرانی تھا۔ اس نے ان لوگوں سے ایسی وحشیانہ حرکتیں کرائیں کہ حیوانیت کا نام پایا۔ ملک کے ہر حصہ سے جشی غلام اس کے جھنڈے تلے جمع ہوئے اور اس نے کالدیا اور اہواز پر قبضہ کر کے چند سال خوب شان سے حکومت کی ۸۸۲ء میں موفق نے اس پر حملہ کر کے اس کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا۔ اس کا قلعہ منہدم کر کے اس کے پیرو منتشر کر دیئے اور خود اسے تلوار کی نذر کیا۔ ۸۹۲ء میں خلیفہ کی حکومت الجزیرہ۔ بابل۔ کالدیا۔ عراق عجم۔ آذربائیجان۔ آرمینیا اور بحر ہند کے متعلقہ صوبجات پر تھی گویا کہ ابھی تک اچھی خاصی سلطنت تھی۔ رومیوں نے سلطنت کی مشکلات سے فائدہ اٹھا کر اسلامی سلطنت پر حملہ کر دیا۔ پہلے پہل تو وہ اس طرح بھگا دیے گئے مگر ملک شام جب احمد بن طولون کے قبضہ میں آگیا تو طرسوس کے طولونی گورنر نے اس کا مقابلہ کر کے لڑائیوں میں ان کو کامل ہزیمتیں دیں۔ امام حسن العسکری معتمد کے عہد میں ۲۶۰ھ ہجری میں فوت ہو گئے اور امامت کا بار ان کے فرزند محمد المعروف بہ المہدی آخری امام اثنا عشریہ کے سر پر پڑا۔ خاندان نبویہ کے ان اماموں کی داستان نہایت حسرت افزا اور درد ناک ہے۔ ظالم متوکل نے حسن کے باپ کو مدینہ سے سامرہ بلا لیا تھا اور وہاں اپنی وفات تک نظر بند رکھا۔ حسن کا کم سن بچہ جس کی عمر کل پانچ برس کی تھی باپ کی جدائی سے گھبرا کر اس کی تلاش میں ایک غار میں جو گھر کے نزدیک ہی تھا داخل ہوا۔ اس غار سے وہ بچہ پھر واپس نہ آیا اس جانگداز مصیبت نے پیروان حسین علیہ السلام کے دلوں کو بڑی بڑی امیدوں سے لبریز کر رکھا ہے ان کا خیال ہے کہ یہ بچہ اس گنہگار اور غمزدہ

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

دنیا کو گناہوں اور ظلموں کے بوجھ سے نجات دینے واپس آئے گا۔ چودھویں صدی مسیحی تک جب کہ ابن خلدون اپنی مہتم بالشان کتاب حوالہ قلم کر رہا تھا۔ یہ دستور رہا کہ شیعہ لوگ شام کے وقت اس غار کے منہ پر جمع ہوتے اور بمنت وسماجت اس بچہ سے واپس آنے کی درخواست کرتے پھر بہت دیر تک انتظار کر کے دل شکستہ ومایوس وہ اپنے گھروں کو لوٹ جاتے ابن خلدون لکھتا ہے کہ روز ہی ایسا کیا جاتا تھا جب ان لوگوں سے کہا جاتا کہ اس بچّہ کا ابھی تک زندہ رہنا ناممکن ہے تو وہ جواب دیتے کہ جب پیغمبر خضرؑ زندہ ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ان کا امام زندہ نہ ہو اس پر ابن خلدون تحریر کرتا ہے کہ یہ یقین کہ خضرؑ زندہ ہے محض ضعف الاعتقادی ہے۔ غار میں گم ہو جانے کے باعث اس بچّہ کو امام منتظر (جس کی انتظاری کی جائے) حجت (ثبوت صداقت) اور قائم (زندہ جاوید) بھی کہتے ہیں۔

موفق ۲۷۸ھ دار البقا کی طرف رحلت کر گیا اور اس کے بعد اس کا بھائی معتمد یعنی خلیفہ بھی فوت ہو گیا۔ معتمد کا جانشین اس کا بھتیجا احمد معتضد باللہ بن موفق ہوا۔ اس بادشاہ اور اگلے بادشاہ کے عہد میں سلطنت کا کوئی حصہ الگ نہ ہوا بلکہ موافق حالات کے سبب خلیفوں کی طاقت زیادہ ہو گئی اور انھوں نے چند صوبے پھر سلطنت کے ساتھ شامل کر لئے۔ معتضد سفاح ثانی کہلاتا ہے کیونکہ اس نے بنو عباسؓ کی طاقت کو جو کمزور ہو گئی تھی پھر آراستہ کیا وہ ایک بہادر، دلیر، مضبوط اور دانا حکمران تھا۔ اور سپاہیانہ اوصاف سے بھی متصف تھا۔ اپنی جد امجد سفاح اوّل کی طرح بے رحم ہونے کے سبب اس نے لوگوں کی فتنہ ریزگی کے مادّہ کو دبائے رکھا اس نے لوگوں کے دلوں پر اپنا ایسا رعب جما دیا کہ سب نارضگیاں کافور ہو گئیں۔ رومیوں کے ساتھ جو لڑائیاں کیں ان میں فتح وظفر حاصل کی اور پایا تو اپنے شہر واپس لئے یا ان کے فتح کئے اس نے کردوں کو الجزائر سے باہر نکال دیا اور موصل کے امیر ہمدان کی بغاوت کو نہایت مستعدی سے فرو کیا مگر اس کے عہد کا مہتم بالشان واقعہ یہ ہے کہ اس نے بغیر لڑائی جھگڑے کے مصر کو واپس لے لیا۔ احمد بن طولون کے بیٹے اور جانشین خمارویہ نے بغرض خود دس لاکھ دینار سالانہ خراج دینے کا وعدہ کر کے وائسرائے ہونے کی درخواست کی۔ اس بطیب خاطر اطاعت کو خلیفہ کے اس کی لڑکی قطر الندا سے شادی کر لینے سے اور بھی تقویت پہنچ گئی۔ معتضد کا عہد حکومت

M Awais Sultan Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

بحیثیت مجموعی نہایت دھڑلے کا رہا، اور اس کے بعض کام واقعی نہایت سودمند و مفید تھے اس نے شہر سے آوارہ منش، بدچلن اور شریر اشخاص کو خارج کیا جو دن کو بازاروں میں بیٹھ کر کہانیاں سناتے اور فالیں بتاتے اور رات کے وقت چوری چکاری کرتے تھے۔ بلا وصیت جائداد سے متعلق اس کی اصلاح نہایت ہی قابل قدر ہے عرب کے قدیم دستور کے مطابق متوفی کی بہن یا لڑکی وغیرہ کی اولاد ترکہ کے حصہ سے محروم کر دی جاتی تھی اور یہی قاعدہ پہلے پہل سنی قانون نے باندھ رکھا تھا۔ اگر فرقہ مذکور کی طرف سے کوئی رشتہ دار نہ ہوتے تو جائداد سرکاری ملکیت ہو جاتی۔ معتضد نے لاوارث مال کا محکمہ توڑ دیا اور ہدایت کی کہ اگر فرقہ ذکور کے حق دار نہ ہو تو فرقہ اناث کی طرف کے لواحقین کو متوفی کی جائداد دے دی جائے۔

اب تک شمسی سال کے آغاز پر اسی طرح جشن کئے جاتے تھے جس طرح قدیم ایرانی کرتے تھے نئے سال کے پہلے دن جن کو نوروز عامہ کہتے تھے خلیفہ دربار منعقد کرتا۔ نذرانے لیتا اور تحائف دیتا تھا۔ لوگ آپس میں ملاقاتیں کرتے، سجے ہوئے بیٹھے اور گوناگوں قسم کی مٹھائیاں ایک دوسرے کو بھیجتے آتشبازی چھوڑتے اور ایک دوسرے پر خوشبودار عرقیات یا رنگدار پانی چھڑکتے، چونکہ پانی کا چھڑکنا حد اعتدال سے گزر گیا اور آتشبازی خطرناک ثابت ہوئی معتضد نے ان دونوں رسموں کو ممنوع قرار دیا۔ البتہ کتب فروشوں کو فلسفہ کی کتابیں فروخت کرنے سے بھی منع کرنے کا فائدہ مشتبہ ہے اس نے نئے سال کا دن مارچ کی بجائے شامی مہینہ حزیران (جون) میں بدل دیا اس وقت سے یہ دن نوروز معتضدی کہلانے لگا۔ اس خلیفہ کے عہد میں افریقہ میں بنی فاطمہ کو عروج ہوا اور قرمطی نمودار ہوا۔ جنھوں نے عرب شام اور عراق میں قتل و غارت کا بازار گرم کر کے آخر اسلامی دنیا کو تباہ و برباد کر دیا۔ پہلے پہل یہ قرمطی کوفہ کے مضافات میں نمودار ہوئے وہاں سے ان کے عقائد کی اشاعت البحرین میں ہوئی جو اسلامی نخلستانوں کا مسکن تھا۔ یہاں ایک لٹیرے ابوسعید الجنابی کی سرکردگی میں انھوں نے ایسا زور حاصل کیا کہ ۲۸۷ھ ہجری میں عراق عرب پر حملہ کر کے معتضد کی فوجوں کو سخت ہزیمت دی۔ دو سال بعد وہ شام میں داخل ہوئے اور وہاں اتو بلوا دیا ۳۰۱ھ ہجری میں ابوسعید کے قتل ہو جانے پر اس کا بیٹا ابوطاہر ان کا لیڈر بنا۔ اس کی سرداری میں قرمطیوں نے بصرہ پر تسلط

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

کر کے ارد گرد کے ملک کو تلوار اور آگ سے تباہ و برباد کر دیا وہ اپنی تباہی بخش روش پر بدستور قائم رہے جو شاہی فوج آتی اس کو مار کر ہٹا دیتے آخر نوبت بایں جا رسید کہ ۳۱۷ھ ہجری میں بعہد معتضد حج کے دنوں میں وہ بلائے بے درماں کی طرح مکہ پر آ پڑے۔ حاجیوں کو قتل کر دیا۔ کعبہ کی بے حرمتی کی اور سنگِ اسود اٹھا کر لے گئے۔ ان کے ظلم و جور کا پیالہ لبریز ہو گیا تھا۔ مسلمان ان دشمنان انسانیت کی بیخ کنی کے درپے ہو گئے اور ایک سخت خونریز لڑائی شروع ہو گئی جو پندرہ سال تک ہوتی رہی - اس میں آخر یہ دبائی کیڑے ہلاک ہو گئے۔ تاہم ان کی بغاوت سے جو تباہی و بربادی وارد ہوئی اس کی تلافی نہ ہو سکی۔ سارا عرب شام اور عراق کا ایک حصہ بالکل ویران ہو گیا۔ اس سے خلافت کا بازو جو کسی قدر طاقت حاصل کر چکا تھا۔ بالکل ٹوٹ گیا اور رومی جو سلطنت کے جانی دشمن تھے اب اسلامی ممالک پر تاخت و تاراج مچانے کے قابل ہو گئے۔ معتضد ۲۹۹ھ ہجری میں اس جہاں سے کوچ کر گیا اور اس کا بیٹا ابو محمد مکتفی باللہ تختِ خلافت پر رونق افروز ہوا۔ مکتفی دانا، فیاض اور منصف مزاج حکمران ثابت ہوا۔ اپنے باپ کی وفات کے وقت وہ رقہ میں مقیم تھا اس کی بجائے وزیر قاسم بن عبیداللہ نے جو ایک دیانتدار اور لائق وزیر تھا حلفِ اطاعت لیا۔ مکتفی ایک جہاز پر بیٹھ کر بغداد کی طرف آیا۔ جب اس کے جہاز نے لنگر ڈالا۔ لوگوں نے نعرہ خوشی بلند کیا۔ دار الخلافہ میں پہنچ کر اس نے باپ کے زندان اور قید خانوں کو مسمار کر کے ان کی جگہ عبادت گاہیں بنوائیں۔ معتضد نے محل بنوانے کے لئے جن لوگوں کے باغات اور املاک ضبط کر لئے تھے مکتفی نے واپس کر دیئے اس طرح اس نے اپنی رعایا کے دل جو اس کے باپ کے ظلموں سے ہراساں ہو گئے تھے تسخیر کر لئے۔

قرامطیوں کی بغاوت کے باوجود جس کے باعث شاہی فوجیں عراق، شام اور حجاز میں مصروف رہیں مکتفی نے مصر کو براہ راست اپنے زیر نگیں کیا اور رومیوں کو شکست دے کر ملک ان سے پاک و صاف کیا۔ انطاکیہ، رعدلیہ؟ کو دھاوا کر کے فتح کیا اور تھسالونیکا کو غارت کیا مگر سلطنت کی بدقسمتی سے مکتفی پانچ سال ہی حکومت کر کے اس دارِ ناپائدار سے چل دیا اور اس کی جگہ اس کا بھائی جعفر مقتدر باللہ تیرہ سال کی عمر میں تختِ خلافت پر متمکن ہوا۔ وہ پچیس سال تک حکمرانی کرتا رہا۔ نیک نہاد قابل وزیروں کی بدولت اس کے عہد کے ابتدائی

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

حصہ میں سلطنت کا رعب داب قائم رہا مگر بعد میں اس کی نالائقی کی بدولت سب کیا دھرا بگڑ گیا۔ فاطمی بادشاہ عبید اللہ المہدی نے سارا شمالی افریقہ فتح کر لیا اس نے افریقہ کے آخری اغلبی شہزادہ زیادت اللہ بن اغلب کو نکال دیا جو مصر کی طرف بھاگ آیا اور وہاں سے عراق کی طرف چلا گیا۔

اس وقت کے قریب ہی حضرت علیؓ کی اولاد میں سے ایک شخص حسن المعروف بہ الاطروش (بہرا) دیلمیوں کو جو قدیم مبٹیا (فارس) کے انتہائی شمالی گوشے میں آباد تھے مشرف با اسلام کیا اور طبرستان اور گیدن کا علاقہ سامانیوں سے فتح کر لیا ۳۰۱ھ ہجری میں قیصر روم کی طرف سے ایک سفارت بغداد میں آئی جس کا نہایت دھوم دھام سے استقبال ہوا ۳۰۶ھ ہجری میں مقتدر یہ ہسپتال کا افتتاح کیا گیا جس کے اخراجات کے لئے ، ہزار دینار سالانہ آمدنی مستقل طور پر وقف کی گئی۔ مقتدر کے آخری زمانہ میں عنانِ حکومت درحقیقت اس کی ماں کے ہاتھ میں تھی جو لائق ذ قابل خاتون تھی وہ اپنے دستخط کر کے احکام فرمان صادر کرتی اور جمعہ کے روز فقیہوں اور عمائدینِ سلطنت کے درمیان بیٹھ کر درخواستیں لیتی اور شکایات سنتی مقتدر کے عہد میں حنبلیوں پیروان امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا اقتدار ہو گیا ان کے بے جا جوش مذہبی سے بغداد میں اکثر شورشیں بپا ہوئیں۔ گورنمنٹ کی کمزوری سے جرأت پا کر وہ خود بخود محتسب بن بیٹھے۔ وہ گھروں کے اندر گھس جاتے جو چیز اپنے مذہبی مذاق کے خلاف پاتے ضائع کر دیتے وہ فلسفی اور سائنٹفک کتابوں کے سخت دشمن تھے۔ کتب فروشوں کی دکانوں سے اس قسم کی کتابیں چن چن کر سر بازار جلا دیتے ۳۲۰ھ میں مقتدر باغی سرداروں کے ساتھ لڑتا ہوا مارا گیا اس پر مقتدر کا دوسرا بیٹا ابو منصور القاہر باللہ کے نام سے تخت پر بیٹھا یا گیا وہ سخت ظالم اور پرلے درجہ کا رذیل تھا۔ جنھوں نے اس کو تخت پر بٹھایا انھوں نے ہی اس کو معزول کر کے اندھا کر دیا۔ اس کی عہد میں مصر پھر مشہور گورنر اخشید ترک نے سلطنت سے علیحدہ کر لیا۔

قاہر کی معزولی کے بعد ترک سرداروں نے مقتدر کے ایک بیٹے ابو العباس محمد کو الراضی باللہ کا لقب دے کر تخت نشین کیا۔ اس کے بیٹھنے کے ساتھ ہی خلیفوں کی رہی سہی طاقت

کا بھی خاتمہ ہو گیا اس کی تخت نشینی کے چند روز ہی بعد واسط اور بصرہ کے گورنر محمد بن رائق نے بڑا اقتدار حاصل کر لیا اور بے یار و مددگار راضی نے اس کو امیر الامرا کا خطاب دیا۔ یہ خطاب اسی شخص کے لئے ایجاد کیا۔ بغداد کے مضافات کے علاوہ اس برائے نام خلیفہ کے پاس کچھ بھی نہ رہ گیا۔ ہر ایک گورنر خود مختار بادشاہ بن بیٹھا۔ اب تک ہسپانیہ کے اموی بادشاہ خلیفہ اور مومنین کے خطاب سے مجتنب رہے تھے مگر اس وقت عباسیوں کی کمزوری اور لاچاری دیکھ کر عبد الرحمن ثالث نے بھی خلیفہ کا خطاب اپنے نام میں ایزاد کرا دیا۔ محمد بن رائق کو اس کے ترک جرنیل بحکم نے اختیارات سے محروم کر دیا اور خود امیر الامرا کے خطاب اور اختیارات سے سرفراز ہو گیا۔ ۳۲۹ھ ہجری میں راضی کے انتقال کر جانے پر مقتدر کا دوسرا بیٹا ابو اسحٰق ابراہیم المتقی باللہ کے نام سے خلیفہ بنایا گیا۔ مگر یہ خلیفہ بحکم کے سیکرٹری کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بنا رہا۔ کچھ عرصہ بعد بحکم قتل ہو گیا اور ایک دوسرا ترک اس کی جگہ پر سرفراز ہوا۔ مگر اس کو ابن رائق نے پچھاڑ دیا اور خود پھر امیر الامرا بن گیا۔ ایک اور ترک سردار نے ابن رائق پر حملہ کیا جو موصل کی طرف بھاگ گیا اور جاتے ہوئے خلیفہ کو ساتھ لے گیا۔ یہاں موصل و تکریت کے سرداروں یعنی امیر حمدان کے پوتوں نے یونانیوں کے حملہ کو کامیابی سے روکا ہوا تھا۔ اور جہاں تک ان کے وسائل اجازت دیتے تھے انھوں نے رومیوں کا ناکہ بند کیا ہوا تھا۔ ابن رائق قتل ہو گیا۔ اور دو حمدانی شہزادے حسن اور علی ناصر الدولہ اور سیف الدولہ کے خطاب سے ممتاز ہو کر خلیفہ کے محافظ بنے۔ وہ متقی کو ساتھ لے کر بغداد میں داخل ہوئے۔ اور اس کو پھر تخت پر بٹھایا۔ مگر ایک ترک جرنیل طوزون کی بغاوت سے تنگ آ کر ان کو بغداد چھوڑنا پڑا۔ اب متقی طوزون کے ہاتھوں میں پھنسا۔ ایک دفعہ وہ رقہ کی طرف بھاگ گیا مگر ترک کی چکنی چپڑی باتوں میں آ کر واپس آ گیا۔ بس پھر کیا تھا بے چارے کو اندھا کر کے معزول کر دیا گیا۔ اس خلیفہ کے عہد میں یونانیوں نے اڈیسا ارضہ تک لوٹ مار کی اور ہر طرف مسلمانوں کو تہ تیغ بے دریغ کیا۔ حضرت مسیح کا مشہور دستر خوان جو شہر کے گرجا میں رکھا ہوا تھا۔ اس کو دے کر اڈیسا والوں نے بدقت اپنی جان بچائی۔ طوزون نے متقی کے بھائی ابو القاسم عبد اللہ کو المستکفی باللہ کا خطاب دے کر تخت پر بٹھایا۔ طوزون المستکفی کی تخت نشینی کے بعد جلد ہی فوت ہو گیا۔ اور

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

اس کا سکرٹری جعفر شیرازادامیر الامرا بنا۔ اب بویہ کے فرزند دیلمی شہزادے عراق کی سرحدوں پر منڈلانے لگے ان کی خوشی اور مدد حاصل کرنے کے لئے مستکفی نے سب سے بڑے شہزادے احمد کو معزالدولہ اور اس کے بھائی علی کو عمادالدولہ اور حسن کو رکن الدولہ کا خطاب دیا۔ معزالدولہ کچھ ہی عرصہ بعد شہر بغداد اور تاج و تخت پر قابض ہو گیا اور اس کو سلطان کا خطاب ملا اور سکہ پر اس کا نام مضروب ہوا خطبہ میں خلیفہ کے ساتھ اس کا نام لیا گیا۔ اس کی حالت بجنسبہ ویسی تھی جیسی کہ فرانس کے میروفنگین بادشاہوں کے وقت میں چارلس مارٹل کی تھی یہ خود بادشاہ تھا اور خلیفہ اس کا دست نگر تھا خلیفہ کو خزانہ شاہی سے پانچ ہزار دینار روز ملتے تھے۔ معزالدولہ اگرچہ فنون اور ادب کا سرپرست تھا مگر تھا بڑا سفاک اور ظالم امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی یادگار میں محرم کے دس دن کی تعزیت داری اسی نے مقرر کی تھی۔ رومیوں کے لئے اب میدان کھلا تھا۔ اسلامی حکومت ان کے مقابلہ میں عاجز تھی۔ معزالدولہ نے مستکفی پر شک کر کے کہ وہ اس کے برخلاف سازش کرتا ہے۔ اس کو ماہ جنوری ۹۴۶ء میں معزول کر کے اندھا کر دیا اور مقتدر کے دوسرے بیٹے ابوالقاسم الفضل کو المطیع باللہ کے نام سے خلیفہ بنایا۔ بنی بویہ تقریباً ایک سو سال تک بے غل و غش اختیارات شاہی پر مسلط رہے انھوں نے ترکوں کے فوجی عنصر کو برباد کیا۔ ہمدانیوں کو موصل سے نکال دیا اور سارے الجزیرہ عراق عرب اور مغربی ایران کو زیر نگیں کیا ان میں سے بعض اگرچہ بڑے ظالم تھے۔ مگر بحیثیت مجموعی ان کے عہد میں لوگ خوشحال رہے اور لٹریچر و سائنس کو ترقی ہوئی۔ معزالدولہ ۳۵۶ھ میں فوت ہو گیا اور امیر الامرائی کے عہدہ پر اس کا بیٹا بختیار عزالدولہ کے خطاب سے ممتاز ہو کر سرفراز ہوا۔ سات سال بعد مطیع فالج زدہ ہو گیا اور اس نے بنی بویہ شہزادے کی درخواست پر خلافت سے استعفیٰ دیکر اپنے بیٹے ابوبکر عبدالکریم کو الطائع باللہ کا خطاب دیکر خلیفہ مقرر کیا۔ ہمدانی اور بنی بویہ شہزادوں کی عظمت اور ان کے علوم و ادب کی سرپرستی کا ثبوت ان بڑے بڑے چیدہ عالموں کی موجودگی سے ملتا ہے جو ان کے وقت میں ہوئے ہیں۔ مؤرخ مسعودی ابوالنصر فارابی فلاسفر، متنبی شاعر ابوالفرج کتاب الاغانی کا مصنف۔ ابوالقاسم التنوخی الدنیا دری ادیب اور دیگر فلاسفر سائنس داں شاعر اور فاضل مطیع باللہ کے عہد میں گذرے ہیں۔ الطائع باللہ کی تخت نشینی کے وقت

M Awais Sultan
Group Admin
Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

فاطمی خلیفہ المعز الدین اللہ نے جس کے نام کے خطبے حرمین الشریفین میں پڑھے جاتے تھے شام اور حجاز کو فتح کر لیا۔ تھوڑے سے عرصہ بعد عزالدولہ کو اس کے چچا عضدالدولہ نے تاج الملت کا خطاب لے کر برطرف کر دیا اور برائے نام خلیفہ سے نہ صرف امیر الامرائی کا عہدہ بلکہ دیگر خسروانہ اعزازات لے لیے۔ عضدالدولہ ۳۷۲ھ ہجری میں راہی ملک بقا ہوا۔ اور اس کی جگہ اس کا بیٹا صمصام الدولہ شمس الملت کے خطاب سے ممتاز ہو کر امیر الامرائی پر سرافراز ہوا۔ صمصام الدولہ کو اس کے بھائی شرف الدولہ نے برطرف کر دیا۔ اور خود چوبیس تک اس عہدے پر مسلط رہا۔ وہ ۳۷۹ھ ہجری میں فوت ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا ابونصر بہاؤالدولہ اور ضیاء الملت کے خطاب سے امیر الامرا ہوا۔ عضدالدولہ اور شرف الدولہ کے علم کی قدر کی اور بغداد کے اسکول کو از سر نو جاری کیا۔ بہت سے سائنس دانوں کی سرپرستی کی جن میں سے ابن السلام عبدالرحمن صوفی اور مشہور و معروف ہیئت و اقلیدس داں ابوالوفا کے نام میں بتا سکتا ہوں شاعروں اور عالموں کی مدد کے علاوہ عضدالدولہ نے رفاہ عام کے کام بھی کیے اس نے شیراز کے دریائے بند میر کو گہرا کرنے اور شیراز تک قابل جہاز رانی بنانے کے لیے لائق لائق انجینئر کام پر لگائے۔ جب یہ کام مکمل ہو گیا تو ان موسمی سیلابوں کا خاتمہ ہو گیا جو آئے دن تباہی و بربادی ڈھاتے تھے اس نے بغداد میں ایک عظیم الشان شفا خانہ اور کالج بھی بنوایا۔ بہاؤالدولہ نے الطائع باللہ کو معزول کر کے اس کو مجبور کیا کہ اپنے بھائی ابوالعباس احمد کو القادر باللہ کا خطاب دے کر اپنا خلیفہ بنا دے۔ طائع اپنے بھائی کے محل میں رہتا رہا اور معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ کے دستور کے برخلاف اس کی بڑی عزت و تکریم کی جاتی رہی۔ وہ ۳۹۳ھ میں داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔ قادر باللہ بڑا زاہد، عابد اور رحم دل تھا۔ وہ رات کا وقت یاد الٰہی میں گزارتا اور اپنی آمدنی کا زیادہ حصہ خیرات میں دیتا۔ تاہم اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ تنگ خیال تھا اور زمانہ کے حالات نے اس کو مجبور کر رکھا تھا کہ ترقی کے راستہ میں رکاوٹ پیدا کرے۔ المعز کا جانشین حمص، حماہ اور حلب کا بادشاہ ہو گیا۔ الجزیرہ میں اس کی حکومت تسلیم کی جاتی تھی۔ مذہب اعتزال نہایت سرعت سے پھیل رہا تھا۔ قادر جو خود بھی ایک بڑا عالم تھا۔ دنیاوی حکومت سے محروم ہو کر اب بنو عباس کے روحانی و مذہبی اقتدار کو قائم رکھنے

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

کی طرف متوجہ ہوا۔ مذہبی عالموں کی مجلس منعقد کرتا اور خود میر مجلس بنتا۔ بنی فاطمہ پر لعنت کی جاتی۔ مذہب اعتزال کو برا بھلا کہا جاتا اور مسئلہ اجماع کو ضروری قرار دیا جاتا۔ اس نے ایک پمفلٹ معتزلیوں کے برخلاف لکھ کر مذہب اعتزال کو بدعت والحاد قرار دیا۔ اس سب جدوجہد کا نتیجہ یہ ہوا کہ مختلف مذہبی فرقوں میں عداوت پیدا ہو گئی۔ اور مذہب میں وہ لچر و پوچ عقائد داخل ہو گئے جن کے باعث اخیر وقتوں میں اصلاح کا کام سخت مشکل ہو گیا۔ خاندان سامانی جو ماوراء النہر اور خراسان میں بڑی شان و شوکت حکمران رہ چکا تھا ناپید ہو گیا اور اس کی جگہ ایک اور خاندان نے لے لی۔ اس کی حکومت ۸۷۴ء سے لے کر ۹۹۹ء تک رہی۔ ایک ترکی سپاہی جس نے ایک مملوک کی زندگی شروع کی تھی اپنے بادشاہ کے ماتحت اپنی لیاقت خداداد کی بدولت اچھے عہدے پر سرفراز ہو گیا۔ یہ سپاہی مشہور البتگین تھا۔ جانشین یعنی نئے بادشاہ کی ناراضگی سے ڈر کر البتگین بخارا سے بھاگ آیا اور افغانستان کے پہاڑی علاقہ میں آ کر مسلط ہو گیا اس کا دارالحکومت غزنوی تھا۔ یہاں سولہ برس تک اس نے اپنے آپ کو نہایت ہوشیاری اور دانائی کے ساتھ مخالفوں سے بچائے رکھا۔ ۹۹۳ء میں فوت ہو گیا اور اس کا داماد سبکتگین تخت پر جلوہ افروز ہوا۔ اس بادشاہ نے اپنی مضبوط اور فیاضانہ حکومت کے ذریعہ رعایا کے دل تسخیر کر لئے۔ اور ہمسایوں کو اپنا گرویدہ کر لیا۔ خلیفہ نے اس کو جائز بادشاہ تسلیم کر لیا اور نصیر الدولہ کا خطاب۔ شاہی نشان اور اعزازی خلعت مرحمت فرمایا۔ اس طرح سبکتگین غزنوی خاندان کا جائز بانی مبانی ہو گیا۔ اس نے کوہ ہندوکش سے پار پنجاب میں فتح و ظفر کے پرچم اڑائے اور بوست و کسدر دو شہروں کو آباد کیا۔ چونکہ وہ سامانی شہزادے نوح کا خیر خواہ دوست تھا اس نے ترکوں کے حملوں سے علاقہ ماوراء النہر کو بچا لیا اس کی وفات پر اس کے بیٹوں محمود اور اسمٰعیل میں سلطنت کی تقسیم پدران بن ہو گئی۔ محمود اپنے بھائی کو اس کا واجبی سلطنت کا حصہ دینے پر آمادہ تھا مگر اسمٰعیل اکیلا ہی سلطنت دبانے کی ٹھانے ہوئے تھا۔ آخر نوبت بہ جنگ پہنچی جس میں وہ کامیاب رہا مگر اس نے اسمٰعیل سے نہایت عمدہ سلوک کیا۔ اب سامانی طاقت بالکل چور چور ہو گئی اور ۱۰۰۰ء میں غزنوی بادشاہ خراسان کو فتح کر لیا۔ خلیفہ نے اس کو بادشاہ تسلیم کر کے یمین الدولہ اور امین الملت کا خطاب دیا۔ سلطان محمود کا عہد حکومت تاریخ مشرق کا ایک مہتم بالشان ورق ہے۔ اس نے غزنی کو خوب رونق بخشی۔

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

روم کے پہلے قیصر کی طرح اس نے بھی دارالخلافہ کو جھونپڑیوں کا مجموعہ پایا۔ مگر خوبصورت محلات سے آراستہ چھوڑا۔ وہ علم و ہنر کا سرپرست و معاون تھا اور اگرچہ اس کا دامن فیض بخیلی سے داغدار ہے۔ تاہم اس کے دربار میں عالموں فاضلوں کا جمگھٹا لگا رہتا البیرونی۔ فردوسی دقیقی اور بہت سے دیگر فلاسفر و شاعر اس کے عہد میں ہوئے ہیں سلطان محمود نے ہندوستان پر چند بار حملے کیے۔ مگر پنجاب کی حکومت سے پرے حکومت قائم نہ کی جب سلطان محمود مشرق میں مصروف پیکار تھا۔ غز ترکمانوں کی ایک بڑی تعداد جیحون کو عبور کر کے ماوراءالنہر میں آباد ہو گئی اور غزنوی سلطان نے بڑی غلطی کی کہ خراج لے کر ان ترکمانوں کو اس صوبہ پر قابض رہنے دیا۔ بزعم خود ان کو کمزور کرنے کے لیے اس نے ایک قبیلہ کے لوگ مع سلجوق جو ان کا سردار تھا خراسان کی طرف جلاوطن کر دیے یہاں سلجوقیوں نے ہوش سنبھال کر اپنی تعداد طاقت کو بڑھا لیا اور یہاں تک زور پکڑا کہ اپنے سابق بادشاہوں کے منہ پر تلواریں مارنے لگے سلطان محمود ۱۰۳۰ء میں جہان سے چل دیا۔ اور اپنے بیٹے اور جانشین مسعود کے لیے شاندار سلطنت چھوڑ گیا۔ مسعود نے ان مشکوک چلن لوگوں کو خراسان سے نکالنے کی کوشش کی جن کو غلط پالیسی کی بدولت سلطنت کے سینے پر مونگ دلنے کا موقع مل گیا تھا۔ ہرات کے قریب ایک خونریز لڑائی میں مسعود کو شکست فاش ملی اور غزنوی سلطنت کے کھنڈرات پر سلجوقی ایوان حکومت کی بنیاد رکھی گئی۔ اب سلطان مسعود کی حکومت افغانستان اور پنجاب تک ہی محدود رہ گئی۔ اس کے بعد چند بادشاہ یکے بعد دیگرے تخت پر جلوہ افروز ہوئے۔ غزنوی خاندان کی حالت سلطان ابراہیم کی تخت نشینی تک مخدوش رہی۔ یہ سلطان فلسفی و شاعر سنائی کا دوست تھا۔ اس نے خراسان کے سلجوقی بادشاہ سے صلح کر کے اپنی توجہ کو ہندوستان کی طرف مبذول رکھا۔

سلطان مسعود کی شکست کے بعد سلجوقیوں نے سلجوق کے پوتے طغرل بیگ کو اپنا سردار بنایا۔ ابن اثیر لکھتا ہے کہ طغرل بیگ ایک دانا بادشاہ تھا بڑا متحمل اور فیاض نہایت سادگی سے رہتا تھا اور علم کا بڑا قدردان اور دلدادہ تھا۔ طغرل نے جلد ہی جرجان۔ عراق عجم خوارزم اور دیگر چند مغربی صوبجات کو فتح کر لیا اور پھر شمالی ایران کی طرف متوجہ ہو کر خاندان بویہ کے شہزادوں کو یا تو بھگا دیا۔ یا خراج گذار بنا لیا۔ جب طغرل کوئی

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

شہر فتح کرتا تو فتح کی یادگار میں ایک مسجد اور ایک سکول بناتا۔ مخالفوں اور دشمنوں پر اس کی کامیابی کا راز اس کی رحم دلی اور فیاضی میں سربستہ ہے جب طغرل ایران میں بنی بویہ پر فتوحات حاصل کر رہا تھا اس وقت بوڑھا خلیفہ قادر باللہ بستر مرگ پر پڑا ہوا تھا۔ وہ ۴۲۲ھ میں بعمر ۸۷ سال اکتالیس سال خلافت کرنے کے بعد اس دار ناپائدار سے سفر کر گیا۔ اس خلیفہ کے عہد میں بڑے بڑے نامور عالم فاضل اپنی غیر فانی یادگاروں سے اسلامی تاریخ کو مزین کر گئے ہیں۔ جیسے کہ قاضی عبد الجبار معتزلی عالم اور اس کا حریف ابو اسحٰق الاسفرآئینی الاشعری علامہ شیخ مفید عالم شیعی فقیہہ شاعر۔ ابو عمر وابن دراج دارقطنی فقیہہ۔ ابن شاہین وغیرہ وغیرہ۔ القادر باللہ کی وفات پر اس کا بیٹا ابو جعفر عبد اللہ القائم باللہ کے لقب سے تخت خلافت پر رونق افروز ہوا۔ وہ بڑا عابد، پارسا، نیک نہاد، عالم، متوکل باللہ، فیاض اور صابر تھا۔ ایک مورخ رقم طراز ہے وہ علمی روشنی سے بہرہ ور تحریر میں ماہر، انصاف اور خیرات کرنے میں مستعد تھا اس نے بنی بویہ کی نگرانی میں چوبیس سال با امن وامان خلافت کی ۴۴۶ھ میں ایک ترک سردار ارسلان البساسیری نے ملک رحیم بن بویہ کو برطرف کر کے امیر الامرائی کا عہدہ اپنے زیر تصرف کر لیا۔ اس کش مکش کی حالت میں قائم نے سلجوقی بادشاہوں سے مدد مانگی۔ طغرل بیگ بسرعت تمام بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ جب وہ منزل مقصود پر پہنچا ارسلان موصل کی طرف ہٹ گیا مگر اس وقت طغرل کو ایران کی بغاوت فرو کرنے کے واسطے بغداد سے واپس ہونا پڑا۔ ارسلان کو یہ موقع خدا دے۔ وہ جھٹ دار الخلافہ کی طرف واپس آیا۔ عباسی خلیفہ کو معزول کر کے ایک فاطمی خلیفہ المستنصر باللہ کو خلیفہ بنا دیا۔ ردا اور انگوٹھی مصر کو روانہ کی گئی۔ اور عراق کی ہر مسجد میں مستنصر کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔ بغاوت فرو کر کے طغرل روا روی بغداد کی طرف آیا ارسلان کو شکست دے کر قتل کر دیا اور قائم کو دوبارہ تخت پر بٹھا دیا۔ احسان شناس خلیفہ نے اس کے شکرانے میں ترک بادشاہ کو ان ممالک کا بادشاہ کر دیا جو ابھی تک خلفائے عباسیہ کو مانتے تھے۔ سند نشینی کی رسم بغداد میں ادا کی گئی خلیفہ نے اپنے ہاتھ سے طغرل کے سر پر دو تاج رکھے ایک ایرانیوں پر حکومت کرنے کی نشانی تھا اور سات خلعت دیئے جن سے سات اسلامی ممالک کی حکومت مراد تھی۔ من بعد نقیبوں نے طغرل کو مشرق و مغرب کا سلطان مشتہر کیا۔

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

بیسواں باب

قائم تا مستنصر ۴۵۵ھ یا ۵۰۲ھ ہجری ۱۰۶۳ تا ۱۱۱۰ء صلیبی جہادوں کا آغاز۔ القائم بامر اللہ خلیفہ۔ طغرل بیگ۔ رومیوں کے ساتھ جنگ۔ طغرل کی وفات۔ الپ ارسلان کی تخت نشینی۔ رومیوں کا حملہ۔ ملازکرد کی لڑائی۔ رومیوں کی شکست۔ دیو جانس رومی کا قید ہونا۔ صلح کا عہد نامہ۔ دیو جانس رومی کا اپنی رعایا کے ہاتھ سے اندھا ہو کر مارا جانا۔ الپ ارسلان کی وفات۔ ملک شاہ کی تخت نشینی۔ قائم کی وفات۔ المقتدی بامر اللہ کا خلیفہ ہونا۔ ملک شاہ کی عالی شان حکومت حشاشین کا زور۔ حسن بن صباح۔ نظام الملک کا قتل ملک شاہ کی وفات۔ اس کے بیٹوں میں تنازعہ۔ خلیفہ مقتدی کی وفات۔ مستظہر باللہ کی خلافت۔ صلیبی جنگوں کا آغاز۔ انطاکیہ کا محاصرہ۔ اس کی فتح۔ مسلمانوں کا قتل عام۔ معراۃ النعمان کی تباہی۔ یروشلم میں قتل و غارت۔ طرابلس میں لوٹ مار۔

طغرل کے زمانہ میں سلجوقی ایشیا کی ممتاز ترین قوم بن گئے یہ قبیلہ ترکوں کی ایک شاخ تھا اور اپنے سردار کے نام پر مشہور تھا جس کی سرکردگی میں وہ پہلے پہل ماوراء النہر میں اور پھر خراسان میں داخل ہوا۔ اگرچہ ترک اور مغل ایک ہی نسل سے ہیں تاہم ان میں بڑا فرق تھا کہ مغل ابھی تک ایشیا کے انتہائی مشرقی کونہ میں نیم وحشیانہ حالت میں پڑے تھے اور ترک عربوں کے میل جول سے تہذیب کے سانچے میں ڈھل گئے تھے۔ سلجوق جو ترقی و تہذیب میں سب ترکوں سے بڑھ گئے تھے۔ نہایت جوش و خروش کے ساتھ مشرف باسلام ہو کر اس مذہب کے سرگرم حامی بنے۔ چنانچہ جب عرب دنیا کو امن کی برکت سے مستفید کر رہے تھے تو وہ اسلام کی طاقت بڑھا رہے تھے گیارھویں صدی کا پچھلا نصف حصہ ان کی تاریخ کا منہم بالشان زمانہ ہے اس نصف صدی میں وہ ایک بادشاہ منتخب کر کے اس کے جھنڈے تلے جمع ہوئے اور چھوٹے چھوٹے سردار آپس میں اتفاق کر کے اس کے فرمانبردار رہے بونانیوں نے خلافت کی بڑھتی ہوئی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر ایشیا میں اپنی طاقت بڑھانی چاہی۔ زمانہ سابقہ کی وحشیانہ یورشوں نے بعض طاقتور بادشاہوں کے زمانہ میں فتوحات

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

کی صورت اختیار کر لی تھی دسویں صدی مسیح کے اخیر پر رومیوں کی سلطنت جنوب میں انطاکیہ تک اور مشرق میں آرمینیا تک پھیل گئی تھی ۱۰۶۱ء میں طغرل نے رومیوں کے برخلاف اعلان جنگ کر کے کیپڈوشیا اور فریجیا سے ان کو نکال دیا۔ مگر ان علاقوں کی مستقل فتح قضاء و قدر کے کارندوں نے اس کے بھتیجے اور جانشین الپ ارسلان کے لئے مخصوص کر رکھی تھی، چونکہ طغرل بغیر کسی فرزند نرینہ کے داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔ اس لئے الپ ارسلان سلجوقیوں کا بادشاہ منتخب ہوا۔ اور خلیفہ نے اس کو سلطان کا خطاب دیا۔ ابن اثیر لکھتا ہے کہ الپ ارسلان ایک شریف، فیاض، منصف مزاج اور دانا حکمران تھا۔ وہ زاہد و عابد، رحم دل، سخی، غریبوں کا حامی عیش و عشرت سے متنفر، بہادر اور دلیر تھا۔ جارجیا اور آرمینیا کو کامل طور پر فتح کر کے وہ آذربائیجان کے قبضہ کے لئے خوی میں آیا ہی تھا کہ اس کو خبر ملی کہ دیوجانس رومنس جس کو قیصرہ الوڈوشیا نے تخت پر بٹھا دیا تھا۔ دو لاکھ لشکر جرار کے ساتھ ایشیائے کوچک میں داخل ہو گیا ہے اور اس کا یہ ارادہ ہے کہ بغداد کو تسخیر کر کے سارے مغربی ایشیا کو رومیوں کے زیر نگیں کر دے۔ فتح یا لوٹ مار کی غرض سے اس سے زیادہ آراستہ و طاقتور فوج پہلے قسطنطنیہ کی طرف سے کبھی نہ آئی تھی۔ جوں جوں رومی آگے بڑھتے گئے مسلمان ملازکرد کی طرف سے ہٹتے گئے۔ ملازکرد ارض روم اور ردان کے درمیان ایک مضبوط و مستحکم قلعہ تھا، یہاں سلطان بھی دشمن سے آملا۔ اور وہ خونریز لڑائی ہوئی جس نے ایشیا میں رومی سلطنت کا قفل پڑھ دیا قیصر مع ہمراہیوں کے قید ہو کر سلطان کے حضور میں لایا گیا جس نے اس سے اس کے شایان شان سلوک کیا۔ طول طویل نامہ و پیام کے بعد سلطان رومنس میں عہد نامہ ہوا، جس کے رو سے رومنس نے سلطان کے بیٹوں کو اپنی بیٹیاں، دس لاکھ دینار تاوان جنگ اور تین لاکھ ساٹھ ہزار دینار سالانہ خراج دینے اور تمام اسیران جنگ کو واپس کرنے کا وعدہ کیا۔ قیصر اور اس کے عہدیدار سلطان سے رخصت ہوئے۔ سلطان نے ایک دستہ فوج ان کی اردلی میں دیا۔ مگر وہ ابھی راستہ ہی میں تھا کہ اس کو خبر ملی کہ اس کی نمک حرام رعایا نے اس کو معزول کر دیا۔ سلطان اس کی فوجی مدد کرنے پر آمادہ ہوا۔ مگر پیشتر اس کے کہ وہ اس کی مدد کو پہنچتا یونانیوں نے رومنس کو گرفتار کر کے اندھا کر دیا۔ اور بعد میں نہایت بے رحمی سے مار ڈالا۔ ملازکرد کی لڑائی

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

کے بعد سلطان نے ایشیائے کوچک کی حکومت اپنے چچازاد بھائی سلیمان بن قتلمش کو دے دی۔ سلیمان ایک دانا حکمران اور ماہر سپہ سالار ثابت ہوا۔ اس نے جلد ہی اپنی حدود کو بجانب شمال درۂ دانیال تک اور بجانب مغرب بحرۂ روم تک بڑھا لیا اور قیصر روم کو خراج دینے پر مجبور کیا۔ اس نے نائیس کو جو بتھینیا میں واقع ہے اپنا صدر مقام بنایا اور صلیبی جنگوں تک یہی مقام اس کا دارالخلافہ رہا۔ جب عیسائی مجاہدوں نے اس مقام کو فتح کر لیا تو اکونیم (قونیہ) کو صدر مقام بنایا گیا۔ ایشیائے کوچک تاتاریوں کی تاخت و تاراج تک سلیمان کی اولاد کے قبضہ میں رہا۔ اس کے جانشین شاہان روم کہلاتے تھے انھوں نے اپنی طاقت و تہذیب کی کئی یادگاریں چھوڑی ہیں۔

ایک باغی کو الپ ارسلان نے سزائے موت کا حکم دیا۔ اس خبیث نے سلطان پر وار کر کے اس کو سخت زخمی کر دیا۔ جس سے یہ نخچیر روزگار سلطان اس دار ناپائدار سے انتقال کر گیا۔ اس کے عہد میں خواجہ حسن اعظم المعروف بہ نظام الملک سلطنت کا وزیر رہا۔ اس وزیر پر پر سلطان کو یہاں تک اعتماد و اعتبار تھا کہ سلطنت کا سیاہ و سفید اسی کے سپرد کر رکھا تھا۔

الپ ارسلان کی جگہ اس کا بیٹا ملک شاہ جلال الدولہ کے نام سے تخت سلطنت پر رونق افروز ہوا۔ خلیفہ قائم تین سال بعد فوت ہو گیا۔ اور اس کی جگہ اس کا پوتا ابوالقاسم عبداللہ المقتدی باللہ کے نام سے تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوا۔ مقتدی تخت نشینی کے وقت صرف انیس سال کی عمر کا تھا۔ مگر اس چھوٹی سی عمر میں ہی اپنے کیرکٹر کی مضبوطی کا ثبوت دے چکا تھا۔ وہ عابد، زاہد، مستقل مزاج اور بنو عباسؓ میں شریف الشرفا تھا۔ اس نے اپنی پرائیویٹ املاک کا خوب ہوشیاری سے انتظام کیا۔ دارالخلافہ میں سے بد معاشوں اور اچکوں کو خارج کر کے مذموم عادات و بد اخلاقیوں کے مٹانے میں بیش از بیش کوشش کی تاہم متعصب حنبلی سخت تکلیف دیتے رہے ان میں اور اشعریوں و حنفیوں میں جوتی پیزار ہو کر طرفین کی جانوں کا نقصان ہوتا رہا مگر اس وقت مسلمانوں کی توجہ کا مرکز خلیفہ یا اس کا دربار نہیں تھا بلکہ ایشیاء کا حکمران سلطان اعظم ملک شاہ کے ابتدائی عہد حکومت میں کچھ بغاوتیں ہوئیں۔ ایک بغاوت کا بانی مبانی خود اس کا بھائی تھا۔ طوس کا ایک واقعہ

M Awais Sultan
Group Admin
Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

سلطان کے کیریکٹر پر خوب روشنی ڈالتا ہے۔ امام علی الرضا کے مزار پر فاتحہ خوانی کرنے کے بعد ملک شاہ نے اپنے وزیر سے کہا "میں نے بارگاہِ الٰہی میں التجا کی ہے کہ اگر میرا بھائی مسلمانوں پر حکومت کرنے میں مجھ سے زیادہ لائق ہے تو اس کو فتح دے۔" ملک شاہ بڑا شریف، فیاض اور منصف مزاج بادشاہ تھا۔ تھوڑے ہی بادشاہ اس کے درجے کو پہنچے ہیں۔ اس نے قلمدان وزارت خواجہ حسن نظام الملک کی ہی تحویل میں رہنے دیا اور اتابک کا خطاب دے کر کلی اختیارات اس کے سپرد کر دیئے۔ نظام الملک یحییٰ برمکی کے بعد ایشیا میں نہایت ہی مدبر و دانا وزیر گزرا ہے۔ سیاست نامہ اس کی کتاب اس کی یاد کو تاقیامت زندہ رکھے گی۔ زبیدہ دختر نظام الملک نہایت ہی تعلیم یافتہ خاتون تھی۔ وہ وزیر ابن جابر سے بیاہی گئی۔ ملک شاہ کی ہمشیرہ زلیخا بھی حسن و جمال، علم و فضل اور فراست و ذہانت میں یکتا مانی جاتی تھی۔ سلطان کی وسیع سلطنت میں جو چین کی حدود سے لے کر مغرب میں بحیرۂ روم تک اور شمال میں جارجیا سے لے کر جنوب میں یمن تک پھیلی ہوئی تھی ہر طرف امن و امان کا چرچا تھا اس نے بارہ دفعہ اپنی وسیع سلطنت کا دورہ کیا اور ہر صوبہ کی حالت بچشم خود دیکھ کر اس کی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کی۔

رشید اور مامون کی طرح اس نے تاجروں اور حاجیوں کی حفاظت کے لئے سڑکوں اور شاہراہوں پر سرائیں اور پولیس کی چوکیاں بنائیں سلطان کی بڑی دل لگی شکار تھا، مگر اپنی دل لگی کے دوران میں غریبوں یا کاشتکاروں کو فراموش نہ کر دیتا تھا شکار بازی کے بعد وہ اس ضلع کے غریبوں اور محتاجوں میں جہاں وہ شکار کھیلتا بڑی بڑی رقمیں خیرات کرتا۔ ملک شاہ کی حکومت بلحاظِ عظمت و شوکت اور لوگوں کی خوشحالی کے رومی یا عربی حکومت کے بہترین زمانہ سے کم نہ تھی تجارت اور صنعت و حرفت کو فروغ حاصل ہوا۔ علوم و فنون کی ترقی ہوئی۔ ایرانی زبانوں کو چمکانے کے لئے بیش از بیش جدوجہد کی گئی۔ ایشیا کے شہروں کو کالجوں، شفاخانوں، مسجدوں اور محلوں سے آراستہ کیا۔ سلطنت میں جا بجا سڑکیں بنوائیں اور نہروں کے اجرا نے سلطنت کو سرسبز و شاداب کر دیا۔ سلطان یا اس کے وزیر نے کلنڈر یعنی شمار سنین میں اصلاح کر کے دنیا کو بڑا فائدہ پہنچایا۔ ہیئت دانوں کی ایک مجلس مشہور و معروف شاعر و منجم شاہزادہ عمر خیام کی نگرانی میں قائم کی گئی ہیئت دانوں کی اس مجلس نے وقت کا شمار کر کے

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

تاریخ آغاز میں اصلاح کی جو بقول مسٹر گبن جولین کی تقویم سے زیادہ ٹھیک اور گریگوری کی جنتری کے برابر برابر صحیح تھی، نئے سال کا پہلا دن، سورج کے برج حمل میں داخل ہونے کے وقت سے شمار کیا گیا۔ پہلے برج حوت سے شمار کیا جاتا تھا۔ اصلاح شدہ سنہ کو سلطان کے نام سنہ جلالی کہتے ہیں سلیمان روم کے خراج گزار بادشاہ نے سلجوقی سلطنت کو کاریا کی حدود تک بڑھایا اور بہت سے جزائر فتح کرلئے نائس فورس بوٹانیاٹس نے جو قسطنطین ڈیوکس کی معزولی پر تخت قیصری پر متمکن ہوا تھا۔ اور اس کے جانشین الکس کومنی نے ملک شاہ کو خراج دینا منظور کر لیا۔ ۱۰۸۴ء میں سلیمان نے انطاکیہ کے مضافات سے یونانیوں کو خارج کرکے اس شہر کو سلطان کے نام پر فتح کرلیا۔ تاہم سات سال بعد جزیرہ صقلیہ (سسلی) کے نکل جانے سے اس فتح کا فائدہ جاتا رہا۔ ۱۰۶۱ء میں نارمنوں نے جزیرہ پر حملہ کیا اور ان کے حملوں کو عربوں کے باہمی تنازعہ سے تقویت پہنچ گئی تاہم نہایت سخت مقابلہ کیا گیا تیس سال تک میدان جدال و قتال گرم رہا۔ آخر نارمن نواب راجر نے جزیرہ کو فتح کرکے اپنے زیر نگین کرلیا۔ ملک شاہ کے آخر عہد حکومت میں نصلسوں، جانشین نے ماثر زندان کے دشوار گزار علاقہ جہاں ایک دفعہ بابک اور اس کے چیلے چانٹوں نے ادھم مچایا تھا سر نکالا یہ خوفناک برادری جس کی بعد میں ایشیا اور یورپ میں نہایت کامیابی سے تقلید کی گئی حسن بن صباح نے قائم کی تھی جو نظام الملک کا ہم مکتب تھا۔ اور سلجوقی سلطنت میں نام پیدا کرنے کا خواہاں تھا۔ اس نے اپنی خواہش کو تلوار اور زہر کے ذریعہ پورا کرنا چاہا وہ مصر کے فاطمی خلیفوں کا پیرو ہوا۔ اسے مشرق میں ان کی طرف سے نائب اور داعی مقرر کیا۔ اور اسمٰعیلی عقائد کی اشاعت کرنے کا اس کو اختیار دیا گیا اس وقت تک اسمٰعیلیوں میں دو طبقے تھے۔ ایک پیروں کا۔ دوسرا مریدوں کا پیروں کو داعی کہتے تھے وہ اس خفیہ مذہب کے ہر اصول سے واقف تھے۔ مریدوں کو رفیق کہتے تھے۔ وہ اس مذہب کے اصولوں سے بتدریج واقف کئے جاتے تھے۔ حسن نے اپنے مشن کو پورا کرنے کے لئے مناسب سمجھا کہ تیسرا طبقہ بنایا جائے جس میں ایسے لوگ ہوں جو پیروں کے ہاتھ میں کٹ پتلی کا کام دیں اور نتائج پر غور و خوض کئے بغیر پیر کا ارشاد بجا لانے پر تیار ہو جائیں۔ اس طبقہ کے لوگوں کو فدائی کا نام دیا گیا۔ اس قاتلانہ برادری (آج کل فری میسنس کو بھی برادری

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

کہتے ہیں مگر یہ قاتلانہ اصول پر قائم نہیں ہاں عہدے وغیرہ حسن بن صباح کی بزرگی ہی طرح مقرر ہیں مترجم) کا گرانڈ ماسٹر، ور سیّدنا کہلاتا ہے اور عام طور پر اس کو شیخ الجبل کہتے ہیں۔ اور فدائی اس کے باڈی گارڈ اور قاتلانہ منصوبوں کو پورا کرنے والے ہوتے تھے گرانڈ ماسٹر یا سیّدنا کے نیچے داعی الکبیر کا عہدہ تھا۔ اور تینوں صوبوں (یعنی جبال۔ کوہستان اور شام) میں سے ہر صوبہ پر ایک ایک داعی الکبیر مقرر تھا۔ گرانڈ ماسٹر اور داعی الکبیر کے تلے چھوٹے چھوٹے ماسٹر تھے جن کو داعی کہتے کہتے تھے اور یہ پیروں کا کام دیتے اور مرید بھرتی کرتے تھے۔ رفیق وہ لوگ بنائے جاتے جو سراپا راز برادری کے ابتدائی عہدوں کو عبور کر کے ماسٹری تک پہنچ سکتے تھے فدائیوں کا درجہ سب سے پیچھے تھا اور معلوم ہوتا ہے کہ لاصق محض بتدی یا دنیادار ہم مشرب کو کہا جاتا تھا۔ برادری کے بتدی ممبروں کو فرائض اسلام ادا کرنے واجب ہونے تھے فدائی حکم کے بندے تھے ممبر ماسٹروں کے ساتھ کام کرتے تھے اور شیخ کے احکام کے بموجب جو اپنے قلم کے اشارے سے خنجروں کی تیز دھاروں کو جدھر چاہتا جھکا دیتا تھا۔ فدائیوں کی رہنمائی کرتے تھے ان نہلسٹوں کو ملحدوں کا نام دیا گیا سنہ ۴۸۳ ہجری میں حسن بن صباح نے کچھ تو جبر و اکراہ سے اور کچھ دغا اور بے ایمانی سے الموت (آشیانہ عقاب) کے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور وہاں سے مخلوق پر حملے شروع کیے۔ ملک شاہ نے ملحدوں کے برخلاف دو مہمیں روانہ کیں مگر پیشتر اس کے کہ وہ ان کا استیصال کرتا۔ ملک الموت نے اس کے کوچ کا نقارہ بجا دیا سنہ ۱۰۹۱ء میں نظام الملک کو حسن بن صباح کے ایک جاسوس نے قتل کر دیا نظام الملک کے قتل پر ملک شاہ کی ملکہ ترخان خاتون کا سکرٹری تاج الملک ابوالغنائم القمی وزیر مقرر ہوا۔ ابن اثیر لکھتا ہے نظام الملک کو بڑے سے لے کر چھوٹے تک سب لوگ عزیز رکھتے تھے کیونکہ وہ ہمہ صفت موصوف اور انصاف کا پتلا تھا اس کے تین فرزند تھے۔ موید الملک۔ فخر الملک اور عز الملک اور یہ تینوں ملک شاہ کے جانشینوں کے وزیر بنے اپنے وزیر اعظم کی وفات کے بعد سلطان بغداد کی طرف آیا۔ ملک شاہ اور قیصر الکس کومنس کی بیٹی کے درمیان شادی کی قرار داد ہوئی تھی مگر ملک شاہ کی قبل از وقت وفات نے مشرق اور مغرب کے اس اتحاد کو روک دیا۔ ملک شاہ اکیس سال حکومت کر کے انتالیس سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔ ملک شاہ کی وفات کے ساتھ ہی

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

سلجوقی سلطنت کا آفتاب عروج بھی ڈھلنا شروع ہو گیا مرحوم سلطان کی بیوی طرخان المعروف خاتون الجلالیہ کے کہنے پر خلیفہ نے اس کے شیر خوار بچے محمود کو ناصر الدنیا والدین کا خطاب دے کر تخت سلطنت پر متمکن کیا مگر اس کے بچے کو ہٹا کر اس کا بڑا بھائی برقیارق رکن الدین کے نام سے جلد تخت سلطنت پر رونق افروز ہو گیا۔ اس کے کچھ ہی دن بعد ملک شاہ کے منجھلے بیٹے محمد نے تخت و تاج کا دعویٰ کیا۔ برقیارق اور محمد میں عراق اور خراسان کے علاقوں سے متعلق خانہ جنگی شروع ہو جانے سے حسن بن صباح کے خود غرضانہ ارادوں کی تکمیل کا راستہ صاف ہو گیا اور بدامنی کے سایہ میں قتل اور سازش کا زہریلا درخت پھلنے اور پھولنے لگا حشاشیوں نے بتدریج شمالی ایران عراق اور شام کے مضبوط قلعوں پر قبضہ کر لیا اور اسلام کے بہترین بزرگوں کا اپنے خنجر خون آشام سے کام تمام کر دیا ۴۸۷ھ ہجری میں خلیفہ مقتدی فوت ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا ابو العباس احمد الملقب مستظہر باللہ تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوا۔ اس وقت اس کی عمر صرف سولہ برس کی تھی۔ ابن اثیر اس کی بابت لکھتا ہے کہ وہ مہذب۔ نیک دل، فیاض، خلیق، نیک چلن، عمدہ کاموں کا خواہاں اور علم کا دلدادہ تھا اگر وہ خوش قسمت زمانہ میں پیدا ہوتا تو دنیا میں بڑا نام حاصل کرتا۔ مگر اس کے وسائل اس قدر محدود تھے کہ وہ دنیا کے سٹیج پر اعلیٰ پارٹ نہیں لے سکتا تھا اس کے زمانہ میں تعصب جہالت کا ایک طوفان بے تمیزی مغربی ایشیا پر آکر چھا گیا۔ اس طوفان بے تمیزی کو عیسوی تاریخ میں مقدس جنگوں کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ یورپین تاریخوں میں ان جہادوں کے ذکر میں بڑی چرب زبانی سے کام لیا گیا ہے اور ہر عیسائی سپاہی اور نائٹ کو رستم و زوال کا ثانی بنا دیا گیا ہے۔ چونکہ میرا مسلک صداقت شعاری ہے اس لئے میرا فرض ہے کہ اس تمثال خانہ کا پردہ اٹھا کر اصلی واقعات پبلک کے سامنے پیش کردوں اور بالاختصار ان جنگوں کی ہولناک ظلم۔ وحشیانہ پن اور ان کے برپا کرنے والوں کی بے ایمانی اور دغا بازی کا راز افشا کردوں۔ اور ان بربادیوں اور تباہیوں کا مرقع پیش کردوں جو ان جنگوں سے مغربی ایشیا پر وارد ہوئی ایک باخبر مورخ رقمطراز ہے کہ کروسیڈ (صلیبی جنگوں) نے تاریخ کو دیوانگی کے کاموں سے بھر دیا ہے تین صدیوں تک بغیر کسی انگیخت کے عیسائیت اسلام پر امڈ امڈ کے آئی۔

M Awais Sultan
Group Admin
IslamiBooks Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

آخر ناکامی نے اس کا خاتمہ کیا اور ضعیف الاعتقادی اور وہم کا ایوان اپنے ہی بوجھ سے دب کر بیٹھ گیا۔ یورپ میں انسان اور روپیہ کا قحط پڑ گیا اور حالت ایسی نازک ہو گئی کہ اگر سوشل تباہی کا نہیں تو سوشل ویرانہ پن کا خوف تو ضرور ہی دامنگیر ہو گیا لاکھوں آدمی لڑائیوں میں مارے گئے۔ ہزاروں بھوک اور بیماری سے ہلاک ہوئے اور ہر ایک ظلم جو احاطۂ خیال میں سما سکتا ہے صلیب کے بہادروں نے کیا۔ اسلامی سلطنت کے قائم ہونے کے وقت سے عیسائیوں کو کامل آزادی حاصل تھی۔ مذہبی فرائض کی ادائیگی میں ان کی حفاظت کی جاتی اور ملکی حقوق و مراعات میں ان سے بخل نہ کیا جاتا۔ وہ سلطنت کے ہر حصہ میں آ اور جا سکتے تھے ممالکِ غیر کے عیسائی بادشاہوں سے سلسلہ تعارف قائم کر سکتے تھے اور جن شرائط پر مسلمان زمینیں اور جائدادیں حاصل کر سکتے تھے انہی پر وہ کر سکتے تھے۔ سرکاری عہدے بھی بعض ظالم گورنروں کے افعال کو اگر نظر انداز کر دیا جائے تو ان کے لئے ویسے ہی کھلے تھے جیسے کہ مسلمانوں کے لئے عیسائی معبد اور گرجے ہر جگہ موجود تھے اور عیسائی زائرین دور دراز ممالک سے بغیر کسی روک ٹوک کے فلسطین میں آتے تھے اور سچ پوچھو تو بیت المقدس کے زائرین میں عرب فتوحات کے وقت ہی سے قابل قدر اضافہ ہوا۔ عرب صرف عیسائی رقیب فرقوں میں امن قائم رکھنے پر اکتفا کرتے۔ اگر وہ ایسا بھی نہ کرتے تو عیسائی عین بیت المقدس میں ہی ایک دوسرے کو پھاڑ کر کھا جاتے۔ یروشلم کو دونوں مذہب کے آدمی مقدس جانتے تھے۔ شہر کا ایک حصہ اسقفِ اعظم اور اس کے پادریوں کے لئے وقف تھا جس کو مسلمان ضبط نہیں کر سکتے تھے۔ جب ۹۶۹ء فلسطین اور شام بنو فاطمہ کے قبضۂ تصرف میں آ گئے تو یہ مبادلہ خاندان عیسائیوں کے لئے بیش از بیش موجبِ رحمت ثابت ہوا کیونکہ مصری بادشاہ عیسائیوں کے حامی تھے اور ان کی تجارت کو فروغ دیتے تھے۔ مگر جاہل اور متعصب عیسائیوں کو کسی کی آزادی خوش نہیں کر سکتی تھی۔ کیونکہ یروشلم میں مسلمانوں کی موجودگی ہی ان کی نظروں میں کانٹا تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ ان کے آنے سے بیت المقدس کی زمین ناپاک ہو جاتی ہے عیسائی زائرین عربوں کے سایہ میں آرام کرتے۔ ان کی مہمانی کا لطف اٹھاتے۔ مگر جاتی دفعہ نفرت کا بیج دل میں بو کر لے جاتے۔ دسویں صدی کے اخیر میں یہ خیال عام ہو گیا کہ نزول مسیح کا زمانہ قریب آ گیا ہے پہلے عیسائیوں

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

کا خیال تھا کہ خداوند یسوع مسیح مصلوب ہونے ایک ہزار سال بعد دنیا میں پھر آئیں گے۔ اب ہزار سال وغیرہ کا تو خیال نہیں مگر موجودہ عیسائیوں کا اب بھی ایمان ہے کہ حضرت مسیح پھر دنیا میں آئیں گے۔

عیسائی دنیا سے لوگوں کے انبوہ در انبوہ بیت المقدس میں آنے شروع ہو گئے اور گیارھویں صدی میں تو ان کی تعداد خطرناک درجہ تک پہنچ گئی۔ اس وقت فلسطین ایک ترکمان خاندان اور ترک کے قبضہ میں آ گیا تھا۔ اجنبیوں کی کثرت اور ان کا جوش جاہل ترکمانوں کی سمجھ میں نہ آتا تھا اور کبھی کبھار ان زائرین سے بدسلوکی ہو جاتی اور ان کا مالی نقصان بھی ہو جاتا تھا جیسا کہ آج کل کے زمانہ میں مسلمان حاجیوں کو ان کے اپنے ہی ہم مذہب، صحرا نشین بھائی لوٹ مار لیتے ہیں۔ بدسلوکی کی مبالغہ آمیز داستانوں نے فرانسیسیوں کے خون میں گرمی پیدا کی۔

ماہ مارچ ۱۰۹۵ء میں پوپ اربن دوم نے پلاسینٹا میں ایک کونسل کی اور اسی سال کے ماہ نومبر میں دوسری کونسل بمقام کلیر مونٹ منعقد کی۔ اس جگہ پوپ نے جہاد کا حکم دیتے ہوئے کہا۔ "ان کافروں سے جہاد کرو جو خداوند یسوع مسیح کی خانقاہ پر قابض ہو گئے ہیں۔ جو تم میں سے اس جہاد میں شامل ہو گا اس کے سارے پچھلے گناہ بخش دوں گا اور جو مارا جائے گا اس کو بہشت میں جگہ دوں گا" اس کروسیڈ کا اصلی محرک مذہبی تعصب تھا۔ مگر اس کے ساتھ ہی دوسری اغراض بھی شامل تھیں، مثلاً نئی سلطنتوں کا فتح کرنا اور مال و دولت کا حاصل کرنا اس امر سے اس دیوانگی کو اور بھی تحریک ہو گئی۔ جبکہ انھوں نے ایشائی شراب کی تعریف اور کوہ قاف کی عورتوں کے حسن و جمال کے تذکرے سنے۔ ہلم صاحب ارقام کرتے ہیں۔ "وہ جوش پیدا کرنے کے لئے ہر ممکن ذریعہ سے کام لیا گیا" جب ایک کروسیڈر (جہادی) صلیب پہن لیتا وہ سب قرضوں اور ٹیکسوں سے بری کیا جاتا اور اس کی ذات خاص مذہب کی حفاظت میں ہو جاتی ان دنیاوی فوائد کے علاوہ اس کے گناہوں کو معاف کیا جاتا اور وعدہ دیا جاتا کہ اس کو بہشت میں داخل کر کے ابدی زندگی بخشی جائے گی۔ ہر شخص کو یقین تھا کہ اگر وہ جہاد میں مارا گیا تو شہادت کا رتبہ حاصل کرے گا۔ کروسیڈروں کا پہلا

M Awais Sultan
Group Admin
Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

دستہ جو والٹر پینی لس (کنگال) کے ماتحت روانہ ہوا۔ بلغاری عیسائیوں کے ہاتھوں فنا ہوا۔ چالیس ہزار مرد و زن اور بچوں کا دوسرا گروہ جو پیٹر ہرمٹ کی سرکردگی میں روانہ ہوا۔ جب کروسیڈر ملی ویل میں پہنچے تو پہلے دستہ کا انتقام لینے کے لئے انھوں نے شہر پر حملہ کر کے سات ہزار باشندوں کو نہ تیغ کیا اور ہر قسم کی زبردستی کی۔ پیٹر کی فوج نے ہنگری اور بلغاریہ کو ویران کر دیا۔ الکس قیصر روم نے ان کو شہر میں داخل کئے بدون جہازوں پر بٹھا کر باسفرس کے پار اتار دیا۔ ایشیا میں انھوں نے دل کھول کر ظلم شروع کئے مچاڈ صاحب لکھتے ہیں کہ "انھوں نے ایسے ایسے قبیح جرائم کئے کہ کارکنان قضا و قدر دیکھ کر کانپ اٹھے۔ گود میں سے بچے چھین کر ذبح کئے اور ان کے اعضا کاٹ کر ہوا میں اچھالے۔ اسی طرح ظلم و جور کرتے ہوئے وہ نائیس کی دیواروں تلے جا پہنچے سلطان نے پندرہ ہزار سپاہیوں سے ان پر حملہ کیا۔ کروسیڈروں کا سردار رینیلڈ چند ہمراہیوں سمیت مسلمان ہو گیا۔ دوسرے معدوم ہو گئے ایک تیسرا گروہ خبیث اور پاجی ترین آدمیوں کا گاڈسچال ایک جرمن راہب کی سرکردگی میں روانہ ہوا۔ یہ لوگ بالکل انسان صورت شیطان سیرت تھے۔ ظالم، بے ایمان، زانی، شراب خور۔ بقول مچاڈ صاحب وہ غلط کاریوں میں جہاں تک خود فراموش ہوئے کہ قسطنطنیہ اور یروشلم ہی کو بھول گئے۔ جہاں سے گزرے لوٹ مار قتل و غارت کو بطور یادگار چھوڑتے گئے۔ تنگ آ کر اہل ہنگری نے ان کا مقابلہ کیا۔ بلگریڈ کے میدان کروسیڈروں (جہادیوں) کی ہڈیوں سے پٹ گئے۔ صرف چند کس باقی بچے جنھوں نے اس حادثہ جانکاہ کی خبر وطن میں جا کر سنائی۔ اس طوفان بے تمیزی کی چوتھی لہر انگلستان، فرانس فلینڈرز اور لورین سے اٹھی۔ ملز صاحب ان کروسیڈروں کے متعلق لکھتے ہیں "وحشی اور جاہل لوگوں کا گروہ"۔ چونکہ ترک بہت دور تھے ان بہادروں نے یہودیوں کو ہی قتل کرنا شروع کر دیا۔ کولون میں ہزارہا یہودی قتل کئے گئے۔ ہزاروں لوٹے گئے اور دریائے رائن اور موسیل کے کناروں کے دوسرے شہروں میں بھی ان سے یہی سلوک کیا گیا۔ صرف جرمن شہر منس میں سات سو یہودی ہلاک کئے گئے حسب معمول لوٹ مار مچاتا ہوا یہ گروہ جنوب کی طرف روانہ ہوا۔ مگر مسی برگ پر ہنگری فوج نے ان کا قل پڑھ دیا۔ دوسرے سال یعنی ۱۰۹۷ء میں یورپ کے چھوٹے چھوٹے بادشاہوں نے بہ نسبت سابق کس قدر باضابطہ

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

گروہ تیار کیا۔ مشرق کی طرف جاتے ہوئے اس گروہ نے بھی ویسے ہی قتل و غارت کا بازار گرم کیا گاڈفرے آف بولون کی سرکردگی میں کروسیڈر قسطنطنیہ پہنچے، الکس نے بڑی استادی سے شہر کو ان کے حملے سے بچایا اور ان ناخواندہ مہمانوں کو جہازوں پر بٹھا کر باسفرس کے پار اتار دیا اور ماہ مئی ۱۰۹۷ء میں کروسیڈر نائیس کے میدانوں پر جمع ہوئے تعداد میں وہ سات لاکھ تھے اور یہ اتنی بڑی تعداد تھی کہ دریا کی مانند ساری سلجوقی فوج کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جاسکتی تھی انھوں نے سلطان کے دارالخلافہ نائیس کا محاصرہ کیا اور شہر کو تباہ و برباد کرنے کی دھمکی دی۔ مگر الکس نے سلجوقی بادشاہ سے شہر خود لے لیا اور اپنا جھنڈا وہاں بلند کر دیا۔ قلعہ پر قیصری پرچم لہراتا دیکھ کر وحشی جوش میں آکر آپے سے باہر ہو جاتے تھے۔ مگر شہر اس تدبیر سے بچ رہا نائیس سے کروسیڈر انطاکیہ کی طرف روانہ ہوئے۔ قتل و غارت۔ تباہی و بربادی ایشیا میں ان کی پیشقدمی کی علامات تھیں۔ نو ماہ تک انطاکیہ کا محاصرہ رہا۔ آذوقہ نمٹ گیا اور صلیب کے بہادر مردم خواری پر اتر آئے۔

ملز کہتا ہے "سردار حیوانی لاشوں کا گوشت تو کھلم کھلا کھاتے تھے۔ مگر انسانی گوشت چھپا کر۔ مردوں کے اعضاء تراشی ان کی دل لگی تھی انطاکیہ سے باہر نکل کر ترکوں نے حملہ آوروں پر حملہ کیا تھا جس میں دو ہزار ترک شہید ہوئے۔ کروسیڈروں نے ان کے سر کاٹ لئے۔ بعض سروں کی نمائش کی اور بعض کیمپ کے ارد گرد چوبوں پر بلند کئے اور بعض شہر کے اندر پھینکے ایک دوسرے موقع پر انھوں نے قبریں کھود کر عربوں کی لاشیں نکال کر سر پیٹتے ہوئے شہروں کو بندر وسو سر دکھائے۔ مجاڈ صاحب رقم طراز ہیں "سلجوقی امیر کا بیٹا جو انطاکیہ کا کمانڈر تھا کروسیڈروں کے قابو آگیا۔ اس پر انھوں نے اس کے خاندان کو ترغیب و تحریص دی کہ اس کے فدیہ میں شہر ان کے حوالے کر دے۔ جب ان کے مطالبہ کو رد کیا گیا تو انھوں نے نوجوان قیدی پر سختی شروع کر دی۔ ایک مہینہ تک ہر روز اس پر کوئی نہ کوئی نئی سختی کی جاتی۔ آخر کار وہ اس کو فصیل کے تلے لے گئے اور اس کے والدین اور شہریوں کے سامنے اس کا سر قلم کر دیا"۔ بد تہذیبی اور عیاشی اکثر پہلو بہ پہلو رہتی ہیں۔ حملہ آور بہت جلد شیطانی جذبات کا شکار ہو گئے ایک اور مورخ لکھتا ہے دنیاوی جنگوں میں بھی ایسی خباثت اور بدچلنی کبھی

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madnitaf House

نہیں ہوئی اور رچاڈ صاحب ارقام کرتے ہیں کہ اگر معاصرانہ روایات پر یقین کرلیا جائے تو ماننا پڑے گا کہ اہل بابل کی سب برائیاں ان خداوند یسوع مسیحؑ کی خانقاہ کے آزاد کرنے والوں میں پائی جاتی تھیں سلجوقی جرنیل زقر بوغا کی نالائقی کے باعث شہر کو خلاص کرانے کی کوشش میں ناکامی ہوئی۔ کچھ تو یہ جرنیل ویسے ہی نالائق تھا اور کچھ اپنے ماتحت سرداروں اور امیروں سے بدسلوکی کرتا تھا جس کے باعث وہ دل توڑ کر نہ لڑے۔ آخر بے ایمانی اور دغا سے شہر حملہ آوروں نے لے لیا۔ ایک بے ایمان ارمنی فیروز یا جیسا کہ عرب اس کو کہتے ہیں بہروز نام نے رات کے وقت فصیل کے نیچے رسّے لٹکا دیئے۔ جن کے ذریعہ حملہ آور فصیلوں پر چڑھ گئے۔ انھوں نے بعض برج فتح کرکے محافظوں کو قتل کر دیا۔ پھر ایک پھاٹک کھلا اور ساری فوج نعرے مارتی ہوئی شہر پر پل پڑی اس کے بعد انھوں نے قتل و غارت کا ایسا خوفناک سین پیش کیا کہ بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ عمر کی بڑائی کم سن بچوں کی بے کسی۔ فرقۂ اناث کی کمزوری و خوبصورتی ان وحشی لاطینوں کے دل میں ذرا بھی رحم نہ پیدا کر سکی۔ کوئی مکان بھی ان کی دستبرد سے نہ بچا۔ اور مسجد کا نظارہ تو ان وحشیوں کو اور بھی زیادہ غضب ناک بنا دیتا تھا۔ سارے مکانات تنگ مرمر کے محلوں سے لے کر جھونپڑیوں تک مسمار کر دیئے گئے بازاروں اور گلی کوچوں میں انسان کا خون پانی کی طرح بہنے لگا۔ سب سے کم اندازہ کے بموجب دس ہزار آدمی انطاکیہ میں تہ تیغ کر دیئے گئے۔ عربوں کے قتل کر چکنے کے بعد حملہ آور بدترین برائیوں میں غرق ہو گئے انطاکیہ سے وہ مرّۃ النعمان کی طرف بڑھے۔ یہ شہر شام کے بڑے بارونق شہروں میں سے تھا۔ اس کو انھوں نے باسانی فتح کر لیا۔ ایک لاکھ آدمی تلوار کے گھاٹ اتارے۔ قتل و غارت کا بازار گرم رہا اور بازار و کوچے انسانی خون سے بھر گئے۔ آخر نوبت بایں جا رسید ہے

کسے نماند کہ دیگر بہ تیغ ناز کشی
مگر کہ زندہ کنی خلق را و باز کشی

پھر بوہمنڈ نے قیدیوں کا معائنہ کیا۔ ملز صاحب لکھتے ہیں وہ جو مضبوط اور خوبصورت تھے انطاکیہ کی منڈی غلاماں کے لیے رکھ لئے گئے مگر بوڑھے اور کمزور تلوار کی نذر کئے گئے مرّہ میں بھی مردم خواری کی نوبت پہنچی اور بیان کیا جاتا ہے کہ عیسائی کیمپ میں انسان کا

گوشت کھلم کھلا فروخت ہوتا تھا مراۃ سے صلیب کے بہادر یروشلم کی طرف بڑھے۔ جس
کو انھوں نے دھاوا کر کے فتح کر لیا۔ مجاوڑ نے کشت و خون کا مرقع اس طرح کھینچا ہے۔ عرب
بازاروں اور گھر میں تہ تیغ کیے گئے۔ مغلوبوں کے لیے یروشلم میں پناہ کی کوئی جگہ نہ رہی۔ بعض
قتل کے خوف سے فصیلوں پر چڑھ گئے۔ دوسرے پناہ کے لیے محلوں اور برجوں میں اور زیادہ
تر مسجدوں میں گھس گئے۔ مگر وہاں بھی وہ اپنے آپ کو عیسائیوں کے تعاقب سے بچا نہ سکتے تھے
کروسیڈروں نے مسجد عمر کو جہاں عربوں نے کسی قدر مقابلہ کیا فتح کر کے پھر وہی کشت خون شروع کر
دیا جس سے ٹیٹوس کی خونریزی بھی ماند پڑ گئی۔ پیدل اور سوار پناہ ڈھونڈھنے والے لوگوں پر ٹوٹ
ٹوٹ پڑتے تھے اس شور قیامت خیز میں سوائے چیخوں اور آہ و بکا کے کچھ اور سنائی نہ دیتا تھا۔ فاتح
زندوں کا تعاقب کرنے کے لیے مردوں کی پشتوں کو پامال کرتے ہوئے بگٹٹ دوڑ رہے
تھے۔ رائمونڈ جس نے اس سانحۂ ہوشربا کو بچشم خود دیکھا ہے۔ لکھتا ہے "مسجد کی ڈیوڑھی میں گھٹنوں
گھٹنوں خون بہ رہا تھا اور گھوڑے کی لگام تک پہنچتا تھا" یروشلم میں یہ ظلم ۲۳ شعبان ۴۹۲ھ کے
مطابق ۱۵ جولائی ۱۰۹۹ء میں داخل ہوئے۔ قتل و غارت میں صرف اتنا عرصہ وقفہ پڑا جتنا عرصہ
کروسیڈر فتح کا شکرانہ ادا کرتے رہے مگر جب نماز شکرانہ ختم ہو گئی پھر وہی نمونہ حشر قائم ہو گیا۔
اب وہ تمام قیدی جو پہلے قتل سے بچ رہے تھے اور وہ تمام لوگ جو زر فدیہ کے لالچ میں زندہ چھوڑ
دیے گئے تھے نہایت بے رحمی سے قتل کر دیئے گئے۔ عربوں کو کوٹھوں اور برجوں سے سرنگوں
پھینکا جاتا۔ زندہ جلایا جاتا۔ تہ خانوں سے کشاں کشاں لا کر تہ تیغ کیا جاتا تھا اور زندہ پکڑ کر پبلک
جگہوں میں لایا جاتا اور وہاں مردوں کو پشتوں پر قتل کیا جاتا۔ نہ عورتوں کی آہ و زاری اور بچوں کی
چیخ و پکار۔ نہ اس جگہ کا نظارہ جہاں مسیح نے اپنے قاتلوں کے گناہ کو بخشا تھا۔ فاتحوں کے غضب
کو کچھ بھی کم نہ کر سکا۔ سفر نامہ ناصر خسرو میں۔ اس وقت کے یروشلیم کی کیفیت مشرح درج ہے
ایک اور عیسائی مورخ رقم طراز ہے "یہ فیصلہ کیا گیا کہ مسلمانوں پر ذرا بھی رحم نہ کیا جائے
لہٰذا مغلوب لوگ کشاں کشاں پبلک جگہوں میں لائے گئے اور وہاں ان کے سر قلم کیے گئے
عورتیں جن کی گود میں بچے تھے۔ لڑکیاں اور لڑکے سب تہ تیغ کیے گئے۔ یروشلم کے چوک۔ گلیاں
غیر اجڑی ہوئی جگہیں مردوں، عورتوں اور بچوں کی لاشوں سے پٹ گئیں۔ یہ نظارہ دیکھ کر بھی

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

کسی کا دل مسموم نہ ہوا۔ شہر میں ستر ہزار آدمی تلف ہوئے۔

یہودی زیادہ ترید سلوکی کے لئے مخصوص رکھے گئے ان کو ان کے معبدوں میں جمع کر کے معبدوں کو آگ لگا دی گئی اور وہ سب شعلوں کی نذر ہو کر راہی ملکِ عدم ہوئے۔ مچاڈ صاحب ارقام کرتے ہیں "زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ اس زمانہ کے عیسائی مورخین ان وحشیانہ درندگیوں پر اظہار افسوس کرنے کی بجائے ان کے تفصیلی حالات مزے لے لے کر تحریر کرتے ہیں یہ قتل عام ہفتہ بھر جاری رہا۔ بقیۃ السیف کنیز و غلام بنائے گئے۔"

گاڈفرے آف بوریون یروشلم کا بادشاہ بنایا گیا۔ ایک سال بعد بالڈون اس کی جگہ بادشاہ ہوا اور اس نے قیصریہ کا محاصرہ کیا۔ بہادرانہ مدافعت کے بعد شہر کی فوج نے باعزت شرائط پر ہتھیار ڈالنے کی تجویز کی جو منظور ہوئی اور شہر کے دروازے کھول دیئے گئے۔ مگر جب ایک دفعہ فرانسیسی شہر میں داخل ہو گئے تو انھوں نے شرائط کو بالائے طاق رکھ دیا اور بے ہتھیار اور لاوارث لوگوں کا بے رحمی سے قتل عام شروع کر دیا۔ طرابلس، طائر اور سیڈون کو بھی کم و بیش اس مصیبت میں حصہ لینا پڑا۔ اس وقت بحیرۂ روم کے ساحل کے شہر بڑی رونق پر تھے ناصر خسرو بیان کرتا ہے "طرابلس ایک خوبصورت شہر ہے اس کے مضافات اور آس پاس کے گاؤں لہلہاتے ہوئے سر سبز کھیتوں سے نہایت دلکش سین پیشِ نظر کرتے ہیں۔ انگوروں کی بیلیں گنے کے کھیت، نارنگی، سنگترہ، خرما اور دیگر پھل دار درختوں کے باغات عجب بہار دیتے ہیں۔ شہر خود بڑا آباد اور بارونق ہے۔ چار پانچ اور تیرہ چھ منزلے مکانات اس میں بنے ہوئے ہیں۔ دوکانیں ایسی عالیشان کہ محلات کا گمان ہوتا ہے۔ منڈیاں انتہا خوردنی و پوشیدنی اور آرائش و زیبائش کی اشیاء سے بھرپور ہیں۔ چوکوں اور گلیوں میں فوارے جاری رہتے ہیں۔ اس کی جامع مسجد سنگ مرمر کی نہایت خوبصورت و عالیشان ہے اس شہر میں علاوہ کتب خانہ کے ایک کالج اور ایک کاغذ بنانے کا کارخانہ بھی ہے جس میں سمرقندی کاغذوں سے بھی نفیس کاغذ تیار ہوتا ہے۔

سنہ ۱۱۰۹ء میں عیسائیوں نے بسر کردگی ٹانکریڈ ایک بیڑہ کی مدد سے شہر کا محاصرہ کیا چند ماہ کی بہادرانہ مدافعت کے بعد آخر محصورین چکنا چور ہو گئے۔ کروسیڈرس نے شہر کو فتح کر کے لوٹ مار شروع کر دی۔ لوگوں کو قتل کیا کتب خانہ۔ کالج اور کارخانہ کو آگ لگا کر خاک

سیاہ کر دیا۔ اس طرح سے سارا فلسطین اور شام کا کچھ حصہ فرانسیسیوں کے قبضہ میں آ گیا جہاں ان
انھوں نے اپنے آبائی ملک کے قوانین جاگیرداری رائج کیے۔ اور مسلمان ادنیٰ کاشتکار بنا دئے
گئے۔ جوڈیشل تحقیقات یا تو باہمی جنگ کے ذریعہ سے کرتے یا سخت آزمائش کے وسیلہ سے
آزمائشی تحقیقات اس طرح پر کی جاتی کہ ملزم کو کہا جاتا کہ اپنا ہاتھ ابلتے ہوئے تیل میں ڈالے
اگر ہاتھ نہ جلتا تو بے قصور سمجھا جاتا۔ ورنہ قصوروار اسی طرح گرم لوہے کی سلاخیں اس کے ہاتھ
میں دی جاتیں اور ہر قسم باتوں پر فیصلے کا دارومدار رکھا جاتا (منبر حرم) یورپ کے دستور کے مطابق
غلاموں کو پابہ زنجیر کر کے گلیوں میں ان کی قطار لگا کر فروخت کرتے تھے۔ امیر اسامہ جو چند
سال بعد یروشلم آیا۔ اس نے ان مظلوموں کی ایک بڑی تعداد کو خرید کر آزاد کیا۔ اس کا بیان ہے
کہ جو کروسیڈر پہلے آئے تھے وہ تو کسی قدر مہذب ہو گئے ہیں مگر نووارد بڑے وحشی اور جاہل
ہیں۔ اس نے جو خاکہ کروسیڈروں کا کھینچا ہے اس سے ان کی خباثت اور بد باطنی کا پورا ثبوت
ملتا ہے۔

اکیسواں باب

مستظہر، مکتفی، مستنجد

۴۹۲ تا ۵۶۹ ہجری۔ ۱۰۹۹ تا ۱۱۹۴ عیسوی

خلیفہ مستظہر، سلطان، برکیارق اپنے چچا طاطوش اور بھائی محمد سے اس کی جنگ
برکیارق کی وفات۔ محمد کی تخت نشینی۔ ماتحت سرداروں کی نا راضگی۔

کروسیڈروں کی پیش قدمی، سلطان محمد کی وفات، خلیفہ مستظہر کی وفات۔ خلیفہ
مسترشد کی تخت نشینی، سلطان سنجر، سلطان محمود والیٔ عراق و شام۔ عماد الدین زنگی کا
عروج۔ محمود کی وفات۔ سلطان مسعود کی تخت نشینی، مسترشد کا قتل، راشد کا خلیفہ منتخب
ہونا، مسعود کا اس کو معزول کرنا۔ مکتفی کا خلیفہ ہونا۔ زنگی کی کروسیڈروں کے ساتھ لڑائی
اس کی فتوحات زنگی کی وفات۔ نور الدین محمود کی تخت نشینی، کروسیڈروں پر اس کی فتوحات
مکتفی کی وفات اور مستنجد کی تخت نشینی، شیرکوہ کی روانگی مصر کی طرف، مصر کا الحاق، صلاح الدین
کا عروج۔ مستنجد کی وفات، مستضی کی تخت نشینی، نور الدین محمود کی وفات۔

M Awais Sultan Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

خدا جانے ارادتاً ایسا کیا گیا یا اتفاق ہی ایسا ہو گیا کہ عیسائیت نے اپنے آپ کو ایشیا پر مسلط کرنے کے لئے بہترین موقع تجویز کیا۔ جاگیردار امراء کے طریق حکومت نے زبردست سلجوقی سلطنت کو کھوکھلا کر دیا ہوا تھا۔ الپ ارسلان نے ایشیائے کوچک کی حکومت اپنے چچازاد بھائی سلیمان کو بخش دی تھی۔ اور ملک شاہ نے ملک شام اپنے بھائی طاطوش۔ الملقب بہ تاج الدولہ کو دے دیا تھا۔ یہ دونوں شہزادے سلطان کی شاہی سیادت کو تسلیم کرتے تھے۔ مگر ان دونوں ماتحت سلطنتوں کے علاوہ الجزائرہ۔ شام اور فلسطین میں بھی چھوٹے چھوٹے سردار حکومت کرتے تھے جو بوقت ضرورت سلطان کی فوجی مدد دینے کے پابند تھے۔ جب تک عنان سلطنت۔ نظام الملک جیسے زبردست مدبر اور ملک شاہ جیسے ذی وقار سلطان کے ہاتھ میں رہی یہ سردار اور شہزادے بادشاہ کی فرمانبرداری کرتے رہے جب وہ اس دار ناپائیدار سے کوچ کر گئے ہر طرف بدامنی کے آثار نمایاں ہو گئے امن و امان، یکجہتی و اتفاق کا خاتمہ اور جنگ و جدال اور فساد و ہنگامہ کا آغاز ہو گیا پہلے پہل تو طرخان خاتون اور برکیارق کی ان بن ہوئی۔ طرخان خاتون اپنے بیٹے محمود کو تخت نشین کرنا چاہتی تھی۔ برکیارق اپنے لئے کوشش کرتا تھا محمود کا جلد ہی انتقال ہو گیا۔ اس پر برکیارق سلجوقیوں کا بادشاہ تسلیم کیا گیا اور خلیفہ نے اس کو سلطان کا خطاب دیا۔ پھر برکیارق اور اس کے چچا طاطوش میں باہم فساد ہوا۔ تاہم طاطوش کی شکست اور وفات سے امن قائم نہ ہوا۔ کیونکہ برکیارق کو پھر اپنے بھائی محمد کے ساتھ نبرد آزما ہونا پڑا۔ اور چند سالوں تک یہ فساد و ہنگامہ جاری رہا

کروسیڈروں کے ڈر سے لوگ اپنے شہروں کو چھوڑ کر دھڑا دھڑ بغداد میں آ رہے تھے۔ رمضان کا مہینہ تھا چند بدنصیب آدمیوں نے جو عیسائیوں کے قتل اور ان کی غلامی کی قید سے بچ گئے تھے۔ کشت و خون کی داستان سنائی جس سے سارا شہر رنج و الم کے سمندر میں غرق ہو گیا سب لوگ روزے بھول گئے اور جامع مسجد میں جمع ہوئے اور رو دئے خلیفہ مستظہر باللہ نے اپنے تین سربرآوردہ درباری برکیارق اور محمد کے پاس جو اس وقت حلوان کے میدان میں بالمقابل خیمہ زن تھے۔ بھیج کر التجا کی کہ اپنے باہمی فساد کو چھوڑ کر متفق دشمن سے مقابلہ کریں۔ مگر خلیفہ کی التجا کا کوئی اثر نہ ہوا۔ برکیارق کے وزیر کے قتل ہو جانے پر پھر دونوں بھائی ایک دوسرے

کے گلے کا ہار ہو گئے۔ ایک مؤرخ بیرٹنا ہوا لکھتا ہے کہ ان دونوں سلطانوں کی باہمی نزاع نے فرانسیسیوں کو اسلامی ممالک میں حکومت قائم کرنے کے قابل بنا دیا۔

۴۹۸ھ میں برکیارق اس دارِ فانی سے رخصت ہوا اور محمد سلطان ہوا۔ مشہور صوفی و فیلسوف امام محمدؒ الغزالی اسی بادشاہ کے عہد میں ہوئے۔ سلطان ان کی بڑی عزت کرتا تھا سلطان محمد غیاث الدنیا والدین کے خطاب سے تختِ سلطانی پر جلوہ افروز ہو کر چودہ سال تک حکمران رہا۔ وہ بہادر، نیک دل، منصف مزاج اور فیاض تھا۔ یتیموں اور محتاجوں پر اس کے رحم کرنے کے متعلق اس زمانہ کے شعراء نے اس کے مدحیہ قصائد لکھے ہیں۔

مگر سلطنت کی پولٹیکل حالت ایسی ہو رہی تھی کہ مشترکہ دشمن کے برخلاف متفقہ کارروائی محال ہو گئی۔ الجزیرہ اور شام کے مختلف سردار حسد کے مارے ایک دوسرے سے جدا ہو گئے حلب کا شہزادہ رضوان تو غدار ہی ثابت ہوا۔ دوسرے بھی اگرچہ سلطان کی اطاعت کرنے کے خواہاں تھے مگر ذاتی اغراض میں یہاں تک منہمک ہو گئے تھے کہ قومی سود و بہبود کا خیال تک نہ رہ گیا تھا۔ طاطوتش کا ایک بیٹا رضوان حلب کا اور دوسرا دقاق دمشق کا حاکم بن گیا تھا مگر دقاق کے بیٹے کو طغتگین نے بعد میں محروم کر دیا تھا۔ چونکہ شام اور فلسطین کے ساحل خلفائے فاطمیہ کے زیرِ نگیں تھے اور اس وقت ان کی حالت نہایت ابتر ہو رہی تھی۔ لہٰذا ان شہروں کی مدد جن پر کروسیڈرز حملہ آور ہو رہے تھے، محال بلکہ دشوار ہو گئی تھی۔ فاطمی خلیفہ (مستعلی) بالکل ناقابل تھا اور کمانڈر انچیف جس کے سپرد عنانِ حکومت تھی سلطنت کے فوجی نظام کو درست کرنے کی بجائے قاہرہ میں گلچھرے اڑاتا رہتا یا اپنے رقیبوں کے برخلاف سازشیں کرنے میں سارا وقت ضائع کر رہا تھا۔ سلطان محمد کے کہنے پر سرداروں نے ایک یا دو دفعہ باہمی عناد کو بالائے طاق رکھ کر حملہ آوروں کے برخلاف متفقہ کارروائی کی۔ ۱۱۱۱ء کے آغاز میں یروشلم کے بادشاہ بالڈوین نے دمشق تک تاخت و تاراج مچائی۔ طغتگین والیٔ دمشق نے اپنے میں مقابلہ کی طاقت نہ دیکھ کر مودود فرماں روائے موصل سے مدد مانگی۔ ماہ جولائی ۱۱۱۳ء میں موصل، دمشق، سنجار اور ماردین کی حکمرانوں کی متفقہ افواج فلسطین کی طرف روانہ ہوئیں۔ جھیل طبریہ کے نزدیک ایک لڑائی میں فرانسیسیوں کو شکست فاش ہوئی اور ان کے بہت سے آدمی جھیل اور دریائے

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

جروان میں ڈوب کر تلف ہوئے۔ ماہ جون ۱۱۱۹ء میں انطاکی والی ماردین نے بہ مقام البلاط فرانسیسیوں کو پھر شکست دی۔ ساحل پر مصریوں نے بھی چند فتوحات حاصل کیں مگر کروسیڈروں کی مدد پر سارا یورپ تھا۔ ساری عیسائی دنیا سے کمک پہنچ رہی تھی۔ جنگ طبریہ کے بعد امیر مودود کے ایک نہلسٹ کے ہاتھ سے قتل ہو جانے اور سرداروں کے باہمی تنازعہ سے بھی ان کو بڑی مدد مل رہی تھی۔ اس طرح کروسیڈ اپنی طاقت بڑھانے گئے انھوں نے شہروں کے بعد شہر فتح کر کے ملک ویران کر دیا۔ لوگوں کو یا تو تہ تیغ کر دیا یا غلام بنا لیا ۱۱۱۸ء میں سلطان محمد فوت ہو گیا اور ایک سال بعد خلیفہ مستظہر بھی چل دیا یہ خلیفہ پچیس سال تک تخت خلافت جلوہ افروز رہا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ابو منصور الفضل المسترشد باللہ کے خطاب سے خلیفہ ہوا۔ سلطان محمد کی وفات کا مسلمان اور عیسائی دونوں پر بڑا اثر پڑا۔ قوم کی سرداری پر اس کا بھائی سنجر جو مشہور شاعر انوری کا مربی اور دوست تھا اور اپنی ریاست پر اس کا بیٹا محمود سرفراز ہوا۔ سلطان محمود کے عہد میں اسلام کا پہلا پہلوان اور سورمہ نمودار ہوا۔ اس نے نہ صرف فرانسیسیوں کے حملوں کو ہی روکا، بلکہ چپہ چپہ زمین کے لیے خون پانی ایک کرتے رہ کر ان کو اسلامی ممالک سے خارج کر دیا گیا۔ یہ بہادر عماد الدین زنگی تھا۔ (یہ وہ زنگی نہیں جو شیخ مصلح الدین سعدی مصنف گلستان وغیرہ کا سرپرست اور اتابک سعد والی شیراز کا باپ تھا۔ اس کو اس زمانہ کے عیسائی مورخ خونی کر کے لکھتے ہیں وہ سلطان ملک شاہ کے ایک سردار آق سونقر قاسم الدولہ کا جس نے اپنے آقائے نامدار کی وفات کے پر آشوب زمانہ میں کارہائے نمایاں کئے تھے بیٹا تھا۔ (قاسم الدولہ سلطان کا حاجب تھا۔ وہ بہادر سپاہی اور فہمیدہ مشیر تھا۔ اس کے وقت میں سلطنت بڑی رونق پر رہی۔ اس نے اپنے زیر نگیں علاقہ میں یہ قاعدہ مقرر کیا تھا کہ اگر کسی گاؤں کے پاس کوئی قافلہ لوٹا جائے تو اس کے پاس کے گاؤں والے نقصان کو پورا کر کے دیں) جب قاسم الدولہ فوت ہوا تو زنگی صرف دس برس کی عمر کا تھا اور اس کم سنی میں حکومت کا بوجھ اس کے سر پر آ پڑا۔ مگر نمک حلال سرداروں اور مشیروں کی بدولت اس کے علاقہ میں کوئی فساد نہ ہوا اور وہ بھی چھوٹی سی عمر میں ہی بقول "ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات"، مستعدی، استقلال، جفاکشی، قابلیت، حکومت اور اعلیٰ سپہ سالاری کے آثار ظاہر کرنے لگا۔ آق سونقر ترکی میں سفید عقاب کو کہتے ہیں۔

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

۵۲۱ سنہ ہجری میں سلطان محمود نے زنگی کو واسط کا شہر بطور جاگیر دے کر بصرہ کی شحنہ گری کے عہدہ پر ممتاز کیا۔ چار سال بعد اس کو اتابک کا خطاب دے کر موصل اور بالائی الجزیرہ کی حکومت دی اور خلیفہ نے ایک فرمان کی رو سے اس کو عہدہ پر مستقل کر دیا۔ اس طرح عماد الدین زنگی موصل کے خاندان اتابک کا بانی ہو گیا۔ ابن اثیر نے اس زمانہ کے مسلمانوں کی کمزوری اور مشرکوں کی طاقت کا خاکہ اس طرح پر کھینچا ہے: "ان کی یعنی مشرکوں کی فوج زیادہ تھی۔ ان کے ظلم و جور دن بدن بڑھ رہے تھے۔ بغیر خوفِ سزا و جزا وہ ہر قسم کی زیادتی کرتے تھے۔ ان کی مملکت بالائی الجزیرہ میں ماردین سے لے کر مصر کی سرحد العریش تک پھیلی ہوئی تھی۔ حران اور رقہ کو انھوں نے سخت ذلیل کیا تھا۔ مشرکوں کا تباہی بخش ہاتھ نصیبین کے پھاٹکوں تک پہنچا ہوا تھا۔ انھوں نے سوائے جبہ کے صحرائی راستے کے دمشق کے وسائلِ آمد و رفت بند کر دیئے اور شہر پر بلا لحاظِ آبادی خراج لگا دیا تھا حلب کی نصف آمدنی کو بطور باج کے وصول کرتے تھے۔ یہاں تک کہ شہر کے دروازہ باغ کے قریب جو چکیاں تھیں ان کی آمدنی پر بھی خراج باندھ دیا تھا کوئی شخص خواہ وہ خدا کا ماننے والا تھا یا دہریہ ان کی دستبرد سے بچا ہوا نہ تھا۔ لبنان اور جبل لبنان کے درمیانی نشیب کو عرب سہل البقر پکارتے تھے میدان انطاکیہ کو سہل انطاکیہ، میدان کوہ طابوریہ کو سہل الکبیر اور دمشق کے اردگرد کے علاقہ کو غوطۃ الدمشق۔" زنگی اپنی حکومت اور فوج کے آراستہ و پیراستہ کرنے میں ہمہ تن مصروف ہو گیا اور تھوڑے عرصہ بعد فرانسیسیوں کو الجزیرہ سے نکال دیا۔ منبج اور بقع کی فتح سے وہ موصل کے تمام علاقہ کا بغیر روک ٹوک بادشاہ بن گیا۔ ۵۲۲ھ میں اہل حلب کی درخواست پر جن کا کروسیڈروں یا بقول ابن اثیر شیاطین صلیب نے ناک میں دم کر دیا تھا۔ اس نے شہر کو اپنے تحت میں کر لیا۔

حماہ نے حلب کی تقلید کی۔ دوسرے سال زنگی نے کروسیڈروں کو لارسارب کی دیواروں تلے سخت لڑائی کے بعد شکست دے کر قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ کونٹ جوسیلین نواب الطلسہ اعظم الشاطین کے ساتھ التوائے جنگ کر لینے سے ان خانہ جنگیوں میں حصہ لینے کے قابل ہو گیا جو محمود شاہ کی وفات کے بعد برپا ہو گئی تھیں۔ محمود کے بعد اس کا بھائی مسعود

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

تخت پر بیٹھا۔ مگر دوسرے بھائی سلجوق شاہ نے رخنہ ڈالا۔ کچھ مدت لڑنے جھگڑنے کے بعد وہ واپس میں گلے مل گئے اور اپنے چچا سنجر پر حملہ کرنے کی غرض سے روانہ ہوئے۔ مگر دسرج کے مقام پر شکست کھائی۔ سنجر نے باغیوں سے رحیمانہ برتاؤ کیا اور ان کو ان کی حکومتوں پر بحال رکھا۔ اس کے بعد خلیفہ مسترشد اور مسعود میں جنگ چھڑ گئی۔ مسترشد گرفتار ہو گیا اور جب مسعود کے کیمپ میں زیر نگرانی تھا چند نہلستوں نے موقع پا کر اس کا کام تمام کر دیا۔ مسترشد کے بعد اس کے بعد اس کا بیٹا ابوجعفر منصور الراشد اللہ کے خطاب سے خلیفہ ہوا مگر اس کی خلافت چند ماہ ہی رہی اس کے اور سلطان مسعود کے درمیان ناچاقی ہو گئی۔ اور وہ بغداد سے موصل کی طرف جانے پر مجبور ہو گیا۔ مسعود نے فقیہوں اور قاضیوں کو جمع کر کے راشد پر عہد شکنی کا الزام لگایا اور ان کو اس کی معزولی پر راضی کر لیا۔ راشد کی معزولی پر ابوعبداللہ بن مستظہر مکتفی بامر اللہ کے خطاب سے خلیفہ بنایا گیا۔ چونکہ سلجوقی بادشاہوں کا زور ٹوٹ گیا تھا مکتفی نے عراق اور کالدیا میں نسبتاً زیادہ اقتدار حاصل کیا اور آخر میں آس پاس کے صوبجات میں دنیاوی حکومت بھی حاصل کر لی۔ اتابک زنگی نے اپنے آپ کو مشرقی مشکلات میں زیادہ نہ پھنسایا۔ اس کی جدوجہد اور تگ و دو کا اصل میدان شام تھا۔ کروسیڈر پھر جوش و خروش دکھلا رہے تھے یورپ سے بھاری کمکیں پہنچ گئی تھیں اور قیصر جون کومنس بینانیوں کی ایک فوج لے کر ان سے آن ملا تھا انھوں نے بقنع کو فتح کر کے سب مردوں کو تہ تیغ کیا اور عورتوں اور بچوں کو پکڑ کر ساتھ لے گئے۔

پھر کروسیڈر شیراز کی طرف بڑھے۔ شیراز (قیصریہ) کا قلعہ جس میں اُسامہ تولد ہوا تھا قریباً ناقابل تسخیر تھا۔ یہ قلعہ پہاڑی کی چوٹی پر بنا ہوا تھا اور سوائے ایک راستہ کے جو پہاڑیوں میں کاٹ کر بنایا گیا تھا اور کوئی راستہ اس تک پہنچنے کا نہ تھا۔ اس راستہ میں پہلے اورنٹس کا مواج دریا تھا۔ اس کے آگے ایک بھاری سرنگ تھی جس کے بعد ایک گہری کھائی تھی اور اس پر لکڑی کا پل بنا ہوا تھا اگر اس پل کو ہٹا دیا جائے تو کوئی شخص قلعہ تک نہیں جا سکتا تھا۔ پانچویں صدی ہجری کے آغاز سے یہ قلعہ عرب کے ایک قبیلہ بنومنقیض کے قبضہ میں تھا اور وہی قلعہ اور آس پاس کے علاقے کے مالک تھے۔ حماہ اور جہادی مرکزوں کے نزدیک واقع ہونے کے سبب

فرانسیسی اور عرب دونوں اس کو نہایت ضروری سمجھتے تھے شیراز کے مالک ابو عساکر سلطان (اسامہ کے چچا) کو زنگی کے پاس مدد کی اپیل کرنے ہی کی دیر تھی کہ وہ مدد کے لئے روانہ ہو پڑا آتابک کے پہنچتے پر فرانسیسیوں اور یونانیوں نے محاصرہ اٹھالیا اور واپس ہٹ گئے یونانی اپنے ملک کی طرف چلے گئے۔ زنگی نے ان کا تعاقب کیا۔ ارقہ کا قلعہ جو کرنٹ آف ٹریپولی (عیسائی نواب) کے علاقہ میں واقع تھا حملہ کر کے فتح کرلیا اور مسمار کر کے زمین کے ہموار کر دیا۔ بعلبک کو فتح کر کے نجم الدین ایوب۔ صلاح الدین کے باپ کی حفاظت میں دیا۔ مگر دمشق پر جب تک خود مختار سردار حکمران تھا اس وقت تک آتابک فرانسیسیوں کو شام سے نہ نکال سکتا تھا۔ امیر موید الدولہ اسامہ صلیبی جنگوں کے ابتدائی بہادروں میں سے ایک تھا۔ اس کی خود نوشتہ سوانح عمری کتاب الاعتبار نہایت ہی دلچسپ کتاب ہے۔ وہ ۱۸۸۶ء میں بمقام پیرس پہلی مرتبہ چھپی

۵۳۳ھ ہجری میں آتابک نے برین کے مضافات میں فرانسیسیوں کو بڑی بھاری شکست دے کر برین پر قبضہ کرلیا۔ کروسیڈروں کے پاس یہ نہایت مضبوط و مستحکم قلعہ تھا اور حماہ اور حلب کے درمیان قتل وغارت کرنے کے لئے ان کا ہیڈ کوارٹر بنا ہوا تھا۔ من بعد زنگی کو ایک اور فتح عظیم ۵۳۹ھ ہجری میں حاصل ہوئی اس نے اڈیسہ کو فتح کیا جو اعظم الشیاطین جوسیلین کے قبضہ میں تھا۔ بقول ابن اثیر یہ فتح الفتوحات تھی۔ اڈیسہ (روحہ) کو عیسائی بڑے ضروری اور قیمتی شہروں میں شمار کرتے تھے کیونکہ یہ ان کے ایک لاٹ پادری کا مستقر تھا ان کا سب سے برگزیدہ اور اہم مذہبی مرکز بیروشلم تھا۔ اس کے انطاکیہ۔ پھر روما۔ پھر قسطنطنیہ اور پھر اڈیسہ۔ یہ شہر الجزیرہ کی آنکھ تھا۔ اس کے قبضہ سے عیسائی مضافات کے اصلاح فتح کرنے کے قابل ہو گئے تھے اور سرحدی لائن پر ان کے پاس بڑے بڑے مضبوط قلعے موجود تھے۔ جب زنگی شہر کے پاس پہنچا تو اس نے لوگوں کو امان دینے کا وعدہ کیا۔ مگر انھوں نے حقارت سے اس کی خواہش رد کر دی اس پر اس نے دھاوا کر کے شہر کو لے لیا پہلے تو اس کو خیال ہوا کہ یروشلم اور انطاکیہ کی کسر نکال لے۔ مگر تقاضائے انسانیت انتقام کشی کے جذبے پر غالب آگیا۔ ہتھیار بند آدمیوں راہبوں اور پادریوں کے سوا کسی آدمی کا بال تک بیکا نہ کیا۔ مرد عورتیں اور بچے جو گرفتار ہوئے تھے آزاد کر دیئے اور ان کا مال و اسباب بھی ان کے حوالے کیا۔ ایک مضبوط دستہ فوج شہر

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

میں متعین کر کے اتابک فتح و ظفر کے پرچم اڑاتا ہوا آگے بڑھا۔ اس نے کردیبڈروں سے سیروج البیرا اور کئی دیگر قلعے فتح کر لیئے۔ جب عماد الدین قلات جابر کے محاصرہ میں مشغول تھا اس کے دشمنوں نے اس کے مملوکوں میں سے کسی کو رشوت دے کر اس کے قتل پر آمادہ کیا۔ ایک رات جبکہ یہ بہادر بادشاہ خوابِ راحت میں تھا اس کے ایک مملوک نے اس کا کام تمام کر دیا۔ اس طرح اپنے زمانہ کا اعظم ترین ہیرو اس دارِ ناپائدار سے دار البقا کی طرف انتقال کر گیا (ابن الاثیر) اس کو اپنی تاریخ میں ہر جگہ شہید کر کے ہی لکھتا ہے۔ اتابک زنگی دانا اور فیاض حکمران تھا۔ اور رعایا سے پدرانہ شفقت سے پیش آتا تھا۔ جب اس نے عراق عرب کی حکومت کا اہتمام لیا تو اس صوبہ کا ایک بڑا حصہ اور سارا شام غیر مزروعہ پڑا تھا۔ دیہاتی اور شہری سخت ردی حالت میں تھے۔ فرانسیسیوں کے ظلم سے تجارت بند ہو گئی تھی۔ زنگی نے ملک کو مزروعہ آباد کرنے کے لیئے سخت کوشش کی چنانچہ کاشتکار اپنی زمینوں میں واپس آ گئے۔ اس نے برباد شدہ شہروں کو از سرِ نو تعمیر کر کے آباد کیا۔ لوٹ مار اور قتل و غارت کو سختی سے روکا اور چونکہ اس نے فرانسیسی راہزن اور لٹیرے ملک سے نکال دیئے تھے۔ لہٰذا تجارت پھر چمک اٹھی۔ وہ عورتوں کی عصمت کا بڑا خیال رکھتا تھا اور اگر کوئی شخص ذرا بھی ان کی عصمت پر ہاتھ ڈالتا تو یہ اس کو سخت سزا دیتا تھا۔ خیرات کرنے میں وہ حد سے بڑھا ہوا تھا۔ جمعہ کے روز سو دینار خیرات کرتا اور دوسرے دنوں میں بھی اپنے معتبر نوکروں کے ذریعہ بڑی بڑی رقوم پوشیدہ طور پر دیتا۔ وہ ایک خیر خواہ دوست اور مہربان آقا تھا۔ کیمپ میں قواعد کی پابندی کرنے میں بڑا محتاط تھا۔ اس کی حکومت بلحاظ وسائل کی وسعت۔ کاروبار کی کثرت۔ فوج کی طاقت اور تعداد کے سلطان کی سلطنت سے ٹکّا کھاتی تھی۔ وہ علم دوست تھا۔ اور اس کا وزیر جمال الدین الملقب بہ الجواد علم کی سرپرستی اور سلطنت کی آراستگی میں اس کو قابل قدر مدد دیتا تھا (ابن خلکان لکھتا ہے) جمال الدین نے ایک نہر بنوائی جو بڑے فاصلے سے عرفات تک پہنچائی تھی اس نے مقدس پہاڑ کے دامن سے لے کر چوٹی تک ایک زینہ بنوایا اور مدینہ منورہ کے گرد فصیل بنوائی۔ ہر بارھویں مہینے غربا اور مساکین کے لیئے وہ مکّہ اور مدینہ کی طرف اتنا روپیہ اور کپڑے بھیجتا تھا جو ان کو سال بھر کے لیئے کفایت کر جاتے اس نے ان لوگوں کا رجسٹر رکھا ہوا تھا جن کی وہ

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

مالی مدد کرتا تھا موصل میں جب قحط پڑا تو جمال الدین نے کل دولت خیرات کردی۔ وہ مشرف یعنی امور مملکت کا اعلیٰ نگران اور مجلس شوریٰ کا امیر مجلس تھا) یہ بات زنگی نے ہی کہی تھی کہ میں ریشمی نرم بستر سے گھوڑے کی پشت کو، راگ سے جنگ کے شور، کو زہرہ جبینوں کے میٹھے سُروں سے ہتھیاروں کی جھنکار کو زیادہ پسند کرتا ہوں،،

اتابک اعظم چار بیٹے چھوڑ گیا۔ سیف الدین غازی جو موصل کی حکومت پر سرفراز ہوا۔ نورالدین محمود جو قومی لیڈری و سیادت عظمیٰ کا وارث اور حلب کا حاکم ہوا۔ قطب الدین مودود اور نصرت الدین میرمیران سیف الدین اور نورالدین کی تعلیم باپ کے کیمپ میں ہوئی تھی۔ مگر موخرالذکر صرف سپاہی ہی نہ تھا۔ اس نے انصاف خیرات اور رحم سے متعلق رسول کریمؐ کی احادیث کو جمع کرکے ایک کتاب میں قلم بند کیا۔ اس کتاب کا نام "فخر النوری" ہے اس کتاب کے مطالعہ سے اس کی پالیسی۔ اخلاق اور کیرکٹر کا پتہ لگتا تھا۔ اس کا عمل احادیث نبوی پر رہا۔ اس نے اٹھائیس سال نہایت شان و شوکت سے حکومت کی۔ وہ محدث۔ علم و ہنر کا حامی بھی تھا اس نے اپنی ریاست میں کالج اور شفا خانے قائم کیے۔ عالموں اور بزرگوں کی سرپرستی کی۔ وہ پہلا بادشاہ ہے جس نے باضابطہ دارالعدل قائم کیا۔ گبن لکھتا ہے "بادشاہوں کی کی اصلی تعریف وہ ہے جو ان کے مرنے کے بعد ہو اور ان کے دشمنوں کی زبان سے ہو ٹائر کا لاٹ پادری ولیم اس کو عیسائیوں اور عیسائیت کا جانی دشمن قرار دیتا ہوا یہ ماننے پر مجبور ہوا ہے۔ کہ وہ ایک منصف مزاج۔ مستعد، ہوشیار و محتاط اور اپنے مذہب کا پابند بادشاہ تھا۔ اس کا بڑا مدعا یہ تھا کہ میری رعایا آباد و سرسبز ہو۔ اور اس کی رعایا۔ اس کے انصاف۔ رحم اور حیا کے گیت گاتی تھی۔ حلب کے تخت پر نورالدین کی رونق افروزی کے تھوڑے عرصہ ہی بعد اڈیسہ کے عیسائی جوسلین کی سرکردگی میں فرانسیسیوں کی مدد حاصل کرکے بغاوت پر کمربستہ ہو گئے اور مقیمی فوج پر اچانک حملہ کرکے سپاہیوں اور شہر کے مسلمانوں کو قتل کر دیا۔ نورالدین بجلی کی طرح کڑکتا، ہوا شہر پر آن گرا اور ایک دفعہ عیسائیوں کو بھی بغاوت کرنے کی قدر و عافیت معلوم ہو گئی اور ان کو پتہ لگ گیا کہ ایک حق بجانب بادشاہ کا قہر کہاں تک تباہی ڈھا سکتا ہے۔

جو معین کے سپاہی اور وہ تمام تک حرم عیسائی جتھوں سے اس کی مدد کو تھی۔ ہو کے پہنچے گئے، ارمنی جو کہ دشمن ردں کی جاسوسی کرتے تھے شہر بدر کیے گئے اور شہر کی فصیل گرائی گئی۔

اڈیسہ کے دوبارہ ہاتھ سے نکل جانے سے سارا یورپ غیظ و غضب میں آگیا اور سینٹ برنارڈ آف کلیر واکس نے مسلمانوں کے برخلاف ایک اور جہاد کرنے کی ضرورت پر لیکچر دیا۔ ۱۱۴۶ء میں کونرڈ ثالث شاہِ جرمنی اور لیوئیس ہفتم نے اس مقدمۃ جنگ میں مدد کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ مورخین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ شام اور فلسطین کے عیسائیوں کی مدد کے واسطے نو لاکھ آدمی ان کے متحدہ جھنڈے تلے جمع ہوئے۔ لوئیس ہفتم مع اپنی بیوی الیونر آف گینی کے جس نے بعد میں ہنری ثانی شاہِ انگلستان سے شادی کی اس مہم کے ساتھ روانہ ہوا۔ اس کی بیوی کی دیکھا دیکھی اور بھی عورتیں اس ملعون مہم میں شامل ہوئیں۔ عورتوں کی ایک خاصی اچھی فوج نیزوں اور ڈھالوں سے مسلح جرمنوں کے ساتھ ساتھ گھوڑوں پر سوار جا رہی تھی۔ فرانسیسیوں کے ساتھ بھی کچھ کم مستورات نہ تھیں۔ ان عورتوں کی ہمراہی کا قدرتی نتیجہ یہ ہوا کہ شیطانی افعال کا زور ہو گیا۔

ان دونوں فوجوں پر جو بجنی وہ اظہر من الشمس ہے شام کی طرف کوچ کرتے ہوئے دونوں بادشاہوں کو شکست فاش ملی۔ کونرڈ کی فوج کا بڑا حصہ فوڈلیشیا کے مضافات میں نذرِ النار ہوا۔ اور لوئیس کی فوجیں جو سمندر کے کنارے کنارے بڑھ رہی تھیں ان کو سلجوقیوں نے کوہ بابا داغ کی بلندیوں سے حملہ کر کے تباہ و برباد کر دیا۔ جب لوئیس انطاکیہ کے پاس پہنچا جہاں الیونر کا چچا ریمونڈ حکمران تھا تو اس کی فوج کا تین چوتھائی حصہ ضائع ہو چکا تھا۔ اس وقت اسی شہر انطاکیہ کی چار دیواری کے اندر کونٹس ٹولوز، کونٹس بلوئیس، سبیل آف فلینڈرز، موراٹیل کونٹس آف روسی، ڈالکیولری، ڈچس آف بوتلوں اور کئی دیگر لیڈیاں جو وجاہت یا خوبصورتی کے لیے ممتاز تھیں موجود تھیں مگر ان سب کی ملکہ الیونر آف گینی تھی۔ انطاکیہ میں صلیب کے بہادر طرح طرح کی خرابیوں میں مبتلا ہو گئے اور ریمونڈ کی ضیافتوں نے کئی رسومات قبیحہ کا آغاز کر دیا۔ حتیٰ کہ ملکہ الیونر کے چلن اور کھل کھیلنے نے ہر شخص کو شرم و حیا سے معرا کر دیا۔ جب کروسیڈر انطاکیہ میں کافی آرام کر چکے تو ان کی متفقہ افواج پھر دمشق کی طرف بڑھیں۔ جس کا انھوں نے چند ماہ محاصرہ رکھا۔ مگر سیف الدین غازی (سیف الدین جمادی الثانی ۵۴۴ھ میں فوت

M Awais Sultan
Group Admin
Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

ہوا۔ چونکہ اس کا کوئی لڑکا نہ تھا اس کی جگہ موصل کے تخت پر اس کا بھائی قطب الدین مودود متمکن ہوا) اور نورالدین محمود شہر کی مدد کو آن پہنچے۔ ان کے آنے پر محاصرین محاصرہ اٹھانے پر مجبور ہوئے اور بسرعت تمام فلسطین کی طرف واپس ہٹ آئے اس کے بعد کونارڈ اور لوئیس یورپ کی طرف روانہ ہوگئے اور دوسرے کروسیڈ کا خاتمہ ہوا۔

اب نورالدین محمود نے فرانسیسیوں کا ناکہ دبانا شروع کیا۔ اس نے انکا سب سے زیادہ مضبوط قلعہ العریمہ جو شام کی حدود پر واقع تھا فتح کر لیا اور چند ماہ بعد انطاکیہ کے مضافات میں بمقام زنغرہ ان کو سخت تباہی بخش شکست دی۔ انیست کی دیواروں تلے جو لڑائی ہوئی اس میں انطاکیہ کا حکمران مغرور ریمونڈ واصل جہنم ہوا۔ اور اس کی فوجیں تلوار کی نذر ہوئیں۔ اس کا ایک کم سن بیٹا بوہیمینڈ رہ گیا۔ جو ماں کی نگرانی میں رہنے لگا۔ لیکن اس کی ماں زیادہ عرصہ بیوہ نہ رہی۔ مگر اس کے دوسرے خاوند کا بھی وہی حشر ہوا۔ جو ریمونڈ کا ہوا تھا۔ کیونکہ وہ بھی ایک لڑائی میں نورالدین کے ہاتھوں واصل جہنم ہوا۔ اور فرانسیسی بد سے بدترین حالت بیہال ہوگئے

۵۴۴ھ میں نورالدین نے حماہ سے ایک دن کی مسافت کے فاصلہ پر اپامیز کا مشہور قلعہ فتح کر لیا۔ اور اس کے دو سال بعد نورالدین کو جوسلین نے شکست دی۔ مگر اس شکست کا بدلہ جلد ہی لے لیا گیا۔ کیونکہ جوسلین گرفتار ہوگیا اور اس کی گرفتاری کو عربوں نے بڑی نمایاں کامیابی سمجھا۔ ابن اثیر لکھتا ہے "چونکہ جوسلین فرانسیسیوں میں بڑا شیطان تھا اور سب سے بڑھ کر مسلمانوں سے نفرت کرتا تھا۔ جب کبھی فرانسیسی کوئی مہم بھیجتے۔ کمانڈر اس کو مقرر کرتے۔ کیونکہ ان کو اس کی بہادری، ہوشیاری اور عداوت اسلام کا پورا پورا یقین تھا" اس عظیم دشمن کی گرفتاری سے نورالدین کا منشاء پورا ہوگیا اور اس نے باسانی تمام کروسیڈروں کے قلعے اور شہر۔ مثلاً تل باشر۔ عین تاب۔ نہر الجز۔ برج الرصاص وغیرہ فتح کر لئے۔ ایک دوسری لڑائی مقام دلوک پر ہوئی۔ جس میں فرانسیسیوں پر سخت تباہی وارد ہوئی۔ اور انطاکیہ کا بڑا حصہ ان کے ہاتھ سے نکل گیا۔ سلطان مسعود ۵۴۷ھ ہجری میں داعی اجل کو لبیک کہہ گیا اور اس کی جگہ اس کا بھتیجا ملک شاہ بن سلطان محمود تخت نشین ہوا۔ ملک شاہ اپنے خاندان کا

M Awais Sultan
Group Admin
Islamic Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

آخری سلطان تھا۔ جب تک دمشق پر خود مختار اور ایسا شہزادہ حکمران رہا جس کی خیر خواہی پر کبھی بھی بھروسہ نہیں ہو سکتا تھا تب تک نورالدین کو بھی اپنے باپ کی طرح کروسیڈروں کے ساتھ جنگ و جدل کرنے میں سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا رہا۔ کروسیڈر ساحل سمندر پر اسکولن (عسقلان) کی فتح سے دلیر ہو کر پھر شام کے دارالخلافہ کو فتح کرنے کے خواب دیکھنے لگے۔ طغتگین کے زمانے میں کروسیڈروں نے حشاشین سے سازش اور میل کر کے دمشق پر حملہ کیا تھا۔ مگر منہ کی کھا کر واپس چلے آئے تھے۔ اس نازک حالت میں اہل دمشق نے نورالدین سے مدد مانگی اور اس نے ان کی التجا کو شرف قبولیت بخشا اور اس شہر کے سردار کو (اس سردار کا نام مجیب الدین ایبک تھا) وہ بعد میں فرانسیسیوں سے مل گیا۔ جس کے باعث اس کو حمص سے خارج کیا گیا۔ وہ بالیز میں چلا آیا۔ جہاں اپنی وفات تک مقیم رہا۔ طغتگین کے بعد دمشق کے تخت پر اس کا بیٹا تاج الملک بوری بیٹھا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا شمس الملک اسماعیل اس کے قتل ہو جانے پر اس کا بھائی شہاب الدین محمود تخت پر متمکن ہوا۔ مجیر الدین شہاب الدین کا بیٹا تھا۔ حکومت اصل میں معین الدین انار۔ اسامہ کے دوست کے ہاتھ میں تھی) حمص کا شہر بطور گزارہ دے کر اس کی جگہ زنگی اعظم کا بیٹا، دمشق کا بادشاہ بنایا گیا۔ یہ واقعہ ۱۰ صفر ۵۴۹ھ کا ہے۔

نورالدین کی اس نمایاں فتح سے جو بغیر خونریزی کے حاصل ہوئی۔ خلیفہ نے اسکو الملک العادل کا خطاب دیا اور اس خطاب کا وہ ہر طرح مستحق بھی تھا۔ نورالدین اور کروسیڈروں میں کچھ عرصہ تک صلح رہی صلح کے اثنا میں نورالدین اس تباہی و بربادی کی تلافی کرنے میں مشغول رہا۔ جو زلزلہ نے ملک شام پر وارد کی تھی اس نے کچھ قدیم یادگاروں کو برباد کیا۔

خلیفہ مکتفی ۵۶۱ھ میں فوت ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا ابوالمظفر یوسف مستنجد باللہ کے خطاب سے تخت خلافت پر رونق افروز ہوا۔ چھ سال بعد نورالدین نے مصر کی طرف علم روانہ کی جس نے فرانسیسیوں اور عربوں کے لئے نہایت اہم نتائج پیدا کئے۔ خاندان فاطمیہ کا ایوان حکومت متزلزل ہو رہا تھا۔ اس خاندان کا اخیر خلیفہ العاضد ابن اللہ دائم المریض تھا اور تمام اختیارات اس کے وزیر شاور السعدی کے ہاتھ میں تھے۔ شاور ایک سازش کا شکار

ہو کر وزارت سے محروم ہو گیا۔ والیٔ دمشق کے پاس آکر اس نے مدد مانگی اور وعدہ کیا کہ اس کے عوض کروسیڈروں کے مقابلہ میں مصری فوجوں سے مدد دے گا اور فلاں فلاں علاقہ اور گراں مد خراج دے گا۔ کسی قدر تامل کے بعد نورالدین نے اس کی التجا کو شرف قبولیت بخشا اور اسدالدین شیرکوہ صلاح الدین کے چچا کو ایک بھاری فوج دے کر اس کے ساتھ اپریل ۱۱۶۴ء میں مصر کی طرف روانہ کیا وہ (شاور) نمک حرام بحال ہوتے ہی فرانسیسیوں سے مل گیا اور شیرکوہ کو کہا خیریت اسی میں ہے کہ مصر کو خالی کر کے واپس چلے جاؤ۔ بلبیس کے مقام پر شیرکوہ نے مٹھی بھر فوج سے متفقہ افواج (فرانسیسی اور مصری) کا خوب دلیرانہ مقابلہ کیا۔ مگر آخر اس کو جنگی اعزاز کے ساتھ مصر خالی کرنا پڑا۔

ماہ رمضان ۵۵۹ھ اگست ۱۱۶۴ء میں نورالدین پر فرانسیسیوں اور یونانیوں کی متفقہ افواج نے حملہ کر دیا۔ حارم کی چراگاہوں میں جو لڑائی ہوئی وہ بڑی خونریز تھی۔ عیسائی خوب بے جگر ہو کر لڑے مگر مسلمان بہادروں کے سامنے ان کی کوئی پیش نہ گئی آخر فرانسیسیوں کو کامل ہزیمت ہوئی اور ان کے بڑے بڑے سردار جیسے کہ بوہمند والیٔ انطاکیہ، ریمونڈ حاکم طرابلس، جوسلین ثانی اور یونانی جرنیل ڈیوک آف کلیمبر گرفتار ہوئے۔ اس عظیم الشان فتح کی بدولت۔ حارم، پیلیس اور المنیطر وغیرہ نورالدین کے قبضہ تصرف میں آ گئے۔ ۱۱۶۷ء میں شیرکوہ پھر مصر میں داخل ہوا۔ اور پھر شاور نے فرانسیسیوں کو اپنی مدد پر بلایا۔ اس وقت یروشلم کے تخت پر اموری متمکن تھا اس نے اس خام خیالی سے کہ شاید ملک ہمارے ہاتھ آ جائے شاور کی مدد کے لئے ایک لشکر جرار بسرعت تمام روانہ کیا۔ شیرکوہ کی پیش قدمیوں اور فوجی نقل و حرکت اور مسیحی امدادی فوجوں پر بمقام بابین اس کے کامل فتح پانے سے بقول نجاڈ صاحب ہوا ہے کہ وہ بڑا ماہر جرنیل تھا۔ ابن الاثیر نہایت جوش سے لکھتا ہے۔ اس (شیرکوہ) نے ایک ہزار سواروں سے فرانسیسیوں اور مصریوں کی متفقہ افواج کے پرخچے اڑا دیئے۔ ایسا حیرت انگیز واقعہ صفحۂ تاریخ میں پہلے کبھی مندرج نہیں ہوا۔ اس عالی شان فتح کے بعد شیرکوہ نے اسکندریہ کو زیر نگیں کر لیا۔ آخر مصریوں، فرانسیسیوں اور نورالدین کے نائب میں صلح کا عہدنامہ ہوا جس کی رو سے اموری نے مصر سے اپنی فوجیں واپس کرنے اور آئندہ اس ملک کے معاملات میں دخل دینے سے باز رہنے کا اور شیرکوہ نے پچاس ہزار دینار

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

تاوان لے کر مصر کو خالی کر کے شام کی طرف واپس چلے جانے کا اقرار کیا۔ مگر فرانیسیوں نے شاور سے ایک خفیہ عہد نامہ کر کے قاہرہ میں اپنا ریزیڈنٹ مقرر کرنے اور بعض شہروں میں فوجی قبضہ رکھنے کے حقوق حاصل کر لیے اور ساتھ ہی ایک لاکھ دینار سالانہ بطور خراج لینے لگے۔ یہ امر اس عہد نامہ کے جو شیر کوہ سے کیا گیا تھا۔ بالکل خلاف تھا آخر کار ان کروسیڈروں کا رویہ جو قاہرہ اور دیگر شہروں میں مقیم ہوئے تھے یہاں تک خطرناک ہو گیا اور ان کے ظلم و جور اس حد تک بڑھ گئے کہ خود العاضد نے نور الدین سے مدد کی التجا کی۔ اس التجا کو شرف قبولیت بخش کر نور الدین نے پھر شیر کوہ کو ایک بھاری فوج کے ساتھ فرانیسیوں کے مقابلہ میں بھیجا۔ شیر کوہ کے آنے پر کروسیڈر اپنا مال غنیمت لے کر ملک سے بسرعت تمام نکل گئے۔ ۸ جنوری ۱۱۶۹ء کو شیر کوہ پھر قاہرہ میں داخل ہوا اور لوگوں اور خلیفہ نے نہایت تپاک سے اس کو خیر مقدم کہا۔ مغلوب الغضب بادشاہ نے شاور کو دار پر کھینچا اور شیر کوہ کو اس کی جگہ وزیر اعظم اور امیر الجیوش مقرر کیا۔ شیر کوہ دو ماہ بعد ملک بقا کو سدھار گیا اور اس کی جگہ اس کا مشہور آفاق بھتیجا صلاح الدین یوسف الملک الناصر کے خطاب سے اسی عہدہ پر ممتاز و سرفراز ہوا۔ اگرچہ صلاح الدین اپنے آپ کو العاضد کا وزیر کہتا تھا مگر دل میں اپنے آپ کو نور الدین کا نائب سمجھتا تھا۔ نور الدین اس کو ہمیشہ امیر الاسفا سالار (اسفا سالار سپہ سالار کا معرب ہے مترجم) کر کے مخاطب کرتا تھا۔ صلاح الدین نے اپنی فیاضی اور انصاف سے سب کے دلوں میں گھر کر لیا۔ العاضد قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے تھا اس کی مہلک بیماری کے دوران میں صلاح الدین نے جو پکا حنفی تھا مصر میں عباسی خلیفہ کا روحانی اقتدار پھر بحال کر دیا۔ ۱۱۷۱ء میں خلیفہ مستنجد رحلت کر گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا ابو محمد حسن المستضیٔ بامر اللہ کے خطاب سے تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوا۔

بقول ابن الاثیر مستنجد رعایا کے حق میں سب خلفاء میں سے بہترین تھا۔ اس نے انصاف اور فیاضی سے حکومت کی۔ اپنی مملکت میں ناجائز اور جابرانہ ٹیکسوں کو موقوف کیا اور امن و امان کو مضبوطی سے قائم رکھا۔ ۵۶۵ھ میں قطب الدین مودود زنگی کا تیسرا بیٹا داعی اجل کو لبیک کہہ گیا اور اس کا بیٹا سیف الدین غازی ثانی تخت پر متمکن ہوا۔

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

سیف الدین غازی کے عہد میں موصل کے کاروبار کی حالت بگڑنے لگی تو نورالدین بسرعت تمام اپنے بھتیجے کی سلطنت میں آیا اور انتظام درست کرکے سیف الدین کو پھر تخت پر بٹھایا مگر فوج کو اپنی تحویل میں رکھا۔

۵۶۷ھ کے ماہ محرم میں بنو فاطمہ کا آخری خلیفہ اس دار ناپائیدار سے دارالبقا کی طرف چل دیا (بنو فاطمہ کی حکومت ۲۶۲ سال تک رہی) اور مصر پر پھر خلفائے بغداد کا روحانی اقتدار قائم ہوگیا اس وقت سے ملک کا اصلی بادشاہ صلاح الدین ہوگیا۔ نورالدین محمود کی وفات تک تو وہ بحیثیت اس کے نائب کے حکومت کرتا رہا۔ بعد میں آزاد بادشاہ کی طرح حکمرانی کی۔ اس وقت اس کی عمر پینتیس برس کی تھی۔ (صلاح الدین ۵۳۲ھ (۱۱۳۸ء) میں پیدا ہوا تھا) اس کا باپ نجم الدین ایوب بن شادی اپنے بھائی شیرکوہ کی طرح زنگی اور نورالدین محمود کا معتبر افسر تھا۔ صلاح الدین خود اپنے چچا کے ساتھ مصر آنے سے پہلے اس سلطان ذوالاقتدار کے زیر سایہ کئی ممتاز عہدوں پر سرفراز رہ چکا تھا۔ اس کی سوانحعمری لکھنے والا قاضی بہاؤالدین ابوالمحاسن یوسف جس کو عام طور پر ابن شداد کہتے ہیں۔ صلاح الدین کا قاضی لشکر اور مشیر خلوت تھا کہتا ہے۔

صلاح الدین فراخ حوصلہ۔ منصف مزاج۔ فیاض اور عالی دماغ بادشاہ تھا۔ وہ نہایت رحم دل، عابد و زاہد، عادات قبیحہ سے نہایت درجہ کا متنفر، رعایا کی بہتری کا دل و جان سے خواہاں تھا۔ ۵۶۹ھ میں صلاح الدین نے بادشاہ کی اجازت سے اپنے بھائی توران شاہ کو یمن کی تسخیر کے لئے روانہ کیا اور یمن فتح ہوگیا نورالدین کی وفات کے بعد صلاح الدین نے سارا مصر، نوبیا کا ایک حصہ، حجاز اور یمن اپنے زیر نگین کر لئے۔ نورالدین کا صرف ایک بیٹا (اسمٰعیل الملک الصالح) تھا۔ جو باپ کی وفات کے وقت صرف گیارہ سال کا تھا۔

بائیسواں باب (۲۲)

۵۶۹ تا ۵۸۹ ہجری۔ مطابق ۱۱۸۰ تا ۱۱۹۳ عیسوی

صلیبی جہاد۔ خلیفہ ناصر۔ ملک صالح۔ اسمٰعیل والیٔ دمشق۔ صلاح الدین و دمشق
صلاح الدین اور ملک الصالح کے درمیان جنگ۔ صلاح الدین شام کا حکمران۔ صلاح الدین

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

کا سلطان ہونا۔ ملک صالح کی وفات۔ صلاح الدین کی طاقت۔ یروشلم کی بادشاہت
کروسیڈروں کی بدعہدی۔ طبریہ کی لڑائی۔ کروسیڈروں کی تباہی۔ عکہ، نابلس، جبیکو وغیرہ
کی فتح۔ یروشلم کا محاصرہ و تسخیر۔ صلاح الدین کی انسانیت۔ تیسرا کروسیڈ۔ عکہ کا محاصرہ۔
بہادرانہ مدافعت۔ کروسیڈروں کی شکست۔ فریڈرک۔ باربروشا کی وفات۔ شاہان انگلستان
و فرانس کی آمد۔ عکہ کی فتح۔ رچرڈ شیر دل کے مظالم۔ صلاح الدین کا عسقلان کو زمین کے
برابر کرنا۔ رچرڈ کے ساتھ عہدنامہ۔ صلاح الدین کی وفات۔ اس کے عادات و خصائل۔

اپنے مربی اور آقائے نامدار کی وفات کی خبر سن کر صلاح الدین نے ملک الصالح کو مناسب تحائف و تعزیت کا پیغام بھیج کر اپنی عقیدت اور وفاداری کا اظہار کیا اور اس کی بادشاہی تسلیم کر کے نورالدین کے جانشین کا نام سکہ اور خطبہ میں جاری رکھا۔ مگر بادشاہ کو خوردسال دیکھ کر سرداروں اور درباریوں کو اپنے اپنے فائدے کی پڑ گئی۔ یہ حالت دیکھ کر صلاح الدین نے ایک سخت خط لکھ کر ان کو ڈانٹا اور سخت دھمکی دی کہ اگر وہ راہ راست پر نہ آئے تو وہ اپنے بادشاہ کے حقوق کی حفاظت کرنے کے لیے خود دمشق میں آئے گا۔ اس خط کا اثر یہ ہوا کہ ایک افسر گمشتگین، ملک صالح کو حلب کی طرف لے گیا اور دمشق کو فرانسیسی حملہ کے لیے بے حفاظت چھوڑ گیا۔ بھلا کروسیڈر اس موقع کو کب جانے دیتے تھے۔ انھوں نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اور ایک معقول رقم لے کر پیچھا چھوڑا۔ اس بات سے غضبناک ہو کر اور چند سربرآوردہ اشخاص کے مدعو کرنے پر صلاح الدین سات ہزار سواروں کے ساتھ دمشق کی طرف آیا اور شہر پر قبضہ کر لیا۔ وہ نورالدین کے محل میں داخل نہ ہوا۔ بلکہ اپنے گھر جہاں اس کا باپ نجم الدین ایوب دمشق کی سکونت کے دوران میں رہتا تھا ٹھہرا۔ یہاں سے اس نے ایک مؤدبانہ خط نوجوان اتابک بادشاہ کی طرف لکھا۔ اپنی عقیدت و وفاداری کا اظہار کیا اور یقین دلایا کہ وہ اپنے بادشاہ کی حفاظت کرنے کی غرض سے شام میں آیا ہے۔ اس کے دشمنوں نے جواب میں شکرگزاری کرنے کی بجائے اس پر بغاوت اور نمک حرامی کا الزام لگایا۔ اس بات سے رنجیدہ خاطر ہو کر وہ حلب کی طرف روانہ ہوا۔ کہ ملک صالح سے بالمشافہ گفتگو کرے نوجوان بادشاہ نے گمشتگین کے دھوکہ میں آکر صلاح الدین کو دوستانہ نظروں سے نہ دیکھا۔ جب

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

صلاح الدین شمالی شہر میں پہنچا تو نورالدین کا بیٹا اگرچہ اس وقت صرف بارہ سال کا تھا گھوڑے پر سوار ہو کر شہر کے چوک میں آیا اور لوگوں کو اپنے کے احسانات یاد دلائے ۔ اور ان کو کہا ۔ شہر کے باہر جو نمک حرام کھڑے ہیں اس سے مجھے بچاؤ ۔ اہل حلب ہتھیار باندھ کر صلاح الدین کے برخلاف اٹھ کھڑے ہوئے ۔ صلاح الدین نے کہا خدا گواہ ہے کہ میں لڑنے کے ارادہ سے نہیں آیا ہاں اگر تم چاہتے ہو تو مجھے درنگ نہیں ۔ حلب کی فوجوں کو شکست فاش ملی اور وہ افراتفری کی حالت میں بھاگ آئیں ۔ صلاح الدین کے مقابلہ میں اپنے آپ کو عاجز و لاچار پا کر گمشتگین نے اس پر حشاشین کے وار شروع کرا دیئے ۔ حشاشین جب اپنے وار میں کامیاب نہ ہوئے تو نوجوان ملک صالح کے نالائق محافظ نے کرد سیڈرون اور سیف الدین غازی ثانی سے مدد مانگی ۔ سیف الدین غازی ثانی ۔ ملک صالح کا چچازاد بھائی تھا ۔ اس کرد سیڈرون نے حمص کا محاصرہ کر لیا ۔ مگر صلاح الدین کے آنے پر پیچھے ہٹ گئے ۔ اب پھر صلاح الدین نے نورالدین کے بیٹے سے صفائی کرنے کی کوشش کی ۔ اس نے ایک موذبانہ خط میں حمص ، حماہ اور بعلبک کا علاقہ اس شرط پر کہ وہ دمشق اور مصر کا نائب بنایا جاوے ۔ بادشاہ کو لوٹا دینے پر آمادگی ظاہر کی ۔ مگر اس کی درخواست حقارت سے رد کی گئی ۔ شہر کی دیواروں تلے مقررہ لڑائی ہوئی ۔ جس میں ملک صالح کی فوج کو پھر شکست ہوئی اور صلاح الدین نے حلب کا پورا پورا محاصرہ کر لیا ۔ گمشتگین اور سیف الدین غازی صلح کی درخواست کرنے پر مجبور ہوئے ۔ انھوں نے نورالدین کی بیٹی کو جو ابھی بچی ہی تھی ۔ مفید مطلب شرائط حاصل کرنے اور رحم پیدا کرانے کی غرض سے صلاح الدین کے کیمپ میں بھیجا ۔ صلاح الدین اس شہزادی سے بکمال مہربانی پیش آیا ۔ اس کو بے شمار تحائف دیئے اور اس کے کہنے پر وہ تمام شہر واپس کر دیئے جو اس نے حلب کی ریاست کے فتح کئے تھے ۔ اس عہدنامہ کی رو سے دمشق قطعی طور پر صلاح الدین کو مل گیا ۔ اس وقت سے ملک صالح کا نام شام ، حجاز اور مصر کے خطبہ سے خارج کر دیا گیا ۔ اور خلیفہ نے جو اصلی وارث تھا ۔ صلاح الدین کو خود مختار بادشاہ تسلیم کر کے سلطان کا خطاب دیا

۵۷۹ سنہ ہجری میں ملک صالح انیس سال کی عمر میں اس جہان فانی سے رخصت

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

ہو گیا اور اس کا علاقہ اس کے چچازاد بھائی عزالدین کو جو موصل کے تخت پر سیف الدین کا جانشین ہو چکا تھا ملا عزالدین نے علاقہ سنجار کے بدلہ میں حلب کا علاقہ اپنے بھائی عمادالدین کو دے دیا۔ کچھ مدت بعد عمادالدین نے صلاح الدین کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا اور چند گراں قدر جاگیروں کے عوض میں حلب کا علاقہ مصر کے شاہِ معظم کو دے دیا۔ عزالدین نے بھی بھائی کی تقلید کی اور صلہ میں دریائے دجلہ وفرات کا درمیانی ملک مستقل طور پر پایا ۱۱۸۲ء کے خاتمہ تک مغربی ایشیا کے سب حکمرانوں نے مع اکونیم کے سلطان اور آرمینیا کے والی کے صلاح الدین کی سرپرستی وحمایت کو منظور کر لیا اور وعدہ کیا کہ بوقت ضرورت وہ میدان جنگ میں اس جھنڈے تلے لڑنے مرنے پر تیار رہیں گے۔ مگر یروشلم کی آفرنجی حکومت کو سارے یورپ سے سپاہ اور سامان مل رہا تھا۔ نام پیدا کرنے کی غرض سے نائٹ۔ مال و دولت حاصل کرنے کے لئے قسمت آزما۔ جنگ کے لئے جاہل متعصب۔ سزا سے بچنے کے لئے مجرم غرضیکہ عجیب عجیب رنگ ڈھنگ کے عیسائی شامی ساحلوں پر جمع ہو رہے تھے اس وقت اموری مر چکا تھا اور تخت پر اس کا بیٹا بلڈوین رابع بیٹھا تھا۔ مگر اس نوجوان کو جذام کی بیماری لاحق ہو گئی جس کے باعث وہ قابلِ رحم اور امورِ سلطنت میں حصہ لینے کے ناقابل ہو گیا۔ اس کی بہن سیبلا مارکوئس آف مانٹ فرانٹ سے بیاہی تھی۔ اس مارکوئس سے سیبلا کے ایک لڑکا تھا جس کا نام بلڈوین تھا مانٹ فرانٹ کی وفات پر اس سیبلا نے گیوڈی لیگنان سے شادی کی۔ اور اس شخص کو بلڈوین نے اپنا ایجنٹ یعنی قائم مقام یا سرپرست مقرر کیا۔ تھوڑے عرصہ بعد اس نے گیو کو موقوف کر کے ریمونڈ والیٔ طرابلس کو ریجنسی کا عہدہ دیا اس وقت اس نے اپنے بھانجے بلڈوین کو جس کی عمر اس وقت پانچ سال کی تھی تخت پر بٹھا دیا۔ مگر کہا جاتا ہے کہ یہ کم سن بادشاہ اپنی نامہربان ماں کے اشارے سے قتل کیا گیا۔ یہ واقعہ ٹھیک ہے یا غلط۔ اس کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ مگر اس کی موت پر سیبلا یروشلم کی ملکہ بنائی گئی اور اس نے تاج اپنے خاوند کے سر پر رکھا اور اس طرح ۱۱۸۶ء میں فلسطین کا تخت سیبلا اور گیو کے زیر نگین ہو گیا۔ بلڈوین جذامی کے عہد میں سلطان اور افرنجیوں کے درمیان

التوائے جنگ کا معاہدہ ہوا تھا۔ چیاڈ صاحب نے قسطرانیہ میں یہ بات قابل ریمارک ہے کہ مسلمانوں نے اپنے وعدہ کی عزت کی اور عیسائیوں نے عہد توڑ کر جنگ پھر شروع کر دی۔

رینوڈ یا ریجی نلڈ (عرب اس کو ارناط کہتے ہیں) جس نے ریمونڈ آف پائٹرز کی بیوہ کانسٹینس سے شادی کر لی تھی ایک مدت تک نور الدین محمود کا قیدی رہا۔ ملک صالح نے اس کو آزاد کر دیا۔ پھر اس نے ہیمفری آف تھارن کی بیوہ سے شادی کر کے کوک اور منٹریل کے علاقے حاصل کئے۔ کوک بحیرہ لوط کے جنوب مشرق میں واقع ہے ۱۱۸۶ء میں اس نے التوائے جنگ کی اس قرارداد کے برخلاف جو عیسائیوں اور مسلمانوں میں ہوئی تھی ایک مالدار قافلے پر جو اس کے قلعہ کے پاس سے گزرا حملہ کر کے بہتوں کو موت کا ذائقہ چکھایا اور سب مال و اسباب لوٹ لیا۔ غضب ناک سلطان نے یروشلم کے عیسائی بادشاہ سے اس کا تاوان چاہا۔ اس کے انکار کرنے پر صلاح الدین خود اس کی گوشمالی کے لئے روانہ ہوا۔ کوک کا محاصرہ کیا گیا اور صلاح الدین کے بڑے بیٹے علی الملقب الملک الافضل کو تھوڑی سی فوج کے ساتھ جلیلہ کی طرف روانہ کیا تاکہ افرنجیوں کی نقل و حرکت کی خبر رکھے۔ افرنجیوں نے کرک کے محاصرہ اور ملک الافضل کی پیش قدمی کی جوں ہی خبر سنی جنگ کا رنگ جمانے کے لئے فوجیں لے کر روانہ ہو پڑے سلطان اپنے بیٹے کی مدد کے لئے بسرعت تمام جلیلہ کی طرف آیا۔ دونوں فوجیں تعداد میں تھیں۔ نصاریٰ نے مقام صفوریہ کے میدان میں جمع ہوئے مگر صلاح الدین جنگی مہارت کی چال سے ان کو کوہ حطین کے نزدیک طبریہ کے مضافات میں پہاڑوں کے درمیان ایک محصور وادی میں لے آیا۔ سلطان کی فوج جھیل کے سامنے خیمہ زن تھی اس طرح افرنجی کے پانی سے محروم ہو گئے۔ ۳ر جولائی ۱۱۸۷ء جمعرات کی شام کو دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل ہوگئیں۔

تمام رات صلاح الدین نے ہتھیار کی درستی میں کاٹی۔ ۲۴ ربیع الثانی ۵۸۳ھ مطابق ۴ر جولائی ۱۱۸۷ء جمعہ کے دن لڑائی ہوئی اس نے گوڈی ڈوسگنن کی بادشاہت کا خاتمہ کر دیا۔ سخت گھمسان کا رن پڑا۔ مسلمان ایک دل ایک جان ہو کر کروسیڈروں پر ٹوٹ پڑے۔

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

اور دس ہزار کا کھیت ڈال دیا۔ عیسائیوں کے بڑے بڑے سردار یا تو قتل ہوئے یا گرفتار کر لیے گئے قیدیوں میں گیوڈی لوسگنن۔ اس کا بھائی جیافری ریوڈ جنگ کا بانی مبانی ہمفری آف تھارن کا بیٹا۔ کونٹ ہگ آف بتیل حاکم طبریہ کا بیٹا اور دو گرانڈ ماسٹر (بڑے پادری) بھی تھے۔ کونٹ ریمونڈ والیٔ طرابلس۔ طبریہ کا حاکم رینوڈ والیٔ سیڈون اور انطاکیہ کا حاکم بچ کر نکل گئے۔ گیوڈی لوسگنن سے اچھا سلوک کیا گیا۔ مگر رینوڈ اور دوسرے جنہوں نے التوائے جنگ کی اثنا میں عہد نامہ توڑ کر مسلمانوں کو قتل کیا تھا۔ دار پر کھینچے گئے سلطان نے اس فتح کے بعد دشمنوں کو سنبھلنے کا موقع دینا مناسب نہ سمجھا اور حطین سے آگے روانہ ہو کر طبریہ کا قلعہ تسخیر کیا۔ ریمونڈ والیٔ طرابلس کی بیوی سلطان کے قابو میں آ گئی تو سلطان نے اس کو عزت و احترام کے ساتھ اس کے خاوند کے پاس بھیج دیا۔ کسی عورت کی عصمت پر ہاتھ نہ ڈالا گیا اور کسی بچہ کو کوئی اذیت نہ دی گئی اس کے تھوڑے ہی دن بعد سلطان عکہ (ایکر) کی دیواروں تلے پہنچ گیا یہ وہی شہر تھا جس نے دو سال تک زبردست سے زبردست عیسائی فوج کے منہ موڑ دیئے مگر صلاح الدین نے اس کو دو دن میں ہی فتح کر لیا۔ طرابلس۔ جبیکو ردمیلی۔ قیصریہ۔ ارسوف۔ یافہ۔ بیروت اور بہت سے دیگر شہروں نے مقابلہ کیئے بغیر دروازے کھول دیئے ساحل پر صرف۔ طائر۔ طرابلس اور عسقلان کروسیڈروں کے قبضہ میں رہ گئے۔ تھوڑے سے محاصرہ کے بعد عسقلان نے بھی اطاعت مان لی۔

پھر سلطان یروشلم کی طرف متوجہ ہوا۔ اس شہر میں عیسائی شہریوں کے علاوہ صرف فوج ہی ساٹھ ہزار سے اوپر تھی۔ جب سلطان شہر کے پاس پہنچا تو اس نے چند سربرآوردہ اشخاص کو بلا بھیجا اور کہا "میں جانتا ہوں تم یروشلم کو مقدس سمجھتے ہو میں اس کو خون سے ناپاک کرنا نہیں چاہتا۔ اپنے دمدمے اور دس بندیاں میرے حوالے کر دو میں تمہیں اپنے خزانے کا ایک حصہ دوں گا اور اتنی زمین دوں گا جتنی کہ تم کاشت کر سکتے ہو۔" اپنی حسب معمول خباثت و جہالت سے کام لے کر کروسیڈروں نے اس رحیمانہ و فیاضانہ خواہش کو رد کر دیا۔ اس انکار سے غضب ناک ہو کر اس نے قسم کھائی کہ میں اس شہر سے اس خون کا انتقام لوں گا۔ جو گاڈ فری ڈی بولون کے سپاہیوں نے بے گناہ مسلمانوں کا بہایا تھا۔

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madnia Library House

ابھی محاصرہ ہوا ہی تھا کہ عیسائیوں کے ہوش خطا ہوگئے - اور بنی نوع انسان کے مشترکہ باپ (خدا) کے نام پر رحم کی التجا کرنے لگے. سلطان کا رحم اس کی خواہش گوشمالی پر غالب آیا. ان یونانیوں اور شامی عیسائیوں کو جو یروشلم میں مقیم تھے اجازت دی کہ سلطنت کے جس حصہ میں چاہیں آباد ہوں ان کو وہی حقوق حاصل ہوں گے جو دوسروں کو ہیں - ان فرنگیوں اور لاطینیوں کو بھی جو سلطان کی رعایا بن کر فلسطین میں رہنا چاہتے ہیں. ایسی ہی اجازت دی گئی شہر کے اندر جو سپاہی تھے ان کو کہا گیا کہ چالیس دن کے اندر اندر مع بال بچوں کے سلطانی فوج کی نگرانی میں یا تو طائر کو چلے جائیں یا طرابلس کو. ہر مرد کا فدیہ دس شامی دینار عورت کا پانچ دینار اور بچے کا ایک دینار مقرر کیا گیا حکم ہوا جو فدیہ نہ ادا کر سکے وہ زیر حراست رہے مگر یہ محض دھمکی تھی. خود سلطان نے دس ہزار آدمیوں کا فدیہ ادا کیا. اس کے بھائی سیف الدین (عیسائی اس کو سفادین کہتے ہیں) نے سات ہزار آدمیوں کا اور کئی ہزار کو بغیر فدیہ لئے آزاد کر دیا گیا. پادریوں اور دیگر اشخاص کو اپنا روپیہ اور قیمتی مال و اسباب لے جانے میں کوئی روک نہ کی گئی. چند عیسائی اپنے کندھوں پر بوڑھے والدین لے جاتے ہوئے دیکھے گئے. ان کی سعادت مندی دیکھ کر سلطان نے ان کو بہت سا روپیہ دیا اور بوڑھوں کے لئے ٹٹو اور خچریں مرحمت کیں. جب یروشلم کی ملکہ سیبلا اپنے نائبوں اور سرداروں کے ساتھ سلطان سے رخصت ہونے آئی تو سلطان نے اس کی مصیبت پر اظہار افسوس کیا. اور مہربانی سے ہم کلام ہوا. سیبلا کے ساتھ عورتوں کی ایک بہت بڑی تعداد تھی. جو گود میں بچے لئے ہوئے رو رہی تھیں ان میں سے چند سلطان تک پہنچیں اور اس کو اس طرح مخاطب کیا " آپ ہمیں پا پیادہ دیکھ رہے ہیں. ہم ان بہادروں کی بیویاں ہیں. مائیں اور بیویاں ہیں. جو آپ کی حراست میں ہیں. ہم آپ کے ملک کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ رہی ہیں وہ ہماری دستگیری کرتے ہیں ان کے پکڑے جانے سے ہماری امیدیں خاک میں مل گئیں. اگر آپ ان کو آزاد کر دیں تو ہماری مصیبت کٹ جائے اور ہم دنیا میں کسی کام کی ہو جائیں. صلاح الدین کا دل ان کی التجا سن کر موم کی طرح پگھل گیا اس نے بیویوں کو ان کے خاوند. ماؤں کو ان کے بیٹے واپس دے دیئے اور وعدہ کیا

جو ابھی تک میری حراست میں ہیں ان سے نیک سلوک کیا جائے گا۔ اس نے یتیموں اور بیواؤں میں بہت سا روپیہ خرچ کیا اور نائٹوں اور ڈاکٹروں کو اجازت دی کہ وہ بدستور اپنے بیماروں اور زخمیوں کی خبرگیری اور زائرین کی حفاظت کر سکتے ہیں۔

صلاح الدین کی یہ رحم دلی اس کے ہمسائے عیسائی شہزادوں کی سنگدلی کے مقابل ایک عجیب اثر پیدا کرتی ہے۔ ملز صاحب لکھتے ہیں بہت سے عیسائی یروشلم سے نکل کر انطاکیہ کی طرف گئے مگر بوہمنڈ نے نہ صرف یہی کہ ان کی مہمانی سے انکار کیا۔ بلکہ ان کو اپنے علاقہ سے نکال دیا۔ اس پر وہ اسلامی علاقہ میں آئے جہاں ان کی خوب خاطر و مدارت ہوئی مچاؤ صاحب نے یروشلم کے جلاوطنوں سے عیسائیوں کی بدسلوکی کے عجیب و غریب واقعات حوالہ قلم کیے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں "اپنے ہم مذہب بھائیوں سے دھکے کھا کر وہ شام میں آوارہ پھرتے رہے بہت سے بھوک اور پیاس سے تلف ہو گئے۔ اہلِ طرابلس نے ان کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔

ایک عورت نے مایوس ہو کر اپنا لختِ جگر سمندر میں پھینک دیا اور ان عیسائیوں پر لعنت کی جنھوں نے اس کو پناہ دینے سے انکار کیا تھا" مغلوبوں کے احساسات کا پاس کر کے صلاح الدین اس وقت تک شہر میں داخل نہ ہوا جب تک کہ سارے کروسیڈر نکل نہ گئے۔ ۲۷ رجب ۵۸۳ھ کو بروز جمعہ جو یوم المعراج ہوتی ہے۔ ان تمام شہزادوں۔ نوابوں اور دیگر گورنروں کے ساتھ جو فتح کی مبارکباد دینے آئے تھے وہ یروشلم میں داخل ہوا۔

جنگ میں جو نقصانات شہر کو پہنچے تھے ان کی تلافی کی۔ مساجد اور کالج جن کو فرنگیوں نے مسمار کر دیا تھا۔ از سر نو تعمیر کیے۔ ملک میں آزاد گورنمنٹ کا آغاز ہوا اور کروسیڈروں کے ظلم و جور کا خاتمہ۔ یروشلم سے صلاح الدین۔ طائر۔ علوہ کی طرف روانہ ہوا۔ جہاں مفرور کروسیڈر جمع ہو گئے تھے۔ چونکہ طائر کی فوج کو ہر طرف سے مدد پہنچ چکی تھی وہ مقابلہ کے لئے تیار ہو گئی۔ اس فوج کی کمان کونراڈ (مارکوئیس مانٹ فراٹ) کے ہاتھ میں تھی جو بڑا لائق اور مکار تھا۔ اس نے شہر کو حوالہ کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ میں خود کچھ نہیں کر سکتا

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

میں بھی تو سمندر پار کے ایک بادشاہ کا صرف ماتحت ہوں۔ شہر کے محاصرہ پر وقت ضائع کرنا مناسب نہ سمجھ کر صلاح الدین کچھ عرصہ کے لئے دوسری طرف متوجہ ہو گیا اور شمالی ساحل کے کنارے کنارے مرحم کر لیوڈیشیا۔ جبلہ۔ سیحون۔ بقس۔ بوزیہ۔ برساق ادھر مگر محفوظ متعلقات جو ابھی تک افرنجیوں کے قبضہ میں تھے۔ فتح کر لئے۔

اس نے گئی کو اس وعدے پر کہ وہ فوراً یورپ کی طرف روانہ ہو جائے گا۔ آزاد کر دیا۔ مگر اس عیسائی۔ بہادر نے آزادی حاصل کرتے ہی سب عہد و پیمان کو بالائے طاق رکھ دیا اور بچے کھچے کروسیڈروں اور نووارد عیسائیوں کی فوج مرتب کر کے ٹولیس رعکہ کا محاصرہ کر لیا اور یہ مقام دو سال تک تین اعظموں (ایشیا افریقہ اور یورپ) کی امیدوں کا مرکز بنا رہا۔

یروشلم کی فتح سے سارے یورپ میں ہل چل مچ گئی۔ پادریوں نے لوگوں کو طیش دلانے میں بیش از بیش کوشش کی اور یورپ کے بادشاہوں اور نوابوں کو ایک اور کروسیڈ کرنے کی ترغیب دی۔ ان کی کوششیں بار در ہوئیں۔ طائر اور عکہ کے کیمپ میں کمک پہنچنی شروع ہو گئی اور یورپ کے تین بڑے بادشاہ یعنی فریڈرک باربروسا۔ قیصر جرمن۔ فلپ۔ آگسٹس۔ شاہ فرانس اور رچرڈ شیر دل۔ شاہ انگلستان اس کروسیڈ میں تن من دھن سے شامل ہوئے۔ اگر صلاح الدین اس موقع پر حسب معمول دور اندیشی و پیش بینی سے کام لے کر مصر اور شام کے بیڑہ ہائے جہازات کو ملا کر بحیرۂ شام کی ناکہ بندی کر لیتا تو فلسطین کے کروسیڈروں کو منقطع کر کے یورپ سے آنے والی افواج کو خشکی پر اترنے سے روک سکتا تھا وہ اس بات کو بھول گیا کہ فنیشیا کی سلامتی بحری ترکتازیوں کے سبب خطرہ میں ہے اور یہ کہ خشکی پر کی کوئی فتح سمندر پار کی کمکوں کو نہیں روک سکتی۔ اہل جینوا۔ اہل وینس ہر روز آلات جنگ اور آذوقہ لاتے اور کروسیڈروں کو پہنچاتے۔ اس مشہور و معروف محاصرہ سے متعلق جس کے سبب صلاح الدین و رچرڈ کے نام اس قدر مشہور آفاق ہو گئے ہیں۔ ابن الاثیر اور ابن شداد لکھتے ہیں۔ بموجب صلاح الدین کوئی شہر یا قلعہ فتح کرتا تو لوگوں کو امان دیتا اور افرنجی اپنے مال و اسباب

اور بال بچوں سمیت طائر کی طرف چلے جاتے اس طرح اس شہر میں دشمن کی جمعیت بہت زیادہ ہو گئی اور سمندر پار سے ان کو متواتر کمکیں پہنچتی رہتیں"

یورپ کے لوگوں کو طیش دلانے کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا گیا۔ یروشلم کا اسقف اعظم جس سے صلاح الدین نے نہایت فیاضیانہ سلوک کیا تھا۔ فرانس کے شہروں میں ایک تصویر لئے پھرتا تھا جس میں عمداً یسوع مسیح کو زخمی دکھا کر ایک عرب کو حملہ آور دکھلایا گیا تھا اس طرح عیسائیوں کو کمال طیش میں لا کر اس نے فلسطین کے فرانسیسیوں کی مدد کے لئے ایک بڑی فوج جمع کرلی۔

عورتیں تک فوج میں داخل ہوئیں۔ ایک بیوہ عورت نے اپنے اکلوتے بیٹے کو اپنا مکان فروخت کر کے کروسیڈ کے لئے بھیجا۔ فرانسیسی تری و خشکی کے راستہ سے دھڑا دھڑ فوجیں لا رہے تھے اور جب وہ طائر پر جمع ہو گئیں تو انھوں نے پہلے سیڈن (صیدا) پر حملہ کرنے کی ٹھانی۔ مگر بعد میں عکہ کو فتح کرنا زیادہ ضروری سمجھا۔ چنانچہ وہ اس شہر کی طرف ساحل کے کنارے کنارے بڑھے اور جہاز ان کے ساتھ ساتھ رہے سمندر ان کا بڑا معاون تھا کیونکہ اس کے ذریعے ان کو یوروپائی ملکوں سے سامان جنگ اور آذوقہ برابر پہنچا کرتا تھا۔ وہ ۱۵ رجب ۵۸۵ھ ۲۹ راگست ۱۱۸۹ء کو عکہ پہنچے اور پہنچتے ہی شہر کا محاصرہ کرلیا۔

جب صلاح الدین نے فرانسیسیوں کی نقل و حرکت کی خبر سنی تو اس نے جنگی کونسل منعقد کی اس کی اپنی رائے تھی کہ ان پر راستہ ہی میں حملہ کیا جائے۔ مگر اس کے امیروں نے اس کو اس ارادے سے باز رکھا اور کہا کہ عکہ کے سامنے والے میدان پر حملہ کیا جائے۔ جب صلاح الدین اس جگہ پہنچا تو اس نے دیکھا کہ کروسیڈر عکہ کے اردگرد چھائے ہوئے ہیں اور آمد و رفت کے تمام وسائل بند کر رکھے ہیں

ایک مورخ لکھتا ہے۔ "اگر صلاح الدین اپنی رائے پر عمل کرکے فرانسیسیوں پر راستہ میں ہی حملہ کر دیتا تو شہر بچ رہتا۔ مگر جب خدا کو کسی چیز کا کرنا منظور ہوتا ہے تو اسباب بھی ویسے ہی پیدا کر دیتا ہے۔" صلاح الدین نے کروسیڈروں کے سامنے ڈیرے

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islamic Books Quran & Madni Ittar House

ڈال دیئے اور اپنا خیمہ قیضان کی پہاڑی پر لگایا۔ اس کی فوج میمنہ تلک ایاز یا تک اور فوج میسرہ نہر الجاری تک چھائی ہوئی تھی۔ اب موصل و دیار بکر، سنجار اور حوران کی طرف سے بھی کمکیں آن پہنچیں۔ مسلمانوں کو خشکی کی طرف سے کمکیں پہنچ رہی تھیں تو فرانسیسیوں کو سمندر کے راستہ مدد مل رہی تھی۔ ماہ شعبان ۵۸۵ھ کے آغاز پر صلاح الدین نے کروسیڈروں پر حملہ کیا۔ اس کے بھتیجے تقی الدین نے ایسا سر بکف حملہ کیا کہ عیسائیوں کو اپنے دمدمے اور دھس چھوڑنے پڑ گئے اور عکہ سے آمد و رفت کا سلسلہ پھر کھل گیا۔ ابن الاثیر لکھتا ہے۔ "اگر مسلمان رات تک لڑائی جاری رکھتے تو اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتے مگر فرانسیسیوں کے آدھے مورچے فتح کرنے کے بعد انھوں نے لڑائی کو دوسرے دن پر ملتوی کر دیا۔" صلاح الدین نے اب شہر کی فوج کو بدل کر عکہ میں مزید سامان جنگ اور آذوقہ بھیج دیا۔ منجملہ ان امیروں کے جن کو اس نے شہر میں بھیجا ایک حسام الدین المعروف السمین بھی تھا۔ ۱۸ شعبان کو فرانسیسیوں نے اپنے دمدموں سے نکل کر عربوں پر سر توڑ حملہ کیا۔ مگر مسلمان ایسی بے جگری سے لڑے کہ حملہ آوروں کے مُردوں کے پشتے لگا دیئے۔ بس پھر کیا تھا۔ عیسائی بے حواس ہو کر اپنے دمدموں کی طرف واپس بھاگے۔

اس وقت صلاح الدین کی فوجیں ملک میں جا بجا پھیلی ہوئی تھیں۔ ایک فوج بوہمنڈ والی انطاکیہ کی نگرانی پر متعین تھی ایک سرحدوں کی حفاظت کے لئے طرابلس کے مقابل حمص میں مقیم تھی تیسری طائر میں تھی اور چوتھی دمیاط اور اسکندریہ میں فرانسیسیوں کے بحری حملوں کی روک تھام کے لئے مقرر تھی۔ یہی وجہ تھی کہ کمکی فوجوں کے پہنچ جانے کے باوجود سلطان کی فوج آدراد میں کروسیڈروں سے بہت کم تھی۔

عیسائیوں نے یہ خیال کر کے کہ سلطان کو مزید کمک پہنچنے سے پہلے کچل دینا چاہئے۔ دوسرا حملہ کیا۔ پہلے پہل تو وہ کامیاب ہو گئے۔ مگر انجام میں وہی ڈھاک کے تین پات۔ بہت سے آدمی مروا کر پسپا ہوئے۔ اس لڑائی میں عیسائیوں کے دس ہزار آدمی کھیت رہے۔ صلاح الدین نے اس جگہ کی صفائی کا انتظام کیا اور مردوں کو سمندر میں پھینکوا دیا مگر ان احتیاطوں کے باوجود ہوا میں زہریلا مادہ پیدا ہو گیا اور سخت وبا نمودار ہوئی۔ سلطان خود بیمار پڑ گیا اور ڈاکٹروں

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

اور جنیلوں کی رائے سے کیمپ توڑ دیا گیا اور صلاح الدین مع فوج الخروبہ میں چلا گیا جو کوہ قرمل پر قطع سے تین میل جنوب میں برلب بحر ہے مسلمان چلے گئے تو فرنگیوں کو بھی ہوش ہوگیا اور انھوں نے پھر عکہ کا محاصرہ کرلیا۔ صلاح الدین کے حملوں سے محفوظ رہنے کے لئے اپنے اپنے کیمپ کے ارد گرد ایک گہری خندق کھودی اور بڑی بڑی اونچی دیواریں بنالیں کہ شکست کے وقت ان کے پیچھے پناہ لے سکیں۔

صلاح الدین نے موسم سرما الخروبہ میں بسر کیا۔ ۱۱۹۰ء کے موسم بہار میں وہ پھر عکہ کے میدانوں کی طرف آیا اور اپنی پہلی پوزیشن پر قائم ہوگیا۔ فرانسیسیوں نے شہر کی فصیلوں پر حملہ کرنے کی غرض سے اونچے اونچے لکڑی کے مینارے بنا کر ان میں مسلح آدمی متعین کئے محصورین نے ایک دمشقی انجنیئر کے کہنے پر گندھک اور فاسفورس کے گولے ان متحرک میناروں کی طرف پھینک کر ان کو آگ لگا دی۔ اسی وقت سلطان کی مدد کے لئے عراق و عرب کی فوجیں آن پہنچیں۔ عکہ کی اندرونی فوج کے لئے بھی مصر کا بیڑہ جہازات سامان جنگ اور آذوقہ لے کر پہنچ گیا۔ ایک بحری لڑائی میں فرنگیوں کو سخت شکست ملی اور مصری جہاز بندرگاہ میں داخل ہوئے۔ تاہم مسلمانوں کے کیمپ میں اس خبر نے سخت گھبراہٹ پیدا کردی کہ ملک آلمان فریڈرک باربروسا قیصر جرمنی (جرمنی کو عربی میں المان کہتے ہیں مترجم) ایک جرار لشکر کے ساتھ فلسطین کی طرف بڑھ رہا ہے۔ راستہ میں اوج ترکمانوں نے جو اس کے میمنہ و میسرہ کو دبانے جاتے تھے۔ سخت مزاحمت کی۔ مگر بالائی بلاد الارمن سیلسیا (مترجم) سے جو لیوپن اسٹیفن کے زیر نگین تھا۔ گزرنے میں کامیاب ہوگیا۔ سلطان نے اپنے ماتحت سرداروں کو مدد کے لئے قاصد بھیجے۔ ایک قاصد یعقوب المنصور سلطان مراکو کی طرف بھی بھیجا۔ مگر اس نے ایک چپ سو سکھ پر عمل کیا۔ اس طرح صلاح الدین سارے یورپ کے مقابلہ میں اکیلا رہ گیا۔ تاہم قیصر جرمنی کی قسمت میں منزل مقصود تک پہنچنا نہیں لکھا تھا۔ وہ سلوشیا کے نزدیک دریائے سلف میں ڈوب کر راہی عدم ہوا۔ پھر تو اس کے آدمیوں میں بد دلی پھیل گئی بہت سے اپنے گھروں کو واپس ہوئے۔ تھوڑے سے اس کے بیٹے نواب سوابیا کے ساتھ انطاکیہ

M Awais Sultan
Group Admin
Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

کی طرف آئے اور وہاں سے فلسطین کی طرف روانہ ہوئے آخر وہ بھی جہازوں پر بیٹھ کر گھروں کو روانہ ہوئے مگر راستہ میں جہاز شکستہ ہو گئے اور بہت سے ڈوب کر طعمہ نہنگ اجل ہوئے دریائے سلف کو ترکی میں عقوق صو کہتے ہیں۔

۲۰ رجمادی الثانی ۵۸۶ھ کو فرانسیسی اپنے مورچوں سے نکلے اور جنگ کا ڈھنگ ڈالا۔ ان کو سخت خوفناک شکست ملی اور سلطانی میدان ان کے مردوں اور زخمیوں سے پٹ گئے۔ اب کروسیڈر دل ہار بیٹھے مگر دو دن بعد ان کاؤنٹ ہنری کی سرکردگی میں ایک بھاری کمکی فوج براہ سمندر پہنچ گئی۔ کاؤنٹ ہنری شاہ انگلینڈ کی سوتیلی بہن کا بیٹا تھا اور شاہ فرانس کا بھی رشتہ دار تھا اس نے بغیر کسی دقت کے عکہ کے پاس فوجیں اتار دیں اور کروسیڈروں کے پاس جا پہنچا اس نے اپنے کیمپ کو خوب محفوظ کیا اور ساری فوجیں اکٹھی کر کے سلطان پر حملے کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ حملہ کی خبر سن کر صلاح الدین اپنی فوجوں کو الخروبہ کی طرف واپس لے گیا تاکہ فوج کو ہٹنے کے لیے وسیع میدان ملے اور عکہ کی متعفن ہوا سے بھی محفوظ رہے۔

سلطانی فوجوں کے ہٹ جانے سے کروسیڈروں کو سختی سے محاصرہ کرنے کا موقع مل گیا۔ مگر محصور عربوں نے خوب مردانہ وار مقابلہ کیا۔ امیر قراقوش اور امیر حسام الدین نے اپنے سپاہیوں کے دل خوب بڑھائے رکھے اور فرانسیسیوں کو پریشان اور ان کے حملوں کو پسپا کرنے کا کوئی موقع جانے نہ دیا۔ انھوں نے محاصرین کی محاصرہ کی کلوں کو جلا دیا۔ پھر چند حملے کر کے ان کو کیمپ کی طرف بھگا دیا۔ مگر سلطان بیروت سے براہ سمندر فوج کو سامان جنگ اور آذوقہ برابر پہنچاتا رہا۔ لاچار ہو کر فرانسیسیوں نے پوپ کو ایک خط لکھا (پوپ عربی میں بابا کو کہتے ہیں) ایک عرب مورخ لکھتا ہے "پوپ صاحب رومتہ الکبریٰ ہے۔ عیسائیوں کا مذہبی پیشوا ہے اور اس کے فرمان ان کے نزدیک ایسے ہی قابل ادب ہیں جیسے کہ ہمارے نزدیک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان"۔ پوپ کے زور دینے پر ہر طرف سے مدد آنی شروع ہو گئی۔ جب بے شمار کمکیں ہنری کے پاس پہنچ گئیں وہ سلطان سے مصروف پیکار ہونے کے لیے مورچوں سے نکلا۔ سلطان نے اپنی فوج کو خوب آراستہ کر کے ان کروسیڈروں کا مقابلہ کیا۔ اس کے بیٹے علی خضر اور زمانی قلب میں مقرر ہوئے اور اس کا بھائی سیف الدین ملک العادل

M Awais Sultan
Group Admin
Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

مصری فوج کے ساتھ یمین پر اور حماد سنجار اور دیگر علاقوں کے سردار یسار پر متعین ہوئے۔ مگر بدقسمتی سے صلاح الدین اس دن بیمار تھا۔ وہ ایک پہاڑی پر جہاں سے میدان جنگ اچھی طرح نظر آتا تھا ایک خیمہ میں بیٹھ گیا۔ دیر تک لڑائی ایک ترازو تلی رہی۔ آخر فرانسیسی سخت نقصان کے ساتھ پسپا ہو کر اپنے مورچوں کی طرف ہٹ گئے۔ ایک مورخ لکھتا ہے "اگر اس دن صلاح الدین خود علیل نہ ہوتا تو لڑائی کا فیصلہ ہو جاتا۔" اب فرانسیسیوں کے پاس آذوقہ تھڑ گیا اور سردی کے آنے سے مجبور ہوئے کہ سپاہیوں کو جہازوں پر بٹھا کر یونان کے جزائر میں بھیجیں۔

سیف الدین بن احمد المشتوب شہر کی کمان پر مقرر کیا گیا۔ مگر بدقسمتی سے شہر کی فوج تبدیل نہ کی گئی اور نہ ہی سلطان کے تاکیدی حکم کے باوجود سامان جنگ اور آذوقہ بھیجا گیا۔

موسم بہار کے شروع ہوتے ہی فرنگیوں کے جنگی جہازوں نے سپاہی آنا شروع کر دیئے اور عکہ کی اندرونی فوج کے وسائل آمد و رفت پھر منقطع ہو گئے۔ ۱۲ ربیع الاول ۵۸۷ھ کو عکہ کے افرنجیوں کو اور کمک پہنچ گئی۔ فرانس کا بادشاہ فلپ جو اپنے زمانے کے ہونہار بادشاہوں میں تھا ایک جرار لشکر کے ساتھ آن پہنچا۔ صلاح الدین اس وقت شفرا عام نامی مقام پر عکہ سے تین میل پرے خیمہ زن تھا۔ اس نے ماتحت سرداروں سے کمک منگا بھیجی۔ مگر پیشتر اس کے کہ مسلمانوں کو کوئی کمک پہنچتی۔ کروسیڈروں کی مدد کو شاہ انگلستان سپاہ و سامان کے بیس جہاز لے کر پہنچ گیا

شاہ انگلستان اور شاہ فرانس عکہ میں آنے سے کچھ ہی مدت بعد بخار میں مبتلا ہو گئے۔ صلاح الدین نے ان کی بیماری کی خبر سن کر کوہ لبنان سے برف منگا کر ان کو بھیجی اور اسی طرح ان کی صحت تک برابر برف۔ سرد پانی اور تازہ پھل اور میوے بھیجتا رہا۔ بہر کیف کروسیڈروں کو اس کی مدد پہنچ جانے سے بیش از بیش تقویت پہنچ گئی۔ اب کروسیڈروں کے ساتھ بے شمار فوج ہو گئی اور ان کی مستعدی میں دوگنی ترقی ہو گئی کیونکہ شاہ انگلستان اپنے وقت بہادری شجاعت۔ تدبیر جنگی مہارت۔ مستعدی اور استقلال میں مشہور آفاق تھا۔ جب صلاح الدین کو اس کے آنے کی خبر پہنچی تو اس نے حکم دیا۔ ایک جہاز سامان جنگ اور آذوقہ سے بھر کر بیروت سے عکہ کی طرف بسرعت تمام روانہ کیا جائے۔ پیشتر اس کے کہ

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

جہاز بندرگاہ میں پہنچتا، کروسیڈرز نے اس پر حملہ کر دیا۔ جہاز کے کپتان یعقوب الحلبی نے جو چیدہ یا جاندار سپاہ کے افسروں میں سے ایک تھا۔ یہ دیکھ کر کہ جہاز دشمن کے قابو میں آ جائے گا۔ اس کو خود سوراخ کر کے ڈبو دیا اور خود بھی غرق ہو گیا۔

اب عکہ کا محاصرہ خوب زور و شور سے جاری ہوا۔ کچھ عرصہ تو محصور فوج نے بہادرانہ مدافعت کر کے حملہ آوروں کو پسپا کیا۔ ماتحت والیانِ ریاست کی طرف سے ابھی تک موعودہ کمک نہ پہنچی تھی اور چند لڑائیوں کے باوجود سلطان شہر سے محاصرہ نہ اٹھوا سکا تھا۔ آخر دو سال کی جد و جہد کے بعد محصورین لڑائی دبا اور قحط سے چکنا چور ہو کر جنگ کے ناقابل ہو گئے اور جب مقابلہ کی ذرا بھی سکت نہ رہی تو شہر کا کمانڈر مشتوب فلپ کے پاس آیا اور کہا "چار سال تک ہم اس شہر کے مالک رہے ہیں۔ جب ہم نے ٹولیمس کو فتح کیا تھا تو ہم نے لوگوں کو امان دے کر کہہ دیا تھا کہ جہاں جس کی مرضی ہے اپنے مال و اسباب، بال بچوں سمیت چلا جائے آج ہم شہر تیرے حوالے کرتے ہیں اور وہی مراعات مانگتے ہیں جو ہم نے عیسائیوں کو دی تھیں فرانس کے بادشاہ نے جواب دیا کہ جب تک یروشلم اور وہ تمام شہر جو جنگ طریۃ کے بعد تم نے لئے ہیں۔ واپس نہ کرو گے میں کسی سپاہی یا شہری کو نہ چھوڑوں گا۔ سب کو تہ تیغ بے دریغ کر دوں گا"

عرب امیر پیچ و تاب کھاتا ہوا شہر کی طرف واپس آیا اور فیصلہ کیا کہ جب تک دم میں دم ہے لڑائی جاری رکھی جائے۔ ایک عرصہ تک میدان جدال و قتال گرم رہا۔ مگر فاقوں سے محصورین نڈھال ہو چکے تھے اور سلطانی افواج کمکوں کے نہ پہنچنے کے سبب مدد کرنے سے عاجز تھیں۔ آخر عربوں نے یہ وعدہ لے کر کہ کوئی جان تلف نہ کی جائے گی، شہر کو حوالہ کر دیا۔ مسلمانوں نے اصلی صلیب کی لکڑی اور ۱۶۰۰ سو جنگی قیدی واپس کرنے اور سرداران کروسیڈر کو دو لاکھ دینار تاوان دینے کا وعدہ کیا۔ زر تاوان کے دینے میں ذرا دیر ہو گئی۔ بس پھر کیا تھا، انگلستان کے شیر دل بادشاہ نے مسلم سپاہیوں کو شہر سے باہر نکالا اور ان کے بھائی بندوں کے سامنے ان کو نہایت بے رحمی و سفاکی سے تہ تیغ کیا۔

ٹولمیس کی فتح پر کروسیڈروں کے ساٹھ ہزار آدمی ضائع ہوئے۔ مجاہد صاحب لکھتے

ہیں ور ظفر د منصور کروسیڈروں نے ٹوئیس میں وہ گلچھرے اڑائے کہ شام میں آنے سے پہلے کبھی خواب میں بھی نہ دیکھے تھے۔ امن کے مزے، خوراک کی کثرت، قبرص کی شراب، گرد و نواح کے جزائر کی عورتیں ان سب چیزوں نے ان کو یہ بھی یاد نہ رہنے دیا کہ وہ کس غرض سے آئے ہیں''، مگر صلیبی مجاہدین کی یہ حرمستی حیرت افزا نہیں رہ جاتی جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ اپنے ملکوں میں بھی تب ان کی اخلاقی حالت بہت ہی زبوں تھی جشنوں میں ان کی یہ کیفیت ہوتی کہ امیر اور اس کے شہسوار شراب میں بدمست عورتوں کی گود میں پڑے ہیں اور بھانڈ فحش ترین راگ گا رہے ہیں اور نفیس آثار رہے ہیں اور تفریح کے لئے کبھی کبھی کسی مقید دشمن کو مجلس میں لا کر عقوبت دی جا رہی ہیں۔ ولیم مالمزبری سنہ ۱۱۴۳ھ میں لکھتا ہے۔ سیکسن امراء دن رات مے خواری کرتے طلائی بازو بند پہنتے اور اتنا کھاتے کہ ناک تک پر ہو جاتے یہی کیفیت نارمن فاتحین کی ہو گئی۔ جرمن میں حالت اور بھی ابتر تھی۔ جب خوب رنگ رلیاں منا چکے تو کروسیڈر رچرڈ کے زیر کمان عسقلان کی طرف روانہ ہوئے۔ صلاح الدین ان کے ساتھ ساتھ روانہ ہوا۔ ایک سو پچاس میل کی مسافت میں گیارہ لڑائیاں ہوئیں۔ ارسوف کی لڑائی میں صلاح الدین کے آٹھ ہزار نبرد آزما کام آئے جب صلاح الدین نے دیکھا کہ اس کی فوجیں اس قدر کمزور ہو گئی ہیں کہ فلسطین کے محفوظ ترین شہر کو بھی کروسیڈروں کی دستبرد سے نہیں بچا سکیں تو وہ بسرعت تمام عسقلان کی طرف روانہ ہوا اور لوگوں کو باہر نکال کر تمام شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔

جب رچرڈ وہاں پہنچا تو نہ کوئی آدمی تھا نہ آدم زاد اور ایک بڑے قلعہ اور شہر کے کھنڈرات تھے۔ جن پر بے کسی چھا رہی تھی۔ اس نے اور کیا دیکھا؟ اس نے دیکھا کہ ایک ان تھک آدمی اس کے مقابلہ پر کھڑا ہے۔ صلاح الدین کی مستعدی و ہوشیاری کا رچرڈ کے دل پر ایسا گہرا اثر پڑا کہ وہ صلح کرنے پر مائل ہو گیا۔ وہ اس بے نتیجہ، بے محل اور سراسر فضول جنگ سے تنگ آ گیا تھا اور اپنی مخدوش الحال سلطنت کی طرف جانے کا خواہش مند تھا چنانچہ قاصد بھیج کر اس نے سلطان کے بھائی سیف الدین العادل سے کانفرنس کرنے کی درخواست کی۔ دونوں شہزادے ایک دوسرے سے ملاقی ہوئے۔

M Awais Sultan Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

اور ہمفری کا بیٹا مترجم بنا۔ (بہاؤالدین ابن شداد لکھتا ہے صلح کے دن میں ہمفری کو دیکھا وہ خوش رو نوجوان ہے مگر اپنے ہم وطنوں کی طرح داڑھی منڈاتا ہے۔)

رچرڈ نے صلح کی خواہش ظاہر کی۔ مگر شرائط اس قسم کی تجویز کیں کہ ان کا قبول کرنا ناممکن تھا۔ سیف الدین انکار کر کے واپس چلا گیا اور ملاقات یوں ہی رائیگاں گئی۔ مارکوئس مائٹ فراٹ نے رچرڈ کے رویہ سے ناراض ہو کر اپنی طرف سے قاصد بھیج کر صلح کی درخواست کی اور شرائط یہ پیش کی کہ سیڈون اور بیروت کا علاقہ مجھے دے دیا جائے تو میں صلح کرنے پر تیار ہوں۔ سلطان نے اس کی شرائط کو منظور کر لیا مگر کہا کہ پہلے وہ اپنے وعدے پورے کرے۔ شاہ انگلستان نے قاصد بھیج کر پھر صلح کی درخواست کی اور دو خطوط لکھے ایک تو اپنے دوست (رچرڈ نے العادل کو بھائی اور دوست کر کے مخاطب کیا تھا) الملک العادل کو اور ایک سلطان کو۔ اس دفعہ اس نے یہ شرائط پیش کیں کہ جو شہر کروسیڈرز کے قبضہ میں ہیں ان کے پاس ہی رہنے دیئے جائیں اور یروشلم کے ساتھ ہی اصلی صلیب کی لکڑی بھی عیسائیوں کے حوالہ کی جائے۔ سلطان نے حوالگی یروشلم کی شرائط ماننے سے انکار کر دیا۔ مگر اس شرط پر صلیب کی لکڑی دینے کا وعدہ کیا صلح اس کی حسب منشا ہو۔ شاہ انگلستان نے پھر الملک العادل سے خط و کتابت شروع کی اور دونوں میں ایک معاہدہ ہوا جس کی منظوری یا نامنظوری سلطان اور اس کی کونسل کے اختیار میں رکھی گئی۔ اس معاہدہ کی شرائط یہ تھیں۔

رچرڈ کی بہن جو شاہ سسلی کی بیوہ تھی۔ ملک العادل سے بیاہی جائے۔ رچرڈ وہ تمام ساحلی شہر جو اس کے قبضہ میں ہیں بہن کے جہیز میں دے۔ سلطان اپنے بھائی کو وہ تمام شہر دے جو اس نے فتح کئے ہیں۔ یروشلم ان خاوند اور بیوی کے زیر نگین رہے اور دونوں مذاہب (عیسوی اور اسلام) کے لوگوں کی رہائش کے لئے اس شہر میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ طرفین کے اسیران جنگ کا تبادلہ عام کیا جائے۔ اصلی صلیب عیسائیوں کو دے دی جائے اور ہاسپٹلرز اور ٹمپلرز کو سابقہ مراعات حاصل رہیں۔ (ہاسپٹلرز یہ لوگ جہاد کے دنوں میں بیماروں اور زخمیوں کی خبرگیری کرتے تھے۔ ٹمپلرز ایک مخلوط مذہبی اور فوجی عہدہ دار کو کہتے ہیں یہ وہ لوگ تھے جو یروشلم میں صلیب کی حفاظت کے لئے مقرر ہوئے تھے

مترجم) سلطان نے یہ دیکھ کر کہ ان شرائط سے دونوں مشغول پیکار مذاہب میں صلح و آشتی ہو جائے گی۔ فوراً اس معاہدہ کو منظور کر لیا گیا۔ اگر رچرڈ کے پادری اس معاہدے کی تکمیل ہو جانے دیتے تو غالباً یہ معاہدہ اسلام اور عیسائی مذہب کے تفرقہ کو مٹا دیتا۔ پادریوں نے ایک عیسائی شہزادی کے سیف الدین جیسے فیاض و بہادر مسلمان کے ساتھ بیاہے جانے کی تجویز پر شور قیامت برپا کر دیا۔ انھوں نے رچرڈ کو مذہب سے خارج کرنے کی دھمکی دی رچرڈ ان کی دھمکیوں سے ڈر گیا اور قاصد بھیج کر اپنے "بھائی اور دوست" (ملک العادل) سے تبدیل مذہب کی درخواست کی بھلا ملک العادل اور اس شرط کو مانتا یہ ناممکن تھا۔ اس اثنا میں مارکوئیس کی طرف سے بھی قاصد پہنچے۔ اس بات سے خفا ہو کر بادشاہ انگلستان نے بمقام سربات حشاشین کے سردار سے جوڑ توڑ کیا اور ان سے کہا کہ میرے تکلیف دہ دوست مارکوئیس کا کام تمام کر دو۔ دو فدائی کونرڈ پر حملہ آور ہوئے۔ اور ۱۳ ربیع الثانی ۵۸۸ھ کو اس کا کام تمام کر دیا۔ سردان ہمسر مشہور مسیحی مورخ اس واقعہ کی تصدیق کرتا ہے۔ رچرڈ نے بذات خود فوج لے کر یروشلم پر حملہ کیا۔ مگر شکست کھا کر اوندھا گرا۔ اس شکست سے تو وہ اور بھی گھبرایا اور فلسطین سے روانہ ہونے کی فکر کرنے لگا۔ اس نے تمام سابقہ شرائط منسوخ کر کے اور نئی شرائط تجویز کر کے پھر سلطان کے پاس قاصد بھیجے۔ شاہ انگلستان نے سلطان کو لکھا: میں آپ کی دوستی اور محبت کا بھوکا ہوں۔ میں اس ملک پر حکومت کرنے کا خواہاں نہیں۔ جس طرح میں اپنے اور زیادہ آدمی ضائع کرنے پر راضی نہیں۔ میں خیال کرتا ہوں ویسے ہی آپ بھی اپنے زیادہ آدمی ضائع کرنے پسند نہ فرمائیں گے۔ میں نے مفتوحہ علاقہ اپنی بہن کے بیٹے کونٹ ہنری کو جس سے سیبلا نے گیٹو کی وفات پر عقد کر لیا تھا دے دیا ہے اور اب میں اس کو آپ کے سپرد کرتا ہوں۔ وہ آپ کے حکم پر چلے گا۔ اور مشرق کی مہموں میں آپ کے ہمرکاب رہے گا۔ میں آپ سے یروشلم کا صرف گرجا چاہتا ہوں اور بس، سلطان نے اپنے مشیروں سے مشورہ کر کے ملک میں امن قائم کرنے اور فوج کو آرام دینے کو ضروری سمجھ کر باصواب جواب دیا۔ وہی قاصد جو خط لایا تھا پھر کونٹ ہمفری کے بیٹے کو ساتھ لئے بادشاہ انگلستان کی طرف سے تحائف لے کر سلطان کے

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

میں آیا اور کہا کہ ہم یروشلم کے متعلق تمام دعاوی سے دست بردار ہوتے ہیں۔ صرف عسقلان دارالروم اور غزہ کے علاقہ سرسبز اور بامن حالت میں رکھنا چاہتے ہیں۔" سلطان نے جواب دیا ہیں انطاکیہ کے والی سے جداگانہ معاہدہ صلح کروں گا۔ عسقلان کی بجائے البتہ میں چرڈ کو لبدا کے دینے پر تیار ہوں۔ باقی دونوں شہر ہرگز نہ دوں گا۔

اتنے میں سلطان کو معلوم ہوا کہ کروسیڈر بیروت کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اس نے کیمپ کو توڑ دیا اور جنگ کا ڈھنگ ڈالنے کے لئے روانہ ہوا چھوٹتے ہی یافہ کو دھاوا کر کے فتح کر لیا۔ مگر قلعہ کو رچرڈ نے خلاص کرا لیا۔ شاہ انگلستان نے ملک العادل کے قاصد کو سے ملاقات کرنے کی درخواست کی۔ جب قاصد اس کے کیمپ میں پہنچے تو اس نے سلطان کی بڑی تعریف کی اور بڑے ایلچی سے درخواست کی کہ" اپنے سلطان کی خدمت میں التجا کرو کہ خدا کے واسطے صلح کرے۔

اس درخواست کے جواب میں سلطان نے رچرڈ کو طائر سے لے کر قیصریہ تک کا علاقہ دینا منظور کر لیا پر چرڈ نے یافہ اور عسقلان کی درخواست کی۔ صلاح الدین یافہ دینے پر راضی ہو گیا۔ مگر عسقلان کے دینے پر صاف انکار کر دیا۔ آخر کار رچرڈ نے یہ مطالبہ چھوڑ دیا اور طرفین میں صلح کا معاہدہ ہو گیا اور اعلان کیا گیا کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان صلح ہو گئی ہے۔ دونوں مذاہب کے لوگ ایک دوسرے کے ممالک میں بغیر روک ٹوک کے آجا سکتے ہیں اس دن لوگوں کے انبوہ در انبوہ اس اعلان کو سننے کے لئے جمع ہوئے۔ طرفین نے بڑی خوشی منائی ان فوجوں کو دور دراز ممالک سے مدد کے لئے آئی تھیں واپس جانے کی اجازت دی گئی، چنانچہ وہ واپس روانہ ہو گئیں۔ صلح کا اعلان ہوتے ہی رچرڈ اپنے ملک کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کا جو حشر ہوا: تاریخ انگلستان کے طالب علم کو بخوبی معلوم ہے۔ اس طرح تیسرے کروسیڈ کا خاتمہ ہو گیا۔ جس میں لاکھوں جانیں تلف ہو گئیں۔ مشرق اور مغرب میں ہزارہا گھر برباد ہو گئے جرمنی اپنے ایک عالی شان قیصر سے محروم ہو گئی۔ فرانس اور انگلستان کے کئی بہادر ہمیشہ کے لئے رخصت ہوئے اور اس تمام قربانی کا نتیجہ کیا نکلا؟ عکہ کی فتح اور بس"۔

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

رچرڈ کی روانگی کے بعد صلاح الدین نے کچھ دم لیا۔ پھر فوج رسالے کے ساتھ ساحل کے دورہ پر ساحلی قلعوں کے معائنہ اور ان کی مرمت کے لئے روانہ ہوا۔ اپنے سکرٹری اور سوانح عمری لکھنے والے یعنی بہاؤالدین کی زیر نگرانی اس نے یروشلم ایک دارالشفا اور دارالعلم بنایا۔ پھر وہ دمشق کی طرف واپس آیا اور اپنی وفات تک اپنے بال بچوں کے وہاں مقیم رہا۔ وہ ۲۷ صفر ۵۸۹ھ ہجری اور ۴ مارچ ۱۱۹۳ء کو بروز بدھ اس دار ناپائیدار سے دار جاودانی کی طرف رحلت کر گیا۔ ایک مسلمان مورخ لکھتا ہے۔

اس کی وفات کا دن اسلام اور مسلمانوں کے لئے نہایت منحوس دن تھا۔ کیونکہ پہلے چار خلفاء کی وفات کے سوا ان کو کبھی ایسا صدمہ نہ پہنچا تھا۔ محل سرائے سلطنت اور ساری دنیا۔ رنج والم کے سمندر میں ڈوب گئی۔ شہر میں ماتم سے قیامت صغریٰ قائم ہو گئی سارے لوگ اس کے جنازے کے پیچھے پیچھے گریہ وزاری کرتے جاتے تھے۔

آخر دنیا سے یہ عالی شان سلطان جدا ہو گیا۔ اپنی وفات سے پہلے بلا لحاظ مذہب و ملت اس نے غریبوں میں بے شمار روپیہ تقسیم کیا جو قاصد صلاح الدین وفات کی خبر بغداد میں لایا۔ وہ اس کا زرہ بکتر، ایک گھوڑا، ایک دینار اور چھتیس درہم بھی ساتھ لایا تھا۔ اور یہی کل جائیداد تھی جو وہ الانبار سلطان مرتے وقت چھوڑ گیا تھا۔ اس کے کیرکٹر کا اندازہ اس کے ہم عصروں کے بیانات سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ بقول ان کے وہ شفیق، مہربان فیاض، صابر اور متحمل مزاج تھا۔ "وہ عالموں اور عابدوں کو دوست رکھتا ان کی صحبت سے فیض اٹھاتا اور ان سے فیاضیانہ سلوک کرتا تھا۔"

کوئی شخص خواہ کسی فن میں دسترس رکھتا اس کے دربار سے بے نیل مرام واپس نہ جاتا اس نے اپنی سلطنت میں جابجا دارالشفا اور دارالعلم جاری کئے۔ سلطان کا وزیر القاضی الفاضل مجیرالدین (اصلی نام ابوعلی عبدالرحیم تھا۔ عسقلان میں پیدا ہوا تھا اور عرب کے خالص گھرانے بنی لخم کا فرد اور مشہور قاضیوں کے خاندان کا ممبر تھا) بڑا مخیر اور صاحب دل تھا۔ وہ ایوبی خاندان کے تین بادشاہوں کا وزیر رہا۔ علم وہنر کی سرپرستی میں اپنے آقائے نامدار کو قابل قدر مدد دیتا۔ صلاح الدین کی مجلس شوریٰ میں صرف جنگی آدمی

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

ہی نہ تھے، جیسے کہ نوش، حسام الدین، منتوب وغیرہ بلکہ عالم و فاضل اشخاص بھی شامل تھے جیسے کہ قاضی کاتب عماد الدین المعروف بہ الوة (عقاب) اور سلطانی وزیر، فقیہہ و قاری جو بوقت ضرورت قبائے علمی کو فوراً زرہ بکتر سے بدل لیتا واشالہم۔

مشہور و معروف سیاح عبداللطیف جس نے یرحڑ کی صلح کے بعد صلاح الدین سے ملاقات کی تھی لکھتا ہے پہلی شام جو میں نے اس کی (صلاح الدین) صحبت میں بسر کی۔ میں نے دیکھا۔ عالم لوگ اس کے ارد گرد بیٹھے ہیں جو علم کی ہر شاخ پر گفتگو کرتے ہیں سلطان ان کی بات توجہ سے سنتا اور کبھی کبھی بحث میں خود بھی شامل ہوتا۔ اس وقت یروشلم کی فصیلیں بنوانے اور خندق کھدوانے میں مشغول تھا وہ اس کام کی نگرانی بذات خود کرتا تھا اور کبھی کبھی اپنے کندھے پر بھی پتھر اٹھا کر لے جاتا تھا۔ پو پھٹتے ہی وہ کام پر جاتا اور دوپہر کے وقت واپس آتا پھر کچھ دیر آرام کرتا۔ عصر کے وقت پھر جاتا اور رات کے وقت واپس آتا۔ رات کا زیادہ حصہ وہ اگلے دن کے کاروبار میں صرف کرتا تھا اپنی سپاہ کا بے حد خیال رکھتا۔ چنانچہ عکہ کے کیمپ میں سات ہزار دکانوں کے علاوہ ایک ہزار حمام اور کئی نعلبندی کارخانے بھی تھے۔ سلطان کو دیکھتے ہی اس کی محبت اور عزت گھر کر جاتی تھی۔ مشہور یہودی فیلسوف میمنادیس بھی صلاح الدین کا ہمعصر اور دوست تھا۔ عبداللطیف میمنادیس کو قاہرہ میں ملا۔

تیئسواں باب (۲۳)

۵۸۹ ہجری۔ مطابق ۱۱۹۳ء تا ۱۲۶۸ عیسوی

صلاح الدین کے بیٹے الملک العادل کا عروج۔ پوتھا کروسیڈ۔ الملک العادل کے بیٹے مشرق کی اسلامی دنیا کا عام تبصرہ۔ خلافت۔ خلیفہ الظاہر۔ خلیفہ مستنصر۔ خلیفہ مستعصم تاتاریوں کا خروج۔ بغداد کی تباہی۔ اسلامی تہذیب کا خاتمہ۔

بدقسمتی سے صلاح الدین نے اپنی وفات سے پہلے جانشینی کا کوئی بندوبست نہ کیا اور اس فروگذاشت نے اس کے ایوان حکومت کو تباہ و برباد کر دیا۔ اس کی سلطنت اس کے تین بڑے بیٹوں میں تقسیم ہو گئی۔ علی الملک الافضل۔ ابوالحسن نورالدین شام فلسطین اور دمشق

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

پر قابض ہو گیا۔ اور دارالخلافہ کے قبضہ سے وہ اپنے دوسرے بھائیوں پر سبقت لے گیا عثمان الملک العزیز ابو الفتح امام الدین۔ باپ کی زندگی میں مصر کی کمان پر متعین تھا یہ مصر کا بادشاہ ہو گیا اور غازی الملک الظاہر غیاث الدین نے حلب کے علاقہ پر تسلط کر لیا۔ الملک العادل سیف الدین ابو بکر کرک اور شوبک کا والی اور صلاح الدین کا بھائی جو فوج میں ہر دلعزیز تھا الجزیرہ کے ایک حصہ اور دریائے فرات کے آس پاس کے شہروں پر قابض ہو گیا شیرکوہ کے بیٹے حمص میں قائم ہو گئے اور اس خاندان کے دوسرے افراد بڑی بڑی جاگیروں پر مسلط ہو گئے۔ یمن پر سلطان کا ایک دوسرا بھائی حکومت کرنے لگا اگر سلطان اعظم کے بیٹے آپس میں اتفاق رکھتے تو تقسیم سلطنت کے باوجود اپنی نسل میں مستقل حکومت قائم کر جاتے ان کے باہمی تنازعہ اور ان کی نالائقی نے ملک العادل کو اپنے بھائی کی سلطنت پر قابض ہو جانے کا موقع دیا۔ افضل اور عزیز کی باہمی لڑائیوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ اول الذکر کو دمشق چھوڑنا پڑا اور شہر عادل کے حوالہ کیا گیا۔ افضل سرحد پر ہی قانع ہو کر بیٹھ گیا۔

عزیز کی وفات پر اس کا ایک خورد سال بیٹا الملک المنصور محمد رہ گیا۔ افضل اس کا اتالیق مقرر کیا گیا افضل اور عادل کے باہمی تنازعہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ افضل اور اس کا بھتیجا منصور دونوں مصر سے خارج کیے گئے۔ ان کو الجزیرہ میں جاگیریں دی گئیں جن پر وہ اور ان کی اولاد بسر اوقات کرتی رہی۔ عادل ۲۱ ربیع الثانی ۵۹۶ھ ہجری کو قاہرہ میں تخت نشین ہوا۔ اس کے کچھ ہی زمانہ بعد اس نے شام مشرقی الجزیرہ۔ خلاط اور آرمینیا کو زیر نگین کر لیا ۶۱۲ھ میں یمن کو تصرف میں کر کے اپنے پوتے یوسف الملک المسعود صلاح الدین ابو المظفر کو گورنر مقرر کر کے بھیجا۔ سیف الدین الملک العادل باخبر دوراندیش، غایت درجہ محتاط و ہوشیار۔ بلند ارادہ۔ نیک نہاد۔ مستعد و مستقل مزاج تھا۔ اپنے بھائی کی طرح علم و ہنر کا سرپرست تھا اب ملک العادل شام۔ بالائی الجزیرہ۔ مصر اور عرب کا بادشاہ بن گیا اس کی سلطنت کم و بیش بھائی کی سلطنت جتنی وسیع ہو گئی خطبہ میں اس کا نام لیا جاتا اور سکہ اس کے نام سے مضروب کیا جاتا۔

صلاح الدین کی وفات کے دو سال بعد پوپ سلسٹین ثالث نے پھر کروسیڈ کی

انگیخت دی مگر صلاح الدین اور رچرڈ کی باہمی جنگ سے ان مہیب جنگوں کا دراصل خاتمہ ہو چکا تھا۔ اس کے بعد جب کبھی ہلال اور صلیب کی ٹکر ہوئی ایسی خطرناک نہ پائی گئی۔ بلکہ بالکل معمولی زدوخورد ہو کر رہ جاتی۔

اسلامی کیمپ میں نفاق کی وبا پھوٹنے کے باوجود افرنجیوں کا یہ حملہ بھی پہلوان کی طرح ان ہی کی جان پر وبال لایا۔ رچاڈ صاحب لکھتے ہیں "مغرب کی ساری طاقتیں شام کے ایک چھوٹے سے قلعے پر ضائع ہوئیں"۔ صلاح الدین کے ساتھ جو عہد نامہ ہوا تھا اور جس کو نباہنے کی قسمیں شام کے حاضر الوقت عیسائی شہزادوں نے اٹھائی تھیں اس کو بالائے طاق رکھ کر کروسیڈروں کا ایک بڑا لشکر ساحل پر اتر کر بیروت پر قابض ہو گیا۔

اس وقت صلاح الدین کے بیٹے اپنی اپنی حکومتوں پر قائم تھے تاہم اسلام کا تجربہ کار پہلوان و مرد میدان ملک العادل اپنے علاقہ سے فرنگیوں کے مقابلہ میں روانہ ہوا کروسڈر جنین کے محاصرہ میں مشغول تھے کہ اس نے دھاوا کر کے یافہ کو فتح کر لیا۔ محاصرہ میں بھی کروسیڈروں کو منہ کی کھانی پڑی اور اب ان کو حملہ کی قدر عافیت معلوم ہوئی اور تنگ آکر صلح کی درخواست کرنے پر مجبور ہوئے۔ تین سال کے لئے التوائے جنگ کا فیصلہ ہوا۔ یہ کروسیڈ بھی بہادران صلیب کی زیادتیوں اور سفاکیوں کے لئے مشہور ہے۔ تین سال بعد انوسینٹ ثالث نے جو ایک یورپین مورخ کے قول کے مطابق عیش و عشرت منانے اور اپنی حرص و آز مٹانے کے لئے روپیہ حاصل کرنا چاہتا تھا ایک اور کروسیڈ کا اعلان کیا اور عیسائی شہزادوں کو تن من سے شامل ہونے کی ترغیب دی۔ انگلستان کے بادشاہ رچرڈ نے پوپ کی باتوں پر کان ہی نہ دھرا۔ سانپ کا کاٹا رسی سے ڈرتا ہے۔ وہ مسلمانوں کے ہاتھ دیکھ چکا تھا۔ جب پوپ کے قاصد اس کے پاس پہنچے تو اس نے نہایت غضبناک ہو کر ان کو کہا۔ تم مجھے نصیحت کرتے ہو کہ میں اپنے بیٹوں۔ فخر۔ حرص و آز اور نفس پرستی کو چھوڑ دوں سو میں ان کو اصل مستحقین کے نام وصیت کرتا ہوں۔ میں اپنا فخر نائٹ ٹمپلروں کو۔ اپنی حرص و آز راہبوں کو اپنی نفس پرستی لاٹ پادریوں کو دیتا ہوں۔

مگر یورپ کے دوسرے بادشاہ اتنے دانشمند نہ تھے۔ مشرق پر حملہ کرنے

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

M Awais Sultan Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

کی غرض سے بے شمار فوج جمع ہو گئی۔ مگر اسلام کی خوش قسمتی دیکھئے کہ شام کی طرف جانے کی بجائے قسطنطنیہ پر حملہ آور ہو گئی یہ بات تعجب خیز ہے کہ ابن الاثیر نے اس کروسیڈ کے جو حالات قلم بند کئے ہیں وہ یورپین مؤرخوں کے بیان پر بالکل منطبق ہیں اس نے بالاختصار لکھا ہے کہ کس طرح غاصب قیصر نے اپنے بھائی اسحاق (انگیلس) کو اندھا کیا اور اس کو زندان میں ڈالا جس پر قیصر کا نوجوان بیٹا (الیکس) اس فوج میں گیا جو فلسطین پر حملہ کرنے کے لئے جمع ہو رہی تھی اور کس طرح اس کی اپیل پر کروسیڈر اندھے اور معزول قیصر روم کی مدد پر آمادہ ہو گئے۔ پھر اس نے چند فقروں میں شہر کو آگ لگی۔ آگ سے اس کی تباہی اور عیسائی شہر میں جان نثاران یسوع مسیح کے قتل و غارت اور لوٹ مار کا خاکہ کھینچا ہے ایک چوتھائی قسطنطنیہ آگ کی نذر ہوا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ بعض فلیمش زائرین شہر میں ایک مسجد یا معبد کو جس میں ایک خدا کی بغیر کسی شریک یا فرزند کے عبادت کی جاتی تھی۔ دیکھ کر آگ بھبوکا ہو گئے ان کی اصل غرض تو کافروں و مسیحی لوگوں کو اپنی جانیں اور مال اسباب بچانے کا تردد کرنا پڑا۔ معبد تو آگ کی نذر ہوا مگر شعلوں نے دوسروں کو بھی نہ چھوڑا۔ آٹھ دن میں ایک لیگ (لیگ تین میل کے برابر ہوتا ہے) تک آگ پھیل گئی۔ بندرگاہ سے لے کر محل تک سارا شہر خاکستر کا ڈھیر ہو گیا۔ جب کروسیڈروں نے بزور شمشیر شہر کو فتح کر لیا تو انھوں نے یونانیوں کو چن چن کر قتل کیا۔ عمر رسیدہ ویلہرڈوئن لکھتا ہے یہ بڑا خوفناک نظارہ تھا۔ عورتیں اور بچے خوف سے نیم مردہ کانپتے ہانپتے ہوئے بچانے کے لئے اُدھر سے اُدھر، ادھر سے ادھر بھاگتے تھے اور واسطے ڈال ڈال کر رحم کی التجائیں کرتے تھے۔ بقول ملز اور گبن کروسیڈروں کے مظالم کا پوپ الوسینٹ نے بڑا افسوس کیا۔ کشت و خون کا نظارہ ناقابل دید تھا۔ کروسیڈر جانتے ہی نہ تھے کہ رحم ہے کیا چیز۔

چند دنوں تک قسطنطنیہ کے اندر اور باہر انھوں نے کشت و خون۔ قتل و غارت کا وہ دردناک سین پیش کیا کہ خدا دشمن کو بھی نہ دکھائے۔ مجاڈ صاحب ارقام کرتے ہیں گاؤں گرجے۔ مکانات تباہ و برباد کئے گئے۔ مظلوم لوگوں سے سڑکیں پٹ گئیں۔ جو خوف کے مارے سراسیمہ ادھر اُدھر بھٹک رہے تھے اور سخت پژمردہ دلی اور مایوسی سے آہ و بکا

کرتے تھے۔ نسطاس رومی مورخ جس کی بیٹی بصد مشکل بچی تھی، کروسیڈروں پر لعنت کرتا ہوا لکھتا ہے۔

ان کا وحشیانہ پن تو ترکوں سے بھی بڑھ گیا وہ ان کو صلاح الدین کے سپاہیوں کی مثال یاد دلاتا ہے۔ جنھوں نے یروشلم فتح کر کے نہ کسی کنواری اور بیوی عورت کی عصمت بگاڑی اور نہ عیسائیوں کو آگ، تلوار اور فاقہ سے ضائع کیا۔

کروسیڈروں نے مقدس پیالوں سے ہیرے، جواہرات اتار کر ان کو شراب پینے کے بنا لیے۔ جن میزوں پر یسوع مسیح اور بزرگوں کی تصویریں تھیں ان پر جوا کھیلتے تھے۔ عیسوی عبادت سے متعلق مقدس چیزوں کو پاؤں تلے روندتے تھے۔ سینٹ صوفیہ کے گرجے کی سنہری جھالریں لینے کی خاطر انھوں نے عبادت گاہ کا قیمتی پردہ پھاڑ دیا۔ اور قربان گاہ کو جو کہ صنعت کا ایک اعلیٰ نمونہ اور نہایت قیمتی تھی، ٹکڑے ٹکڑے کر کے آپس میں بانٹ لیا۔ ان کے ٹٹو اور خچر سونے اور چاندی کے بوجھ سے لدے ہوئے تھے۔ یہ سونا چاندی گرجے کے دروازوں اور میزوں سے اکھاڑا گیا۔ اگر ان کے حیوان بوجھ نہ اٹھا سکتے اور لڑکھڑا جاتے تو بے صبر کروسیڈر ان کے پیٹ میں خنجر بھونک دیتے۔ گرجا کی مقدس زمین ان بے زبان حیوانوں کے خون سے سرخ ہو گئی۔ گویا شیطان کی پیرو اور انتقام کینہ اور ظلم کی دیوی، گرجا میں اسقف اعظم کے تخت پر ایشیائیوں کے رسم و رواج اور بھجنوں کی کھلی اڑانے کے لئے ناچتی اور گاتی رہی۔

سنہ ۱۲۱۶ء میں پانو سینٹ ثالث نے چھٹے جہاد کا فتویٰ دیا۔ عورتیں، بچے، بوڑھے، اندھے، لولے، لنگڑے اور کوڑھی تک بھی اس مقدس فوج میں بھرتی ہوئے۔ شاہ ہنگری نوابان آسٹریا و بویریا نیز شمالی حصہ جرمنی کے عام شہزادوں نے اپنی فوجیں مشرق پر چڑھائی کرنے کے لئے تیار کیں۔ دو لاکھ پچاس ہزار کروسیڈر جن میں جرمن سب سے زیادہ تھے پہلے تو شام میں اترے پھر ساحلی علاقہ کو تباہ و برباد کرتے ہوئے مصر کی طرف متوجہ ہوئے۔ دریائے نیل کے مشرقی دہانے پر پہنچ کر انھوں نے دمیاط کا محاصرہ کر لیا۔ الملک العادل شمالی شام سے بسرعت تمام مصر کی طرف روانہ ہوا۔ مگر دمشق کے پاس پہنچ کر وہ داعی

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

اجل کو لبیک کہہ گیا اس نے بائیس سال حکومت کی اور اچھی کی اس نے فرنگیوں کو بار بار شکست دی اور ان کے بحری اور بری حملے روکے۔ اس کی سلطنت اس کے بیٹوں میں تقسیم ہو گئی۔ محمد الملک الکامل ابوالمعالی ناصر الدین مصر کا بادشاہ ہوا۔ دوسرے بیٹے یحیٰی الملک المعظم شرف الدین نے شام کی حکومت لی جو حمص سے لے کر العرش تک پھیلی ہوئی تھی اور جس میں فلسطین، یروشلم، کرک وغیرہ مقامات شامل تھے موسیٰ الملک الاشرف مظفر الدین نے حلب کا علاقہ لیا۔

اٹھارہ ماہ کے محاصرہ کے بعد کروسیڈروں نے دمیاط کو فتح کر لیا اور شہر میں اسی وحشیانہ جوش سے داخل ہوئے جس نے ان کے متقدمین بھائی بند یروشلم میں داخل ہوئے تھے۔ دمیاط ایک بڑا شہر تھا اس میں محاصرہ سے پہلے ستر ہزار آدمیوں کی آبادی تھی۔ مگر اب اپنی مصیبت کی داستان سنانے کے لئے صرف تین ہزار رہ گئے۔ تاہم اس دردناک نظارہ نے بھی کروسیڈروں کے دل میں رحم پیدا نہ کیا اور انھوں نے بچے کھچوں کو نہایت بے دردی سے قتل کیا۔ پھر کروسیڈر قاہرہ کی طرف بڑھے اور اگرچہ کامل کو بھائیوں کی طرف سے کمکیں پہنچ چکی تھیں لیکن اس نے کروسیڈروں کی بے شمار فوج کے مقابلہ کی طاقت اپنے میں نہ دیکھی چنانچہ اس نے کروسیڈروں کو پیغام بھیجا کہ اگر دمیاط چھوڑ دیں تو وہ ان کو وہ امصار و قریات واپس کر دے گا جو صلاح الدین نے فتح کئے تھے چونکہ کروسیڈروں کو مصر فتح کر لینے کا کامل یقین تھا۔ انھوں نے کامل کی خواہش کو نامنظور کیا اس وقت دریائے نیل چڑھ رہا تھا۔ عربوں نے دریا کے پشتے توڑ کر سب ملک میں پانی پھیلا دیا کروسیڈر اپنے مرکز سے جدا ہو گئے اور ایک فوج جو ان کے لئے آذوقہ لا رہی تھی منتشر کر دی گئی اور اب ان کے کیمپ میں قحط نمودار ہو گیا ساتھ ہی مسلمان متواتر حملے کرنے لگے۔ فرنگی صلح کی درخواست کرنے پر مجبور ہوئے۔ قیدیوں کا تبادلہ کیا گیا اور آخر کروسیڈروں نے اس شرط پر دمیاط کو خالی کرنے کا وعدہ کیا کہ سمندر تک ان کو بحفاظت تمام پہنچایا جائے۔ زائرین کو کچھ مراعات دی جائیں اور اصلی صلیب کا فرضی بقیہ ٹکڑا ان کو واپس دیا جائے۔

عیسائی ملک سے روانہ ہوئے تھے کہ بھائیوں میں ناچاقی ہو گئی کامل کو تخت و تاج سے محروم کرنے کی غرض سے الملک المعظم نے حریص و طامع جلال الدین ابن علاؤ الدین خوارزم شاہ سے التجا کی۔ کامل نے فریڈرک قیصر جرمنی کے جو پوپ کی خلافِ مرضی بطور خود کروسیڈ کی تیاریاں کر رہا تھا۔ خط و کتابت شروع کی الملک المعظم ۱۲۲۷ء میں فوت ہو گیا اور دمشق کا علاقہ پر اس کا بیٹا الملک الناصر داؤد مسلط ہوا۔ کامل اور اشرف نے مل کر دمشق کو فتح کر کے اس کی بجائے ناصر کو جوردن۔ ایڈیسہ اور رقہ دینے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ انھوں نے ناصر سے دمشق چھین لیا اور وہ ان ہی تین شہر پر جو اس کے چچا دے رہے تھے قانع ہو کر بیٹھ گیا ۱۲۲۹ء دسمبر ۱۲۲۹ء میں فریڈرک شام میں پہنچا (عرب اس کو امبراطور کہتے تھے) مدت تک اس کے اور کامل کے درمیان سلسلۂ نامہ و پیام جاری رہا۔ آخر ان میں دس سال چھ ماہ دس دن کے لئے عہد نامہ ہوا جس کی رو سے یروشلم اور وہ تمام شہر جو یافہ اور عکہ کے درمیان آباد تھے، فریڈرک کو دے دیئے گئے۔ مسلمانوں کو اس عہد نامہ میں جو رعایت دی گئی یہ تھی کہ "وہ حوالہ کردہ شہروں میں اپنے مذہبی فرائض ادا کر سکتے ہیں" اور یروشلم میں مسجد عمران کے قبضہ میں رہے گی۔ اس عہد نامہ سے مسلمان، عیسائی، دونوں ناراض تھے۔ مسلمانوں کو تو یہ رنج تھا کہ صلاح الدین کے سب مفتوحہ شہر دیئے پڑے عیسائیوں کو یہ رونا تھا کہ مسلمانوں کو ان شہروں میں مذہبی آزادی کیوں دی گئی۔

اس عہد نامہ کے کچھ ہی دن بعد فریڈرک اپنی سلطنت کو پوپ کی دستبرد سے بچانے کے لئے یورپ کی طرف روانہ ہو گیا۔ مورخ ابو الفداء کو قاضی جمال الدین سے جس کو سلطان بیبرس نے سفیر بنا کر یورپ بھیجا تھا۔ معلوم ہوا کہ فریڈرک اپنے علم و فضل اور طب و فلسفہ و منطق کے شوق کی وجہ سے تمام شاہانِ یورپ میں ممتاز تھا اور مسلمانوں کی صحبت کو بہت ہی پسند کرتا تھا۔ سسلی میں جہاں زیادہ تر مسلمان ہی آباد تھے تعلیم پائی تھی۔ الملک الظاہر سلطان بیبرس والی شام و مصر نے حماۃ کے شافعی قاضی جمال الدین بن سالم بن واصل کو فریڈرک کے بیٹے منفرد کی طرف جو سسلی، لومبارڈی اور دیگر اقطاع یورپ کا امبراطور تھا سفیر بنا کر بھیجا۔ قاضی کہتا ہے۔ منفرید کا باپ فریڈرک ثانی الملک الکامل

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
IslamiBooks Quran & Madni Ittar House

والیٔ مصر کا دوست تھا۔ سنہ ۶۴۳ھ (سنہ ۱۲۵۰ء) میں کونراڈ اس کا جانشین ہوا۔ اور اس کے بعد کونراڈ کا بھائی منفریڈ جو صاحب علم اور مسلمانوں کا بڑا دوست تھا وہ بڑی خاطر سے پیش آیا اور صوبہ اپولیا کے ایک شہر میں مجھے اتارا۔ میں کئی مرتبہ اس سے ملا۔ اقلیدس کے دسوں مقالے اسے حفظ تھے میری اقامت گاہ کے متصل ایک شہر لدجیرا میں کلھم مسلمان آباد تھے جو سسلی سے وہاں آئے تھے وہ اعلانیہ ارکان اسلام بجا لاتے اور نماز جمعہ پڑھتے امپراطور کے اکثر اعلیٰ عہدہ دار مسلمان ہی تھے جو شاہی کیمپ میں اذان دے کر علانیہ نماز پڑھتے۔ جس شہر میں مجھے ٹھہرایا گیا۔ وہ رومہ سے پانچ دن کی مسافت پر تھا جب میں منفریڈ سے رخصت ہوا۔ ان دنوں پوپ اور شاہ فرانس مل کر منفریڈ پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہے تھے پوپ نے منفریڈ کو مسلمانوں سے محبت رکھنے کے الزام میں مرتد قرار دے رکھا تھا اور قبل ازیں کونراڈ اور فریڈیرک کو بھی اسی الزام میں مرتد قرار دے چکا تھا۔
جنگ میں منفریڈ کو زک ملی اور پکڑا گیا۔ تو پوپ کے حکم سے اس کا گلا کاٹ دیا گیا۔ یہ سنہ ۶۶۳ھ سنہ ۱۲۶۴ء کا واقعہ ہے۔ جمال الدین نے منفریڈ کے لئے منطق پر بنام امپراطوریہ ایک کتاب بھی لکھی۔ قاضی ۲۸ر اگست سنہ ۱۲۹۸ء کو فوت ہوا۔

کامل ۸ر مارچ سنہ ۱۲۳۸ء کو اس دار ناپائدار سے رخصت ہو گیا اور امیروں نے اس کے نوجوان بیٹے ابوبکر الملک العادل کو تخت پر بٹھایا۔ وہ بڑا کمزور طبیعت اور عیش پسند تھا۔ اس کو اس کے بھائی ایوب الملک الصالح نے برطرف کر دیا۔

سنہ ۶۳۷ہجری میں ابوالنصر داؤد والیٔ حلان نے یروشلم کو عیسائیوں سے فتح کر کے اس کی فصیلیں گرا دیں۔

اس وقت مغربی ایشیا کی حالت بڑی نازک ہو رہی تھی۔ صرف خلیفہ کی عملداری میں کچھ چین و امن تھا۔ واقعات کے سلسلہ اور ان کے اسباب کے سمجھانے کے لئے جنھوں نے عربوں کے ایوان ترقی و تہذیب کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا۔ گزشتہ واقعات کا دہرانا ضروری ہے۔ خلیفہ مکتفی، مستنجد اور مستضئی، عراق، عرب، الجزیرہ، فارس اور اہواز پر دنیاوی حکومت از سر نو قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ واثق کی وفات کے

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

وفات کے بعد خلفائے عباسیہ کا مذہبی اقتدار بہت بڑھ گیا تھا۔ خلیفہ مستضیٔ ۵۷۵ھ میں فوت ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا احمد ابو العباس الناصر الدین اللہ کے خطاب سے خلافت کے تخت پر رونق افروز ہوا۔ وہ ایک لائق و قابل حکمران تھا۔ بقول ذہبی کے اس کی سینتالیس سالہ حکومت نہایت عالی شان اور پُرشکوہ تھی اس نے ایک زبردست فوج مرتب کی اور معلوم ہوتا ہے کہ ہمسایہ حکمران اس سے ڈرتے اور اس کا ادب کرتے تھے اس کے عہد میں کامل امن و امان رہا۔ اور رعایا خوش حال ہو گئی اس کی وفات پر اس کا بیٹا ابو النصر محمد القاہر بامر اللہ کے خطاب سے خلیفہ ہوا۔ ابن الاثیر لکھتا ہے وہ منصف مزاج حلیم اور فیاض بادشاہ تھا اس کے عہد میں عمر بن عبد العزیز کے دن عود کر آئے وہ ایک سال ہی حکومت کر کے انتقال کر گیا۔

اس کے بیٹے ابوجعفر منصور نے جو المستنصر باللہ کے خطاب سے تخت خلافت پر رونق افروز ہوا خلافت کے رعب و اقتدار کو قائم رکھا، وہ ایک بہادر، دلیر، منصف مزاج، دانا اور عابد بادشاہ تھا اس نے دریائے دجلہ کے مشرقی کنارے پر ایک کالج بنایا۔ اس کو ضروری سامان و آلات سے آراستہ کیا اور طلبا کی رہائش کا انتظام کیا اور تاتاریوں کی دستبرد سے سلطنت کو محفوظ رکھنے کے لئے ایک زبردست فوج تیار کی۔

منگولیا کے وسیع جنگلوں اور میدانوں میں جو عام طور پر چینی ترکستان کہلاتے ہیں۔ اور جو غرغانہ کی مشرقی حدود سے دریائے امور تک پھیلے ہوئے ہیں اس زمانہ میں اب کی طرح خانہ بدوش وحشی قبائل رہتے تھے۔ اگرچہ ان کے نام مختلف تھے مگر وہ تھے ایک ہی نسل کے۔ عبد اللطیف جس نے مہذب دنیا میں ان وحشیوں کی لوٹ مار اور قتل و غارت کو بچشم خود دیکھا ہے لکھتا ہے "ان کی عورتیں بھی مردوں کی طرح لڑتی ہیں ان کا بڑا مرغوب ہتھیار تیر اور مرغوب کھانا گوشت ہے ان کے غارت کی کوئی حد نہیں، وہ عورتوں اور بچوں کو بھی قتل کر دیتے ہیں، وہ مشکوں پر یا گھوڑے کی دم یا ایال پکڑ کر تیرتے ہوئے دریاؤں کو عبور کر جاتے ہیں۔ تکان کو وہ جانتے ہی نہیں، موت سے وہ ڈرتے ہی نہیں نہ وہ مردوں پر رحم کرتے ہیں"۔

M Awais Sultan
Group Admin
Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

بارھویں صدی مسیح کے اخیر پر یہ وحشی قبائل چنگیز کے ماتحت جس کو خدائی لعنت اور بربادکن بھی کہتے ہیں واحد جھنڈے تلے جمع ہوئے اور ممکن ہے کہ پھر بھی کبھی کسی ایک جھنڈے کے ماتحت جمع ہوں۔ چنگیز جس کا اصلی نام تموجین ہے ۱۱۵۴ء میں پیدا ہوا۔ اور ۱۱۹۹ء میں ترکی خاقان یا بادشاہ ہوا۔ اس وقت اس نے جنوب اور مغرب کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ ۱۲۱۹ء تک اس نے سارا چین اور تاتار فتح کر لیا۔ اس وقت اسلامی دنیا میں چند حکمران تھے۔ ایرانی سلجوقی سلطنت کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ پچاس سال کی عالی شان حکومت کے بعد سلطان سنجر ایک ترکمان باغی قبیلہ اوغز کے ہاتھوں شکست کھا کر مع اپنی بیوی طرخان خاتون کے قید ہو گیا۔ ان لٹیروں نے (اوغز قبیلہ کے لوگوں سے مراد ہے مترجم) اپنے بادشاہ پر خلافِ توقع عظیم فتح حاصل کر کے مرو اور نیشاپور کو تاخت و تاراج کیا۔ مگر تباہی و بربادی کو درجہ تکمیل تک پہنچانا تاتاریوں کی قسمت میں لکھا تھا۔ چار سال تک سلطان سنجر اوغزیوں کا قیدی رہا۔ اپنی بیوی کی وفات کے بعد جس کو وہ ان نمک حراموں کی قید میں چھوڑ آنا پسند نہ کرتا تھا وہ گرفتار کنندوں کے قابو سے نکل کر نیشاپور کی طرف آیا۔ مگر اس کے دل پر نشتر چل گئے۔ جب اس نے اپنے دارالخلافہ کو کھنڈرات کا ڈھیر اور سلطنت کو تباہی کا مجموعہ پایا۔ آخر اس کا دل ہی تھا کوئی سنگ و خشت تو نہ تھا کہاں تک صدموں کی تاب لاتا۔ بے چارہ تڑپ تڑپ کر جلد ہی راہی ملک بقا ہو گیا۔ اس کی وفات پر اس کا ایک بھتیجا طغرل تخت پر بٹھایا گیا۔ مگر وہ جلد ہی کسی کی تلوار کا نشانہ ہو کر دارالجزاء ابد کی طرف سدھار گیا اور تخت و تاج پر ایک امیر قابض ہو گیا۔

۱۱۵۰ء کے قریب مشرقی افغانستان پر ایک نیا خاندان مسلط ہو گیا جس نے خاندان غزنویہ کا قفل پڑھ دیا۔ علاؤالدین حسین جہانسوز غوری خاندان کے بانی نے ۱۱۵۰ء میں غزنی کو تاخت و تاراج کر کے غزنی شہزادوں کو لاہور کی طرف بھگا دیا۔ جہاں آ کر انہوں نے اپنی حکومت قائم کر لی۔ علاؤالدین حسین کی دست درازیوں کو مغرب میں سلطان سنجر نے سختی سے رد کیا۔ اس پر علاؤالدین نے جو اپنے زور سے خود دبا جاتا تھا۔ ہندوستان کو اپنی جدوجہد کا میدان بنایا۔

Islamic Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

۵۵۶ھ میں علاؤالدین کے وفات پا جانے پر اس کا بیٹا سیف الدین تخت پر بیٹھا مگر وہ جلد ہی داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔ ۵۶۹ھ ہجری میں غزنی مستقل طور پر غوری سلطنت سے ملحق کر لیا گیا۔ ۵۷۱ھ ہجری میں غیاث الدین کے بھائی شہاب الدین نے جو مشرقی حصہ سلطنت کا سپہ سالار تھا، ملتان فتح کر لیا اور ۵۸۳ھ ہجری میں غزنوی خاندان کے آخری بادشاہ خسرو ملک کو دھوکہ سے قید کر کے قتل کر دیا۔ ۵۸۹ھ ہجری میں اس نے دریائے سرسوتی کے کنارے پر بمقام نارائن ہندوستان کی متحدہ افواج کو شکست دی اس ایک ہی فتح سے مسلمان ہندوستان کے مالک ہو گئے۔ ۵۹۹ھ ہجری میں شہاب الدین اپنے بھائی غیاث الدین کی جگہ تخت پر بیٹھا۔ ۶۰۲ھ ہجری میں وہ لاولد قتل ہو گیا اور اس کے بعد اس کا غلام قطب الدین ایبک ہندوستان کا بادشاہ بنا۔ ایک دوسرا غلام الدُز غزنی پر مسلط ہو گیا۔ ایبک کی وفات پر اس کا بیٹا ابو المظفر آرام تخت پر متمکن ہوا۔ مگر تخت پر جلوہ افروز ہوئے اس کو ایک سال ہی ہوا تھا کہ اس کے بہنوئی التمش (شمس الدین) نے اس کو تخت سے اتار دیا اور خود پچیس سال تک ہندوستان پر حکومت کی۔ وہ ہندوستان کا پہلا مسلمان بادشاہ ہے جس کو خلیفہ بغداد نے باضابطہ شاہی کی سند عطا کی۔ ۱۲۶۵ء تک سلطنت ہند اس کی اولاد میں رہی۔ ۶۳۴ھ ہجری میں باپ کی وصیت کے مطابق سلطانہ رضیہ بیگم تخت پر رونق افروز ہوئی۔ مشرقی دنیا میں یہ پہلا موقع تھا کہ ایک بے نقاب سلطانہ لوگوں نے دیکھی رضیہ کے عہد حکومت کے آغاز میں سلطنت کو بڑے خطرات لاحق ہو گئے تھے۔ گورنر خود سر ہو گئے اور حلف اطاعت اٹھانے سے انکار کر دیا۔ تاہم جلد ہی سلطنت میں امن قائم ہو گیا اور رضیہ کا تسلط دیبال سے لے کر لکھنوتی تک خوب جم گیا۔ اس کا انجام دردناک ہوا۔ ایک بغاوت کو فرو کرتے ہوئے وہ میدان جنگ میں گرفتار ہو گئی اور بعد ازاں ہندوؤں نے اس کو قتل کر دیا۔ سلطان ملک شاہ نے خوارزم (خیوا) کا علاقہ اپنے طشت بردار نوشتگین کو بخش دیا۔ جب نوشتگین فوت ہو گیا۔ تو اس کی جگہ اس کا بیٹا قطب الدین محمد وہاں کا حاکم ہوا۔ اور سلطان سنجر نے اس کو خوارزم شاہ کا خطاب دیا۔ اس کے بیٹے جانشین اتسز نے اپنے بادشاہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور سلطان

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

سنجر کی حکومت کے اخیر پر خود مختار ہوگیا۔ اتسز کے پوتے طاقش نے عراق عجم کو فتح کرلیا۔ اور جب سنجر کا بھتیجا طغرل قتل ہوگیا، خلیفہ نے اس کو ایران خوارزم اور خراسان کا بادشاہ تسلیم کرلیا۔ طاقش کے بعد اس کا بیٹا علاء الدین محمد تخت پر بیٹھا۔ بلخ اور ہرات فتح کرکے اس نے سارے خراسان کو زیر نگین کرلیا اور مازندران، کرمان، غزنی اور ماوراء النہر کے باقی ماندہ حصہ کو فتح کرکے سلطنت کو وسیع کیا۔ ۱۲۱۴ء میں اس نے خلیفہ پر چڑھائی کی۔ مگر ہمدان کے نزدیک اسعد آباد کی پہاڑیوں پر اس کی فوج ایک طوفان میں گھر گئی اور اس کو ٹھہرنا پڑا، پھر وہ اپنے دارالخلافہ کی طرف مراجعت کر آیا۔ چار سال بعد اس پر مغلوں کے ہاتھوں سے تباہی وارد ہوئی۔ جس کی وجہ زیادہ تر خود اس کا اپنا ظلم اور بے وقوفی تھی۔

مغلوں کا طوفان چھا جانے کے وقت موصل زنگی اعظم کا خاندان ختم ہوچکا تھا آخری اتابک مرتے وقت اپنا شیر خوار بچہ مسعود اپنے نمک حلال غلام بدرالدین لولو کی حفاظت میں چھوڑ گیا تھا۔ ۱۲۱۸ء میں مسعود دارالبقا کی طرف چل دیا۔ اور اس کے پیچھے ہی اس کا بیٹا بھی رخت زندگی سے سبکدوش ہوگیا۔ پھر بدرالدین موصل کا اتابک ہوا۔ بدرالدین کو حکمرانی کرتے ہوئے سینتیس سال ہوچکے تھے کہ مغلوں نے ملک پر حملہ کردیا۔ ۱۲۳۵-۳۷ء میں جبکہ مغلوں نے شام پر پہلی یورش کی ہے۔ قونیہ کے تخت سلطنت پر علاؤالدین کیقباد (جو سلطان سلیمان کی ساتویں پشت میں تھا) جلوس فرمایا تھا۔ ۶۴۱ھ ہجری میں مغلوں نے کیقباد کے بیٹے اور جانشین کیخسرو کو شکست دے کر اسے خراج دینے پر مجبور کیا۔ اور اس کے دربار میں اپنا ایک ریذیڈنٹ جس کو پروانہ کہتے تھے، متعین کیا میں نے ابھی ذکر کیا ہے کہ کس طرح ملک الصالح ایوب ۶۳۸ھ ہجری میں مصر کا بادشاہ بنا۔ اس نے بتدریج شام کو فتح کرکے ایوبی خاندان کے شہزادوں کو جو اس ملک میں حکمران تھے اپنا فرمانبردار بنایا۔

جب وہ اپنی سلطنت میں امن قائم کرنے کی کوشش کر رہا تھا، محمد خوارزم شاہ کی فوجیں مغلوں کے آگے آگے بھاگتی ہوئی شام میں داخل ہوکر امن میں خلل انداز ہوگئیں

M Awais Sultan
Group Admin
Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

کبھی وہ ایک امیر کے پاس نوکر ہوتیں۔ کبھی دوسرے کے پاس۔ آخر کار وہ شام کے شہزادوں کا رشتہ ملازمت قطع کر کے لوٹ مار قتل و غارت میں لگ گئیں۔ متواتر لڑائیوں کے بعد ۴۴۲ھ ۱۲۴۷ء میں دمشق میں ان کا استقبال ہوا۔

جب ملک صالح ملک شام میں مصروف تھا۔ فرنگی آٹھویں جہاد کے لئے بلائے بے درماں کی طرح آن پڑے۔ یہ کروسیڈر لوئیس ہفتم شاہ فرانس کے ماتحت تھے۔ لوئیس دمیاط پر اترا۔ مسلمان شہر کو خالی کر گئے۔ لوئیس نے مساجد کے گرجے بنائے اور شہر میں سکونت اختیار کی صلیبی مجاہد دمیاط میں داخل ہو کر اپنے معمولی شیطانی افعال میں مبتلا ہو گئے یعنی امراء ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر جشن و جلسے کرنے اور عام کروسیڈ بدترین عیاشیوں میں ڈوب گئے۔ عیاشی و بدکاری کا یہاں تک زور ہو گیا۔ کہ خود بادشاہ بھی اس کے تدارک سے عاجز آگیا۔

مچاڈ صاحب لکھتے ہیں "قمار بازی کا بھوت سپاہیوں سے لے کر سرداروں تک کے سر پر سوار تھا۔ روپیہ پیسہ ہار چکنے کے بعد وہ گھوڑوں اور آلات حرب کو بازی پر لگا دیتے تھے۔ صلیب کے جھنڈے تلے کروسیڈر ہر قسم کی حیوانی حرکات کے مرتکب ہوتے تھے۔ امیر غریب۔ بڑا چھوٹا سب عیاشی میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اپنے عیش و عشرت منانے کے لئے وہ دھینگا مشتی سے بھی کام لیتے۔ فوج کے افسران تاجروں کو بھی لوٹ لیتے جو کیمپ کو سامان خوراک وغیرہ بہم پہنچاتے تھے۔ ان پر بھاری بھاری محصول عائد کرتے اور اس طرح قحط کے لانے میں ساعی و کوشاں ہوتے جو زیادہ من چلے تھے۔ وہ دور دور تک تاخت و تاراج کرتے تھے۔ شہروں اور قافلوں کو لوٹ لاتے تھے اور عورتوں کو گھروں سے گھسیٹ کر کیمپ میں لے آتے تھے" مورخ جوئیل لکھتا ہے "عام سپاہی کنواریوں اور جوان عورتوں سے زنا بالجبر کرتے تھے"۔ ابھی فرانسیسی دمیاط میں ہی ڈٹے ہوئے تھے۔ کہ الملک الصالح دس سال حکومت کر کے داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ وہ بڑا کم گو سنجیدہ۔ منصف مزاج۔ راست باز۔ قول کا سچا۔ متحمل و بردبار تھا۔ وہ اپنے جرنیلوں اور مشیروں سے مشورہ کئے بغیر کوئی کام نہ کرتا تھا۔ اس نے بحری مملوکوں کی ایک فوج

مرتب کی تھی اس فوج کی بارکیں بر لب نیل تھیں اس لئے بحری کہلاتی ہیں
ایوب کا ایک بیٹا توران شاہ الملک المعظم جو اس کی وفات کے وقت شام کی حدود پر تھا چھوڑ گیا۔ ایوب کی بیوی شجر الدر بڑی لائق اور دلیر عورت تھی۔ جب تک بڑے بڑے سرداروں نے توران شاہ کا حلف اطاعت نہ اٹھا لیا۔ اس نے سلطان کی وفات کو اخفا میں رکھا۔ ایوب کی وفات پر فرانسیسی مصر کو فتح کرنے کے لئے دمیاط سے نکلے۔ مگر مسلمانوں نے ان کو سخت شکست دی اور لوئیس اور اس کے سرداروں کو گرفتار کر لیا۔ توران شاہ کا میلان دوسری فوجوں کی طرف زیادہ دیکھ کر بحری مملوکوں نے اس کو قتل کر دیا اور شجر الدر کو تخت پر بٹھایا۔ اس کے نام پر خطبہ پڑھایا جاتا اور سکہ بھی اس کے نام پر جاری ہوا۔ اس کا پورا القاب یہ تھا "المستعصمیہ الصالحہ ملکۃ المسلمین ام الملک المنصور خلیل[1]" چاشنی گیر[2] معز الدین ایبک اتابک العساکر (سپہ سالار اعظم) اس کے ساتھ مل کر حکومت کرتا تھا۔ تھوڑے عرصہ بعد اتابک العساکر نے ملکہ کو معزول کر دیا۔ اور خود بادشاہ بن بیٹھا۔ مگر امیر اس بات پر راضی نہ تھے ان کی خواہش تھی کہ شاہی خاندان کا کوئی فرد تخت پر بٹھایا جائے۔ چنانچہ انھوں نے الملک کامل کے کم سن پوتے موسیٰ کو انتخاب کیا اور اس کو الملک الاشرف کا خطاب دے کر تخت پر متمکن کیا اور اتابک کو سرپرست بنایا۔ اس وقت الناصر یوسف دمشق اور حلب اور درحقیقت سارے ملک شام کا بادشاہ تھا۔ خلیفہ کے بیچ بچاؤ کرانے سے الناصر یوسف اور ایبک میں صلح ہو گئی اور جورودان تک کا علاقہ مصریوں کے پاس رہا۔

اگلے سال ایبک بادشاہی دبا بیٹھا۔ اور ملک الاشرف کو اس کے رشتہ داروں کے پاس یمن کی طرف بھیج دیا۔ یہ ملک الاشرف آخری ایوبی بادشاہ تھا۔ جس کا نام مصر کے خطبہ میں پڑھا جاتا رہا۔ بحری مملوک ایبک کے مظالم سے تنگ آکر شام کی طرف بھاگ گئے اور الناصر

---

[1] ۔ یہ اس کے دوسرے بیٹے کا نام تھا۔ جو طفولیت میں مرگیا تھا۔
[2] ۔ شاہی طعام کو چکھنے والا

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

اور ایبک میں پھر جنگ چھڑ گئی۔ خلیفہ نے پھر سمجھا بجھا کر صلح کرادی اور الناصر کی سلطنت کو مصر کی سرحد العریش تک وسعت دی گئی۔ دو سال بعد ایبک قتل ہو گیا اور اس کا بیٹا نور الدین الملک المنصور تخت پر بیٹھا۔ ایبک کی وفات کے بعد خلیفہ نے الملک الناصر یوسف کو اس کی مدت کی خواہش کے مطابق سلطان کا خطاب دیا۔ اگرچہ وہ دریائے فرات سے لے کر مصر کی حدود تک سارے ملک شام کا بادشاہ تھا۔ مگر اس کی سلطنت میں چھوٹی سی ریاستیں بھی تھیں جن کے فرمانروا ایوبی خاندان کے تھے۔ تاتاری حملہ سے پہلے حمص شیرکوہ کے پوتے الملک الاشرف موسیٰ کے زیر نگین تھا۔ ۱۲۴۸ء میں ناصر نے اس کو اس علاقہ سے محروم کر کے تل باشیر کا علاقہ دے دیا۔ مغلوں نے اشرف کو بحال کر کے شام کا گورنر بنا دیا۔ حماۃ پر صلاح الدین کے بھتیجے تقی الدین عمر کا خاندان حکمران تھا اس کے بیٹے محمد الملک المنصور اوّل نے جہادوں میں بڑی شہرت حاصل کی تھی اور اس کی ذات سے علم و ہنر کو بڑی ترقی ہوئی تھی۔ جب مغلوں نے شام پر حملہ کیا۔ اس کا پوتا منصور ثانی حماۃ پر قابض تھا کرک اور شوبک پر صلاح الدین کا بھائی سیف الدین الملک العادل کی اولاد حکمران تھی۔ مغلوں کے حملہ سے پہلے اس کا پڑپوتا الملک المغیث تقی الدین عمر اس علاقہ پر فرمانروا تھا۔ شامی مقبوضات کے علاوہ ایوبیوں کے پاس الجزیرہ کا بھی ایک حصہ تھا۔ اس میں میا فارقین کا علاقہ بھی شامل تھا جس پر العادل کے دوسرے بیٹے کی اولاد حکومت کرتی تھی۔ ہلاکو کے حملہ کے وقت یہ علاقہ اپنے خاندان کے پانچویں حکمران ملک کامل کے زیر نگین تھا جو مغلوں کے ہاتھ سے مقتول ہوا۔

مغلوں کے حملہ کے وقت اسلامی بادشاہوں اور رئیسوں کی یہ حالت تھی جو اوپر بیان ہوئی ہے ۱۲۱۸ء میں چنگیز خان کی سلطنت محمد شاہ خوارزم کی سلطنت سے ہم سرحد ہو گئی۔ کئی لاکھ مسلح خانہ بدوشوں کے بادشاہ اور ماوراء النہر کے خود سر و مغرور ترکمان بادشاہ کے مابین پہلے دوستانہ خط و کتابت ہوئی۔ مگر بعد میں آخر الذکر کی طرف ایک ایسا ظالمانہ فعل سرزد ہوا جس سے ان وحشیوں کا ایک طوفان بے تمیزی برپا ہو گیا اور یہ طوفان امڈ کر کل ممالک اسلام پر چھا گیا اور مغربی ایشیا کو تباہ و برباد کر کے رکا۔ سرحد خوارزم

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

شاہی کے ایک شہر کے گورنر نے مغلوں کی طرف چند تاجروں کے قافلہ کو اس الزام میں کہ وہ جاسوس ہیں قتل کر دیا اور ان کا اسباب ضبط کر لیا۔ چنگیز خاں نے مجرم گورنر کی حوالگی کا مطالبہ کیا۔ اس کا جواب خوارزم شاہ نے یہ دیا کہ چنگیز کے قاصد کو دار پر کھینچ دیا۔ اس بے ضابطگی کی خبر سن کر چنگیز خاں دس لاکھ وحشیوں کے ساتھ اپنے جنگلوں سے نکل کر غزنہ کی طرف روانہ ہوا۔ یہ خدائی قہر ۶۱۵ ہجری میں ختم ہوا۔

مغلوں کے آنے سے پہلے ماوراء النہر مملکت خراسان اور ایران کے میدان متواتر باہمی لڑائیوں کے باوجود نہایت سرسبز حالت میں تھے لوگ خوشحال تھے۔ لٹریچر، آرٹس اور صنعت و حرفت ترقی پر تھے شہر آباد بارونق اور خوبصورت مکانوں سے آراستہ تھا اور یہ سب کچھ صدیوں کی خوشحالی اور ترقی و تہذیب کی بدولت تھا۔ ہرات اور بلخ کی آبادی دس دس لاکھ نفوس کی تھی۔ بخارا اور سمرقند کی ان سے بھی زیادہ تھی۔ خوارزم شاہ کی فوجوں کو چنگیزی فوج نے اس طرح آگے رکھ لیا، جس طرح پانی کا سیلاب خس و خاشاک کو رکھ لیتا ہے۔ چھوٹے موٹے شہروں اور قصبوں کو چھوڑ کر صرف بڑے بڑے شہروں کا واقعہ بیان کر دینا کافی ہے۔ خجند زمین کے برابر کیا گیا اور اس کے سب باشندے بے دریغ تہ تیغ کئے گئے۔ بخارا آگ کی نذر ہو کر خاکستر کا ڈھیر ہو گیا۔

ابن الاثیر نے بخارا کی رونق، آبادی اس کی سرسبزی، ترقی و تہذیب، تجارت و صنعت کے فروغ، وحشیوں کے مظالم، ان کے ہاتھ سے شہر کی تباہی و بربادی اور مظلوم لوگوں کے قتل عام کا بیان نہایت دردناک پیرایہ میں حوالہ قلم کیا ہے۔ میں بوجہ عدم گنجائش اس کے بیان کی نقل کرنے سے معذور ہوں۔ بخارا۔ دریا سغد کے دونوں کناروں پر میلوں تک آباد اور محلات و باغات اور رمنوں سے معمور تھا۔ سغد کی سرسبز وادی کے کنارے کنارے بڑھتا ہوا، دو یہ قہر خدائی" یعنی چنگیز خاں سمرقند میں جو نہ صرف ماوراء النہر دارالخلافہ بلکہ دنیا کی تجارتی منڈیوں کا بھی مرکز تھا پہنچا۔ شہر تین میل کے دور میں تھا۔ اس کے گرد ایک پختہ فصیل بنی تھی جس میں بارہ آہنی پھاٹک تھے اور کچھ کچھ فاصلے پر قلعے اور برج بنے ہوئے تھے۔ اس میں ایک لاکھ دس ہزار فوج مقیم تھی۔ ساٹھ ہزار

ترکمانوں کی اور پچاس ہزار ایرانیوں کی تین مغل فوجیں جنھوں نے شمالی علاقہ ماوراء النہر کو تاخت و تاراج کیا تھا۔ اس بدقسمت شہر پر جمع ہو گئیں اور ایک تعداد کثیر نے شہر کا محاصرہ کر کیا۔ خود غرض ترک یہ خیال کر کے کہ مغل ان سے مردانہ سلوک کریں گے۔ اپنے بال بچوں اور مال و متاع سمیت نمک حرامی کا تلک ماتھوں پر لگا کر شہر کو چھوڑ گئے۔ مگر نکلتے ہی مغلوں نے ان کو تلوار کے گھاٹ اتار کر واصل جہنم کیا۔

یہ حالت دیکھ کر امام اور شرفاء شہر کو حوالہ کرنے کی غرض سے باہر آئے ان کی اطاعت مان لینے کے باوجود شہر میں لوٹ مار مچائی گئی۔ بہت سے لوگ قتل کئے گئے۔ تیس ہزار کاریگر چنگیز اور اس کے بیٹوں کے غلام بنائے گئے۔ اور اتنے ہی فوجی کام اور ٹرانسپورٹ کے لئے پکڑے گئے۔ دس لاکھ کی آبادی میں سے کل پچاس ہزار بچے۔ بخارا اور سمرقند کا حشر سن کر اہل بلخ نے اس کو تحائف بھیجے اور اطاعت قبول کر لی۔ مگر وہ شہر کو یونہی سلامت چھوڑ جانے سے ترساں ہوا کہ مبادا عقب پر حملہ کر کے نقصان پہنچائیں۔ مردم شماری کے بہانہ سے اس نے لوگوں کو شہر کے باہر بلایا اور پھر ان کو تلوار کی نذر کر دیا۔ اُدھر شہر کو آگ لگا کر خاکستر کر دیا۔ ماہ مئی ۱۲۲۰ء میں ان وحشیوں نے ارگنج (قدیم خیوا) کو سخت لڑائی کے بعد فتح کر کے قتل عام کا بازار گرم کیا اور دریائے آمو کے بند توڑ کر شہر کو غرق کر دیا۔ نیشاپور میں ستر ہزار مردوں، عورتوں اور بچوں کو پہلو بہ پہلو کھڑا کر کے اور ایک رسے سے سب کو آپس میں باندھ کر تیروں کا نشانہ بنایا۔ نیشاپور طاہریوں اور سلجوقیوں کا دارالخلافہ ماہ اپریل ۱۲۲۱ء میں زمین کے برابر کیا گیا اور شہر کی جگہ پر جو کی کاشت کی گئی۔ صرف چار سو کاریگر بچے جن کو شمال کی طرف جلا وطن کیا گیا۔ میرخوند کے قول کے مطابق نیشاپور اور مضافات کے اضلاع میں ستر لاکھ سنتالیس ہزار آدمی تہ تیغ کئے گئے اور اس کے مضافات میں وحشی ایک ہفتہ تک لوگوں کو قتل اور شہروں کو آگ لگاتے رہے۔ بیان کیا جاتا ہے سولہ لاکھ آدمی ضائع ہوئے۔ شہر بالکل غیر آباد اور اس کے مضافات ویران کئے گئے مغلوں کے جانے پر ہرات کی سوختہ جامع مسجد میں صرف چالیس بندگان خدا جمع ہوئے رہے۔ دینا ور اور ہمدان میں تاخت و تاراج کا بازار گرم ہو کر لوگوں کو تلوار کی گھاٹ اتارا گیا

پھر مغل عراق کی طرف جو خلیفہ کی زیر نگین تھا بڑھے. مگر مستنصر کی فوج نے ان کو مار کر ہٹا دیا. محمد (تنہ کمان شاہ خوارزم) جوان تمام تباہیوں کا ذمہ دار تھا. اپنی سلطنت کو برباد اور اپنی رعایا کو فنا کرکے مغلوں کے آگے ادھر ادھر بھاگتا پھرتا تھا. اس کے پیچھے اتنی بڑی فوج لگی ہوئی تھی کہ کیسا ہی بہادر کیوں نہ ہوتا. مقابلہ نہیں کر سکتا تھا. اس کا خاندان مغلوں نے گرفتار کرکے سارے مردوں کو تہ تیغ کیا صرف اس کے تین بیٹے بچے جن میں سے بھی فقط ایک ان وحشیوں کا کچھ مقابلہ کر سکا. محمد نے جھیل کیسپئن کے ایک جزیرہ میں پناہ لی - جہاں وہ یکہ و تنہا تڑپ تڑپ کر ذات الجنب سے جاں بحق ہوا. مغل اس کے بہادر بیٹے جلال الدین کا تازی کتوں کی طرح تعاقب کر رہے ہے. جلال الدین خوارزم نے ہرات اور غزنی میں پھر پھرا کر نئی فوج ترتیب کی اور لڑائیوں میں مغلوں کو سخت نقصان پہنچایا چنگیز. غزنی. بامیان اور کابل ہوتا ہوا خود تعاقب میں مصروف ہوا. دو منزلہ بہ منزلہ کرتے ہوئے اس نے مفرور شہزادے کو دریائے سندھ کے مغربی کنارے پر جالیا اور سخت سر بکف حملہ کیا. جلال الدین بھی خوب بے جگری سے لڑا. اس کا دل شیر سے بھی زیادہ قوی تھا. وہ جھپٹ جھپٹ کر مغلوں پر حملہ آور ہوا. دو گھوڑے اس کے نیچے ہلاک ہوئے اور تیسرے کی پیٹھ پر بیٹھ کر وہ دریا میں کود پڑا. جہاں سے وہ کودا وہاں سے دریا کا کنارا تیس فٹ بلند تھا. مگر وہ صحیح و سالم دوسرے کنارے پر پہنچ گیا. سلطان بلبن شہنشاہ ہندوستان کی فوجوں کو دیکھ کر چنگیز خاں دریائے سندھ کو عبور کرنے کی جرأت نہ کر سکا اور اپنے وحشیوں سمیت مغرب کی طرف مراجعت کر گیا.

ماوراء النہر اور خراسان کی ترقی و تہذیب فنا کے گھٹہ میں پڑ گئی. وہاں کے لوگ بالکل اجڈ ہو گئے. پچھلی عظمت کا نام و نشان تک نہ رہا اور زمانہ آئندہ بھی بالکل تاریکی میں پڑ گیا.

وسط ایشیاء کی شاہراہیں جن کے ذریعے چین اور ہندوستان کی پیداوار مغربی ایشیا اور وہاں سے یورپ پہنچتی تھیں بالکل ویران و برباد ہو گئیں. وہ قطعات جو اپنی سرسبزی و زرریزی کے لئے مشہور آفاق تھے ویران بنجر ہو گئی. صنعت و حرفت جس نے اسلام کے سایہ میں فروغ پایا تھا. ہمیشہ کے لئے معدوم ہو گئی ہے. شہر بالکل برباد ہو گئے کاشتکار یا تو قتل ہو گئے یا جبر واکراہ سے مغل فوج میں بھرتی کر لئے گئے. کاریگر وحشیوں کے مکانات اور سجانے

کے لئے اقصائے مشرق میں روانہ کر دیئے گئے

مغلوں کے حملہ نے وسط ایشیا کی علمی زندگی کا قتل پڑھ دیا اگرچہ ایران و مغربی ایشیا بتدریج اس مصیبت و تباہی کی گھٹا سے نکل آئے مگر بخارا اور سمرقند کبھی نہ سنبھلے اور ان کی علمی عظمت و بزرگی ہمیشہ کے لئے کنج عدم میں پنہاں ہو گئی۔ وسط ایشیا اور ایران کو ویران کر کے چنگیز خاں اپنے جنگلوں کی طرف چلا گیا جہاں وہ اس دنیائے فانی سے انتقال کر گیا۔ اسی طرح جلال الدین کو اپنے آبائی ملک کا کچھ حصہ پھر فتح کر لینے کا موقع مل گیا۔ مگر پیشتر اس کے کہ وہ اپنی فوج کو آراستہ کرے۔ مغلوں کا طوفان بے تمیزی پھر امڈ آیا۔ وہ جان بچا کر کردستان کی پہاڑیوں میں جا چھپا جہاں ایک کرد نے اس کو سخت بے رحمی سے قتل کر دیا۔ خلیفہ مستنصر ۶۴۲ھ میں ٹھیک اس وقت جبکہ اس کے خاندان اور عرب تہذیب پر نازک وقت آنے والا تھا۔ اس دار ناپائدار سے دار الجاوید کی طرف رحلت کر گیا۔

اس کی جگہ اس کا بیٹا ابو احمد عبداللہ المستعصم باللہ کے خطاب سے تخت خلافت پر رونق افروز ہوا۔ یہ خلیفہ کمزور اور عیش پسند تھا اس کے عہد میں ملک کے اندر باہر شورش و فتنہ بپا رہا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کا خاندان ہمیشہ کے لئے خلافت و حکومت سے محروم ہو گیا۔ خاص بغداد میں حنفیوں اور حنبلیوں کے جھگڑوں نے دوسری طرف بغداد کے مغربی مضافات کرخ کے شیعہ اور سنیوں کے تنازعوں اور فسادوں اور سب سے بڑھ کر متمولین اور امراء پر بدمعاشوں اور لچوں کے واروں نے ایوان حکومت کے سنگ بنیاد کو ہلا دیا اور مستعصم کی زندگی کو حرام کر دیا۔ اپنے باپ کی فوج کو موقوف کر کے اس نے اور جلتی پر تیل ڈالنے کا کام کیا۔ شیعہ اور سنیوں کی لڑائیوں سے تنگ آ کر اس نے اپنے بیٹے ابوبکر اور اپنے سیکرٹری کو کرخ کے مضافات کو منہدم کر دینے اور شیعوں کو غلام بنا لینے کا حکم دیا۔ اس حکم سے مؤیدالدین محمد بن العلقمی وزیر کو جو شیعہ تھا سخت رنج پہنچا اور بیان کیا جاتا ہے کہ شیعوں کا انتقام لینے کے لئے اس نے مغلوں کو بغداد کی طرف بلایا۔ عرب مؤرخ ابن خلدون، ابوالفداء، مقریزی اور سیوطی وزیر کو نمک حرام لکھتے ہیں اور امیر خوند اور وصاف (وصاف نے ایک مغل کے زیر سایہ تاریخ لکھی تھی) ان کی تائید کرتے ہیں صرف

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

رشید الدین (مصنف جامع التواریخ) اس کو نمک حلال اور شاہی خاندان کو آنے والی مصیبت سے بچانے کا خواہاں بتاتا ہے۔ وہ لکھتا ہے بادشاہ خود نالائق تھا، وزیر کیا کر سکتا تھا۔ بہر حال اصل معاملہ خواہ کسی طرح بھی ہو۔ واقعہ یہ ہے کہ ہلاکو جو ایران میں اپنے بھائی منگو خاں کا نائب تھا حشاشین کو فنا اور ان کے قلعوں کو تباہ کرنے کے بعد تبریز کی طرف بڑھا، وہاں آ کر اس نے مستعصم باللہ کی طرف اپنے قاصد کے ہاتھ یہ پیغام بھیجا "جب ہم رود بار پر حملہ کرنے گئے تو ہم نے تیری طرف قاصد بھیجے کہ ہماری مدد کر تو نے مدد بھیجنے کا وعدہ کیا مگر کوئی آدمی نہ بھیجا اب ہم تم کو ہدایت کرتے ہیں کہ اپنا رویہ تبدیل کر اور شرارتوں سے باز آ، اگر تو باز نہیں آئے گا تیری سلطنت اور تیرے خزانے ہمیشہ کے لئے تجھ سے جدا ہو جائیں گے"۔

کم عقل خلیفہ نے جس کے پاس فوج نہ تھی نہ خزانہ۔ صرف شکستہ دل مشیر اور تباہ و خستہ شہر کے کھنڈر تھے اس طوفان کے آگے جھک جانے کی بجائے مغرورانہ جواب دیا۔ اس کے جواب سے وحشی ہلاکو غیظ و غضب میں آ گیا، ہلاکو اتنی فوج کے ساتھ جو سارے بغداد کو گھیرے میں لے سکتی تھی۔ بغداد کے شہر کی طرف روانہ ہوا۔ خلیفہ کی فوج نے شہر سے کچھ فاصلہ پر وحشیوں کا مقابلہ کیا۔ مگر ایک موقع پر اختلاف رائے ہونے کے سبب سخت تباہی بخش شکست کھائی اور دوسرے موقع پر جانوں کا بے سود نقصان عظیم ہوا۔ مغلوں نے اب بغداد کا محاصرہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔ شہر کے باہر تمام بلندیوں، میناروں اور محلوں پر توپوں کی قسم کی کلیں رکھی گئیں اور ان کے ذریعے بڑے بڑے پتھر اور دہکتے ہوئے گولے شہر کی طرف پھینکے گئے۔ جن سے فصیلیں شق ہو گئیں اور کئی مکانات کو آگ لگ گئی۔

چالیس دن کے محاصرہ کے بعد خلیفہ نے وحشی سے صلح کرنے کے لئے سلسلہ نامہ و پیام جاری کیا۔ اس کی اطاعت مان لینے کا پیغام بے اثر ثابت ہوا۔ ہلاکو نے مستعصم باللہ کے بڑے بڑے سرداروں کو اپنے کیمپ کی طرف بلایا۔ مگر خفیف سے عذر پر ان کو اور ان کے ہمراہیوں کو قتل کر دیا۔ مستعصم کی حالت سخت مایوسی بخش ہو گئی

M Awais Sultan Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

آخر اس کو کہا گیا کہ شہر کے حوالہ کرنے سے وہ اپنی اور اپنی رعایا کی جان بچا سکتا ہے۔ خلیفہ اپنے دو بیٹوں اور بھائی اور تین سو دیگر سربرآوردہ اشخاص: قاضی، شیخ، امام اور عمائد سلطنت کو لے کر مغل کے کیمپ کی طرف گیا۔ صرف خلیفہ، اس کے دو بیٹوں، ایک بھائی اور تین ہمراہیوں کو ملاقات کی اجازت دی۔ اس وحشی مغل نے اپنے فاسد خیالات اور ارادوں کو اپنی چرب زبانی اور خندہ پیشانی کے نیچے دبائے رکھا۔ ہلاکو نے خلیفہ سے کہا۔ "شہر میں کہلا بھیجو کہ مسلح لوگ ہتھیار پھینک کر شہر کے دروازوں کے آگے جمع ہو جائیں تاکہ ان کی مردم شماری کی جائے۔ خلیفہ کے حکم پر اہل شہر نے اپنے محافظ باہر بھیج دیئے ان کے آنے کی دیر تھی کہ مغلوں نے قابو کر لیا۔ دوسرے دن طلوع آفتاب کے وقت ہلاکو نے شہر کو لوٹنے اور لوگوں کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ بغداد کی تباہی و بربادی کا خاکہ کھینچنے کے لئے گبن جیسے جید عالم کا قلم ہونا چاہئے۔ عورتیں اور بچے جو پناہ مانگنے کے لئے ہاتھوں میں قرآن لئے گھروں سے باہر نکلے موت کی آغوش میں دھکیل دیئے گئے۔ ناز پروردہ خواتین جنھوں نے کبھی غیر مردوں کی صورت تک نہ دیکھی تھی، اپنے مکانوں سے کشاں کشاں باہر نکالی گئیں اور ان کی سخت بے حرمتی و بے پردہ دری کی گئی۔ وہ علم و ہنر کے خزانے جو بادشاہوں نے سخت جانفشانی سے جمع کئے تھے اور جن میں قدیم ایران کی ترقی کے بچے کھچے گوہر چن چن کر رکھے گئے تھے چند گھنٹوں میں ضائع و برباد ہو گئے۔ تین دن تک گلیوں میں خون کے دریا بہتے رہے اور دریائے دجلہ کا پانی کئی میلوں تک ارغوانی رنگ کا ہو گیا۔ لوٹ مار، قتل و غارت اور کشت و خون کا بازار چھ ہفتوں تک گرم رہا۔ وحشیوں نے محلات، مساجد اور مزارات یا تو آگ کی نذر کر دیئے یا ان کے سنہری کلس اتارنے کے لئے زمین کے برابر کر دیئے۔ ہسپتالوں میں بیمار اور مریض، کالجوں میں طلباء اور پروفیسر تلوار کے گھاٹ اتارے گئے۔ مزاروں میں شیخوں اور مقدس اماموں کی غیر فانی یادگاریں، کتب خانوں میں عالموں اور فاضلوں کے نہ مٹنے والے کارنامے یا تو آگ کی نذر ہو کر خاک کا ڈھیر بنے یا جہاں دریا نزدیک تھا پانی کی آغوش میں پنہاں ہو گئے۔ پانچ صدیوں کی محنت شاقہ سے جمع کئے ہوئے خزانے جہالت کی نذر ہو گئے اور قوم کا چمنستان علم و ہنر ہمیشہ کے لئے اجڑ گیا۔ اور ایوان ترقی و تہذیب کھنڈر ہو گیا۔ چار دن کے کشت و خون کے بعد ۲ محرم ۶۵۶ھ

یا، ۱۰ر جنوری ۱۲۵۸ء کو مستعصم مع اپنے بیٹوں اور خاندان کے سربرآوردہ افراد کے تلوار کی نذر ہوا، خاندان عباسیہ کے چند نونہال جان سلامت لے کر نکل سکے بغداد علم و ہنر کا مخزن، ترقی و تہذیب کا مرکز۔ اسلامی دنیا کی آنکھ ہمیشہ کے لئے اجڑ گیا۔ قتل و غارت سے پہلے بیس لاکھ نفوس کی آبادی تھی۔ ابن خلدون کے قول کے مطابق سولہ لاکھ جانیں تلف ہوئیں۔ بغداد کی تباہی کے ساتھ مغربی ایشیا پر جہالت کا گھٹا ٹوپ اندھیر چھا گیا۔

تیرھویں صدی مسیحی میں وحشی مشرکوں کی بدولت جو تباہی و بربادی اسلامی دنیا پر وارد ہوئی عرب اور ایرانی مورخ اس کا نہایت دردانگیز خاکہ کھینچتے ہیں اور کوئی شخص سوائے جاہل اور بدظن متعصب کے بنی نوع کے اس قدر نقصان جان، علمی خزانہ کی بربادی اور مغلوں کے تاخت و تاراج اور قتل و غارت پر چار آنسو بہائے بغیر نہ رہے گا۔ ابن الاثیر لکھتا ہے۔

مغلوں کا حملہ سخت مصیبت اور خوفناک تباہی تھی جو دنیا پر عموماً اور مسلمانوں پر خصوصاً نازل ہوئی۔ اس کی مثال بعد کے زمانوں میں ڈھونڈنے سے نہیں ملتی اور اگر کوئی کہہ دے کہ ابتدائے آفرینش سے تا ایندم ایسا قہر الٰہی نازل نہیں ہوا۔ تو وہ بالکل صحیح کہتا ہے کیونکہ تاریخ میں اس قسم کا کوئی واقعہ نہیں ملتا۔

عبد اللطیف مغلوں کے حملہ کی نسبت لکھتا ہے۔ "یہ ایسی مصیبت تھی جس کے سامنے ساری مصیبتیں ہیچ ہیں"۔ جوینی مصنف جہاں کشا جو اس وقت کے قریب چنگیز خان کا ملازم تھا لکھتا ہے "وہ انقلاب جس نے دنیا کی چھٹی کا دودھ یاد دلاتا ہے۔ علم کو تباہ اور عالموں کو فنا کر دیا ہے۔ خراسان کی جو روشنی کا مرکز اور عالموں کا مامن تھا۔ معدوم کر دیا ہے۔ علم و ہنر کے وارث تلوار کی نذر ہو گئے ہیں۔ اس زمانہ میں سائنس علم کا قحط پڑ گیا ہے

بغداد کو تباہ و برباد کرنے کے بعد وحشی دریائے فرات کو عبور کر کے الجزیرہ میں پہنچے۔ تباہی و بربادی، خونریزی اور جہالت ان کی رکاب کے ساتھ تھی۔ رہا، حران اور نصیبین کے باشندے تہ تیغ بے دریغ کئے گئے۔ حلب میں پچاس ہزار آدمی قتل اور دس ہزار بچہ و زن غلام بنا کر فروخت کئے گئے۔ حران اس وعدہ پر کہ شہر محفوظ رکھا جائیگا

سطیع ہو گیا۔ مگر وحشیوں نے سارے باشندوں کو تلوار کے گھاٹ اتارا۔ شیر خوار بچوں تک کو نہ چھوڑا۔ یہ ۹ صفر ۶۵۸ھ یا ۲۸ جنوری ۱۲۶۰ء کا واقعہ ہے اس طرح تباہی و بربادی کو رکاب میں لیے وحشی مغرب کی طرف بڑھ رہے تھے۔ مسلمانوں کا نفاق موتے پر سٹو دُرے کا کام کر رہا تھا۔

آخر ہر چیز کی حد ہوتی ہے۔ فلسطین میں بمقام عین جالوت جو فلسطین میں ناصرت کے قریب ہے مشہور آفاق سلطان بیبرس نے جو بعد میں مصر کا بادشاہ ہو گیا۔ وحشیوں کا مقابلہ کیا جو مغلوں کی تباہی کا پیش خیمہ تھا۔ سلطان نے سخت نقصان کے ساتھ ان وحشیوں کو شکست فاش دی۔ بیبرس نے حلب کے پرے تک مغلوں کا تعاقب کیا اور الجزیرہ کو ان کے ناپاک وجود سے پاک۔ اس وقت ایبک کے بیٹے کو اس کا ایک جرنیل سیف الدین قطوز نامی معزول کر کے خود بادشاہی پر قابض ہو گیا۔ عین جالوت کی لڑائی سے کچھ عرصہ بعد قطوز قتل ہو گیا اور بیبرس الملک الظاہر کے خطاب سے اکتوبر ۱۲۶۰ء میں تخت مصر پر رونق افروز ہوا۔ دو سال تک تشنی دنیا، مذہبی پیشوا و امام کی ضرورت کو نہایت سختی سے محسوس کرتے رہے۔ سیوطی لکھتے ہیں ۶۵۹ھ شروع ہو گیا اور دنیائے اسلام بے خلیفہ ہے ۶۵۸ھ بھی شروع ہو گیا اور زمانہ تا حال خلیفہ کے بغیر ہے۔

بیبرس نے پھر خلافت کو زندہ کرنا چاہا۔ اور بنو عباس کے ایک بچے ہوئے شہزادہ احمد ابوالقاسم کو قاہرہ میں بلایا۔ جب یہ نوجوان شہزادہ قاہرہ کے پاس پہنچا تو سلطان مع قاضیوں، مفتیوں اور امراء و ارکین سلطنت کے اس کی پیشوائی کے لئے گیا اور جب قاضی القضاۃ نے اس شہزادے کے حسب و نسب کی خوب تصدیق کر لی تو اس کو المستنصر باللہ کا خطاب دے کر خلیفہ بنایا گیا۔ بیبرس کو بندق دار بھی کہتے تھے کیونکہ اس نے بندوقچیوں کی پلٹن مرتب کی تھی۔

پہلا شخص جس نے حلف اطاعت اٹھایا خود سلطان تھا پھر قاضی القضاۃ تاج الدین نے۔ اس کے بعد شیوخ نے اور سب سے بعد ارکین سلطنت نے اپنے اپنے عہدے کے موافق درجہ بدرجہ حلف اٹھایا۔ یہ ۱۳ رجب ۶۵۹ھ مطابق مئی ۱۲۶۱ء کا واقعہ ہے۔ خلیفہ کا

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Isani Books Quran & Madni Ittar House

خطبہ اور سکّہ میں رائج کیا گیا۔ اگلے جمعہ (۱۷ ر رجب) کو وہ جلوس کے ساتھ سیاہ لباس زیب رکھے جامع مسجد کی طرف گیا اور وہاں خطبہ پڑھا۔ جب وہ خلیفۃ الرسول ہو چکا تو اس نے سلطان کو شاہی خلعت اور سند حکومت عطا کی۔ اہل السنت والجماعت کے نزدیک جائز سلطان ہونے کے لئے یہ امر ضروری ہے

اس طرح قاہرہ میں عباسیہ خلافت کو پھر زندہ کیا گیا اس کے بعد یہ محض مذہبی درجہ رہ گیا۔ سولھویں صدی مسیح میں عثمان لی فاتح اعظم سلطان سلیم نے خلافت کا درجہ اخیر خلیفہ سے لے لیا اس وقت سے عثمان لی بادشاہ خلیفہ ہو گئے اور آج تک ساری دنیا کے سنی سلطان روم کو اپنا جائز روحانی پیشوا یا خلیفہ مانتے ہیں۔

چوبیسواں باب (۲۴)

یاد ایام گزشتہ

خلافت۔ برائے نام طریق انتخاب۔ حلف اطاعت۔ اس کا طریقہ۔ گورنمنٹ۔ پولیٹیکل نشین اور اس کے پرزے۔ حکمتِ عملی انتظام مملکت۔ گورنریاں۔ صوبجات کی تقسیم۔ وزراء سلطنت کے محکمے۔ دارالعدل۔ زراعت۔ صنعت و حرفت۔ سلطنت کی آمدنی۔ فوج۔ جنگی داؤ پیچ۔ بحری طاقت۔

ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ کس طرح حجاج کے وقت سے عمر ثانی کے عہد حکومت کے ماسوائے شامی عربوں نے تمام سرکاری عہدے اپنے لئے مختص کر دیئے اور کس طرح دوسروں پر عزت اور آمدنی کی آسامیوں کے دروازے بند کر دیئے تھے۔ جب تک مفتوحہ اقوام کو اپنی طاقت کا علم نہ ہوا۔ یہ خود غرضانہ پالیسی خوب کام دیتی رہی۔ مگر جس انقلاب نے امیہ والوں سے حکومت چھین کر ان کے رقیبوں کو دے دی اسی نے اس اجارہ داری کا بھی خاتمہ کر دیا اس سے بعد غیر عرب بھی ایک مہذب اور عظیم سلطنت کی مشترکہ رعایا اور جمہور اسلام کے افراد ہونے کی حیثیت میں اعلیٰ ترین عہدوں پر ممتاز ہونے لگے اور ان کو وہی حقوق و مراعات حاصل ہوئے جو عربوں کو ملے ہوئے تھے۔ اس سے عظیم تر انقلاب گزشتہ

یا موجودہ زمانہ میں کبھی نہیں ہوا۔ اس نے بنی نوع انسان کی عام برادری اور حقوق کی مساوات اور یکسانیت کے اصول کا عملی آغاز کیا۔ اس کا سارا کریڈٹ خلافت عباسیہ اور اس کے مذہبی اقتدار کو جو دنیا میں حکومت کے بعد بھی قائم رہا حاصل ہے اپنی رعایا میں قومی مساوات کے اصول کو سنگ بنیاد بنانے سے اس خاندان کے چند پہلے بادشاہ ایسا مضبوط و مستحکم ایوانِ حکومت تیار کر گئے جو پانچ صدیوں تک حوادثِ زمانہ سے محفوظ رہ کر اسی پہلی سی شان و شوکت کے ساتھ کھڑا رہا اور صرف ایک بیرونی وحشیانہ حملہ سے ہی برباد ہو سکا۔ خلیفہ صرف دنیاوی بادشاہ ہی نہیں، بلکہ جمہور اور مذہب کا روحانی پیشوا بھی ہوتا تھا۔ ان بادشاہوں کی یہ اعلیٰ عزت باوجود اس امر کے کہ اکثر محض اپنے وزراء کے ہاتھ میں کٹھ پتلی ہوتے یا مزخرفات میں پھنسے رہتے۔ محض منصور کے اس آئین کی بدولت تھی جس نے خلیفہ کو اہل سنت والجماعت کا مستند روحانی امام اور پیشوا بنا دیا تھا۔

بنی امیہ کی طرح حکمران بادشاہ اپنی زندگی میں ہی اپنا جانشین مقرر کر دیتا جب نامزدگی ہو چکتی تو بڑے بڑے عہدیدار، قاضی، فوج کے جرنیل، ماتحت فوجی و ملکی افسر ولی عہد کا حلف اطاعت اٹھانے کے لئے طلب کئے جاتے اس رسم کو بیعت کہتے تھے جو شخص حلف اٹھانے آتا۔ اپنا ہاتھ شہزادے کے ہاتھوں میں دیتا اور قسم کھاتا کہ میں نمک حلال اور خیر خواہ رہوں گا بڑے بڑے عہدے دار اور درباری خود شاہزادہ کے سامنے آکر۔ مگر معمولی عہدے دار اور دوسرے اس کے قائم مقام کے سامنے حلف اٹھاتے تھے۔ شاہی خطاب کو زیادہ مضبوط کرنے کے لئے حکمران بادشاہ کی وفات کے بعد بھی بیعت کی جاتی۔ ہسپانوی مورخ المقری ان رسومات کا جو ایسے موقعوں پر قرطبہ میں ادا کی جاتیں اور جو زیادہ تر دربار بغداد سے نقل کی گئی تھیں۔ عجیب خاکہ کھینچتا ہے بادشاہ ایک آراستہ سنہری شامیانہ تلے جس کو تاج کہتے ہیں تخت پر بیٹھ جاتا۔ بغلی کمروں میں وہ عہدے دار اور درباری جو ایسی رسومات میں شامل ہونے کے مجاز ہوتے حاضر رہتے۔ پہلے شاہزادے تخت کے نزدیک آتے اور دعائیہ کلمات پڑھتے ہوئے

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

مقررہ قواعد اور ضوابط کے مطابق بیعت کرتے ان کے بعد وزیر اور ان کے بیٹے۔ پھر سپاہ محافظ کے افسر اور محل کے ملازم وغیرہ آتے اور حلف اٹھاتے۔ جب یہ رسم ادا ہو چکتی تو خلیفہ کے بھائی۔ امیر۔ وزیر تخت کے دونوں طرف حلقہ باندھ کر کھڑے ہو جاتے پھر حاجب جو کمرہ کے ایک طرف کھڑا ہوتا۔ جوں جوں دوسرے اشخاص داخل ہوتے جاتے ان سے حلف اطاعت لیتا جاتا۔

منتخب خلیفہ کا حلف اطاعت شان ربانی کا حکم رکھتا تھا اور اس کی شخصیت میں ایسا تقدس پیدا کر دیتا تھا جس کو ہم اس زمانہ میں اُس وقت سے مختلف حالات میں گھرے ہونے کے سبب بخوبی نہیں سمجھ سکتے۔ مکہ اور مدینہ کی مساجد میں مُقرر شدہ بادشاہ کے حق میں دعائیں مانگنا۔ اس کے تقدس کو اور بھی زیادہ تقویت دیتا تھا۔

یہ سب کچھ "صدائے خلق کو نقارۂ خدا سمجھو" کی ایک نئی صورت تھی۔ بیعت کو حکم ربانی کی شان دینا اس خیال سے تھا کہ مسلمانوں کے متعلق تمام ضوابط و احکام آوازۂ خدا کا ہی نتیجہ ہیں۔ یعنی اجماع اُمّت کا۔

پس جب مسلمان باتفاق رائے۔ یا کثرت رائے سے کسی شخص کو جمہور اسلام کا روحانی پیشوا یا مذہبی امام منتخب کر لیں تو ان کا انتخاب ربانی حکم کا درجہ رکھتا ہے۔ منتخب شخص میں تقدس پیدا ہو جاتا ہے اور وہی مستند حکومت کا سرچشمہ اور امامِ وقت بن جاتا ہے اور اسے نماز کی امامت۔ مقدمات کے فیصلہ اور حکومت کرنے کے لئے نائب مقرر کرنے کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔ خلیفوں کے اس تقدس کا ہی طفیل تھا کہ جب وہ دنیاوی حکومت سے محروم ہو گئے۔ اس وقت میں بھی محمود غزنوی جیسے بہادر اور فاتح بادشاہ ان سے اپنی حکومت کے جواز کا فتویٰ لینے کے طالب ہوتے تھے بادشاہوں پر ان کی حکومت کو جائز اور حلال کرنے اور ان کی حدود سلطنت میں ان کے برخلاف عام بغاوتوں اور شورشوں کو ناجائز اور حرام قرار دینے کے لئے خلیفہ کی منظوری ازبس ضروری سمجھی جاتی تھی۔ خلیفہ منظوری دیتے وقت ایک سند اور ایک تشریف منظور شدہ بادشاہوں کو دیتے تھے۔ خلعت میں عموماً مرصع عمامہ اور چند تلواریں اور پرچم شامل ہوتے تھے۔ عباسیہ خلافت کی پولٹیکل مشین جس کو ان تمام

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

ریاستوں نے بھی جو عرب سلطنت کے کھنڈرات پر قائم ہوئیں کم و بیش جاری رکھا۔ منصور کی ذہانت کا نتیجہ تھی اور وہی اس کا مخترع ہے۔ عہد امیہ میں خلیفوں کی حکومت تشخصی تھی صرف بادیہ نشین عربوں کو آزادانہ تقریر اس کو اعتدال پر رکھتی تھی۔ یا برگزیدہ اشخاص قرآن شریف کی کوئی آیت یا رکوع یا کسی شاعر کا شعر سنا کر خلیفوں کے رعیت کو راہ راست پر رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔ خاندان عباسیہ کے پہلے پانچ بادشاہوں کے عہد میں بھی کم و بیش شخصی حکومت رہی۔ اگر مختلف محکمہ جات کے وزیر اور خاندان شاہی کے سربرآوردہ افراد آزادانہ مشورہ دینے کے عملاً مجاز سمجھے جاتے تھے۔ لیکن دراصل خلیفہ ہی تمام اختیارات کا سرچشمہ ہوتا تھا۔ اور امور سلطنت سے متعلق تمام احکام خود نافذ کرتا تھا۔ وزیر عملی طور پر خلیفہ کا نائب ہوتا تھا اور اس کے نام سے سلطنت کے سیاہ و سفید میں دخیل ہوتا تھا۔ اس کو عہدہ داروں کی تقرری و برخاستگی کا اختیار تھا۔ وہ بیت المال اور اس کے مداخل۔ صدقہ۔ جزیہ خراج۔ آراضی اور جاگیرات کی تقسیم اور ان کے محاصل کی نگرانی کرتا تھا۔ دیوان الانشاء اس کے ماتحت تھا وہ بادشاہ کا قائم مقام ہونے کی حیثیت میں کام کرتا تھا۔ بادشاہ کو رموز و امور مملکت میں مدد و مشورہ دینے کے علاوہ ملکی و فوجی انتظام کے اختیارات بھی رکھتا تھا۔ پہلے عباسی خلفاء کے عہد کے وزیر خلیفہ سے اختیارات حاصل کرتے اور اس کے احکام کی تعمیل کراتے تھے۔

مگر بعد میں معلوم ہو گیا کہ ایک شخص اتنے فرائض کو بخوبی ادا نہیں کر سکتا۔ تو وزیر کے ماتحت مختلف محکموں کے مختلف کاموں کے لئے چھوٹے وزیر رکھے گئے۔ مامون کے عہد میں شخصی حکومت نے پارلیمنٹری (آئینی) حکومت کا رنگ اختیار کیا۔ خلیفہ کی زیر نگین جملہ اقوام کے قائم مقاموں کی ایک کونسل بنائی گئی قائم مقاموں کو آزادی سے رائے دینے کا اختیار تھا اور آزادانہ بحث مباحثہ میں کوئی روک نہ پیدا کی جاتی تھی۔ پچھلے وقتوں میں جب خلفاء کی دنیاوی حکومت جاتی رہی اور صرف مذہبی اقتدار رہ گیا تو یہ کونسل زیادہ تر فقیہوں اور مفتیوں کی مجلس ہو گئی۔ مگر بنی بویہ۔ سامانی۔ سلجوقی اور ایوبی خاندان کے بادشاہوں نے بھی کونسلیں بنا رکھی تھیں۔ جن میں کم و بیش پبلک کے قائم مقام بھی شامل ہوتے تھے صلاح الدین کی کونسل اس کی اپنی یا وزیر القاضی الفاضل ؒ کی صدارت میں باضابطہ اجلاس

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

کرتی تھی اور جب سلطان مہمات پر روانہ ہوتا تھا تو یہ کونسل ساتھ ساتھ رہتی تھی۔ بد قسمت امین کے سوا خاندان عباسیہ کے پہلے آٹھ خلفاء نہایت دانا اور مدبر ہوئے ہیں۔ انہوں نے خاندان ٹیوڈر (یہ خاندان وسطی زمانہ میں انگلستان پر حکمران رہا ہے۔ مترجم) کی طرح گورنروں کو خوب قابو میں رکھا۔ یہ ان کی مستقل پالیسی تھی کہ کسی صوبہ پر کسی گورنر کو زیادہ عرصہ نہ رکھا جائے ہر ایک صوبہ کے صدر مقام میں جاسوس مقرر تھے جو صوبہ کے روزانہ واقعات سے خلیفہ کو باخبر رکھتے تھے۔ بعض اوقات افسر ڈاک یا صاحب البرید اس کام پر متعین ہوتے تھے ان ایجنٹوں اور قاصدوں کے علاوہ سلطنت کے ہر حصہ میں خفیہ پولیس تھی جو لوگوں کے حالات پر نظر رکھتی تھی۔ ان خلفاء نے ممالک غیر میں بھی جاسوس مقرر کیے تھے۔ چنانچہ رومی قیصروں کے ارادہ سے باخبر رہنے کے لیے مہدی، رشید، مامون اور معتصم کے عہد میں قسطنطنیہ اور دیگر مشہور مقامات میں جاسوس متعین تھے جاسوس مذکر و مونث دونوں جنسوں کے ہوتے اور اپنے فرائض کو نہایت ایمانداری اور تندہی سے ادا کرتے۔ ترک محافظوں کے عہد عروج اور بنی بویہ کی نظامت کے وقت میں جب خلیفہ یا تو ان کے قیدی ہوتے تھے یا ان کے ہاتھ کی کٹھ پتلیاں۔ جاسوسی طریقہ بند ہو گیا۔ مگر جب خلفاء نے اپنی دنیاوی حکومت کو پھر کسی قدر حاصل کر لیا۔ تو انہوں نے حالات زمانہ سے باخبر رہنے کے لیے وہی طریقہ دوبارہ جاری کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ الناصر الدین اللہ اپنے اور غیر ممالک کے حالات سے اس قدر باخبر رہتا تھا کہ لوگوں کو یقین ہو گیا کہ اس کے قبضہ میں جن ہیں۔ زمانہ موجودہ کی طرح جاسوس عموماً غیر سرکاری طبقوں اور خاص کر سوداگروں اور خوردہ فروشوں میں سے مقرر کیے جاتے۔ وہ خلیفہ کو ہر واقعہ سے خواہ وہ کیسا ہی خفیف کیوں نہ ہوتا۔ باخبر رکھتے۔ جب صوبجات کے گورنر خود مختار ہو گئے۔ اور خلیفہ کی حکومت ان پر برائے نام رہ گئی۔ تو جاسوسوں کو ایلچی بنایا گیا اور ان کو نیشاپور، مرو، موصل، دمشق وغیرہ کے درباروں میں متعین کیا گیا۔ یورپ کے ایلچیوں کی طرح خلیفہ کے ایلچی مہموں میں ان بادشاہوں کے جن کے دربار میں وہ متعین ہوتے ہمرکاب رہتے۔ ہم ان کو صرف الپ ارسلان اور ملک شاہ کے کیمپوں میں بھی دیکھتے ہیں۔ وہ ہمیشہ مستعد اور تیار رہتے اور اکثر امور سلطنت میں مداخلت کرتے تھے اور کبھی کبھی جیسا کہ ان

M Awais Sultan
Group Admin
Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

ایلچیوں نے اخیری بنی بویہ کے ذہن بیں کیا۔ آپس میں ناراض بادشاہوں کی صلح وصفائی بھی کرا دیتے تھے۔

بادشاہوں نے بھی اپنی طرف سے خلیفہ کے دربار میں قاصد جن کو شحنہ کہتے ہیں۔ مقرر کئے ہوئے تھے ان قاصدوں کا کام رقیبوں کی حرکات کا خیال رکھنا تھا کیونکہ اس زمانہ میں دربار بغداد میں اقتدار حاصل کرنے کی ایسی ہی جدوجہد ہوتی تھی جیسی کہ یورپ کے دربار واقعہ روم میں۔ یہ شحنے دارالخلافہ میں ہی نہیں رکھے جاتے تھے۔ بلکہ واسط اور بصرہ وغیرہ میں بھی پہلے عباسی خلفاء کی بڑی کوشش سلطنت کو مضبوط اور رشتہ میں منسلک کرنے کی تھی۔ اسی واسطے انہوں نے پیش قدمیوں اور فتوحات کی طرف خیال نہ دیا۔ بالائی مصر دیلم اور کابل کی پیش قدمیاں محض ان ممالک کے وحشی قبائل دست اندازیوں سے تنگ کی گئیں اور رومیوں کو جنگوں میں تو ہمیشہ چھیڑخانی عیسائیوں کی طرف سے ہوتی رہتی تھی۔ حکومت کرنے کے لیے موجودہ زمانہ کی طرح مقررہ ضابطے اور قانون تھے اور بعض حالتوں میں تو وہ ہمارے زمانہ سے بڑھے ہوئے تھے۔ تمام عہدے موجودہ عثمانیہ حکومت کی طرح ہر مذہب وملت کے آدمی کے لیے کھلے تھے، مسلمان۔ عیسائی یہودی، ہندو سب کے لیے سرکاری ملازمت کے دروازے وا تھے۔ بنی امیہ اور بنی عباسیہ کے عہد حکومت میں یہی ایک بڑا فرق تھا۔ عباسی خلفاء ممالک غیر کے تاجداروں کے جو خاص ایلچی بھیجے۔ وہ نظام الحضرتین کہلاتے یہ راز دارانہ سفیر ہوتے تھے۔

صوبہ کی حکومت اموی عہد کی طرح گورنروں کے ذریعہ کی جاتی۔ جن کو خلیفہ خود مقرر کرتا تھا۔ مگر گورنروں کے اختیارات کی مکمل طور پر نگرانی کی جاتی۔ خلیفہ منصور کسی گورنر کو ایک ہی صوبہ میں دیر تک نہ رہنے دیتا جب گورنر سبکدوش کیا جاتا اس کو اپنے عہد کے انتظامات کی مکمل رپورٹ کرنی پڑتی اور اگر خیانت یا غبن کا ذرا بھی احتمال ہوتا تو اس کی جائداد ضبط کر لی جاتی۔ منصور کے عہد میں گورنری کا عہدہ صرف تنخواہ جمع کرنے کا ذریعہ نہ تھا۔ بلکہ کام بھی کرنا پڑتا تھا۔ اس کے جانشینوں کے عہد میں اگرچہ گورنروں کے اختیارات ویسے ہی محدود رہے۔ تاہم گورنروں کی پوزیشن کسی قدر تسلی بخش ہو گئی۔ وہ اپنے مقبوضہ صوبوں کے ملکی و

M Awais Sultan
Group Admin
Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

فوجی نظم ونسق کے ذمہ دار ہوتے۔ ان کی برخاستگی بادشاہ کی مرضی پر منحصر تھی۔ جوڈیشل فرائض قاضی کے سپرد تھے۔ اس کی مدد کے لئے بہت سے نائب ہوتے تھے جو مختلف شہروں میں مقیم رہتے تھے۔ تاہم بعض صوبوں کے گورنروں نے خدمات حسنہ یا نمک حلالی کے ذریعہ سے اپنی ذات کے لئے اپنے زیرنگین صوبوں میں خاص خاص مراعات حاصل کر لی تھیں صحرائے لیبیا کے پرے مغربی افریقہ اور سسلی کا ایک صوبہ تھا جو سفاح کے عہد میں عبدالرحمٰن بن حبیب کے ماتحت تھا۔ مصر دیار ابوعیون کی زیرنگرانی تھا علاوہ ان کے الجزیرہ آذربائیجان اور آرمینیا۔ مدینہ۔ مکہ اور یمامہ (مغربی و وسطی عرب) یمن۔ کوفہ اور (سواد وادی فرات) بصرہ۔ بحرین اور عراق، عجم خراسان اور ماوراءالنہر سندھ اور پنجاب۔ اہواز۔ اسپانیہ اور جنوبی ایران۔ موصل اور آخر میں ملک شام معہ ساحل فینیقیہ دوسرے صوبے تھے۔

سفاح نے بعد میں فلسطین کو شام سے جدا کر کے الگ گورنر کے ماتحت کر دیا۔ رشید نے پہلی قسم کی ترمیم کی اس نے شام اور سیلیشیا کی سرحدوں کو الجزیرہ اور قنسرین کی گورنریوں سے علیحدہ کر کے عواصم کا نام دیا اور ایک الگ گورنر ان پر مقرر کیا۔ جب کبھی یہاں کی گورنری پر کوئی شہزادہ مقرر ہوتا تھا تو ایک جرنیل اس کی مدد کے لئے ساتھ دیا جاتا تھا۔ عواصم کا گورنر اصل میں مرزبان ہوتا تھا کیونکہ وہ زیادہ تر سرحدوں اور دروں کی نگرانی کرتا تھا طرسوس جہاں رشید نے ایک مضبوط قلعہ بنایا۔ اس ضروری صوبہ کا صدر مقام بنایا گیا۔

اپنے دادا کی طرح رشید بھی بڑے بڑے شہروں کا بانی ہے منصور نے مصیصہ آباد کیا۔ رشید نے طرسوس۔ اذانہ۔ مرعش اور دیگر شہر آباد کئے اور ان کو خوب قلعہ بند کر کے ان میں فوجیں متعین کیں۔ اگرچہ وزیر کا عہدہ ایرانیوں میں بھی موجود تھا (وزیر کے لغوی معنے باربرداری کے ہیں) اور عرب بھی ان کو جانتے تھے۔ مگر عباسیہ عہد تک اس کے نام کے عہدہ پر کوئی شخص ممتاز نہ ہوا تھا۔ جب خلفاء کی حکومت جاتی رہی تو وزیروں کی وجاہت وطاقت بھی کم ہو گئی اور ان کی جگہ امیرالامراء نے لی بعد ازاں بنی بویہ بادشاہوں نے اپنے وزیروں کو یہ لقب دیا اور خلیفہ کے وزیر رئیس الرؤساء کے نام سے مشہور رہے جب سلجوقی بادشاہوں کے عہد میں خلیفوں نے اپنی دنیاوی حکومت پھر قائم کی تو انہوں

M Awais Sultan Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

سے نے پھر وزیر نامزد کئے گئے اور سکریٹری وزارت کے عہدے ایک ہی شخص کے تفویض رکھے القائم کے عہد میں وزیر علی بن احمد بن مسلمہ نے رئیس الرؤسا کا خطاب حاصل کیا۔

استاد الدار بھی ایک اعلیٰ عہدہ دار تھا، کمزور بادشاہوں کے عہد میں امیر الامراء ہی استاد الدار ہوتا تھا اور بنی بویہ شہزادے اسی خطاب سے اپنے آپ کو ممتاز کرتے تھے، مگر جب ان کا اقتدار خاک میں مل گیا۔ تو استاد الدار کا عہدہ جیسا کہ اصل میں تھا، ویسا ہی رہ گیا۔ خلیفہ مستنجد کے وقت میں عبداللہ عضد الدین ابن المظفر اور اس کے بعد اس کا بیٹا عبدالفارغ محمد۔ (عماد الدین) رئیس الروساء کا ایک پوتا یہ دونوں استاد الدار کے عہدہ پر ممتاز رہے۔ استاد الدار اصل میں ہمارے ہندوستان کے مغل بادشاہوں کے داروغہ بیوتات کے برابر تھا۔ مترجم)

سلطان کا خطاب پہلے پہل خلیفہ واثق نے ترک سپاہ محافظ کے کمانڈر اسنناس کو دیا اور ساتھ ہی اس کو ایک مرصع تاج اور کمر بند عنایت کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ بویہ خاندان کے برسر حکمران ہونے تک سلطان کا خطاب پھر کسی شخص کو نہ ملا۔ البتہ بویہ خاندان کے شہزادے پھر اس خطاب سے ممتاز و سرفراز ہوئے خلعت پوشی کی رسم نہایت دھوم دھام اور شان و شوکت سے ادا کی جاتی تھی۔ خطاب لینے والے کو پہلے شاہی لبادہ پہنا کر مرصع تاج اس کے سر پر رکھا جاتا۔ گردن پر گلو بند لپٹا جاتا اور بازو پر مرصع بازو بند اور کمر کے گرد مرصع تلوار باندھی جاتی تھی۔ ملکی و فوجی اختیارات سپرد کرنے کی علامت میں دو جھنڈے ایک چاندی سے منڈھا ہوا اور دوسرا سونا سے (اوّل الذکر ایسا ہوتا۔ جیسا کہ امراء کو دیا جاتا اور سونے کا جھنڈا ٹھیک طرز کا ہوتا۔ جس طرز کا خلیفہ کے جانشینوں کو دیا جاتا تھا) خلیفہ اپنے ہاتھ سے اس کو دیتا پھر مجمع کے سامنے شاہی سند پڑھ کر سنائی جاتی۔ جس کے بعد سلطان خلیفہ کے ہاتھ کا بوسہ دیتا۔

سلطان کا خطاب شاہان بنی بویہ ہی تک محدود نہ رہا۔ یہ دوسرے طاقتور حکمرانوں کو بھی جیسے محمود غزنوی۔ طغرل۔ الپ ارسلان۔ ملک شاہ۔ صلاح الدین وغیرہ کو بھی دیا گیا۔ محمود غزنوی کے متعلق مولوی محمد حسین آزاد اپنی ایک کتاب میں مختلف رائے لکھتے ہیں۔ بقول ان کے ایک مغلوب سردار نے محمود کو سلطان کہہ کے مخاطب کیا تھا۔ محمود کو یہ خطاب پسند آیا۔ اور اس وقت اس نے یہ خطاب اختیار کر لیا تھا۔ اس کے بعد خلیفہ نے منظوری دیدی۔ مترجم)

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

M Awais Sultan
Group Admin
Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

عملی طور پر یوں ہوتا ہے کہ جب ایک شخص اس خطاب سے ایک دفعہ سرفراز ہو جاتا ہے تو اس کے خاندان میں موروثی ہو جاتا۔ البتہ ہر نئے بادشاہ کی تخت نشینی کے وقت خلعت عطا کرنے کی درخواست خلیفہ سے کی جاتی تھی، جو عموماً منظور ہو جایا کرتی تھی

کچھ عرصہ بعد ملک کا خطاب بھی جاری کیا گیا۔ یہ خطاب بعض حالتوں میں سلطان کے خطاب سے ملا کر اور اکثر حالتوں میں الگ اعزازی جملہ کے ساتھ ملا کر دیا تھا۔ پہلا شخص جو اس خطاب سے معزز و مفتخر ہوا، زنگی اعظم کا بیٹا نور الدین محمود تھا۔ اس کو الملک العادل کا خطاب دیا گیا تھا۔

بقول مسلمان سیاسی مؤرخوں کے عہد عباسیہ میں وزارت دو قسم کی تھی (۱) وزارت التفویض (۲) وزارت التنفیذ۔ پہلی قسم کے وزیروں کو بادشاہ کلی اختیارات بخش دیتے تھے اور وہ سلطنت کے سیاہ و سفید پر قابض ہو جاتے تھے وہ ہر معاملہ کا خود فیصلہ کر کے بادشاہ کے ساتھ صرف اس کی رپورٹ بھیج دیتے تھے۔ سفاح، منصور، اور مہدی کے وقت میں اس قسم کا کوئی وزیر نہیں ہوا۔ رشید کے وقت میں جعفر برمکی اور مامون کے وقت میں فضل بن سہل اس قسم کے وزیر ہوئے۔

دوسری قسم کے وزیروں کو ایسے وسیع اختیارات نہ ہوتے تھے وہ اپنی مرضی سے کوئی کام نہ کر سکتے تھے۔ بلکہ صرف بادشاہوں کے حکم کی تعمیل کراتے تھے۔ وزیر کے لئے ضروری تھا کہ وہ علم سیاست، مدن اور صوبوں کے مقامی حالات اور ان کی ضروریات سے کماحقہ طور پر واقف ہو۔ غیر مسلم بھی اس عہدہ جلیل القدر پر ممتاز و سرفراز ہوتے تھے اگرچہ ان کی تقرری کو پرانے خیالات کے مسلمان پسند نہ کرتے تھے۔

بنی بویہ کے بادشاہ عضد الدولہ کا وزیر عیسائی تھا۔ جسے اختیار حاصل تھا۔ اس کا نام نصر بن ہارون تھا۔ مصر کے خلفائے فاطمیہ کے وزیر اکثر یہودی اور عیسائی ہوتے تھے وزیر کے تقرر کا طریقہ خالی از دلچسپی نہیں تھا جس شخص کو بادشاہ نے پسند کیا ہو، وہ بذریعہ خط لعنی (سرکاری پروانہ) محل میں طلب کیا جاتا تھا۔ یہ پروانہ دو امیر لے کر جاتے تھے

جب وہ حجرہ شاہی کے دروازہ پر پہنچتا تو چیمبرلین (حاجب) اس کو بادشاہ کے پیش کرتا اور وہ مقررہ آداب وغیرہ بجا لاتا۔ بادشاہ اس سے مختصر گفتگو کرتا۔ اس کو پھر دوسرے کمرہ میں لے جاتے اور اسے تشریف (خلعت) پہناتے اور وہ خلیفہ کی خدمت میں پھر حاضر ہو کر اس کے ہاتھ کو بوسہ دیتا اور رخصت ہو جاتا۔ جب وہ دروازہ پر پہنچتا تو زرکار جھول اور مرصع نگار زیور و ساز و سامان سے سجا ہوا گھوڑا اس کے پاس لاتے۔ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر بڑے بڑے عہدہ داروں درباریوں اور امیروں، خلیفہ کے ملازموں اور دیوان کے چیمبرلینوں کے ساتھ دیوان (ایوان حکومت) کی طرف جاتا۔ وہاں کئی رسومات ادا کرنے کے بعد وہ گھوڑے سے اترتا اور جب اپنی جگہ پر بیٹھ جاتا اس کی تقرری کا حکم پڑھ کر سنایا جاتا۔ ابو ایوب الموریانی اور ربیع بن یونس وزیران منصور۔ جعفر وزیر۔ رشید فضل اور حسن وزیران مامون۔ فخر الدولہ بن طاہر وزیر مقتدی و قائم۔ رودواری۔ وزیر المہتدی ابن ہبیرہ وزیر مستنجد۔ العمید الکندری وزیر طغرل بیگ۔ نظام الملک وزیر الپ ارسلان و ملک شاہ اور القاضی الفاضل وزیر صلاح الدین یوسف نہایت مدبر اور دانا وزیر ہوئے ہیں

جس طرح خلفائے عثمانیہ (سلطانان روم) کی گورنمنٹ کو باب عالی کہتے ہیں۔ اسی طرح خلفائے عباسیہ کی گورنمنٹ کو "الدیوان العزیز" کر کے پکارتے تھے۔ وزیر اعظم بورڈ کا پریذیڈنٹ ہوتا تھا اور اس کو "الوزیر الدیوان العزیز" پکارتے تھے۔ عہد عباسیہ کی انتظامی مشین کے پرزے بلحاظ اقسام و عمل آج کل کی بہترین گورنمنٹ کے پرزوں سے ملتے جلتے تھے۔ سلطنت کے بڑے بڑے محکمے اور صیغے یہ تھے:

دیوان الخراج (محکمہ مال) دیوان الضیاع (محکمہ املاک شاہی) دیوان الزمان (محکمہ حساب) دیوان الجند سپاہ۔ دیوان الموالی والغلمان اس دیوان میں خلیفہ کے غلاموں اور مملوکوں کا رجسٹر رہتا تھا۔ دیوان البرید (ڈاک) دیوان الزمام والنفقات (محل سرائے شاہی کے مصارف) دیوان الرسائل۔ دیوان التوقیع۔ دیوان النظر فی المظالم۔ دیوان الاحداث والشرطہ (ملیشیا و پولیس) دیوان العطا (اس محکمہ سے پیشرو فوج نظام کی تنخواہ وغیرہ تھی) بعض محکموں اور صیغوں کے اعلیٰ افسر وزیر کہلاتے تھے۔ مگر یہ سب وزیر اعظم کے ماتحت تھے۔ وزیر اعظم کو صدر اعظم بھی کہتے۔

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

تھے۔ غیر مسلموں کے اغراض کی حفاظت کے لئے بھی ایک محکمہ تھا۔ اس محکمہ کے افسر کو کاتب الجہبذہ (ہسپانیہ میں) سے کاتب الذمام[1] پکارتے تھے کہتے تھے ان محکموں کے علاوہ اور بھی چھوٹے چھوٹے انتظامی سیاسی اور عدالتی صیغے تھے، ان میں دیوان المقاطعات۔ (سرکاری امداد کا محکمہ) اور دیوان الافرحہ (محکمہ انہار) بڑے ضروری تھے ان محکموں سے سرکار کا تعلق بہت کم تھا گورنمنٹ مختلف اقوام کے معاملات میں بالکل دخل نہ دیتی تھی؛ ہر ایک قریہ اور ہر ایک قصبہ اپنا انتظام خود کرتا تھا اور گورنمنٹ صرف اسی حالت میں دخل دیتی تھی جب کوئی فساد ہو پڑا۔ یا محاصل ادا نہ ہوتے؛ تاہم زرعی معاملات کی گورنمنٹ خوب نگرانی رکھتی۔ وہ انہار کی تعمیر مرمت اور شکست و ریخت کا انتظام کرتی کیونکہ زراعت کا دارومدار انہیں پر تھا۔ اور سلطنت کی آمدنی زراعت پر منحصر تھی۔ رشید کے قاضی القضاۃ ابو یوسف نے خلیفہ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھ کر اس کو زراعت کو ترقی دینے کے لئے گورنمنٹ کے خرچ پر نئی انہار بنوانے اور موجودہ نہروں کی مرمت اور ان کو صاف کرانیکی تاکید کی اور تجویز کی کہ نہروں کو درست کرنے اور پانی بانٹنے کا خرچ نصف سرکار دے اور نصف کاشتکار۔ اس نے بحری پولیس مقرر کرنے اور بڑے بڑے دریاؤں اور خاصکر دجلہ فرات کو جہازرانی کے لئے ٹھیک کرنے کا بھی مشورہ دیا۔

انتظام سلطنت کو بوجہ احسن چلانے کے لئے خلیفہ مہدی نے سلطنت کے بڑے بڑے مرکزوں میں دیوان الزمام (دفاتر اکونٹنٹ یا دفاتر محاسبہ) قائم کئے۔ عہد امویہ کی طرح سب سے ضروری محکمہ دیوان الخراج تھا، اس کے سپرد عراق کے (جو سلطنت میں سب سے زیادہ سرسبز و شاداب ملک تھا) محاصل اور دیگر صوبوں کے محصولات کا حساب و کتاب تھا۔ معادین یعنی جنس میں محاصل لینے کا صیغہ بھی اسی محکمہ کی تفویض میں تھا۔

دیوان الرسائل کا محکمہ بھی نہایت ضروری تھا، اس محکمہ کا اعلیٰ افسر ایک قسم کا ذیمہ ہوتا تھا۔ وہ شاہی احکام۔ فرمانات، چٹھیاں اور پولیٹیکل عہد نامہ جات کو تحریر کرتا تھا۔ اور

[1] زمام دبرابر یعنی لگام دعذان تلہ الذمام (بدلل جمع ذمی)

جب بادشاہ یا دبیر مسودہ کو منظور کر لیتا تھا۔ تو ان پر سرخ لاکھ سے خلیفہ کی مہر ثبت کر دیتا تھا۔ وہ سرکاری خط و کتابت کو بھی درست کر کے ان کو خود لفافہ میں بند کرتا۔ سرکاری درباروں میں سے جب بادشاہ لوگوں کی شکایات سنتا اور ان کی درخواستیں لیتا تو یہ حاضر رہتا۔ وہ درخواستوں پر شاہی فیصلہ لکھتا اور بہت سی عدالتوں میں فیصلہ کی نقل بھی درخواست کنندوں کو دی جاتی اور اصلی مثل دفتر میں رکھی جاتی۔ چونکہ اس محکمہ کا کام ذمہ داری کا اور تحریر اعلیٰ درجہ کی ہوتی تھی۔ اس لئے اس کے سیکرٹری اور محرر تعلیم یافتہ خاندانوں میں سے لئے جاتے تھے۔ اس محکمہ کے بعد دیوان التوقیع تھا۔ اس محکمہ میں ان عرضداشتوں کے جو بادشاہ کو دی جائیں۔ جوابات لکھے جاتے تھے ان کو رجسٹر میں درج کیا جاتا۔ شاہی دستخط سے مزین کر کے مہر لگائی جاتی اور شروع میں خلیفہ کا طغرا اور قرآن شریف کی کوئی آیت لکھی جاتی۔

ہر ایک صوبہ میں محکمہ ڈاک کی نگرانی کے لئے ایک پوسٹ ماسٹر جس کو صاحب البرید کہتے مقرر ہوتا۔ وہ صرف شاہی ڈاک کی باضابطہ روانگی کا ہی بندوبست نہیں کرتا تھا۔ بلکہ روزمرہ کے واقعات سے بھی خلیفہ کو باخبر رکھتا تھا در حقیقت وہ مرکزی گورنمنٹ کا جاسوس ہوتا تھا۔ وہ وقتاً فوقتاً صوبہ کی حالت اس کے انتظام حکومت۔ زراعت اور کاشتکاروں کی حالت مقامی افسروں کے رویہ ٹکسالوں اور سونا چاندی کی مقدار جتنی کہ مضروب ہوتی ہو ان سب باتوں کے متعلق مفصل رپورٹیں بھیجتا رہتا۔ سپاہیوں کو تنخواہ ملنے وقت اس کی موجودگی ضروری تھی۔ سرکاری ڈاک کے ساتھ عام لوگوں کے خطوط بھی روانہ کیے جاتے۔ جو ٹھیک پتہ پر پہنچا دیئے جاتے تھے۔ مگر یہ معلوم نہیں کہ لوگوں کو خط کی روانگی کی اجرت کیا دینی پڑتی تھی۔ ایران میں گھوڑوں اور خچروں کی اور عرب میں اونٹوں کی ڈاک تھی کل سلطنت میں ۹۵۰ منزلیں تھیں۔ ہر ایک منزل پر ان حیوانوں کی ایک اچھی خاصی تعداد موجود رہتی تھی اور عام لوگ بھی کرایہ دے کر ان حیوانوں سے کام لے سکتے تھے۔ گورنر اپنے صوبہ کی طرف منزل بمنزل سفر کیا کرتے تھے۔ اور اکثر فوجیں بھی ایسا ہی کرتی تھیں۔ شاہی گھوڑوں پر خاص نشان لگتے ہوتے تھے۔ جس کے باعث وہ دوسرے آدمیوں کے گھوڑوں میں خلط ملط نہیں ہو سکتے تھے۔ الغرض حیوانوں کی خوراک اور خرید اور ملازمان ڈاک کی تنخواہوں پر صرف صوبہ عراق

M Awais Sultan Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

میں (۱۵۴۰۰۰) دینار خرچ ہوتے ہیں۔ اموی خلیفہ ہشام کے عہد میں صوبہ عراق کے ڈاک خانوں کا خرچ چالیس لاکھ درہم تھا۔ محکمہ ڈاک کا افسر اعلیٰ یعنی صاحب البرید پوسٹ ماسٹروں اور دیگر افسروں کی رپورٹیں اور بعض اوقات ان کا اختصار خلیفہ کی خدمت میں پیش کرتا۔ علاوہ ازیں صاحب البرید شہروں میں پوسٹ ماسٹر بھی مقرر کرتا اور ان کی نگرانی رکھتا اور ان کی تنخواہوں کا انتظام بھی کرتا تھا۔ پوسٹل ڈائرکٹری جس میں ڈاک خانوں کے نام اور ان کے فاصلے درج ہوتے دفاتر سرکاری میں موجود رہتی تھی۔

کبوتروں کے ذریعہ نامہ و پیغام کرنے کا طریقہ رومیوں اور یونانیوں میں رائج ہوا تھا چنانچہ تورڈس تھینسٹر نے اپنی فتح کی خبر اپنے باپ کو ایک کبوتر کے ذریعہ بھیجی تھی اور برٹوس موڈینہ کے محاصرہ کے دوران میں کبوتروں کے ذریعہ باہم خط و کتابت کرتے تھے۔

مگر زمانہ عباسیاں میں کبوتر کے ذریعہ سب سے پہلی تحریر معتصم کے عہد میں بھیجی گئی بابک کی فتح کی خبر بغداد کی طرف ایک نامہ بر کبوتر لایا۔ اس کے بعد باضابطہ نامہ بر کبوتر رکھے گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ ناصر الدین اللہ کے عہد میں نامہ بر کبوتروں سے بڑا کام لیا جاتا تھا اور نور الدین محمود نے ہر ایک چھاؤنی میں نامہ بر کبوتر رکھے ہوئے تھے۔

ایک اور محکمہ جو بظاہر دیوان الجند کی ایک شاخ معلوم ہوتا ہے۔ دیوان العرض تھا دیوان العرض سے فوجی معائنہ و جائزہ متعلق تھا۔ اسلحہ سازی کا کارخانہ ایک خاص افسر کے ماتحت تھا اس افسر کو "مشرف الصنعتہ بالمخزن" کہتے تھے ہر ایک سرکاری دفتر پر ایک ڈائرکٹر مقرر تھا۔ جس کو رئیس یا صدر کہتے تھے نگرانی کا عملی کام انسپکٹر کرتے تھے۔ جن کو مشرف یا ناظر کرکے پکارتے تھے۔ انسپکٹر زراعت و آبپاشی مشرف الافرحہ۔ جنس دار محصولات کا انسپکٹر مشرف الاقامتہ المخزنیہ سرکاری ذخائر کا نگران مشرف بالمخزن۔ سرکاری عطیات کے محکمہ کا افسر ناظر الدیوان المقاطعات۔ حساب اور پڑتال کا نائب ڈائرکٹر نائب دیوان الزمام کہلاتا تھا۔ خلیفۃ المقتدی کے وقت میں حساب کی پڑتال کا نائب ڈائرکٹر ابو غالب اصبغی المعروف بتاج الرؤساء تھا۔ ان اور دیگر افسروں کے علاوہ ایک کنٹرولر جنرل ہوتا تھا۔ جو سرکاری دفاتر کا معائنہ کرکے ان کی رپورٹ خلیفہ کی خدمت میں کرتا تھا

اس افسر کو مشرف المملکت کہتے تھے. عہدہ داروں کے درجے اس طرح پر تھے: پہلے وزیر. پھر حاجب. حاجب کے بعد مختلف محکموں کے صدر. ان کے بعد قاضی القضاۃ اس کے بعد فوج محافظ کا افسر اعلیٰ اور پھر سیکرٹری وغیرہ. ہسپانیہ میں حاجب عملی طور پر وزیر ہوتا تھا. سفرائے دول غیر شہزادوں اور دیگر عمائد سلطنت کی ملاقات بادشاہ سے حاجب کراتا. لہٰذا وہ صاحب اقتدار ہوتا تھا. مصر میں عہدوں کے نام فاطمی خلفاء نے مختلف رکھے ہوئے تھے وہ اعلیٰ افسر ڈاک کو مقدم البریدیہ - وزیر دیوان حکومت کو کاتب الدرج. محکمہ توقیع کے سیکرٹریوں کو کتاب الانشا. محکمہ توقیع کو دیوان الانشا. خزانچی خانہ ندار. انسپکٹر کو مشیا افسر ملبوسات کو جمعدار. اسلحہ افسر کو اسلحدار. وزیر محکمہ کو صاحب. گورنر کو نائب. وائسرائے کو نائب الحضرت. سلطنت کے صدر المعظم کو کافل الممالک. محکمہ راز کے سیکرٹری کو کاتب السر. انسپکٹر جنرل کو ناظر انظار. محکمہ جنگ کو دیوان الجیوش. محکمہ تقسیم تنخواہات کو دیوان الواجب (بغداد میں اسے دیوان الترتیب پکارتے) محکمہ پنشن کو صندوق النفقات. فوجی جھنڈوں اور باجوں کے اعلیٰ افسر کو امیر العلم. فوجی انسپکٹر کو ناظر الجیش. سرکاری مطالبات کی وصولی کے محکمہ کو دیوان المرتجع. جرنیل رسالہ کو صاحب الخیل پکارتے. بعض مقامات اور دیگر اشیاء کے عربی نام بھی یہاں درج کر دیے جاتے ہیں. آئس لینڈ کو رسلانده. ڈنمارک کو الروندلی ما در سوشہ. آئرلینڈ کو نمرلنده. سکاٹ لینڈ کو ٹ اسقوسیہ. ناروے کو جزیرہ البرغافیہ یا نزبانغ سردیہ کو جنشوٹہ. پولینڈ کو لولونیا یا فوبوجیہ. ہنگری کو انکمیس. کارپیتھن کو جبل ملوات. سیکسنی کو شلسوقیہ یا بلاد سکس. جرمنی کو جرمانیہ یا بلاد الالمان. طارس کو جبل السلسلہ. جینکو کو اریقہ. جیرون کو عطیل. بحیرۂ ارال کو بحیرۂ الخوارزم. اورنٹس کو العاصی. کوہ اطلس کو جبل درن. بحیرۂ ایڈریاٹک کو خلیج البندقیہ. وینس کو بندق. والگا کو اتیل. ماڈلیسہ کو ذکیتہ. بلغراد کو تلعات. بیرالاغراض کو حلب کے دریا کالوس کو قویق. پایۂ تخت نیاصرہ کو کرسی النیاصرہ محافظ دستہ کو حیفر. پلٹن کو طلب جمع طلاب. تیل کی آبشاروں کو الجنادل. جنگی جہاز کو بوطاس. دیگر جہازی اقسام کو شوانع البحریہ. حراریق المعادی. غراب. طراریدا اور بیرہ کو اسطول کہتے ہیں.

M Awais Sultan Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

ہر ایک شہر میں خاص پولیس ہوتی جس کو شرطہ اور پولیس افسر کو صاحب الشرط کہتے ہیں۔ بنو امیہ کے عہد میں شرطہ یا شہر کے محافظ میونسپل پولیس سے الگ ہوتے تھے۔ میونسپل محافظ لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کرنے اور رات کو خاص خاص افسروں کی نگرانی میں پہرہ دیتے تھے شرطہ یعنی پولیس فوجی درجہ رکھتی تھی اور چونکہ تنخواہ معقول ملتی تھی، خوب دیانت داری اور مستعدی سے کام کرتی تھی۔ بغداد کی پولیس کا کمشنر گورنر کا درجہ رکھتا تھا۔ مامون کے عہد میں بغداد کا پولیس کمشنر طاہر درخواست کرنے پر خراسان کا گورنر مقرر ہو گیا تھا۔ اخیر وقتوں میں صاحب الشرط بھی کبھی کبھی وزیر کی پوزیشن حاصل کر لیتا تھا۔

میونسپل پولیس ایک افسر کے ماتحت ہوتی تھی جس کو محتسب کہتے تھے یہ عہدہ خلیفہ مہدی نے ایجاد کیا تھا۔ اور اب تک اسلامی ممالک میں یہ عہدہ موجود ہے محتسب منڈیوں اور شاہراہوں کا سپرنٹنڈنٹ ہوتا تھا۔ وہ ہر روز اپنے چند ماتحتوں کو ساتھ لے کر شہر کی گشت کرتا اور پولیس کے احکام کی تعمیل کراتا۔ سوداگروں اور دکانداروں کے ماپ تول کے پیمانے اور آلات کو ملاحظہ کرتا اور دنگا فساد کو مٹاتا تھا اگر کوئی شخص دھوکہ دینے کی کوشش کرتا۔ تو فوراً سزایاب ہوتا۔ ابوالحسن الماوردی اپنی کتاب "احکام السلطانیہ" میں عدالتی و عاملانہ اختیارات کی تشریح کرنے کے بعد پولیس کے بارہ لکھتا ہے کہ پولیس یعنی حسبہ عدالتی و عاملانہ اختیارات کے بین بین ہے پولیس کے اختیارات کی خوب حد بندی کر دی گئی ہے وہ اوامر پر عمل درآمد کراتی اور ممنوع اور ناجائز باتوں کو رد کرتی ہے۔

تاجروں کی ایک ذمہ دار مجلس تجارتی کاروبار کی نگرانی اور بے ایمانی کا تدارک کرنے کے لئے بنائی گئی تھی اس مجلس میں یا تو خود تجار شامل ہوتے یا ان کے قائم مقام اس مجلس کا صدر کاروباری سربرآوردہ سوداگر ہوتا۔ جس کو رئیس التجار کہتے تھے ممبروں کو امین کہہ پکارتے تھے ہر ایک تجارتی مرکز میں نہ صرف سوداگروں کی مجالس تھیں بلکہ بڑے بڑے شہروں میں شہریوں کی کونسلیں بھی بنی ہوئی تھیں۔ شہریوں کی کونسل

کو دیوان الشوریٰ کہتے تھے۔ اس میں شہر کے رئیس اور سربرآوردہ اشخاص شامل ہوتے تھے ان کے پریذیڈنٹ کو جسے صدر کہتے تھے۔ اکثر بادشاہ یا گورنر نامزد کرتا تھا اپنے اوپر آپ حکومت کرنے کی ترغیب دی جاتی تھی۔ میونسپل کمیٹیوں کی حفاظت کی جاتی تھی اور ان کو ترقی و فروغ دیا جاتا تھا ایک مورخ لکھتا ہے خوش قسمتی سے اسلامی دنیا میں شخصی حکومت نہ تھی نظم ونسق بالکل سیدھے اور سادھے اصول پر اور خود لوگوں ہی کے ہاتھ میں تھا۔ اعلیٰ حکومت صرف محصولات کی باقاعدہ ادائیگی کی خواہاں تھی و بس۔

اس پر میں اتنا اور منسلک کرتا ہوں کہ محکمہ اتہار بھی عام رعایا کے ہاتھ میں تھا میں یہاں اس طرز کی حکومت کی مثال پیش کرتا ہوں۔ جو ایران میں رائج تھی ہر ایک شہر اپنے معاملات کا خود انتظام کرتا۔ خود ہی ٹیکس مشخص کرتا اور گورنمنٹ کو مقررہ لگان ادا کر دیتا تھا۔ جب نئے محصول کی تجویز ہوتی یا ہمسایہ شہروں میں تنازعہ ہو پڑتا۔ تو صرف اس وقت گورنروں سے مشورہ لیا جاتا۔ شہر اپنی جگہ خود مختار اور بمنزلہ نیم آزاد ریاستوں کے تھے ان کی حالت موجودہ یورپ کے آزاد شہروں جیسی تھی۔ بلخ معہ اپنے مضافات کے دس لیگ (ایک لیگ تین میل کے برابر ہوتا ہے) میں پھیلا ہوا تھا اور اس کے اردگرد مٹی کے پشتے بنے ہوئے تھے۔ سغد۔ سمرقند۔ ہرات خوارزم (مدینۃ الفیل) رہے۔ ہمدان اور دوسرے شہر بھی وسعت میں اس کے قریب قریب تھے اور ان شہروں کی میونسپلٹیاں قوم کی نشوونما اور تمدن پر بڑا اثر ڈالتی تھیں مرکزی حکومت صرف نائب گورنر کو جو زیادہ تر اسی صوبہ کے کسی خاندان سے منتخب کیا جاتا تھا۔ اور قاضی یا دیگر بڑے بڑے عہدہ داروں کو ہی مقرر کرتی تھی ان شہروں کی نائب گورنری کا عہدہ ایسا جلیل القدر سمجھا جاتا تھا۔ کہ عموماً شہزادوں کو دیا جاتا تھا میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ خلفاء نے بغداد سے لے کر مکہ اور بغداد سے دوسرے بڑے بڑے شہروں تک سرائیں اور چاہات تعمیر کرائے تاکہ حاجی اور قافلے خراب موسم میں وہاں پناہ لے سکیں اور تشنگی کی مصیبت سے نجات پائیں۔ حاجیوں کو

M Awais Sultan Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

بدؤں کے حملوں اور دست درازیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے بھی ایک عہدہ دار مقرر کیا گیا تھا اس عہدہ دار کو امیر الحاج کہتے تھے وہ ایک دستہ فوج کے ساتھ حاجیوں کے ہمراہ رہتا تھا۔

خانہ بدوش قبائل کی حکومت ان کے سب کے بڑے سرداروں کو دی جاتی تھی اس کو امیر العرب کہتے تھے اور وہ اپنے قبائل میں امن قائم رکھنے کا ذمہ دار ہوتا تھا۔

عدالت گستری کا انتظام بھی نہایت اعلیٰ تھا۔ غیر مسلموں کے دیوانی مقدمات ان ہی کے مذہبی پیشواؤں اور مجسٹریٹوں کے سپرد کئے جاتے اور مسلمانوں کے قاضیوں کے حوالے کئے جاتے تھے ہر ایک شہر کا اپنا ایک قاضی ہوتا تھا۔ بڑے بڑے شہروں میں قاضی کے نائب بھی ہوتے تھے بغداد کا قاضی قاضی القضاۃ کہلاتا ہے۔ (پہلا قاضی القضاۃ ابو یوسف تھا) اور درحقیقت وہ ساری سلطنت کا چیف جج ہوتا تھا عدالتی کاروائی میں قاضیوں کی مدد کے لئے دوسرے افسر بھی جن کو عدل کہتے ہیں۔ مقرر کئے جاتے تھے فوج کے مقدمات مجسٹریٹوں کے سپرد تھے ان مجسٹریٹوں کو صاحب النظالم کہتے ہیں۔ مگر سب سے بڑا دار العدل دیوان النظر فی المظالم تھا۔ اس دیوان کا پریذیڈنٹ خود بادشاہ ہوتا تھا۔ اور اس کی غیر حاضری میں کوئی معتمد عہدہ دار صدر بنتا تھا۔ اس دیوان کے دوسرے ممبر قاضی القضاۃ، حاجب اور اعلیٰ وزرائے سلطنت ہوتے تھے۔ مفتیوں کو مجبوری طلب کیا جاتا تھا۔ اس عدالت کی ضرورت اس واسطے لاحق ہوئی کہ جب کبھی کوئی مدعا علیہ بڑا رئیس یا سرکاری عہدے دار ہوتا تو وہ قاضی کی ڈگری کی پرواہ نہ کرتا اور اس کی تعمیل نہ ہونے دیتا مگر اس عدالت (دیوان النظر فی المظالم) کی طلبی پر حاضر ہونے یا اس کے حکم کے سامنے کسی کو چوں وچرا کی جرأت نہ تھی اور کوئی اس کے فیصلہ سے گریز نہ کر سکتا تھا۔ تاہم نورالدین محمود کے وقت تک کوئی باضابطہ ہائی کورٹ قائم نہ ہوئی تھی اس بادشاہ نے سب سے اول دارالعدل قائم کیا اور مختلف عدالتوں کو ایک جگہ جمع کر کے صیغہ عدالت کی اصلاح و تنظیم کی کیونکہ یہ صیغہ خلافت کے انحطاط پر بہت کچھ ابتر ہو گیا تھا۔

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

دارالعدل میں کوئی شخص جب تک کہ وہ نیک چلنی کا سرٹیفکیٹ پیش نہ کرے شہادت نہیں دے سکتا تھا، نہ کسی دستاویز پر گواہی ثبت کر سکتا تھا۔ اس عمدہ قانون پر دیگر اعلیٰ قوانین کی طرح کبھی کبھی عمل نہ کیا جاتا تھا اور اس کی بدولت ناجائز فائدہ اٹھایا جاتا تھا۔

دریائے فرات و دجلہ کا درمیانی علاقہ سرکاری سلطنت میں نہایت سرسبز و شاداب تھا۔ اور چونکہ یہ براہ راست اعلیٰ حکومت کی نگرانی میں تھا۔ اس کی زراعتی نشوونما اور ترقی میں بیش از بیش کوشش کی جاتی تھی۔ زمینوں کی آبپاشی کی غرض سے نہروں کا جال پھیلا ہوا تھا۔ مہدی نے ضلع واسط میں ایک نہر بنائی جس سے بہت بڑا رقبہ زیر کاشت ہو گیا منصور کا چچا عیسیٰ نے نہر بنوائی جو دریائے فرات سے نکل کر بغداد تک پہنچتی تھی اور شہر کے مغربی جانب دریائے دجلہ میں جا گرتی تھی یہ نہر اتنی بڑی تھی کہ بڑے بڑے جہاز اس میں چل سکتے تھے۔ نہر دجیل (دجیل دجلہ کا اسم تصغیر ہے۔ مترجم) جو بمقام تکریت دریائے دجلہ سے نکالی گئی تھی اور بہت سی شاخوں میں منقسم تھی بغداد کے شمالی اضلاع کو آبپاشی کرتی تھی۔ دجلہ کے مشرق کے اضلاع بھی نہری پانی سے مستفید ہوتے تھے زراعت کو فروغ دینے کا کام کسی خاص صوبہ تک محدود نہ تھا بلکہ ساری سلطنت میں زراعت کو ترقی دینے کی جدوجہد کی جاتی تھی بلکہ یہ کام مذہبی فرض سمجھا جاتا تھا۔

ایک مورخ لکھتا ہے "ان دنوں میں عراق اور جبل ایران باغ پُر بہار معلوم ہوتے تھے سارا ملک خاص کر بغداد اور کوفہ کا درمیانی علاقہ شہروں قریوں اور خوبصورت مکانوں سے آراستہ تھا۔ سلطنت کے معدنی وسائل کو خوب نشوونما دی گئی۔ خراسان کی لوہے کی کانوں اور کرمان کی سیسہ اور چاندی کی کانوں میں لائق و قابل انجینئروں کی زیر نگرانی کام ہوتا تھا۔ بتریہ میں چینی اور سنگ مرمر، شمالی ایران میں نمک اور گندھک۔ جارجیا میں نفت یعنی مٹی کے تیل کی کانیں معلوم کر کے ان میں کام شروع کیا گیا۔ ہر ایک صنعت کو فروغ دیا جاتا تھا۔ بصرہ کے صابون اور بلور کے کارخانے ساری مہذب دنیا میں مشہور تھے۔ معتصم نے بغداد، سامرہ اور دیگر بڑے بڑے شہروں میں کارخانے کھول کر ان صنعتوں کو کمال فروغ بخشا۔ اس نے مختلف شہروں میں کاغذ کے کارخانے

Islamic Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

بھی جاری کئے اور ان کے کاریگر اور ساہر مصر سے جہاں کا غذ سازی کا بڑا چرچا تھا۔ بلائے۔ ایران کے بڑے بڑے شہروں میں زردوزی کے شاہی کارخانے موجود تھے اور ریشم زربفت کمخواب اور قالین کے کارخانے بڑے بڑے پیمانے پر جاری تھے۔ عربوں کی صنعتی ترقی کا پتہ ان چیزوں کے دیکھنے سے ہو سکتا ہے جو ایران، عراق اور شام کے کارخانوں میں بنائی جاتی تھیں کوفہ ریشمی اور نیم ریشمی پٹکوں کے لئے مشہور تھا یہ پٹکے آج تک مغربی ایشیاء میں ملتے ہیں۔ اور ان کو کوفیہ کہتے ہیں خوزستان اپنی باریک کاریگری کے لئے شہرہ آفاق تھا۔ تستر کی خوبصورت زربفت۔ قرقوت کے قیمتی غالیچے، سوسن کی کمخواب اور مخمل دنیا بھر میں مشہور تھی۔ دوسرے صوبے میں صنعت میں کچھ کم نہ تھے۔ سوسن گرد میں چکن سازی پشمینہ اور غالیچہ باقی کے شاہی کارخانے تھے اس میں سلطان کے لئے زر دوزی پردے بھی تفریعنے کتے ہوئے ریشم سے بنائے جاتے تھے۔ دوسرے پردے خام ریشم اور اونٹ بھیڑ کی ریشم سے بنائے جاتے اس شہر میں ریشم کے خوبصورت چوغے بھی تیار ہوتے تھے جو شیراز کے ادنیٰ چوغوں سے بڑھیا تھے۔ خراسان کے مالدار شہر کمخواب غالیچے، نمدے، پردے، چادریں، اور ہر قسم کا ادنیٰ مال تیار کرتے تھے۔ غرضیکہ سلطنت کا ہر شہر اپنی کسی نہ کسی خاص صنعت کے لئے مشہور تھا۔ کوئی دہاتی کام میں مشہور تھا۔ تو کوئی بلوری کام میں۔ کوئی اونی و ریشمی کام میں شہرہ آفاق تھا تو کوئی کتان بنانے میں طاق تھا۔ شام بلور کے کارخانوں کے لئے مشہور تھا۔ دوسری صدی ہجری میں وہاں چمکدار اور منقش بلوریں کا کام بننا شروع ہوا۔ بلوریں برتنوں میں سنہری اور دوسرے رنگ ایسی استادی سے آمیز کئے جاتے تھے کہ ان کی تعریف میں قدیم مورخ رطب اللسان ہیں۔ ایک بلوریں پیالہ جو خلفائے فاطمیہ کے خزانے سے دستیاب ہوا تھا۔ ۲۶۰ دینار کو فروخت ہوا تھا۔ بلوریں شمعدان اور فانوس جن پر سفیدی و سیاہی سے قطعات لکھے ہوتے۔ مساجد اور محلات میں زینت کا باعث ہوتے تھے۔ بڑے بڑے اور ہر بلوریں برتن روزمرہ کے استعمال میں آتے تھے۔ قدرتی پیداواروں میں بھی ملک اول نمبر پر تھا۔ جو۔ گندم چاول۔ خرما۔ کھجور

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

طرح طرح کے پھل نیز کپاس ساری سلطنت میں بافراط پیدا ہوتی تھی۔ پھلوں کا کیمیاوی امتحان کیا جاتا تھا جس سے بڑے مفید نتائج برآمد ہوتے اہواز اور فارس میں گنا بکثرت ہوتا اور کھنڈ نکالنے کے کارخانے بکثرت جاری تھے۔ حکیم ناصر خسرو لکھتا ہے "ہر جگہ میلوں تک لہلہاتے کھیت اور باغات موجود ہیں"

فارس و اہواز کے قند ساز کارخانے نہ صرف ایشیاء کی ضرورت کو پورا کرتے بلکہ اپنا ساختہ مال یورپ کی طرف بھی روانہ کرتے تھے جہاں ان کی بڑی کھپت ہوتی تھی ان دنوں جندیساپور میں نیچرل سائنس کا ایک مشہور آفاق کالج قائم تھا یہ شہر ان دنوں علاقہ دارماں اطبار کا مسکن تھا معلوم ہوتا ہے کہ کالج کے ذریعہ سے صنعت و حرفت اور تجارت کو بڑی ترقی ہوئی۔ کھانڈ کو صاف کرنے کا طریقہ اسی شہر نے معلوم کیا۔ وہاں سے یہ طریقہ خوزستان میں پہنچا اور وہاں سے ہسپانیہ نے حاصل کیا۔ یہاں سے جو۔ گندم۔ چاول اور پھل اور ماز ندرہ ان سے پھول۔ کھانڈ۔ بلوریں برتن۔ مٹی کے برتن۔ ریشمی اور اونی پارچے تیل اور عطریات وغیرہ دوسرے ممالک کو روانہ کیے جاتے تھے۔ ہندوستان سے ہر قسم کے مصالح اور جڑی بوٹیاں مجمع الجزائر سے صندل کی لکڑی۔ قیمتی پتھر اور جواہرات بانس آبنوس اور ہاتھی دانت وغیرہ منگایا جاتا تھا۔

فارس معدنی دولت سے مالا مال تھا اس میں نمک۔ چاندی۔ لوہا۔ سیسہ۔ گندھک اور نفت کی کانیں بکثرت موجود تھیں۔ ہرات کے مضافات سے چاندی نکلتی تھی۔ سلطنت کو مندرجہ ذیل مدوں سے آمدنی ہوتی تھی۔

(۱) خراج ارضی (عشر) زکوٰۃ جسے انکم ٹیکس کہہ سکتے ہیں (صدقات مد (۳) کانوں کی پیداوار (۵) کا خمس۔ (۴) جزیہ (جزیہ کے سمجھنے میں عام لوگ غلطی کرتے ہیں۔ وہ اس کو جبریہ محصول سمجھتے ہیں۔ مگر اصل میں ویسا نہیں۔ اسلامی ممالک میں موجودہ یورپ کی طرح فوجی خدمت لازمی ہوتی تھی اور جبر باوجود فوجی خدمت کے قابل ہونے کے بھی اس خدمت سے بری ہونا چاہتے تھے۔ ان کو کچھ روپیہ ادا کرنا پڑتا تھا آج تمام مہذب گورنمنٹیں بھی ایسا ہی کرتی ہیں۔ چونکہ غیر مسلم فوج میں بھرتی نہیں کیے جاتے

تھے جس کو اس زمانہ کی اصطلاح میں جزیہ کہتے ہیں باقی رہا یہ امر کہ وہ غیر مسلموں پر فوجی خدمت لازمی کیوں نہ کر دیتے تھے. سو اول تو وہ خود ہی اس پر راضی نہ تھے اور اگرچہ جبراً ان سے ایسا کرایا جاتا تو وہ ناراض ہو جاتے اور اس کو ناحق بار سمجھتے. علاوہ ازیں ان پر اعتماد نہ ہو سکتا تھا کہ ہر حالت میں نمک حلال وخیر خواہ رہیں گے. لہٰذا یہی مناسب سمجھا گیا کہ مسلمانوں کے لئے فوجی خدمت لازمی کی جائے اور غیر مسلموں کو اس سے آزاد رکھ کر اس کے عوض میں فوجی اخراجات کا ایک حصہ وصول کیا جائے. اس غرض سے ان پر جزیہ لگایا گیا. جو غیر مسلم فوج میں ہوتے. جزیہ سے بری ہوتے (مترجم)

(۵) محصول چونگی و درآمد برآمد (۶) محصول نمک وماہی گیری. (۷) سرکاری زمین کا کرایہ جو دکانداروں سے لیا جاتا تھا (آج کل بھی ایسا ہوتا ہے) (۸) کارخانوں کا محصول. (۹) انتقال ملکیت وسامان تکلف کا محصول. (۱۰) محصول درآمد. مگر واثق نے ساحلی تجارت کو فروغ دینے کے لئے محصول درآمد ہٹا دیا تھا.

کریمر صاحب لکھتے ہیں کہ "تمام باتیں ثابت کرتی ہیں کہ اس زمانہ میں افسر مال بے وقوف نہ تھے (۱۰) عباسی خلفاء کو کاشتکاروں کا بڑا خیال تھا اور ان کا بوجھ ہلکا کرنے کی اکثر کوشش کی جاتی تھی. منصور نے گندم اور جو کی جگہ روپیہ لینے کا طریقہ منسوخ کر دیا اور مقاسمہ (بٹائی) کا سلسلہ جاری کیا. (یعنی فصل کی پیداوار کا ایک حصہ زر لگان کی بجائے لیتا) مگر کم حیثیت پیداواروں. کھجور اور پھل دار درختوں پر بدستور سابق روپیہ لینے کا طریقہ جاری رہنے دیا. چونکہ اس صورت میں محصلین نے جبر شروع کر دیا. مہدی نے حکم دیا کہ سرکاری حصہ واقعی پیداوار کے مطابق لیا جائے. جو زمین سرسبز وشاداب ہوتی اور کاشتکار کو زیادہ محنت نہ کرنی پڑتی. تو پیداوار کا نصف حصہ اور جہاں زمین کے آبپاشی کرنے میں تکلیف اٹھانی پڑتی. تو تیسرا حصہ جہاں زیادہ تکلیف ومحنت کرنی پڑتی وہاں چوتھا حصہ اور بعض حالتوں میں پانچواں حصہ لیا جاتا تھا. انگوروں اور کھجوروں وغیرہ کے باغات پر نقد محصول لگایا جاتا. پیداوار کی قیمت کا تخمینہ لگا کر اس کا نصف یا ثلث ٹیکس بھی لیا جاتا تھا. محصول کے اس طریقہ کو مقاسمہ اور

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

جو پہلے رائج تھا اس کو محاسبہ کہتے تھے کیونکہ وہ پیمائش پر منحصر تھا۔ مامون نے ۲۰۴ھ میں محصول اراضی میں تخفیف کر کے اعلیٰ زمین کا محصول نصف پیداوار کی قیمت کے تخمینہ کی بجائے دو بٹا پانچ کر دیا۔ مگر بابل۔ کالدیا۔ عراق۔ الجزیرہ اور ایران میں بے شمار ایسے دہقان اور آزاد کاشتکار تھے۔ جن پر فتح کے وقت باہمی رضامندی سے مقررہ دائمی خراج لگ چکا تھا اور وہ تبدیل نہیں ہو سکتا تھا۔ شمالی ایران اور خراسان بھی اس نا عدے کے زیر اثر تھے اور وہ سب سے بڑے فائدہ میں تھے۔ تشخیص لگان کے تین طریقے تھے۔ (۱) محاسبہ یعنی زمین کی پیمائش کرنے اور نقدی اور جنس یا صرف نقدی یا صرف جنس میں محصول لگایا جاتا۔ (۲) مقاسمہ یعنی پیداوار کی حیثیت کے مطابق جنس میں محصول لیا جاتا۔ (۳) خراج جو لوگوں اور گورنمنٹ کے مابین خاص معاہدے سے طے ہوتا۔ اسے مقاطعہ کہتے تھے۔ تیسری قسم میں شاہی املاک بھی شامل تھے ظالم سے ظالم بادشاہ کے عہد میں بھی محصول اراضی اکثر معاف کیا جاتا تھا۔ بطور مثال معتضد نے ۱۵ مارچ کی بجائے ۱۵ جون سے سال شروع کر کے ایک چوتھائی سال کا محصول معاف کر دیا۔ بعد ازاں ۲۱ جولائی سے سال شروع کرنے سے لگان میں اور معافی ہو گئی اگر ہم ملک کی سرسبزی کاشتکاروں کی خوشحالی تجارت و بیوپار کی ترقی کو زیر نظر رکھیں۔ تو ہم کو اس بات کے جاننے سے تعجب نہ ہو گا۔ کہ رشید کی سالانہ آمدنی ۷۰۳۰ ملین درہم (ملین دس لاکھ کے برابر ہوتا ہے) یا ۵۴ ملین دینار تھی اور یہ مامون کا روزانہ خرچ چھ ہزار دینار تھا۔ اسلامی فرمانبرداروں نے بھی مالی سال شمسی سنین کے مطابق رکھا تھا۔

شام کی فتح سے مسلمانوں پر مفتوحہ ممالک کی شمالی حدود کو رومیوں کے شاہی بخش حملوں سے محفوظ رکھنا ضروری ہو گیا۔ حفاظت کا یہ کام خلیفہ عمر رضی اللہ عنہ کے وقت سے شروع ہوا۔ اور بنی امیہ کے عہد میں جاری رہا۔ مگر منصور نے تخت نشین ہوتے ہی اس کا باضابطہ بندوبست کیا اس کے فوجی ناکوں جیسے طرسوس۔ عذنہ۔ مصیصہ مرعش اور ملاطیہ میں جو شاہراہوں کی جائے اتصال یا دروں کے خاتمہ پر واقع

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

تھے۔ زبردست فوجی دستے متعین کر دیئے ۱۳۳ھ ہجری میں منصور نے اس کو پھر آباد کیا
اور چار ہزار سپاہی خوبصورت بارکوں میں زیادہ تنخواہ دے کر متعین کئے۔ ہر ایک سپاہی
کو ۱۰۰ دینار معمولی تنخواہ کے علاوہ راشن اور مزید دس دینار دیئے جاتے تھے۔ منصور نے
حادث۔ زبطرہ۔ ولیکوشیا اور صوبجات۔ قریبیا اور رکپیڈوشیا کے چند شہروں میں بھیجے
بنوائے۔ رشید نے مرعش کو قلعہ بند کیا اور طرسوس کو آباد کر کے وہاں فوج مقیم کی مرعش
کے پاس اس نے قلعہ ہارونیہ بنوایا۔ اور سلطانہ زبیدہ نے قلعہ اسکندرونہ کی مرمت
کرائی۔ رشید نے سرحدوں کا جو انتظام کیا۔ اس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے اس نے ان سرحدوں
کا جو پہلے قنسرین کی فوجی ولایت میں شامل تھیں الگ صوبہ بنایا۔ جس میں انطاکیہ، منبج
دلوک اور توریص وغیرہ کے اضلاع شامل کئے اس صوبہ کا انتظام فوجی اصول پر قائم
کیا ہر ایک ضروری مقام پر فوجیں متعین کیں اور جابجا گڑھیاں اور چوکیاں بنوائیں
جو سپاہی اس صوبہ میں متعین کئے گئے ان کو تنخواہ کے علاوہ بھتہ اور راشن دیا جاتا تھا
ان کا فرض تھا کہ اپنے ہتھیار، سازوسامان اور گھوڑے ٹھیک حالت میں رکھیں
اکثر ان کو اور ان کے خاندان کو کاشت کے لئے قطعات اراضی دیئے جاتے۔ مامون
اور معتصم نے اس قاعدہ کو جاری رکھا۔ یونانیوں کی متواتر یورشوں سے جو علاقے ویران
ہو گئے تھے ان کو آباد کرنے کے لئے دور دراز صوبوں کے مسلمان وہاں بھیجے گئے

ان سرحدی شہروں کی تاریخ ان دو طاقتوں کی نشوونما کے انقلابات کا مرقع پیش
کرتی ہے یہ دونوں صدیوں تک ایک دوسرے کے گلے کا ہار رہیں۔ شام اور ایشیائے
کوچک کی درمیانی سرحدوں کے سوا دنیا میں کوئی بھی شاید ایسی جگہ نہیں دریائے
رہائن کے کنارے لمباڈی کے میدان بھی مستثنیٰ نہیں سمجھے جا سکتے جہاں اس قدر خون
کے دریا بہے ہوں اور جہاں ایک ایک انچ زمین کے لئے کشتوں کے پشتے لگ گئے ہوں
گے۔ بنی امیہ کے قابل اور طاقتور بادشاہوں کے عہد میں عربوں نے سلیشیا کیپیڈوشیا
کے اندرونی علاقہ تک فتح وظفر کے پرچم اڑائے۔ یزید ثانی اور اس کے کمزور جانشین
کے عہد میں رومیوں نے کھوئے ہوئے علاقے پھر فتح کر لئے۔ بنو عباس کے برسر

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islamic Books Quran e Madni Ittar House

حکومت ہونے پر سلطنت میں از سر نو جان پڑ گئی اور عربوں نے سرحدی شہر پھر فتح کر لیے۔ رومیوں کی یورشوں اور ان کی خلاف ورزیوں نے خلفاء کو مجبور کیا کہ وہ ہر موسم گرما میں اپنی فوجوں کو حرکت دیا کریں۔ بعض اوقات یہ صیفیہ (گرمی کی) فوجی حرکات اہم مہمات میں بدل جاتیں اور کسی وقت یہ محض مشق کا کام دیتے جاتیں۔ مگر فوجی چوکیاں (رباط) صرف سلیشیا شام کی سرحدوں پر ہی مقرر نہ تھیں بلکہ ماوراء النہر جا بجا۔ اور آرمینیا میں بھی قائم تھیں۔

جنگ کے وقت فوج دو قسم کی ہوتی۔ فوج نظام اور فوج والنٹیر (مجاہدین) فوج نظام باضابطہ فوج تھی اور تنخواہ دار تھی۔ والنٹیر جوش مذہبی سے جنگ میں شامل ہوتے تھے اور ان کو صرف خوراک دی جاتی تھی۔ والنٹیروں کی غیر حاضری میں ان کے بال بچوں کو وظائف دیئے جاتے تھے۔ وظائف یا تو نقدی میں دیئے جاتے یا جنس میں۔ فوجی نظام کی مختلف قسمیں تھیں۔ فوج پیدل (حربیہ) برچھی، بھالے، تلوار اور ڈھال سے مسلح ہوتی تھی۔ اور فوج تیر اندازان (رامیہ) کے پاس تلوار ڈھال کے ساتھ ہی تیر و کمان بھی ہوتے تھے۔ پیدل سپاہی سر پر خود رکھتے۔ جسم پر چار آئینہ اور ہاتھوں اور ٹانگوں میں آہنی جوشن اور موزے پہنے ہوتے۔ فوج نظام کو مرتزق اور مجاہدین کو متطوعہ پکارتے تھے

ہر ایک جیش کے ساتھ نفاطین ہوتے۔ جن کے پاس آتشبازی کے بان اور رال کی ہنڈیاں ہوتی تھیں۔ (اسی زمانہ میں یونانیوں نے ایک قسم کی آتشبازی ایجاد کی تھی جس کو اگر آگ لگا دی جاتی تو پانی سے بھی نہ بجھتی وہ اس آتشبازی کا استعمال عربوں کے برخلاف کرتے تھے۔ مسلمانوں نے اس آتشبازی کا پتہ لے کر اپنی فوج میں بھی اس کا رواج کر دیا۔ یہاں مصنف کا مطلب اسی یونانی آتشبازی سے ہے۔ مترجم) ایک کمپنی سفر مینا کی ہوتی تھی جس کے پاس پیل، چون اور کلہاڑیوں کے علاوہ تلواریں اور ڈھالیں بھی ہوتی تھیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آتش برداروں کی وردی اس قسم کی ہوتی تھی کہ اس کو آگ بھی نہ جلا سکتی تھی اور یہ آتش بردارہ وردی زیب

Islamic Books Quran & Madni Ittehad House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

بر کئے دشمنوں کے جلتے ہوئے شہروں۔ کیمپوں اور مکانوں میں بے دھڑک گھس جاتے تھے اور جیش میں عموماً دس ہزار سپاہی ہوتے تھے اور ہر ایک پر ایک امیر یا جرنیل کمان کرتا تھا۔ قائد ایکہزار جوانوں کا افسر ہوتا تھا۔ سو سپاہیوں پر ایک کپتان مقرر ہوتا۔ جس کو نقیب کہتے تھے۔ دس ہزار آدمیوں پر بھی ایک عارف مقرر ہوتا تھا۔ فوجوں کی وردیاں اپنے اپنے جیش کے مطابق الگ الگ ہوتی تھیں۔ متوکل کے عہد میں فوج کے نظام کے سپاہی ہلکا بھورے رنگ کا کوٹ پہنتے تھے اس بادشاہ نے یہ بھی حکم دیا کہ ایرانی فیشن کے مطابق شمشیر کمر سے لٹکائی جائے۔ عرب کندھوں پر لٹکانے کے عادی تھے۔ ایک خاص سپاہ ممالک غیر کے سپاہیوں کی تھی۔ جو بادشاہ کی محافظ کا کام دیتی تھی۔ اس جیش کو "الرجال المصافیتہ" کہتے تھے اس کی تنخواہ دوسری فوج سے زیادہ تھی۔ اور وردی بھی بڑی خوبصورت تھی۔ معتصم اپنی محافظ سپاہ کو سنہری لیس لگی ہوئی۔ کمخواب کی وردی پہناتا تھا۔ منتصر کے بعد یہ دستہ الٹا خلفاء کا مالک ہو گیا تھا۔

اس شاہی سپاہ محافظ کے علاوہ محل شاہی کے متعلق ایک سپاہ بھی تھی۔ جو ذرا ادنیٰ درجہ کی سمجھی جاتی تھی۔ بعد میں اس کو جاندار کا نام دیا گیا۔ پہلے اسے المتوعات کہتے تھے۔ معتصم کے زمانہ میں اس کا اعلیٰ افسر ایک ترکمان مسمی اتناج تھا۔ متوکل کے عہد میں وہ ترکی دمغربی جیوش کے جرنیل۔ خزانچی اعظم صاحب البرید اور حاجب کے متعدد مناصب پر ایک ہی وقت مامور رہا۔ عہد عباسیہ میں ایڈیکانگوں کو الغلمان الحجریہ کہتے تھے۔

فاطمی خلفاء کے ہاں وہ صبیان الحجار پکارے جاتے۔ یہ بادشاہ کے خاص بردار ہوتے تھے۔ مگر جو عمر میں بڑے ہو جاتے۔ وہ بھی بدستور ایڈیکانگ بنے رہتے تھے ان نوجوانوں کی تعلیم دربار میں ہوتی تھی اور جب وہ فوجی تعلیم میں ماہر ہو جاتے تھے ان کو ملازم رکھ لیا جاتا تھا۔ ان کی بارکیں الگ ہوتیں۔ جہاں وہ فوجی ضابطہ سے رہتے تھے۔

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

بوقت کوچ انجنیئروں کا ایک منتخب عملہ فوج کے ساتھ رہتا تھا۔ اور ہر ایک قلعہ اور شہر میں بھی چند انجنیئر متعین رہتے تھے۔

چیف انجنیئر کو امیر المنجنیقیین کہتے تھے۔ انجنیئر پہلے مجند (فوج نظام) میں کرتے اور بعد میں اپنی خاص پلٹنوں یا مقاموں میں متعین کئے جاتے تھے۔ ان انجنیئروں میں سب سے ماہر اور لائق یعقوب بن صابر المنجنیقی تھا۔ دوسروں کی طرح وہ بھی پہلے فوج نظام میں ہی بھرتی ہوا تھا مگر بڑھتے بڑھتے چیف انجنیئر ہو گیا۔ وہ اپنی علمیت اور فوجی تجربہ کے سبب بڑا مشہور تھا۔ اس نے قلم اور اپنی تلوار دونوں سے بڑی شہرت حاصل کی اس نے فن انجنیئرنگ پر ایک "عمدۃ المسالک" تصنیف کی جس کے متعلق ابن خلدون لکھتا ہے "یہ کتاب فن جنگ کا ایک کامل اور اکمل دستور العمل ہے۔ اس میں قابل مصنف نے نظام بحالت جنگ۔ کیمپ کی وضع قطع۔ قلعوں کا فتح کرنا۔ ان کا بنانا۔ سواری۔ انجنیئرنگ۔ قلعوں کا محاصرہ۔ خندقی کیمپ۔ جنگی گھوڑوں کی تربیت۔ ترتیب لشکر۔ فوجی انجنوں اور آلات کی مرمت۔ دست بدست لڑائی۔ رسالہ کی مختلف اقسام۔ گھوڑوں کی پہچان وغیرہ غرضیکہ کل امورات ضروریہ پر بحث کی ہے۔"

بوقت جنگ حکیم اور شفاخانہ فوج کے ساتھ رہتا اور زخمیوں کے لانے کے لئے ایک قسم کی پالکی ہوتی جس کو اونٹ اٹھاتے تھے۔ رشید اور مامون کے جنگی شفاخانہ میں ایک بڑی تعداد اونٹوں اور خچروں کی اٹھانے کے لئے تھی۔ ذخائر اور ادویات کی تو کوئی حد نہ تھی۔ اخیر وقتوں میں بھی جبکہ بادشاہوں کا عروج نہ رہا۔ فوج کے شفاخانے برابر قائم رہے چنانچہ سلطان محمود سلجوقی کے شفاخانے کا سامان چالیس اونٹ اٹھا کر لے جاتے تھے ہر ایک بڑے شہر میں دارالصنع موجود تھے۔ جن میں آلات جنگ بنائے اور جمع رکھے جاتے تھے اور کارخانوں کو تجربہ کار افسر اکثر معائنہ کرتے رہتے تھے۔ عہد عباسیہ میں فوج رسالہ کا ساز و سامان وہی تھا جو عہد بنی امیہ میں تھا۔ فوج رسالہ۔ تلوار۔ بلم اور بھالوں سے مسلح ہوتی تھی اور زرہ بکتر

اور آہنی خود پہنتی تھی۔

ہر ایک جیش کے ساتھ چند تیر انداز سوار ہوتے تھے۔ جو یا تو خراسانی ہوتے یا شمالی ایران کے کیونکہ یہ لوگ گھوڑے پر سے تیر چلانے میں بڑے ماہر تھے۔ لوہے کی رکابوں کو مشہور آفاق جرنیل المہلب نے عبدالملک کے زمانے میں ہی رائج کر دیا تھا۔ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ ہر مضبوط و تندرست عرب پر فوجی خدمت لازمی تھی۔ اکثر حالتوں میں ریزرو فوج کے سپاہی نہ صرف برضاء و رغبت بلکہ کمال شوق سے رجمنٹوں میں شامل ہو جاتے تھے لیکن جب کبھی ایسا نہ ہوتا تو عام بھرتی شروع کی جاتی تھی۔ حجاج نے تو ایک دفعہ سارے اہل بصرہ کو ہی بھرتی کر لیا تھا۔

عربوں کی فوجی طاقت کا زوال خلیفہ مقتدر کے عہد میں شروع ہوا۔ اور سپاہیوں کی تنخواہ دینے کے طریقے میں تبدیلی کرنے سے یہ زوال درجہ تکمیل کو کو پہنچ گیا۔ بعد میں یہ قاعدہ جاری ہو گیا تھا۔ کہ فوج شاہی خزانہ سے براہ راست تنخواہ نہ لیتی تھی۔ بلکہ گورنروں یا کمانڈروں کو جن کو اس غرض کے لئے خاص خاص صوبے دے دیئے جاتے تھے اس تغیر کی بڑی وجہ خزانہ میں ایک کوڑی بھی داخل نہ کرتے تھے اور بعض نہایت ہی خفیف رقمیں بھیجتے تھے۔ دربار میں عیاشی اور فضول خرچی کا دور دورہ تھا۔ اور معمولی آمدنی میں سرکاری خرچ کا چلانا ناممکن ہو گیا تھا۔ لہٰذا مقتدر نے اپنے امیروں کو اس شرط پر صوبے دیئے۔ کہ وہ بطور خود صوبہ کے محاصل جمع کریں اور ان میں سے صوبہ کا خرچ بھی نکالیں فوجوں کو بھی تنخواہ دیں۔ اور ایک مقررہ رقم دربار کو بھی بھیجیں گویا یہ صوبے بطور جاگیر دیئے جاتے تھے ان کو اقتطاعات کہتے تھے۔ اس بھولانہ پالیسی نے سلطنت کا شیرازہ پراگندہ کر دیا بنی بویہ سپاہیوں کو تنخواہ کے عوض زمین دیتے تھے۔

یہ جاگیریں ہر قسم کے محصول سے بری ہوتی تھیں اور پیداوار ساری کی ساری سپاہیوں اور افسروں کی ملکیت ہوتی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ تہذیب کا شجر کملا گیا بڑے بڑے زرخیز و زرریز صوبے مفلس و غیر آباد ہو گئے اور عرب قوم کی زمینوں

M Awais Sultan
Group Admin
Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

پر آہستہ آہستہ اجنبی مسلط ہو گئے۔ چنانچہ کروسیڈ (صلیبی جہاد) شروع ہونے سے پہلے مغربی ایشیاء کی پولٹیکل و سوشیل حالت بعض صورتوں میں بالکل یورپ کی مانند ہو چکی تھی۔ سلطنت چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم تھی گورنر خلیفہ کو صرف اپنا مذہبی پیشوا جانتے تھے گویا بالکل یورپ کا نقشہ تھا۔ جہاں کہ بادشاہ پوپ کو صرف اپنا مذہبی لیڈر سمجھتے تھے۔ ان گورنروں کے سر میں نہ قومی سودا تھا۔ اور نہ دل میں قومی درد۔ آپا دھاپی پڑی ہوئی تھی۔ ایک دوسرے کو دیکھ آتش حسد سے جلتے تھے اور اپنی رقابتوں اور ابلہ فریبیوں سے ایوان سلطنت کی بنیاد کو کھوکھلا کر رہے تھے۔

سلجوقیوں کے زمانہ میں فوجی طریق جاگیرداری کو ترقی دی گئی حکمران خاندان کا ہر ایک فرد اور سلطنت کا ہر ایک امیر کوئی قصبہ یا ضلع بطور جاگیر لیتا اور اس پر خود مختارانہ حکومت کرتا۔ یہ جاگیر دار سلطان کو سالانہ اخراج ادا کرتا اور بوقت جنگ فوج کی ایک مقررہ جمعیت لے کر سلطان کے جھنڈے تلے آتا اور اپنی فوج کے ضروری اخراجات کا خود متحمل ہوتا۔ صرف صوبہ عراق میں ہی چالیس جاگیر دار تھے۔ ان جاگیرداروں میں چند عرب بھی تھے ترک اور تاتاری جو اس وقت بڑے طاقتور اور زبردست ہو گئے تھے جس ملک کو فتح کرتے تھے۔ وہاں یہی طریق رائج کر دیتے تھے۔ ان کی بدولت مصر، مغربی افریقہ، ایران، ہندوستان اور آخر آبنائے باسفرس کے پار مشرقی یورپ میں بھی یہ رائج ہو گیا۔ حتی کہ عثمانی میں بھی سلطان محمود کے زمانہ تک یہی فوجی طریق زیر عمل رہا ہے مگر اس روشن ضمیر سلطان نے اس کے نقائص سے آگاہ ہو کر اس کو منسوخ کر کے باقاعدہ فوج بھرتی کرنے کا انتظام کیا۔ چنانچہ آج کل ترکی میں فوجی نظام وہی ہے جو یورپ کی مہذب ترین گورنمنٹوں کا ہے

عہد بنو امیہ میں پیدل سپاہی کی تنخواہ ایک ہزار درہم سالانہ تھی (ایک ہزار درہم چالیس پونڈ یعنی چھ سو روپیہ کے برابر ہوتے ہیں۔ مترجم) سفاح نے اس تنخواہ کو کم کر کے ۹۶۰ درہم سالانہ کر دیئے۔ سوار کو اس سے دوگنی تنخواہ ملتی تھی

وقتاً فوقتاً ساری فوج کو انعام وغیرہ ملتے رہتے تھے۔ فوجوں کی تنخواہ صوبہ وار مقرر تھی مثلاً ماموں عراق کے سپاہیوں کو بیس درہم ماہوار علاوہ راشن کے دیتا تھا۔ اور سواروں کو چالیس درہم علاوہ راشن کے دیتا تھا۔ اور سواروں کو چالیس درہم علاوہ راشن کے۔ دمشق کی سپاہ کو علی الترتیب ۴۰ اور ۱۰۰ درہم علاوہ راشن کے ملتے ہیں۔ ماموں کے وقت صرف عراق میں سوا لاکھ فوج نظام موجود تھی۔ بعد میں سپاہیوں کی تنخواہ میں جو کمی کی گئی اس کی دو وجوہات تھیں ایک تو یہ کہ سونے کی قیمت بڑھ گئی تھی۔ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں دینار سونے کا سکہ تھا۔ ۱۰ درہم کا ہوتا تھا۔ ماموں کے عہد میں وہی دینار ۱۵ درہم کا ہو گیا۔ دوسرے یہ کہ سلطنت وسیع ہو گئی تھی اور خلیفوں کو رنگروٹ آسانی سے مل جاتے تھے اس فیاضیانہ اصول سے کہ ہر نومسلم خالص عرب کی مانند پولیٹیکل اور ملکی حیثیت رکھتا تھا۔ مذہب اسلام کی اشاعت میں بڑی مدد ملی۔ ایک اور اصول نے بھی مفتوحہ اقوام کو حکمرانوں کے رشتۂ الفت میں منسلک کر دیا۔ اس اصول کو ولاء کہتے ہیں۔ جب کبھی کوئی ایرانی۔ یونانی یا بربری اسلام قبول کر لیتا تو اس کو کسی معزز عرب قبیلہ میں داخل کر لیتے تھے یا کسی بڑے مقتدر آدمی کا مصاحب بنا لیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بعد میں خلیفوں کو جزیرہ نما کے جنگجو قبائل کے مقابلہ کے لئے معقول سپاہی ملتے رہے۔ فرانسیسی۔ ایرانی۔ یونانی۔ افریقی بربری اچھی تنخواہ کی لالچ سے خلیفوں کے جھنڈوں تلے جمع ہو جاتے۔ مگر رنگروٹوں کی کثرت نے پہلی فوج کی باہمی اخوت کا ستیاناس کر دیا۔ ان زبردست سپاہیوں کی موجودگی نے کمزور بادشاہوں کے عہد میں عام فوج میں شوریدہ سری پیدا کر دی۔ منصور کے وقت میں فوج کے تین ڈویژن تھے (۱) مصریوں کا ڈویژن (۲) حمیریوں کا ڈویژن (۳) ایرانیوں کا ڈویژن۔ معتصم نے ایک چوتھا ڈویژن بنایا۔ جس میں ترکمان اور افریقی بھرتی کئے گئے۔ میدان جنگ میں بوقت کوچ فوج کی پانچ اصناف ہوتی تھیں۔ (۱) فوج قلب۔ اس فوج کے ساتھ خود سپہ سالار رہتا تھا (۲) فوج میسرہ

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

(۳) فوج میمنہ (۴) فوج طلیعہ (۵) فوج ساقہ

کوچ کرتے وقت فوج طلیعہ کا ایک رسالہ جگمگ جگمگ کرتا ہوا، زرہ بکتر لگائے، چمکدار فولادی خود سر پر رکھے، لمبے لمبے نیزے جن پر شتر مرغ کے پروں کی کلغی لگی ہوتی، ہاتھوں میں پکڑے فوج سے چند میل آگے آگے رہتا تھا۔ گرداوری کرنے کا طریقہ بھی عربوں میں رائج تھا۔ قتیبہ اپنی فوج طلیعہ سے نہ صرف گرداوری کا کام لیتا تھا بلکہ جس ملک میں پیشقدمی کرتی ہوتی اس کا نقشہ بھی بنواتا تھا۔ اس وقت سے اسلامی فوج میں یہ طریقہ لازمی طور پر رائج کر دیا گیا۔ ہر ایک جرنیل یا تو اپنے طلیعہ سے نقشے تیار کراتا۔ یا صدر مقام سے بنے ہوئے طلب کر لیتا۔

عرب فوج کا نظارہ جب وہ غنیم کے ملک میں بے شمار قطاروں اور صفوں میں کوچ کر رہی ہوتی۔ بڑا دلکش اور دلآویز ہوتا تھا۔ سب سے آگے بھاری آلات سے مسلح رسالہ چلتا۔ اس رسالہ کے یمین و یسار پر تیر انداز ہوتے جو گھوڑوں کے برابر دوڑتے تھے۔ رسالہ کے بعد فوج پیادہ نہایت ترتیب و صفائی سے چلتی تھی۔ اس کے قلب میں خیموں۔ آذوقہ اور سامان جنگ سے لدے ہوئے اونٹ ہوتے اور عقب میں بیماروں اور زخمیوں کی ڈولیاں۔ جنگی کلیں یعنی منجنیق وغیرہ جن کے ذریعہ سے تیر اور پتھر پھینکے جاتے۔ سامان سے لدے ہوئے اونٹ۔ گھوڑے۔ ٹٹو۔ خچر وغیرہ ہوتے تھے اگر فوج کے ساتھ خود خلیفہ یا کوئی شہزادہ ہوتا تو یہ نظارہ اور بھی دلکش ہو جاتا تھا۔ فوج محافظ زرق برق وردیاں۔ سونے سے منڈھے ہوئے شاہی پرچم جرنیلوں اور سرداروں کی خوبصورت پوشاکیں یہ سب مل کر نہایت ہی عالی شان منظر پیش کرتے تھے۔ فوج طلیعہ منزل مقصود پر پہنچ کر کیمپ کی جگہ کے اردگرد خندقیں کھود کر پشتے تیار کرتی تھی کیونکہ عرب اچانک حملہ سے بچنے کے لئے ہر طرح کی تیاریاں کر لیتے تھے۔ جب بڑی فوج پہنچ جاتی تو خیمے ترتیب سے لگائے جاتے اور شہر کی طرح کیمپ میں گلیاں۔ بازار۔ چوک۔ منڈیاں وغیرہ بنائی جاتیں۔ گھبراہٹ یا افراتفری کا نشان نہ ہوتا۔ وقت پر راشن تقسیم ہو جاتا۔ اور

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

جلدی ہی کیمپ میں چولہے گرم کر کے دیگیں ان پر چڑھا دی جاتیں اور شام کا کھانا تناول کرنے کے بعد عشاء کی نماز خلیفہ یا اس کی غیر حاضری میں قاضی العساکر کے پیچھے ادا کر کے سپاہی آپس میں مل کر حلقوں میں بیٹھ جاتے۔ جن کی داستانیں سنتے اور سناتے یا ستار اور بانسری کے ساتھ غزلیں گاتے جب آسمان پر انجم کی سپاہ اپنے اپنے پہرے پر قائم ہو جاتی تو یہ عربوں کی سپاہ خواب راحت میں چلی جاتی اور سارے کیمپ میں عالم خاموشی چھا جاتا۔ پہلے عربوں میں یہ دستور تھا کہ خود حملہ کرتے وقت یا دوسرے کا حملہ روکتے وقت فوج کو صرف دو قطاروں میں رکھتے تھے جو ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہوتی تھیں۔ مروان ثانی نے اس قاعدہ میں ترمیم کی اور حملہ کو روکتے یا حملہ کرتے وقت دونوں حالتوں میں فوج کو یکجا ٹھوس صفوں میں رکھنے کا طریقہ جاری کیا۔ جنگ زاب میں طرفین اسی طریقہ سے لڑے۔ دوسری بڑی لڑائی نصیبین کے میدان پر ہوئی جس میں ابومسلم نے عبداللہ بن علی کو شکست دی تھی۔ اس موقع پر خراسانی جرنیل نے جو سپاہیانہ داؤ پیچ کھیلے اور جس ڈھنگ سے طرح جنگ ڈالی اس سے عربوں کی فوجی ترقی مترشح ہو گئی۔ وہ خود ایک بلندی پر کھڑا ہو کر جنگ کا رنگ دیکھنے لگا۔ جہاں کوئی نقص دیکھتا۔ اس کی اصلاح کرتا۔ اردلی اس کی ہدایت لے کر بار بار کمان افسروں کے پاس آتے تھے قادسیہ کی جنگ میں سعد بن وقاص تحریری ہدایت بھیجتا تھا۔ جب حملہ روکنے کی نوبت پہنچتی تو فوج پیدل مختلف مربعوں میں نیزوں کو دشمن کی طرف جھکائے۔ اپنے آگے زمین پر ڈھالیں رکھے گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتی تھی۔ نیزوں کی نوکیں دشمنوں کے سینے چھیدنے کے لیے سمندروں کی لہروں کی مانند بے تاب ہو ہو پڑتی تھیں۔ تیر انداز فوج پیدل عقب میں صف آرا ہوتے اور یمین و یسار پر فوج رسالہ متعین کی جاتی۔ جب دشمن آگے بڑھتا تو تیر انداز تیروں کی بارش برسانی شروع کر دیتے تھے اور فوج پیدل جو اپنی جگہ سے ادھر ادھر نہ ہو سکتی تھی اپنے نیزوں سے کام لیتی تھی۔ اسی وقت فوج رسالہ اپنی جگہ سے حرکت کرتی اور دشمن پر بلائے بے درماں کی طرح ٹوٹ پڑتی۔ عرب

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
IslamiBooks Quran & Madni Ittar House

اسی طرح دشمن پر فتوحات حاصل کرتے تھے. جس وقت معلوم ہوتا. کہ دشمن کا پاؤں ڈگمگا گیا ہے تو بڑی فوج یا فوج ریزرو حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھتی. تعاقت ہمیشہ فوج رسالہ یا گھوڑچڑھے تیر انداز کرتے تھے. حملہ کرتے وقت بھی فوج کی ترتیب بھی وہی ہوتی تھی جو حملہ روکنے کے وقت ہوتی تھی۔

ہمسایہ اقوام پر عربوں کا سبقت لے جانا. صرف اعلیٰ فوجی نظام کی بدولت ہی نہ تھا. بلکہ اس مستعدی و تیزی کو بھی بڑا دخل ہے. یونانی اپنا مال واسباب. سامانِ جنگ، آذوقہ وغیرہ چھکڑوں میں لاتے تھے. جن کو خچر. گدھے یا گھوڑے کھینچتے تھے. عرب یہی کام اونٹوں سے لیتے تھے. یہی وجہ ہے کہ فوجیں اور سامان باربرداری وغیرہ جلد جلد آ جا سکتے تھے. موجودہ زمانہ کا ایک مؤرخ لکھتا ہے "عربوں نے شام اونٹوں کی بدولت فتح کیا" جب سفر لمبا ہوتا. تو فوج پیدل کو بھی گھوڑے یا اونٹ دیئے جاتے تھے. اگر سفر چھوٹا ہوتا اور پہنچنے کی جلدی ہوتی تو ہر سوار ایک پیدل سپاہی کو اپنے پیچھے بٹھا لیتا تھا. عربوں کے ایک دشمن نے ان کے فنون حرب سے متعلق ایک عجیب داستان لکھی ہے. لیو ششم المعروف عاقل یہ ۹۱۲ء میں فوت ہوا تھا. معتمد. معتضد. مکتفی اور مقتدر کا ہمعصر ہوا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ان خلیفوں کے وقت میں سلطنت کی شان وشوکت اور عظمت میں زمین و آسمان کا فرق پڑ گیا تھا. یہ دشمن عرب. عربوں کو بوجہ عناد و تنفر "وحشیوں" کے نام سے یاد کرتا ہوا. یوں ارقام کرتا ہے۔

"ان کی ترتیب جنگ ایک بڑے مربعہ کی صورت میں ہوتی تھی. لہٰذا ان پر حملہ کرنا کوئی خالہ جی کا گھر نہیں ہوتا تھا. حملہ روکنے والے اس ترتیب کی بدولت بڑے فائدہ میں رہتے تھے. کوچ کرتے وقت اور لڑائی کرتے بھی ترتیب قائم رکھی جاتی تھی. عرب اپنی جگہ پر پہاڑ کی طرح جم جاتے تھے. "نہ زمین جنبد نہ جنبد گل محمد" والی بات ہو جاتی. وہ حملہ کرنے میں تعجیل نہیں کرتے تھے اور نہ ہی یہ چاہتے تھے. کہ لڑائی ختم ہو جائے. وہ حملہ کی انتظاری کر لینے کو مناسب سمجھتے تھے. مگر

Islamic Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

جب ان پر پہلا وار خالی جاتا۔ تو وہ طوفان بے تمیزی کی طرح امڈ آتے۔ بحری و بری دونوں لڑائیوں میں ان کا یہی حال تھا۔ پہلے تو دشمنوں پر تیروں کی بوچھاڑ کرتے تھے۔ پھر آپس میں ڈھالیں ملا کر ایسا سر بکف حملہ کرتے تھے کہ الاماں۔ جنگی کارناموں میں عرب بوجہ عمدہ نظام فوج کے سب قوموں سے بڑھ گئے تھے وہ جنگ میں برضی خود جاتے تھے۔ جبر و اکراہ سے لائے جاتے۔ متمول حب وطن کے جوش میں اور غریب مالِ غنیمت کے لالچ میں شریک جنگ ہوتے تھے۔ ان کے ہم وطن مرد اور عورتیں اپنے غریب نادار بھائیوں کو ہتھیار دے کر دیتے تھے۔"

"زمانہ خلفاء کی ترقی" کا مصنف وان کریمر قیصر لیو کے اس بیان پر ریمارک کرتا ہوا لکھتا ہے" معلوم ہوتا ہے کہ شہنشاہ عربوں کو اچھی طرح سمجھ نہ سکا تھا۔ وہ جن کو وحشی اور کافر کہتا ہے وہ تو ترقی و تہذیب میں رومیوں سے کہیں آگے بڑھے ہوئے تھے اور اس زمانہ کی ترقی و تہذیب کا سرچشمہ تھے۔" پھر یہی مصنف لکھتا ہے۔ بہت سے واقعات ثابت کرتے ہیں کہ رومی خود وحشی تھے اور دوسروں کو وہ ناحق وحشی کہتے تھے۔ لیو ہم کو بتاتا ہے کہ عرب فوجوں اور خصوصاً اسلامی رسالوں پر رومی لوگ زہر میں بجھے ہوئے تیر چلاتے تھے اور چونکہ عرب گھوڑوں کو اپنی جان سے بڑھ کر عزیز رکھتے تھے۔ وہ اپنے گھوڑوں کو زہر سے ہلاک کرانا پسند نہ کرکے واپس ہٹ جاتے تھے۔ دشمنوں کے شہروں کے لوٹ لینا اور جلا دینا تو رومیوں کے نزدیک ایک معمولی بات تھی۔ مگر عرب ایسے ظالمانہ افعال کے کبھی مرتکب نہ ہوتے تھے رومیوں کے ہاں غنیمت کے متعلق کوئی باضابطہ قواعد ہی نہ تھے مگر مذہب اسلام نے پختہ ضوابط مقرر کر رکھے ہیں اور عرب ان پر احتیاط سے عمل کرتے تھے اور ان کو توڑنے کی کبھی جرأت نہ کرتے تھے۔ یونانیوں پر عربوں کی اخلاقی برتری کا بڑا ثبوت یہی ہے کہ وہ برضاء و رغبت ملک و قوم کی خدمت پر آمادہ ہو جاتے تھے۔" جب جرنیل کے ماتحت صرف ایک رسالہ ہوتا تو طرسوس و سوریہ پر کا اکثر استعمال کیا جاتا تھا۔ فوجیں اپنے اسباب کا ایک حصہ بطور ضیق

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

تھیں۔ اگر حملہ میں ناکامی ہوتی۔ تو وہ دوبارہ حملہ کرنے کی تیاری کرنے کے لئے اس مزبیہ کے پیچھے آجاتیں۔

پہاڑی علاقہ میں جنگ کرنے میں تو عرب کمال ماہر تھے۔ افشین نے جو بابک پر حملہ کیا۔ اس میں تو اس نے فنون جنگ کی نمود کا خاتمہ کر دیا۔

باغی سنگروں اور دمدموں کا استعمال بخوبی جانتے تھے وہ پہاڑ کی چوٹیوں پر سے بڑے بڑے پتھر حملہ آوروں پر پھینکتے تھے۔ افشین نے اپنے تیر اندازوں اور منجنیقوں کی سنگ باری کے ذریعے چوٹیوں کو خالی کرا دیا اور بعد ازاں فوجوں کو حملہ کے لئے آگے کیا اس طرح راستہ صاف کرتا ہوا۔ وہ باغیوں کے ملک کے عین بیچ میں جا پہنچا۔ عربوں کے پاس آلات محاصرہ بھی تھے۔ جن کے منجنیق اور دبابہ کہتے تھے۔ منجنیق کے ذریعے تیر اور نیزے چلائے جاتے تھے۔ دبابہ کے ذریعہ بڑے بڑے پتھر اور گولے دیواروں کو شکست کرنے کے لئے پھینکے جاتے تھے۔ اگر توپ کی ابتدائی حالت کا نقشہ زیر نظر کیا جائے تو ان دونوں آلات کی بخوبی سمجھ آجائے گی۔ پتھر پھینکنے والی مشین اتنی طاقتور تھی کہ بڑے بڑے وزنی پتھر سیدھے دیواروں کی طرف جاتے اور اس کو توڑ کر آگے نکل جاتے۔

تیرھویں صدی مسیح کے وسط میں عربوں نے بارود کا استعمال کیا۔ عین الجالوت کی جنگ میں جس میں سلطان بیبرس نے مغلوں کا بھرکس نکال دیا تھا۔ عربوں نے توڑے دار بندوقوں کا بھی استعمال کیا تھا۔

شام اور مصر کی فتح سے وسیع سمندر عربوں کے قبضہ میں آگئے۔ لہٰذا بندرگاہوں اور ساحلوں کی حفاظت کے لئے بحری طاقت کا بنانا از بس ضروری ہو گیا۔ بیڑہ جہازات کی درستگی اور آراستگی پر بڑی توجہ دی گئی پہلے پہل ملاح فنیشیا کے علاقہ سے لئے جاتے تھے۔ کیونکہ وہاں کے لوگ بحری سفروں کے عادی تھے۔ بعد ازاں شام مصر اور ایشیائے کوچک سے ملاح بھرتی کئے جانے

لگے ۲۸ سنہ ہجری میں جزیرہ قبرص بیڑہ جہازات کے ذریعہ ہی فتح کیا گیا۔ ۳۴ سنہ ہجری میں مصر کے گورنر نے دو سو جہازوں کے ساتھ رومیوں کا جو چھ سو (۶۰۰) جہازوں کے ساتھ ساحل لیوشیا پر اس کے سامنے اچانک آ گیا۔ مردانہ وار مقابلہ کیا۔ عربوں نے لڑائی سے کسی قسم کا گریز نہ کیا اور یہ معلوم کر کے کہ جہاز بہ جہاز مقابلہ کرنے کی صورت میں وہ شکست کھا جائیں گے انہوں نے دست بدست لڑائی شروع کر دی۔ اور دشمنوں کے جہازوں کو آہنی چنگالوں سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا۔ پھر تلوار اور تیروں سے یونانیوں پر حملہ کر دیا۔ یہ خونریز لڑائی عالی شان فتح پر ختم ہوئی۔ رومی بیڑہ تباہ و برباد ہو گیا۔ صرف شاہزادہ جو کمان پر تھا۔ جان بچا کر بھاگ سکا۔ اس وقت سے عربوں کا یہ دستور ہو گیا کہ دور سے نہ لڑتے۔ بلکہ جہاز نزدیک لا کر دست بدست لڑائی شروع کر دیتے۔

شام اور مصر کے ساحلوں پر کئی جہاز بنانے کے کارخانے تھے۔ خلیج فارس کے ساحل پر بندرگاہ ابلہ اور توز شہر میں بڑے بڑے بحری کارخانے تھے۔ عربوں کے جہاز قد و قامت میں رومی جہازوں سے بڑے ہوتے تھے۔ مگر رفتار میں سست۔

تجارتی بیڑہ بھی اچھا خاصا تھا۔ اور بحری تجارت کو بڑا فروغ دیا گیا تھا۔ ہر ایک بندرگاہ میں ایک روشنی کا مینار جس کو عربی نشاب کہتے تھے بنا ہوتا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ بیڑہ میں صرف وہی جہازات نہ ہوتے تھے جن کو سلطنت نے بنوایا تھا۔ بلکہ ہر صوبہ اور بندرگاہ کو بھی ایک مقررہ تعداد جہازوں کی رکھنی پڑتی تھی۔ خلفائے فاطمیہ کے عہد میں مصر میں یہی قاعدہ تھا اور صلاح الدین نے بھی اسی قاعدے پر عمل کیا تھا۔ اندلسی خلفا کا بیڑہ جہازات بھی سلطنت کی مختلف بندرگاہوں کے جہازات سے مرتب کیا جاتا تھا۔ ہر ایک جہاز پر ایک کپتان جس کو قائد یا مقدم کہتے۔ مقرر ہوتا تھا۔ وہ ملاحوں کی کمان کرتا اور ان کی قواعد اور ساز و سامان کا خیال رکھتا تھا۔ ایک اس کا نائب ہوتا۔ جس کو رئیس کہتے۔ اس کا کام صرف جہاز کی نقل و حرکت کی نگرانی کرنا ہوتا تھا سارے جہازوں کا افسر امیر المایا یا امیر البحر کہلاتا تھا۔ انگریزی لفظ ایڈمرل امیر البحر ہی سے نکلا ہے۔

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islamic Books Quran & Madni Ittar House

پچیسواں باب

بغداد۔ اس کی قطع وضع۔ عمارات۔ خلیفہ کا دربار۔ معاشرت۔ لباس مستورات۔ ان کی حیثیت۔ راگ۔ ادب۔ فلسفہ۔ علوم وفنون۔ مذہب۔ اعتزال اخوان الصفاء۔

مندرجہ بالا صفحات میں جس عظیم الشان ملکی وفوجی انتظام کا ذکر ہوا ہے۔ اس کا روح رواں بغداد تھا۔ یہ اسلام کا مرکز۔ عراق کی آنکھ۔ سلطنت کا صدر مقام۔ حسن ونزاکت ترقی وتہذیب اور علم وہنر کا مامن ومسکن تھا۔ یاقوت شہاب الدین ابو عبداللہؒ اپنے جغرافیکل انسائیکلو پیڈیا معجم البلدان میں ارقام کرتا ہے۔ منصور نے شہر کو دائرہ کی شکل میں آباد کیا۔ اس کے گرد ایک گہری خندق اور بلند فصیل تیار کی۔ فصیل میں چار بڑے بڑے آہنی پھاٹک لگائے گئے۔ ہر ایک دروازہ پر ایک سنہری گنبد بنایا اور دروازہ اتنا بلند رکھا کہ ایک سوار اپنے نیزے کو بلند کئے باآسانی اس کے نیچے سے گزر جاتا تھا۔

بڑی فصیل کے اندر اور کچھ فاصلہ پر اندرونی فصیل شروع ہو جاتی تھی۔ جن کے قریب شاہی محل "دارالخلد" بنا ہوا تھا۔ اس کا ایک دروازہ سونے کا تھا۔ جس کو باب الذہب کہتے تھے۔ خلیفہ کے محل کے نزدیک ہی جامع مسجد۔ شہزادوں اور ارکین سلطنت کے محلات۔ اسلحہ خانہ۔ خزانہ اور دفاتر سرکاری بنے ہوئے تھے یہ احاطہ بجائے خود ایک شہر تھا۔ اور مدینۃ المنصور کہلاتا تھا۔ مہدیہ شہر کے مکمل ہو جانے پر جس کی بناء منصور کے ولی عہد مہدی نے ڈالی تھی۔ بغداد دریائے دجلہ کے دائیں اور بائیں کنارے پر نیم دائرہ کی شکل میں ہو گیا۔ جن میں سے ہر ایک کا قطر بارہ میل تھا۔

مضافات بے شمار باغوں چمنوں سبزہ زاروں اور رمنوں سے آراستہ تھے۔ بازار قیمتی مال واسباب سے بھرپور۔ خوبصورت وعالی شان مساجد وحمام دریا کے کنارے دونوں طرف دور تک پھیلے ہوئے تھے۔ آہا ہا کیسا خوشنما منظر تھا جب

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

بغداد اپنے پورے جوبن پر تھا۔ اس کی آبادی مع مضافات بیس لاکھ نفوس کی تھی مہدیہ، مغربی شہر سے زیادہ خوشنما تھا۔ خلیفہ کا محل (قصر الخلافت) ایک وسیع رقبہ کے درمیان ایستادہ تھا ''یہ رقبہ چند گھنٹوں کی مسافت کے چکر میں تھا'' اس میں ایک جانور خانہ اور چڑیا گھر کے علاوہ ایک طرف درندے بھی بغرض شکار رکھے گئے تھے۔ محل کے میدانوں میں باغات لگے ہوئے تھے جو گوناگوں پودوں اور پھولوں، شجروں، فواروں اور حوضوں سے آراستہ تھے۔ شہر کی اس طرف طاہریوں و دیگر امراء و روساء کے محلات بنے ہوئے تھے بڑی بڑی وسیع سڑکیں، چالیس ہاتھ چوڑی ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک دریا کے دونوں کناروں پر شہر کے بیچوں بیچ بنی ہوئی تھیں۔ اور شہر کو مختلف حصوں میں تقسیم کرتی تھیں ہر ایک حصہ کی صفائی کے لئے داروغہ مقرر تھا۔ ہر گلی کے خاتمہ پر امن قائم رکھنے کے لئے سنتری کھڑے رہتے تھے۔ جن کو اصحاب الاربو رع کہتے تھے۔ ایک محلہ کا نام ماسونیہ تھا۔ جو نہر المعلےٰ سے دروازہ باب الازج تک پھیلا ہوا تھا۔

مغربی شہر کے مشہور دروازے یہ تھے (۱) الشماسیہ (۲) باب النضر (۳) باب البصر (۴) باب الدیر (۵) باب الشام (۶) باب البستان (۷) باب الطاق (۸) باب الشیراز (۹) باب الخیزران (۱۰) باب الصیلان (۱۱) باب التین (۱۲) باب الازج۔ مہدیہ شہر کے پانچ دروازے تھے۔ (۱) باب الغرابیہ (۲) باب سوق التمر (۳) باب النوبی (اس کی دہلیز کو سفرائے دول بوسہ دیتے تھے) (۴) باب العامہ اور (۵) باب المراتب دریا کی بھی دونوں طرف شمال اور جنوب میں پانی کے نالوں پر شہر کے دروازوں کی طرح برجوں میں سپاہیوں کا دن رات پہرہ رہتا تھا۔ ہر موسم میں ہر گھر میں پانی کی افراط رہتی تھی۔ شہر میں جا بجا نہریں بہ رہی تھیں۔ گلیوں، باغوں، رمنوں کو باقاعدہ پانی دیا جاتا تھا۔ شہر کے اندر کوئی جانتا نہ تھا کہ پانی کی قلت ہوتی کیا بلا ہے۔ صفائی کا بھی اعلیٰ انتظام تھا۔ قصر الخلد کے ایوان پر سبز گنبد ۸۰ ہاتھ بلند بنا ہوا تھا یہ گنبد بغداد کا تاج، شہر کی زینت اور بنو عباس کی یادگار تھا۔ لوگوں میں

مشہور تھا کہ اگر کہیں بغاوت ہوتی تو نیزہ کا رخ ادھر پھر جاتا۔ مگر بقول یاقوت مصنف معجم البلدان یہ محض وہم اور قطعی کذب تھا۔ متقی کے عہد میں ۱۹۰ برس بعد گنبد کی چوٹی مع سوار طوفان رعد و باراں میں گر گئی۔

شاہی ساحل کے سامنے ایک وسیع میدان تھا۔ جس کو مربع کہتے تھے اس میدان پر فوجوں کا جائزہ، معائنہ، فوجیوں کی پریڈ اور مختلف قسم کے فوجی کرتب ہوتے تھے۔ رات کے وقت مربع اور گلیوں میں لیمپ روشن کیئے جاتے تھے۔ منصور پوری فوجی وردی زیب بر کیئے چبوترہ پر کھڑا ہو کر یا تخت پر بیٹھ کر فوجوں کا جائزہ لیتا۔ رشید، مامون اور معتصم سوار ہو کر جائزہ لیتے تھے اور اکثر فوجی کھیلوں میں شامل ہوتے تھے۔ گھوڑ دوڑ عربوں کا مشغلہ تھا۔ دمشق کی طرح بغداد میں بھی آئے دن گھوڑ دوڑیں ہوتی رہتی تھیں۔ گھوڑ دوڑ پر بازی لگانا اسلام میں منع ہے۔

مربع پر پولو (چوگان)[1] بھی کھیلتے تھے۔ اس کھیل کو رشید نے جاری کیا تھا۔ داصل میں یہ ایرانی کھیل تھا) مہدیہ میں بھی ایک بڑا میدان تھا۔ بلکہ ہر شہر میں ایسا میدان ہوتا تھا۔ جس پر فوجیں تیر اندازی، سواری وغیرہ کی مشق کرتی تھیں اور شام کو لوگ اپنے کاروبار سے فارغ ہو کر ان میدانوں میں سیر کرتے تھے۔ مہدیہ کے میدان میں وہ فوجیں جن کی بارکیں دریا کے بائیں کنارے پر بنی ہوئی تھیں۔ روزانہ قواعد کرتی تھیں۔ شہر کے مختلف دروازوں کے پاس فراخ احاطے تھے۔ جہاں لوگ مل کر بیٹھتے اور آپس میں بات چیت کرتے تھے۔ شہر میں مختلف اقوام کے لوگ آباد تھے۔ ہر قوم میں ایک سرگروہ مقرر کیا جاتا تھا۔ تاکہ اپنی قوم کے مفاد و اغراض کا خیال رکھے۔ نیز وہ اپنی قوم میں امن قائم رکھنے کا ذمہ دار ہوتا تھا اور اپنے

---

[1] چوگان کا کھیل یورپ میں سب سے اوّل فرانسیسیوں نے مسلمانان قرطبہ سے حاصل کیا۔ انگریزی لفظ چکازی بھی قریب قریب کا ماخذ چوگان ہے جس میں سوار کو بہت کچھ داؤ پیچ کرنے پڑتے ہیں

بھائیوں کو صلاح و مشورہ دینا اور ان کی مدد کرنا۔ اس کا فرض ہوتا تھا۔
بغداد واقعی بلد القصور تھا۔ یہ قصر و محل اینٹ گارے کے نہیں۔ بلکہ خاص سنگ مرمر کے تھے۔ مکانوں کی ساخت اگرچہ دمشق سے مختلف نہیں تھی۔ مگر وہ اکثر چند منزلہ ہوتے تھے اور آراستگی و سجاوٹ میں تو ایرانی فیشن روز روشن کی طرح ہویدا تھا۔ محل اور حویلیاں خوب تکلف سے سجائی جاتی تھیں۔ دروازوں پر ریشمی یا زربفت کے پردے لٹکائے جاتے تھے۔ کمرے دیوانوں خوبصورت میزوں چینی کے گلدانوں اور سونے چاندی کی چیزوں سے ایسے آراستہ کئے جاتے تھے کہ نگار خانہ چین معلوم ہوتے تھے۔ شاہی قصروں کے اندر ہیرے اور جواہرات لگے ہوئے تھے۔ اور ہر کمرے کا اس کی آرائش و زیبائش کے مطابق نام رکھا ہوا تھا۔ ایک ہال میں ایک درخت خالص سونے کا بنا ہوا تھا۔ اس کی شاخیں۔ ٹہنیاں۔ پتے۔ پھول۔ پھل سب سونے کے تھے۔ یہاں تک کہ جو پرندے اس پر بٹھائے گئے تھے وہ بھی سونے کے تھے۔ اور ان میں ہیرے لگے ہوئے تھے ایک دوسرے کمرہ (ایوان الفردوس) کے عالی شان جھاڑ فانوس دیواروں کے ہیرے اور پردے اس کا رنگ اس کی آرائش و زیبائش دیکھ کر آدمی دریائے حیرت میں غوطہ زن ہو جاتا تھا۔ دریا کے دونوں کناروں پر دور تک امراء و رؤساء کے محل۔ حویلیاں۔ مکان۔ باغات اور رمنے چلے گئے تھے دریا کے کنارہ پر پانی تک سنگ مرمر کے زینے بنے ہوئے تھے۔ دریا میں ہزارہا زورقوں کا پرچم لہراتے ہوئے ادھر ادھر گھومنا اور خوش بغدادیوں کو شہر کے ایک حصہ سے دوسرے حصے کی طرف جانا دریا کے پر لطف سین کو دو بالا کر دیتا تھا۔ گھاٹ پر جو میلوں تک پھیلا ہوا تھا کئی بڑے کھڑے رہتے تھے۔ چینی چھوٹی سی کشتی سے لے کر شاہی جہازوں تک آتے جاتے تھے۔ ان تمام جہازوں کے درمیان خلیفہ کے جنگی جہاز پولیس کی کشتیوں سے گھرے ہوئے عجیب بہار دیتے تھے۔ شہر کی شاہی مسجد نہایت خوبصورت تھی۔ بلحاظ قطع وضع اور طرز بناوٹ اور آرائش و زیبائش کے وہ اگر ولید کی جامع دمشق سے بڑھ کر نہ تھی تو کم بھی نہ تھی۔

M Awais Sultan Group Admin
Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

جامع مسجد کے علاوہ شہر کے ہر حصہ میں ایک ایک جامع مسجد تھی۔ دارالخلافہ اور صوبہ کے صدر مقاموں میں بڑے بڑے عالی شان کالج اور شفاخانہ تھے۔ ہر ایک کالج کا پرنسپل جدا ہوتا تھا۔ اور سرکاری شفاخانے (شفاخانہ کو مارستان یا دارالشفا کہتے تھے) ایک تجربہ کار اور لائق طبیب کی نگرانی میں ہوتے تھے جس کو دبیر کہتے تھے۔ مکتفی کے عہد میں اس ممتاز عہدہ پر مشہور آفاق طبیب ابوبکر رازی مقرر تھا۔ (یہ فرزانہ روزگار طبیب ۹۲۷ء میں فوت ہوا) ہر ایک دارالشفا پر ایک قاضی بھی مقرر ہوتا۔ مگر یہ معلوم نہیں کہ اس کے فرائض کیا ہوتے تھے۔

نظام الملک نے ۱۰۶۷ء میں جو نظامیہ کالج اور مستنصر باللہ نے ۱۲۳۶ء میں جو مستنصریہ کالج بنایا۔ وہ دونوں تاریخ اسلام میں نہایت مشہور ہیں۔ مگر ان کے علاوہ پرانے کالج بھی تھے۔ جو کسی طرح کم نہ تھے۔ تمام دنیا کے طالب علم ان علمی چشموں سے آکر فیضیاب ہوتے تھے۔ سلطنت کے دوسرے شہروں کے کالج جو شاہزادوں یا پرائیویٹ اشخاص نے قائم کئے تھے دارالخلافہ کے کالجوں کو مات کرتے تھے۔ ہرات اور نیشاپور میں نظامیہ کالج تھے۔ جو نظام الملک نے قائم کئے تھے۔

صلاح الدین نے یروشلم پر ایک کالج بنایا۔ جس کو ناصریہ کالج کہتے تھے۔ دمشق میں بھی چند کالج تھے مشہور دو تھے۔ ایک رداحیہ اور دوسرا مدرسہ الست الشام۔ اس کو صلاح الدین کی بہن نے قائم کیا تھا۔ موصل میں نوریہ عزیہ۔ زینبیہ۔ واقیہ اور عالیہ کالج تھے۔ خلفائے عباسیہ کی شان و شوکت خلفائے بنو امیہ سے کئی درجے بڑھی ہوئی تھی۔ جب خلیفہ محل سے باہر نکلتا تو ایک دستہ فوج زرق برق وردیاں زیب بر کئے اس کی اردل میں رہتا۔ ہادی نے حکم دے رکھا تھا کہ سپاہ محافظ ننگی تلواروں اور کھچی ہوئی کمانوں کے ساتھ چلا کرتے۔ رشید اور مامون اکثر اوقات ایک یا دو خدمت گاروں کو ساتھ لے کر شہر کی گشت کیا کرتے تھے۔ جمعہ اور دیگر تہواروں کے موقعہ پر خلیفہ کا جلوس نہایت پرشکوہ ہوتا تھا۔ عباسی خلفا جمعہ کی امامت خود کراتے تھے۔ اور کبھی کبھی خطبہ بھی خود پڑھتے تھے۔ شاذ و نادر ہوتا تھا کہ خلفا نماز جمعہ میں موجود

نہ ہو سکتا تھا۔ آگے آگے فوجیں پرچم لہراتی ہوئی گزرتیں۔ ان کے پیچھے باجہ نواز آتے (عرب فوج میں باجہ مروج تھا۔ چنانچہ ان کے فوجی باجہ میں یہ آلات تھے۔ نفیری دف۔ طبل۔ زمور۔ نوبت خانہ جہاں باجہ رکھا جاتا۔ اس جگہ کو طبل خانہ اور بینڈ ماسٹر کو مہتر یا رئیس کہتے تھے)۔ پھر شہزادے زرکار جھولوں۔ مرصع و زرنگار زیور و ساز سے سجے ہوئے گھوڑوں پر سوار زرق برق پوشاکیں زیب بر کئے گذرتے ان کے خلیفہ خود بالکل سفید گھوڑے پر سوار عمائد سلطنت کے درمیان خراماں جاتا۔ سپاہ محافظ کا کچھ حصہ پیچھے پیچھے آتا۔ ان موقعوں پر خلیفہ گھٹنوں تک لمبی سیاہ رنگ کی قبا پہنتا۔ کمر کے گرد مرصع کمر بند یا شال لپٹیا۔ اور کندھے پر ایک سیاہ دو شالہ لٹکاتا اور ایک چوٹی دار ٹوپی جس کو قلنسوہ کہتے تھے سر پر رکھتا تھا۔ قلنسوہ پر عموماً ایک ہی بڑے قد اور قیمت کا ہیرا لگا ہوتا تھا۔ خاتم اور عصائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ تو ضروری چیزیں تھیں جو لازماً ساتھ ہوتی تھیں۔ اکثر گردن میں سونے کی ایک مرصع زنجیر لٹکائی جاتی۔ قبا بدن پر چپت آتی تھی اور گھٹنوں تک پہنچتی تھی۔ گردن کے قریب ذرا کھلی رکھی جاتی تھی۔ اس کے نیچے زردوز خفتان پہنی جاتی تھی۔ اس کی آستین سخت تنگ اور تکمے دار ہوتی تھی۔ مگر معتصم نے آستین کھلی کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ اس کی قبا کی آستین تین ہاتھ چوڑی ہوتی تھی۔

خلیفہ کے دربار جن کی بعد میں سب مسلمان حکمرانوں نے ہر زمانہ اور ہر ایک میں پیروی کی۔ نہایت اعلیٰ پیمانہ پر ہوتے تھے۔ عہد امیہ کی طرح دربار دو طرح کے ہوتے دربار عام اور دربار خاص۔ تین بڑے ایوان جن میں ایک دوسرے سے آمد و رفت ہو سکتی تھی۔ درباریوں اور ہر درجہ کے عہدہ داروں سے بھر جاتے۔ دروازوں پر بڑے بڑے بھاری زردوزی پردے لٹکے ہوتے تھے جب کوئی درباری آتا تو حاجب کا ایڈیکانگ پردہ ہٹا دیتا۔ خلیفہ تخت پر رونق افروز ہوتا۔ ایک سو آدمی نہایت خوبصورت اور زرق برق کی پوشاکیں پہنے اس کے گرد کھڑے ہوتے اور ارکین سلطنت اور شہزادے تخت کے دائیں بائیں صف بستہ ہو جاتے

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

جب سب سے آخر پردہ اٹھ چکتا تو حاجب داخل ہونے والے کا نام پکارتا۔ اور وہ کورنش بجا لا کر ان شخصوں میں جو پہلے سے ایوان میں موجود ہوتے جا کھڑا ہوتا۔

دربار خاص شہزادوں اور جلیل القدر عہدہ داروں۔ عالموں اور فاضلوں کے لئے مخصوص تھا۔ ان میں فوجی بہرہ دار نہ ہوتا۔ ایسے موقعوں پر ولی عہد خلیفہ سے دوسری نشست پر بیٹھتا اور درباری تخت کی دونوں طرف (دائیں بائیں) اپنے اپنے درجہ کے مطابق علی قدر الانساب بھم و مراتبہم دو صفوں میں بیٹھ جاتے۔ ان مجمعوں میں بادشاہ حاضرین سے کھلم کھلا گفتگو کرتا۔ طبیب اور مہندس سائنس کی تازہ ترین ایجادوں کا ذکر کرتے۔ شاعر اپنی نظمیں پڑھتے۔ مسافر دنیا کے عجائبات سناتے۔ رمضان شریف کے مہینہ میں خلیفہ جلیل القدر عہدہ داروں کو کبھی تو اپنے محل میں اور اکثر اوقات وزیر کے سرکاری مکان پر دعوت دیتا۔ ان دعوتوں کو طبق کہتے تھے۔ ان میں مہمان اپنے اپنے درجہ کے مطابق بیٹھتے تھے۔ اس درجہ بندی میں بعض سرکاری ملازموں کو اعلیٰ تر جگہ ملنے سے شاعر وقت حیص بیص (المتوفی ۵۷۱ھ) ایسا بگڑا کہ وزیر اعظم کو لکھ دیا کہ مجھے آئندہ دعوت سے معاف رکھیں۔ عید الفطر کے موقعہ خلیفہ شہر کے روسا کی ضیافت کرتا تھا۔ ایوان کے ایک طرف عموماً کوئی عہدہ دار بیٹھتا۔ اگر بادشاہ خود موجود ہوتا۔ تو وزیر اور چند شاہزادے بھی اس کے ہمراہ ہوتے تھے۔

عہدہ داروں اور امیروں کا لباس بادشاہ کے لباس کی وضع اور تراش خراش پر ہوتا تھا۔ مگر مفتی اور قاضی سروں پر عمامہ رکھتے تھے۔ جس پر بطور سنت ایک ڈوپٹہ یا طیلسان اوڑھ لیتے تھے اور کبھی طیلسان کندھوں پر رکھ لیتے تھے۔ یورپ میں ججوں اور پروفیسروں کی گون کا بالائی حصہ اور پٹکا طیلسان ہی کی نقل ہے عام لوگ قلنسوہ کا استعمال کرتے تھے۔ کلاہ اسی لفظ کا اختصار ہے ایک اور قسم کی ریشم کی ٹوپی جو اندر کی طرف سے سیاہ ہوتی زیادہ مروج تھی۔ سیاہ ٹوپی تہواروں اور جلسوں کے وقت پہنی جاتی تھی۔ گھروں کے اندر چھوٹی سی مخملی ٹوپی کا زیادہ رواج تھا قلنسوہ

M Awais Sultan
Group Admin
Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

سے بالاخر طربوش یا فس یعنی ترکی ٹوپی کی شکل اختیار کر لی گھٹنے یا نیچے کا پاجامہ۔ پتلون قمیص۔ چھوٹا کوٹ۔ خفتان۔ قبا۔ عبا۔ جبہ اور قلنسوہ عہد عباسیہ کے شرفاء کا لباس تھا۔ بعض اوقات عبا کی بجائے بھورے رنگ کا جوغہ قبا پر پہنتے تھے موزے بھی زیر استعمال تھے یہ بلشم۔ اون یا چمڑے کے بنائے جاتے تھے اور ان کو موزج کہتے تھے تاہم مختلف پیشوں کے آدمی مختلف طرح کے موزے استعمال کرتے تھے۔ سفر سواری اور فوجی مشق کے وقت عہد بنو امیہ کی طرح اور لباس پہنتے تھے۔ رات کے لباس کو ثماش النوم کہتے تھے عام لوگ ازار (پتلون) قمیص۔ ویسکوٹ لابنی جیکٹ کمر بند اور دوپٹہ کا استعمال کرتے تھے۔ بوٹ اور جوتی عام طور پر مستعمل تھی سپاہی صرف بوٹ پہنتے تھے بعض بوٹوں کے دو جوڑے اکٹھے استعمال کرتے تھے ایک نیچے مسجد یا محل میں داخل ہوتی دفعہ اوپر کا جوڑا جس کو جرموک کہتے تھے اتار دیتے تھے۔ دراصل میں نیچے کا جوڑا ایک قسم کا موٹا موزہ ہوتا تھا اور اوپر کا ہمارے یہاں کی گرگابی کی مانند ہوتا تھا۔ آج کل ترک ایسا ہی بوٹ استعمال کرتے ہیں۔ کانپور کا ایک مسلمان سوداگر بھی ایسے ہی بوٹ تیار کراتا ہے۔

عہد امیہ سے بعد مستورات کے لباس میں تغیر عظیم پیدا ہو گیا تھا۔ متمول یا اعلیٰ طبقہ کی مستورات قبہ نما ٹوپیاں جن پر ہیرے ٹکے ہوتے پہنتی تھی ٹوپی کے زیریں حصہ پر مرصع سنہری لیس لگی ہوتی تھی۔ اس ٹوپی کی موجد رشید کی سوتیلی بہن علیہ تھی متوسط طبقہ کی مستورات ایک چلتی سنہری لیس کی گول ٹوپی جو موتی اور زمردوں سے مزین ہوتی پہنتی تھیں۔ یہ بڑی خوشنما اور خوبصورت ہوتی تھیں آج تک بھی اس کا رواج ہے۔ پازیبوں (خلاخل) اور پہنچیوں کا عام رواج تھا۔ زینت و بانکپن کے لوازمات نامعلوم نہ تھے۔ خاوند کی طرح زبیدہ نے اپنے عہد کے فیشن میں کئی نئی چیزیں اور زیورات وغیرہ رائج کئے۔

چہرہ پر پوڈر اور ہونٹوں پر سرخی ملنے یعنی چہرہ برافروختگی کا فیشن ایرانیوں سے نقل کیا گیا تھا۔ ایرانی ابتدا ہی سے ان باتوں کے دلدادہ تھے۔ عرب عورتیں

M Awais Sultan
Group Admin
Islami Books Quran & Madnia House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

میں خوبصورت وہ سمجھی جاتی تھی۔ جس کا قد لمبا۔ بدن چھریرا۔ اعضاء موزوں آنکھیں بڑی اور سیاہ ہوتی تھیں۔ زرقا جو یمامہ کے رہنے والی تھی۔ اپنے حسن و جمال کے لیئے شہرہ آفاق تھی۔ مگر اس کی آنکھیں نیلی تھیں۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ عرب نیلی آنکھ کو بھی بہت پسند کرتے تھے۔ عہد عباسیہ کے ابتدا میں عورتوں کی پوزیشن بعینہ ویسی ہی تھی جیسی کہ عہد بنو امیہ میں بھی پردہ کی رسم قادر باللہ تک عام نہیں ہوئی تھی۔ اس خلیفہ نے اسلامی دنیا کی ترقی اور نشوونما کو روکنے کے لیئے سب زیادہ کشش و کوشش کی تھی۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ منصور کی دو چچازاد بہنیں زرہ بکتر لگا کر رومی جنگوں میں شریک ہوتی تھیں۔ رشید کے زمانہ میں بھی اکثر عورتیں جنگوں میں شریک ہوتی تھیں۔ اور فوجوں کی کمان کرتی تھیں۔ مقتدر کی ماں خود عدالت اپیل کی صدارت کرتی تھی۔ خود درخواستیں لیتی تھی اور سفراء کے وفود غیر اور عہد داروں سے ملاقات کرتی تھی۔ متوکل کے عہد تک اعلیٰ حیثیت اور علمیت کی مستورات کے گھروں پر اکثر علمی جلسے اور مجلسیں ہوتی تھیں۔ مامون اور رشید کے عہد میں عورتیں ظرافت اور علمیت میں مردوں کے پہلو بہ پہلو تھیں۔ شعر اشعار میں بھی دخل دیتی تھیں اور بلحاظ علم و ہنر سوسائٹی کی رونق متصور ہوتی تھیں۔ سلطانہ زبیدہ بڑی عالمہ اور اعلیٰ شاعرہ تھی وہ رشید کو اکثر نظم میں خط لکھا کرتی تھی۔ اپنے بیٹے امین کی وفات کے بعد جو خط اس نے مامون کو لکھا وہ اس کی اعلیٰ قابلیت و لیاقت اور خیالات کا اظہار کرتا تھا۔ بوران کا ذکر میں اوپر کر چکا ہوں۔ کتاب الاغانی کا مصنف عبیدہ خاتون کو جو مامون اور معتصم کے عہد میں ہوئی ہے ایک خوبصورت جبین نیک نہاد پارسا اور لائق و قابل عورت بتاتا ہے وہ طنبورا اس غضب کا بجاتی اور اس کمال کا گاتی تھی کہ سننے والے مست ہو جاتے تھے۔ مشہور آفاق فضل شاعرہ متوکل کے عہد میں ہوئی وہ کچھ عرصہ شاہی محل میں قیام پذیر رہی۔

متوکل کے چنگل سے آزاد ہونے کے بعد اس نے شادی کر لی اور بغداد میں ہی سکونت اختیار کر لی۔ وہ چوٹی کی شاعرہ عورتوں میں شمار ہوتی ہے۔

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

چھٹی صدی ہجری میں شیخہ . شہدہ بغداد میں تاریخ اور علم فصاحت پر لکچر دیا کرتی تھی ، اور خوشخطی میں مشہور آفاق تھی ۔

بارھویں صدی مسیح کے آغاز اور چھٹی صدی ہجری کے وسط میں ایک عورت زینب اُم المؤید گزری ہے وہ علم فقہ میں طاق تھی ۵۲۴ھ ہجری کو پیدا ہوئی اور ۶۱۵ھ میں انتقال کیا) اس زمانہ کے چیدہ فقیہوں اور عالموں نے اس کو لیاقت کی سند عطا کی . صلاح الدین کے زمانہ میں ابوالفرج کی دختر تقیہ جو علم حدیث پر لکچر دیا کرتی بڑی شاعرہ تھی امیر اسامہ کے نوشتے عرب مستورات کی اعلیٰ پوزیشن کا نمایاں مرقع پیش کرتے ہیں . گیارھویں صدی عیسوی کے ہنگامہ محشر میں جب کہ مغربی ایشیا کے پولٹیکل دستقبل ایوان پر اداسی چھاگئی مستورات خاص کر شیراز میں ابھی نہایت عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھیں . شادی ایک مقدس کام سمجھا جاتا تھا . گھر کا چولھا عبادت گاہ کا رتبہ رکھتا تھا . بچوں خاص کر فرزند نرینہ کی پیدائش رحمت الٰہی سمجھی جاتی تھی . ماں . بیٹوں اور بیٹیوں کی تعلیم و تربیت کی ذمہ دار سمجھی جاتی تھی . اتالیق کے ہاں جانے تک بیٹے ماں کے ہی سایہ میں پھیلتے اور پھولتے ہیں بیٹیوں کو نیکی اور پارسائی کی تعلیم دی جاتی . کیونکہ ایک وقت انھوں نے بھی امہات الرجال بننا ہوتا تھا .

ابھی تک مفتیوں نے راگ کو ممنوع قرار نہیں دیا تھا . اعلیٰ درجہ کے مرد و زن اس میں اعلیٰ مہارت پیدا کرتے تھے . پارسا و عابدہ شہزادی عولیہ اپنے زمانہ کی بڑی ماہر راگ دان تھی . راگ سے اسے قدرتی دلچسپی تھی . کتاب الاغانی کے مصنف نے اس کے شعروں کی بڑی تعریف کی ہے . اس کا بھائی ابراہیم بھی اس فن میں ماہر تھا . خلیفہ واثق راگ و رنگ کا استاد تھا . شہزادیاں اور خاتون نامدار آپس میں مل کر گاتی تھیں . ان کے مل کر گانے کو نوبت الخاتون کہتے تھے کرسیاں اور بنچیں تو عہد اموریہ میں رائج ہو گئی تھیں مگر عہد عباسیہ میں صفوں کا بڑا رواج ہوا . صفے کمروں میں دیواروں کے ساتھ بچھائے جاتے تھے . آج کل ترکوں

میں صحیفے ہی زیادہ تر رائج ہیں۔ صوفوں پر بیٹھ کر میزوں پر کھانا کھاتے تھے۔ میزیں لکڑی کی اور ان پر سیپ کی پچی کاری کی ہوتی تھی۔ واثق کے پاس ایک میز خاص سونے کی تھی۔

ان میزوں پر ایک بڑی گول سینی میں جو چاندی یا تانبہ یا پیتل کی ہوتی سفید کپڑے کے نیچے چاندی یا چینی کی رکابیاں رکھی جاتیں۔ عام لوگ تانبہ کے برتن استعمال کرتے تھے۔ ہر ایک رکابی کے ساتھ چینی یا آبنوس کا ایک چمچہ رکھا جاتا۔ روٹیاں سینی میں رکھی جاتیں۔ امیر لوگ چھری کانٹے کا بھی استعمال کرتے تھے۔ عربی میں کانٹے کو جنکال اور فارسی میں چنگال کہتے ہیں۔ ہر ایک آدمی کے پاس ایک تولیہ رکھا جاتا تھا نوکر چلمچی اور آفتابہ لے آتا اور سب کے باری باری ہاتھ دھلاتا

متمول لوگ بلوریں گلاس میں شربت پیتے تھے۔ شربت پانی۔ کھنڈ اور کسی خوشبودار عرق کے ملانے سے تیار کرتے تھے۔ بنیز ایک قسم کی شراب جو کھجوروں سے بنائی جاتی تھی۔ اور بال (ایک اور قسم کی شراب) کا استعمال عام تھا۔ معمولی شراب کا بھی رواج تھا۔ اور وزیروں امیروں کی دعوتوں میں قاضی اور مفتی بھی خمر کا استعمال کرتے تھے۔ ندیم کا پیشہ رشید کے زمانہ میں شروع ہوا تھا۔ اس پیشہ میں کوئی بُری بات نہ تھی۔ ندیم ایک قسم کا مسخرہ ہوتا تھا جو اپنی ظرافت بذلہ سنجی سے بادشاہ کو خوش کرتا۔ گھروں میں شطرنج کھیلنے کا عام رواج تھا۔ اس کو رشید نے عربوں میں رائج کیا تھا۔ اس کھیل نے چوسر اور تاش کے کھیلوں کو مات کر دیا۔ گھروں سے باہر تیر اندازی، مگر بعد کے زمانہ میں چوگان۔ صولجان۔ جرید۔ گھوڑ دوڑ۔ کشتی کود پھاند وغیرہ عام مستعمل کھیل تھا۔ دار الخلافہ اور بڑے بڑے شہروں میں مصنوعی لڑائی کی جاتی تھی۔ ایک دوسرے کو چیلنج (ریحان) دیئے جاتے تھے۔ کرکٹ۔ ریکٹ ٹینس (لعب الکرہ) مرد وزن دونوں کھیلتے تھے۔ عورتیں بھی تیر اندازی کی مشق کیا کرتی تھیں۔ شروع میں ناچنا ادنیٰ جماعتوں تک محدود نہ تھا۔ نوجوان خاتونیں بھی اپنی دل لگی کے طور پر اکثر ناچا کرتی تھیں۔ بادشاہوں اور امیروں کا بڑا مشغلہ شکار

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

مقا۔ عباسیہ خاندان کے اکثر بادشاہ اس کے دلدادہ تھے مستنصر کے عہد تک باقاعدہ شکاری پارٹیوں کا پتہ لگتا ہے۔ صلاح الدین معہ فرزندان شکار کا تعاقب نہایت سرگرمی سے کرتا تھا۔ ایک دفعہ تو شکار کے پیچھے لگا ہوا وہ کرو سیڈروں کے قابو ہی میں آگیا تھا۔ لیکن بچ رہا۔ شکار عام طور پر شیروں چیتوں، ہرنوں، بارہ سنگوں چتیلوں اور چکاروں کا کیا جاتا تھا۔ موسم سرما میں پرندے بھی شکار کئے جاتے تھے۔ شکاری پرندوں کا بھی بڑا شوق تھا۔ قہوہ کو ایک بزرگ شیخ عمر نے ۶۵۶ھ میں موتجہ کے قریب دریافت کیا۔ مگر اس کا عام استعمال کہیں ایک سو سال کے عرصہ میں جا کر ہوا۔

امیروں وزیروں کے مکانوں پر اکثر مہذب اور اخلاقی مجلسیں ہوتی تھیں جن میں عالم لوگ مختلف علمی امور پر بحث مباحثہ کرتے تھے۔ مامون کے وقت سے علمی کلب بھی قائم ہو گئے۔ جہاں عالم لوگ فلسفی مضامین پر گفتگو کرتے۔ اگرچہ متوکل اور معتضد کے عہد میں ان کلبوں کو توڑنے کی کوشش کی گئی۔ مگر وہ بغداد کی تباہی تک بدستور رونق و ترقی پر رہے ان وقتوں میں کتب فروش سوسائٹی کے سر برآوردہ ممبر خیال کئے جاتے تھے ان کی دکانوں پر طالبعلموں اور عالموں کا ہجوم لگا رہتا تھا اور چونکہ وہ سب کے لئے عام سمجھی جاتی تھیں۔ وہاں معتزلی اور اشعری تقدیر خدا کا جسمانی آنکھوں سے نظر آنا۔ دربارہ جسمانی زندگی کا ملنا اور اسی قسم دیگر مسائل پر باہم بحث و مباحثہ کرتے تھے کتب فروش صرف کتابوں کے فروخت کرنے والے ہی نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ خود بھی کتابیں لکھوایا کرتے تھے۔ انہوں نے فن تحریر کو ایسے کمال پر پہنچایا تھا کہ بعض اچھی اچھی کتابیں وہ صرف ایک دینار (عہ) کو فروخت کر سکتے تھے۔ ان چند اوراق میں ایک قوم کی پانچ سو سالہ علمی ترقیات کا خاکہ کھینچ سکنا محال ہے۔ تاہم عربوں کی اس جدوجہد کا جو انہوں نے دنیا کو بام ترقی پر لانے کے لئے کی۔ ذکر نہ کرنا انصاف و تبصرہ کا خون کرنا ہوگا۔ ہارون رشید اور مامون کے زمانہ میں آرٹس

لٹریچر اور سائنس میں جو ترقی ہوئی اس کا ذکر کر چکا ہوں۔ اب میں صرف عربوں کی علمی ترقیات کا ذکر کروں گا۔

عربوں نے بحری کمپاس ایجاد کیا اور علم کی تجسس اور تجارت کی خاطر دنیا کے چپہ چپہ کا سفر کیا۔ انہوں نے افریقہ۔ مجمع الجزائر ہند۔ ساحل ہندوستان اور جزیرہ نما ملایا میں اپنی بستیاں قائم کیں۔ چین نے بھی مسلمان آبادکاروں اور سوداگروں کے لئے اپنے بند پھاٹک کھول دیئے۔ بصرہ ہندوستان کی تجارت درآمد و برآمد کا مرکز بنا ہوا تھا۔

عربوں کی تجارتی جدوجہد سمندروں تک محدود نہ تھی افریقہ کے شمالی ممالک میں ایک بڑی تجارتی شاہراہ بنائی گئی اور صحرا کے بیچوں بیچ براعظم کے وسط تک کئی سڑکیں نکالی گئیں۔ بحیرہ روم کی بے شمار بندرگاہوں سے ہسپانیہ۔ سسلی۔ اٹلی اور فرانس سے تجارت کی جاتی۔ طرابزون رومی تجارت کے لئے مخصوص تھا۔ خلیج فارس کے کنارے کنارے کئی راستے وسط ایشیا اور شمالی ہندوستان کی طرف جاتے تھے۔ بغداد سے ایک بڑی جھیل کیسپین تک جا کر بحری راستہ سے مل جاتی تھی اور شمالی ممالک سے بذریعہ جہازات آمد و رفت قائم رکھی جاتی تھی اور سویڈن میں تا ہنوز عباسی سکوں کا برآمد ہونا ثابت کرتا ہے کہ ان ممالک سے بھی رشتہ تجارت و آمد و رفت قائم تھا

عربوں نے جزائر آزور معلوم کئے اور امریکہ تک اپنی جدوجہد کے میدان کو وسیع کیا۔ قدیم براعظموں میں انہوں نے بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے ہر طرح بیش از بیش سعی و کوشش کی۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے محنت کو فرض قرار دیا اور تجارت و زراعت کو خدا کی نگاہ پسندیدہ کام بتا کر اس کی طرف خاص توجہ دلائی۔ ان فرمانوں کا قدرتی نتیجہ یہ ہوا کہ سوداگروں۔ تاجروں۔ کاریگروں کو عزت اور ادب کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ کوئی گورنر جرنیل یا عالم ان کو نگہ حقارت سے نہ دیکھتا تھا۔ ان عالموں اور بزرگوں نے عہد عباسیہ میں ہوئے ہیں۔ علم کی ہر

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

شاخ کی طرف اپنی توجہ مبذول کی۔ انہوں نے صرف و نحو علم فصاحت۔ علم بیان جغرافیہ۔ احادیث اور سفر و سیاحت پر بے شمار کتابیں تصنیف کیں۔ سوانح عمریاں اور تاریخیں حوالہ قلم کیں اور دنیا کو اپنے کلام اور نظم سے مالا مال کر دیا سائنس میں کئی ایجادیں کیں اور علم فلسفہ کو چمکایا۔ اگر ہم اس وسیع زمانہ کا خیال کریں۔ جس میں عربوں نے جولانی طبع دکھائی ہے یعنی آٹھویں صدی مسیح سے تیرھویں صدی مسیح تک تو ہم کو بیڈیلوٹ ایسے عالی دماغ مورخ کا بیان عربوں کی ترقیات کے متعلق ہرگز مبالغہ آمیز معلوم نہیں ہوگا۔ وہ لکھتا ہے" اس زمانہ میں علم لٹریچر کی ترقی قوائے عقلیہ کا نمو۔ قیمتی ایجادوں کا وجود۔ ذہانت کی تیزی۔ طبع کی جودت ہمیں اس رائے کے قبول کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ کہ عرب ہر فن میں ہمارے استاد ہیں۔ ایک طرف تو انہوں نے ہم کو وسط زمانہ کی تاریخ۔ سفر و سیاحت اور لوگوں کے حالات سے مطلع کیا۔ دوسری طرف صنعت و حرفت۔ فن عمارت اور آرٹس کی اعلیٰ معلومات سے مستفیض کیا ہے۔ زمانہ زیر بحث میں علوم طبیعات کو کمال پر پہنچایا گیا۔ زمانہ کے قابل ترین افراد نے اپنے دل۔ دماغ تن۔ من۔ دھن علم کیمیا۔ علم نباتات۔ علم موجودات اور علم اشیاء کو ترقی و فروغ دینے میں صرف کیا۔ ابو موسیٰ جعفر کوفی موجودہ کیمسٹری (کیمیا) کا بانی مبانی ہے۔ اس کے بعد دوسرے مسلمان عالموں نے بھی وہ علمی معلومات حاصل و تحقیقاتیں کیں۔ کہ موجودہ زمانہ کے عالم تعجب آمیز مسرت میں پڑ جاتے ہیں۔ ڈاکٹری اور جراحی کے علم کو تو انہوں نے کمال کے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا دیا تھا۔ عربوں نے علم الدوا (دوا سازی) کا علم کو ایجاد کیا اور ان انسٹی ٹیوشنوں کی بنیاد رکھی جن کو آج کل ہم ڈسپنسری کہتے ہیں۔ ڈسپنسری کو عام انگریزی خواں ہسپتال سمجھتے ہیں۔ مگر ایسا نہیں ڈسپنسری اصل میں دوائی خانہ کو کہتے ہیں۔ (مترجم) انہوں نے ہر ایک شہر میں دار الشفا قائم کئے گئے۔ گورنمنٹ ان کے انتظام و قیام کی ذمہ دار ہوتی تھی۔ علم نباتات عملی تعلیم اور بوٹیوں کی تاثیرات کی چھان بین کے لئے بغداد اور دیگر بڑے بڑے

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

شہروں میں باغ لگائے گئے اور جید اور تجربہ کار عالم اس فن کی تعلیم پر مقرر کیے گئے وہ علمی تحریک جس نے نویں صدی کے آغاز میں سائنس اور آرٹ کو درجہ کمال پر پہنچایا تھا۔ جغرافیہ اور سفر و سیاحت کا شوق دلانے کا موجب ہوئی مسلم بن حمیار (۹۱۲ء) جعفر بن احمد مروزی ابن فضلان۔ ابن خرداذبہ المتوفی ۹۱۲ء) جیہانی مسعودی، الاصطخری (۹۵۱ء) ابن حوقل المتوفی ۹۷۶ء) البیرونی (جو غزنی میں ۱۰۲۹ء میں فوت ہوا) یاقوت (مؤلف معجم البلدان ۱۱۷۵ء میں پیدا ہوا۔ اور ۱۲۲۹ء میں فوت ہوا) البکری (ابو عبید اللہ اندلسی تھا۔ ۱۰۹۴ء میں فوت ہوا) المقدسی اور ادریسی المتوفی ۱۱۶۴ء) بڑے بڑے صاحب جغرافیہ ہوئے ہیں ابو ریحان محمد البیرونی نے ہندوستان کا سفر کیا۔ ہندوؤں کے درمیان رہا۔ ان کی زبان سیکھی۔ ان کے علوم و فنون فلسفہ اور لٹریچر ان کے اوضاع و اطوار رسم و رواج۔ ان کے قوانین اور مذہب اور انکی ضعیف الاعتقادی کا بغور مطالعہ کیا ملک کی جغرافی و طبعی حالت کو عالمانہ نظروں سے دیکھا اور اپنے مشاہدات کو ہومر۔ افلاطون اور دیگر یونانی مورخوں اور فلاسفروں کے اقوال سے مزین کر کے کتاب کی صورت میں قلم بند کیا۔ ہندوستان کے حالات پر ایک مبسوط کتاب لکھنے کے علاوہ اس نے علم ہیئت۔ علم ہندسہ۔ علم جغرافیہ علم تاریخ۔ علم طبیعات اور علم کیمیا پر نہایت زبردست کتابیں حوالہ قلم کیں۔ البیرونی سلطان محمود و مسعود غزنوی کا ہمعصر تھا۔ اس سے کچھ عرصہ بعد مشہور آفاق۔ عالم اور سیاح ناصر خسرو اٹھارہ دریائے آمو کے کنارے پر ایک چھوٹے سے گاؤں قبادیان میں پیدا ہوا۔ اور مرو میں سکونت اختیار کی وہ ۱۰۴۶ء میں مرو سے روانہ ہوا اور نیشاپور۔ قم تبریز۔ غلاط۔ میافارقین۔ حلب سے ہوتا ہوا شام پہنچا اور طائر (صور) صیدان۔ بیروت اور یروشلم کی سیر کر کے مصر کو اور مصر سے حرمین الشریفین کی طرف روانہ ہوا اور وہاں سے الاحسا میں سے گزرتا ہوا بصرہ آیا اور بصرہ سے بلخ واپس چلا گیا اس کا سفر نامہ نہایت ہی دلچسپ ہے کسی زبان میں ایسی دلاویز کتاب موجود نہیں۔ لہٰذا ہر ایک زبان میں اس کو ترجمہ کرنے

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

کی ضرورت ہے (اس کتاب کا فرانسیسی میں ترجمہ ہو چکا ہے) کا مشہور جغرافیہ دان ابن ہوکل فاطمی خلیفہ المعزلدین اللہ کا منظور نظر تھا اپنے سرپرست کے حکم سے وہ ہسپانیہ گیا اور وہاں علم قدامت عالم اور علم الانسان کو تاریخ کا ایک حصہ سمجھا گیا اور ان کی تحقیق و تفتیش میں بڑا زور لگایا تھا۔ بلاذری جو ۲۷۹ھ ہجری میں فوت ہوا۔ بغداد میں پیدا ہوا تھا اور وہیں سکونت پذیر رہ کر اپنی تصنیفات میں ہمہ تن مشغول رہا۔ اس نے فتوح البلدان نامی ایک تاریخ قابل تعریف پیرایہ میں رقم کی اس تاریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب اس علم میں درجہ کمال کو پہنچ گئے تھے۔

ہمدانی نے جو تیسری صدی ہجری کے انجام اور چوتھی صدی ہجری کے آغاز پر ہوا ہے (جنوبی عرب کی تاریخ لکھی جس میں اس نے ملک کے مختلف قبائل کے حالات ملک کی تباہی و بربادی کے دلچسپ واقعات: یمن کی جغرافیائی حالت اور وہاں کے لوگوں کے تمدن و معاشرت کا ذکر کیا ہے۔ بلاذری اور ہمدانی نے بڑا کام کیا لیکن مسعودی، طبری اور ابن الاثیر کی ذخائر تاریخوں سے اس زمانہ کے عربوں کی ذہنی مستعدی کا پورا جلوہ نظر آتا ہے۔ اپنے جانشینوں مقریزی ابن خلدون۔ ابوالفدا وغیرہ کی مانند یہ بزرگ مجسم قاموس وانسائیکلو پیڈیا۔ فلاسفر، علم ہندسہ کے ماہر، علم جغرافیہ کے بانی اور علم تاریخ کے موجد تھے۔ مسعودی بغداد کا باشندہ تھا مگر دراصل عرب نسل سے تھا۔ اس نے اپنے عالم شباب میں اسلامی دنیا کے ایک بڑے حصے کا سفر کیا۔ وہ پہلے ہندوستان کی طرف آیا۔ ملتان اور منصورہ کی سیر کی۔ پھر ایران اور کرمان کی طرف جاکر اور وہاں کی سیر و سیاحت کر کے دوبارہ ہندوستان آیا۔ کچھ عرصہ کمبے اور دکن میں قیام کر کے سیلون کی طرف چلا گیا۔ سیلون سے مدغاسکر پہنچا اور وہاں سے عمان گیا اور خیال ہے کہ جزیرہ نمائے ہند و چین اور ملک چین کی طرف بھی گیا۔

اس نے وسط ایشیا میں بڑا لمبا چوڑا چکر لگایا اور جھیل کاسپین پر پہنچا اپنے سفر کے خاتمہ پر وہ کچھ عرصہ طبریہ اور انطاکیہ اور بعد ازاں بصرہ میں ٹھہرا۔ جہاں اس نے

اپنی غیرفانی کتاب مروج الذہب کو حوالۂ قلم کیا۔ پھر وہ قاہرہ کی طرف چلا گیا جہاں کتاب التنبیہ شائع کی اور بعد میں مراۃ الزمان کتاب تحریر کی۔ اس ضخیم کتاب کا کچھ حصہ ہی محفوظ رہا ہے۔ مروج الذہب میں اُس نے اپنی زندگی کے قابل قدر تجربات کو ایسے پسندیدہ و پُر مذاق پیرایہ میں حوالہ قلم کیا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت سے ممالک کا سیاح اور زندگی کے ہر نشیب و فراز سے آگاہ ہے وہ اس ڈھنگ کا آدمی ہے کہ مزاح کے رنگ میں ناظر کتاب سے ٹھکانے کی باتیں کہہ جاتا ہے اس نے لمبی چوڑی تمہید اور طول طویل رام کہانی سے پہلو تہی کر کے صرف ان باتوں کا ذکر کیا ہے جو اس کو ورطۂ حیرت میں ڈالتی تھیں یا جو کمیاب ہیں اور ساتھ ہی دلچسپ۔ وہ مختلف قوموں کے رسم و رواج اوضاع و اطوار کو ایسے اختصار اور ہنرمندی سے بیان کرتا ہے کہ بڑے بڑے استادوں کے بھی کان کترتا ہے۔ واقعی دریا کو کوزہ میں بند کیا ہے۔ طبری نے جو ۹۲۲ء میں بغداد فوت ہوا۔ ۹۱۴ء تک کے واقعات کو قلم بند کیا۔ المکین نے بارھویں صدی کے اخیر تک کے واقعات اس میں اضافہ کر دیئے۔

ابن الاثیر المعروف بہ عزالدین عراق کے قصبہ جزیرہ بنی عمر کا باشندہ تھا۔ مگر رہتا موصل کے پاس تھا۔ جہاں اس کے عالی شان اور خوبصورت مکان پر عالموں اور فاضلوں کا ہجوم لگا رہتا تھا اس کی تاریخ الکامل جس میں ۱۲۳۱ء تک کے واقعات درج ہیں۔ موجودہ یورپ کی بہترین تاریخوں سے لگا کھاتی ہے۔ اس نے موصل کے اتابکوں کی بھی تاریخ قلم بند کی ہے۔

سائنس کی مختلف شاخوں میں عربوں نے جو کمال حاصل کیا ہے اس کا سرسری ذکر کافی ہے۔ ما شاء اللہ اور احمد بن محمد النہاوندی جو سب سے پہلے عرب مہندس و ہیئت دان ہیں۔ منصور کے عہد میں ہوئے۔ مامون کے عہد میں سند بن علی یحییٰ بن ابی منصور۔ خالد بن عبدالملک ایسے ایسے فخر روزگار

گار مہندس و ہیئت دان گزرے ہیں۔ دشوید وہری پیدا یعنی مساوات لیل و نہار باعتدال ربیع ۲۱ مارچ و اعتدال خریفی ۲۰ ستمبر گرہیں۔ سیاروں اور فلکی اجرام سے متعلق انہوں نے قابل قدر تحقیقاتیں کیں۔ مامون کے حکم سے محمد بن موسیٰ خوارزمی نے سدہانتا کا عربی میں ترجمہ کیا۔ الکندی نے مختلف ریاضی، اقلیدس، فلسفہ، کرہ ہوائی، مناظر اور طب پر دو سو کتابیں تصنیف کیں۔ ابو معشر نے اپنے آپ کو اجرام فلکی کے مطالعہ پر وقف کر دیا۔ اس کی تصنیف علم ہیئت پر ایک قابل قدر کتاب ہے۔ موسیٰ بن شاکر رشید کے عہد میں ایک بڑا انجینئر ہوا ہے مگر اس کے بیٹوں نے جو مامون، معتصم اور واثق کے عہد میں ہوئے ہیں علم ہیئت کی طرف توجہ مبذول رکھی اور آفتاب اور دیگر فلکی اجرام کی حرکت سے متعلق کئی قابل قدر تحقیقاتیں کیں انہوں نے زمین کی جسامت معلوم کی۔ ابوالحسن نے دوربین ایجاد کی جس کے متعلق وہ لکھتا ہے "ایک نلکی جس کے دونوں سروں پر شیشے لگے ہیں" النظیری اور محمد بن عیسیٰ ابو عبداللہ نے موسیٰ بن شاکر کے فرزندوں کے کام کو جاری رکھا۔ البطانی بھی ایک بڑا ماہر ہیئت دان گزرا ہے۔ اس کی کتاب کا لاطینی میں ترجمہ کیا گیا جس کی بدولت یورپ میں ہیئت کا چرچا ہوا۔ منجملہ بہت سے ہیئت دانوں کے جو بغداد میں ہوئے ہیں۔ دو زیادہ مشہور رہیں۔ علی بن ماجور اور ابوالحسن علی ابن ماجور ان کو اکثر بنو ماجور کہتے ہیں۔ مہتابی حرکات کا اندازہ لگانے کے سبب وہ مشہور ہیں۔

امرائے بنی بویہ کے وقت میں بھی کئی ہیئت دان، ریاضی دان اور علوم طبیعات کے ماہر گزرے ہیں۔ ان میں سے دواں کوہی اور ابوالوفا قابل ذکر ہیں الکوہی نے سیاروں کی گردش کا مطالعہ کیا۔ موسم گرما اور موسم خزاں سے متعلق اس کی معلومات نہایت ہی قابل قدر تھیں۔ ابوالوفا خراسان کے ایک قصبہ بوزجان میں سنہ ۹۳۹ء کو پیدا ہوا۔ وہ سنہ ۹۵۹ء میں عراق میں آکر سکونت پذیر ہو گیا اور علم ہندسہ و ہیئت سیکھنے لگا۔ اس نے مثلث میں قوس کی بلندی اور خط مماس

M Awais Sultan
Group Admin
Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

کا استعمال معلوم کیا۔ ابن یونس ایک اور مہندس اور ہیئت دان گزرا ہے وہ ۱۰۰۹ء
میں فوت ہوا ہے۔ اس کی تحقیقات کو ابن النابدی جو ۱۰۶۷ء میں قاہرہ میں
فوت ہوا ہے۔ اور حسین بن ہیثم نے جاری رکھا۔ حسین گیارھویں صدی کے اخیر
میں ہوا ہے۔ وہ بڑا ماہیت دان تھا۔ پیدا وہ ہسپانیہ میں ہوا تھا۔ مگر سکونت
مصر میں اختیار کر لی تھی۔ روشنی و انعکاس اور نظریات کے مطابق اس کی
تصنیفات یورپ میں بڑی مشہور ہیں ایک کا ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ فضائی
اعوجاج شعاع کو اسی نے سب سے اوّل دریافت کیا۔ شاطر جو ابن طولون
کے عہد میں ہوا ہے اور عمر خیام جو زیادہ تر شاعر ہونے کی حیثیت سے مشہور
ہے بڑے مہندس اور ہیئت دان تھے۔

سائنس کی طرح علم الٰہیات اور فلسفہ کو خوب مانجھا گیا۔ الکندی المتوفی
۸۶۱ء لفارابی المتوفی ۹۵۰ء ابو علی ابن سینا بڑے مشہور عرب فلاسفر گزرے
ہیں۔ الکندی جو عربوں کا فلاسفر مشہور ہے۔ کلیات پر چلتا تھا اور ابو النصر فارابی کو
عرب ارسطو ثانی کہتے ہیں۔ ابن سینا المتوفی ۱۰۳۷ء دنیا کے ممتاز ترین فلاسفروں
اور حکیموں میں سے ایک تھا وہ ابو نصر کا شاگرد تھا۔

اس زمانہ کے بے شمار شاعروں میں عربی اور فارسی میں طبع آزمائی کرتے
تھے۔ چند کا انتخاب کرنا ذرا مشکل کام ہے۔ عربی شاعروں کے نام اصفہانی ابن خلکان
کی مشہور کتابوں میں ملیں گے۔

یہاں عربوں کی طبع سلیم کی حالت ظاہر کرنے کو چند شاعروں کے نام درج
کیے جاتے ہیں۔ ابو نواس المتولد ۷۶۲ء امین کے زمانہ میں ہوا۔ وہ زمانہ جاہلیت کے
مشہور شاعر امراء القیس کا درجہ رکھتا تھا۔ عتبی المتوفی ۸۴۵ء ابو تمام حبیب المتوفی
۸۴۵ء اس سے دوسرے درجہ پر تھے مؤخر الذکر کی بابت ابن خلکان ارقام کرتا
ہے "بلحاظ شستگی کلام خوبی نظم۔ طرز ادا وہ اپنے معاصروں پر سبقت لے گیا۔" البحتری
نویں صدی میں ہوا ہے اور ابو تمام کی طرح ایک حماسہ کا مصنف ہے۔ مگر صیفی اپنے

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

سب متقدمین پر شہرت میں گوئے سبقت لے گیا۔ وہ موصل کے ایک ہمدانی امیر سیف الدولہ کے ظل حمایت میں تھا۔ ۹۶۵ء میں قزاقوں کے ہاتھوں شہید ہوا النامی بھی ایک بلند پایہ شاعر گزرا ہے۔ وفات ۱۰۰۸ء میں بمقام حلب اس جہاں سے رخصت ہوا۔

فارسی شاعروں میں مشہور و ممتاز سلطان محمود کے عہد کے شاعر دقیقی اور فردوسی سلطان مسعود کے وقت کا شاعر عنصری۔ سلطان سنجر کا شاعر انوری و فرید الدین عطار جس کو تاتاریوں نے قتل کر دیا تھا۔ علاؤالدین سلطان قونیہ کا شاعر جلال الدین اور سلطان ابراہیم کے وقت کا شاعر سنائی ہیں۔

پہلے پہل ابوالفرج محمد بن اسحاق المعروف بہ الندیم باشندہ بغداد کو اسمار کتب کی ڈکشنری بنانے کا خیال سوجھا۔ اس کی کتاب الفہرست میں علم کی ہر شاخ پر بحث کی گئی ہے اس میں بہت سے مصنفین اور ان کی تصنیفات کے جو آج کل مفقود صورت ہیں نام درج ہیں

اس کتاب سے عربوں کی علمی ترقیات کا علم بخوبی حاصل ہو جاتا ہے یہ کتاب ۹۸۷ء میں لکھی گئی۔

ابن خلکان کی کتاب "وفیات الاعیان" وسیع واقفیت کا بحر بیکراں ہے وہ ۱۲۱۱ء میں پیدا ۱۲۸۲ء میں فوت ہوئے

سیف الدولہ ابوالفرج علی بن حسین الاصفہانی المتوفی ۹۶۷ء مصنف کتاب الاغانی کا مربی تھا۔ یہ کتاب جیسا کہ نام سے ظاہر ہے صرف راگوں کی ہی کتاب نہیں ہے۔ اس میں ان تمام شاعروں کی جن کے کلام اس میں ہیں سوانح عمری دی گئی ہے اور ان کے کلام پر نحوی و صرفی پہلو سے بحث کی گئی ہے اور کہیں کہیں تاریخ اور سائنس پر بھی طبع آزمائی کی گئی ہے

کہا جاتا ہے۔ ظہور اسلام سے کچھ عرصہ پہلے قریشیوں میں فن تحریر رائج ہو ہو گیا تھا اس کو پہلے پہل حیرہ کے متصل گاؤں انبار کے ایک باشندہ مورامیر

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

بن مراسیہ نے ایجاد کیا تھا۔ انبار سے یہ حیرہ میں پہنچا جہاں معاویہ کے باپ ابوسفیان کے باپ حرب نے اس کو سیکھا اور مکہ میں رائج کیا اس کے بعد سارے قریشیوں میں پھیل گیا۔ یمن کے حمیریوں کا لکھنے کا ڈھنگ جدا ہے۔ ابن خلکان لکھتا ہے "حمیریوں کی طرز نوشت کو المسند کہتے تھے اس میں حروف جدا جدا ہوتے تھے آپس میں ملا کر نہ لکھے جاتے تھے اور عام لوگوں کو فن تحریر نہ سیکھنے دیتے۔ کوئی شخص ان کی اجازت کے بغیر لکھنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا جب مذہب اسلام کا ظہور ہوا۔ اس وقت یمن میں ایک آدمی بھی لکھ پڑھ نہیں سکتا تھا۔

عہد امویہ کے خاتمہ پر قدیم کوفی رسم خط چند طرزوں میں رائج ہو گیا۔ عام طرز کو خط نسخ کہتے تھے۔ دسویں صدی عیسوی کے اخیر اور گیارھویں صدی کے شروع میں ابوحسن اور ابوطالب المبارک نے خط نسخ کو اور بھی ترقی دی۔

صلاح الدین کے عہد میں بڑے بڑے گول دائروں میں لکھنے کا رواج ہوا۔ اس طرز کو ثلث کہتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ خط نسخ کی ترقی یافتہ صورت تھی۔ جو بتدریج ترقی کرتے کرتے ایران کے خط نستعلیق میں بدل گئی۔

اس زمانہ میں مسلمانوں میں بہت سے مذہبی فرقے بن گئے۔ مگر شاہی مذہب حنفی ہی رہا تاہم حنفیوں پر حنبلی سبقت لے گئے وہ لڑاکے ہونے کے سبب سے بغداد اس کے عوام میں بڑے بارعب تھے۔ اس وقت عام لوگوں میں شافعی مذہب بھی پھیل رہا تھا۔ شامی شہروں اور ایشیا کی بندرگاہوں میں شیعہ زیادہ تھے۔ مگر چوتھی صدی ہجری کی مذہبی تاریخ کا مشہور واقعہ معقولی اصول کی ترویج ہے جسے اعتزالی بھی کہتے ہیں۔ اس تحریک کا کریڈٹ زیادہ تر مسعودی اور زمخشری کی عالمانہ تحریروں اور الکندی اور الفارابی جیسے فلاسفروں کو حاصل ہے معتزلیوں نے عقائد کو عقل کے ساتھ اور مذہب کو فلسفہ کے ساتھ منطبق کرنے کی کوشش کی اور قدرتی طور پر بہت سے لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ بہت سے حنفی معتزلہ مذہب میں داخل ہو گئے مگر اس تمام جدوجہد اور کشش و کوشش کے باوجود

لوگوں کا میلان ترقی معکوس کی طرف تھا اور صدی کے اخیر پر لوگ الٹی طرف چلنے شروع ہو گئے۔ اس نازک وقت میں ایک سوسائٹی علمی شعاعوں کو پھیلانے کے لئے وجود میں آئی۔ مولویوں کی تنگ خیالی۔ امیروں کی فضول خرچی۔ غریبوں کی جہولی دیکھ کر چند غور و خوض کرنے والے جو اسلام کی بہتری کے دل و جان سے خواہاں تھے۔ مجبور ہوئے کہ لوگوں کے خیالات کو ٹھیک کرنے اور مسلمانوں کو تباہی و جہالت سے نکالنے کے لئے ایک برادری قائم کریں ان اشخاص نے اپنی برادری کا نام اخوان الصفا رکھا۔ یہ مقدس برادری بصرہ میں قائم کی گئی۔ اس برادری میں صرف وہ اشخاص شامل کئے جاتے جو پرلے درجے کے نیک چلن اور پاک باطن ہوتے برادری کے آدمی اپنے صدر زید بن رفاعہ کے گھر میں جمع ہوتے اور فلسفی و اخلاق مضامین پر اس خوش اسلوبی و روشن ضمیری سے بحث کرتے کہ اگر اس زمانہ میں بھی ہوتے تو ہر طرح کی تعریف کے مستحق کہلاتے۔ انہوں نے خلافت کے ہر ایسے شہر میں جہاں عالی دماغ آدمی دستیاب ہو سکتے اور معقول طریقہ پر کام کرنے کے قابل اور اس کے خواہاں ہوتے۔ اس برادری کی شاخیں قائم کیں۔ ان کا طریقہ انتخاب کی روح تھا۔ پولٹیکل اور سوشل مسائل پر ان کے خیالات اعلیٰ درجہ کی عملی اور انسانی ہمدردی سے لبریز تھے۔ انہوں نے اپنا لہو پانی ایک کر کے علمی چمن کو شاداب کیا اور لوگوں کے سامنے علمی گلدستوں کی ڈالیاں پیش کیں۔ مختلف علوم پر رسالے لکھ کر ان کو ایک کتاب میں منضبط کیا۔ یہ رسالے علم ریاضی ہیئت۔ علم طبیعات کیمیا۔ کرہ ہوائی۔ علم طبقات الارض۔ علم حیات۔ علم موجودات۔ علم حیوانات۔ علم نباتات۔ علم منطق۔ علم صرف و نحو علم الہیات۔ علم اخلاق۔ آئندہ زندگی کے مسئلہ پر خیالات وغیرہ پر مشتمل تھے۔

حقیقت میں وہ اس زمانہ کے سارے مروجہ علوم اور فلسفہ کا قاموس تھے

حنفیت کو اشعریت بھی کہتے تھے کیونکہ اس کا بانی ابوالحسن الاشعری تھا۔ وہ بغداد میں ۳۳۱ھ یا ۳۴۲ھ مطابق ۹۴۱ء یا ۹۵۲ء فوت ہوا۔ البیرونی کی کتاب الآثار کو انگریزی

M Awais Sultan Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

ہیں ترجمہ کرنے والا اپنے دیباچہ میں لکھتا ہے کہ اگر الاشعری اور الغزالی سدراہ نہ ہوتے تو عرب قوم ہزارہا نیوٹن، کپلر اور گلیلو پیدا کرتی۔

پس جب ابن سینا کا ستارہ ترقی کے فلک پر چمکا تو دنیا اس کے خیالات عالی کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو چکی تھی۔ گیارھویں صدی عیسوی کے آغاز پر عرب دنیا کی دماغی ترقی کا نظارہ فی الواقع امید افزا تھا۔ مگر کروسیڈروں نے مسلمانوں کی توجہ کو حفاظت خود اختیاری کی طرف مبذول کر دیا اور زنگی اعظم نورالدین اور صلاح الدین کی فتوحات نے عیسائی کروسیڈروں سے خلاصی کرائی ہی تھی کہ مغلوں کا طوفان بے تمیزی قہر خدا کی صورت میں اٹھ آیا اور مشرق کا ایوان ترقی و تہذیب بیخ و بن سے منہدم ہو کر اجڑ گیا۔

چھبیسواں باب ۲۶

ہسپانیہ کے عرب بنی امیہ

۱۳۸ھ تا ۳۰۰ھ ۷۵۶ء تا ۹۱۲ء

عبدالرحمٰن اوّل (الداخل) ہشام، حکم، عبدالرحمٰن ثانی (الاوسط) محمد، منذر، عبداللہ۔ عبدالرحمٰن ہسپانیہ میں داخل ہوتا ہے۔ مسارہ کی لڑائی۔ بشرفہ کی بغاوت، فرانسیسوں کی سازش۔ شارلمین کا حملہ۔ بردن سسولز کی لڑائی۔ عبدالرحمٰن کی وفات۔ اس کے عادات و خصائل۔ ہشام اوّل کی تخت نشینی۔ اس کے عادات و خصائل۔ اس کی منصفانہ حکومت۔ فرانسیسوں اور عیسائی قبائل سے جنگ۔ مالکی مذہب کی اشاعت۔ ہشام کی وفات۔ حکم اوّل کی تخت نشینی۔ اس کے عادات و خصائل۔ فقیہوں میں اس کی غیر ہردلعزیزی۔ قرطبہ میں بغاوت۔ بغاوت کا فرو کرنا۔ باغیوں کا اخراج۔ ٹولیڈو۔ حکم کی وفات۔ عبدالرحمٰن

حکم کی وفات۔ عبدالرحمٰن ثانی کی تخت نشینی۔ اس کی خوشگوار و بارونق حکومت عیسائی قبائل کی یورشیں۔ ان کی اطاعت۔ نارمنوں کی نموداری۔ قرطبہ میں عیسائیوں کی شورش۔ عبدالرحمن دوم کی وفات۔ محمد کی تخت نشینی اس کے عادات و خصائل۔ عیسائیوں کی بغاوت کافرو کرنا۔ نارمنوں کی تازہ یورشیں ان کی شکست۔ بغاوتیں۔ محمد کی وفات۔ منذر کی تخت نشینی اس کی وفات۔ عبداللہ کی تخت نشینی۔ اس کی پرآشوب حکومت۔ اس کی وفات۔ عربوں کا سیلاب۔ پیڈی ماسٹ۔ لیگوریا اور سوئٹزرلینڈ میں داخل ہونا۔

زاب کی لڑائی کو چھ سال نہ ہوئے تھے کہ مغرب میں بنوامیہ کی ایک نئی سلطنت قائم ہو گئی۔ اموی خاندان کے جو افراد سفاح کی تلوار کینہ کیش سے بچ رہے ان میں ہشام کا ایک پوتا بھی تھا جس کا نام عبدالرحمٰن تھا۔ اس کا شام سے بھاگ کر مراکش میں آنا۔ اس کا بال بال بچنا۔ مہمان نواز بربروں میں آکر پناہ لینا۔ دردناک واقعات کی داستان ہے۔ جب وہ بربروں میں مقیم تھا۔ تو اس کی نگاہ آبنائے کے خوبصورت ملک پر پڑتی تھی جو کبھی اس کے بزرگوں کے زیر نگین تھا۔ بادشاہی کے لئے قسمت آزمائی کرنے کی غرض سے اس نے مدد کے واسطے اپنے بھائی بندوں کی طرف معتبر قاصد روانہ کئے۔

اس کے پیغام کا بڑے جوش و خروش اور تپاک کے ساتھ خیر مقدم کیا گیا اور اس کو بذات خود آنے کی دعوت دی گئی۔ ماہ ستمبر ۷۵۵ء کو بدقسمت خاندان کا یہ نونہال ہسپانیہ کے ساحل پر بمقام المنکب اترا۔ حمیری مضریوں کے مظالم سے تنگ آئے ہی ہوئے تھے۔ جھٹ اس کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے اور اب یہ نوجوان شاہزادہ گورنر یوسف کا مقابلہ کرنے کے قابل ہو گیا۔ یہ گورنر اگرچہ عباسی خلیفہ کا دم بھرتا تھا۔ مگر دراصل ہسپانیہ کا خود مختار بادشاہ بنا ہوا تھا۔ وہ لڑائی جس نے عبدالرحمٰن کو تخت و تاج دلایا۔ بمقام مسارہ پر ہوئی۔ گویا یہ

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

دوسری مرتبہ روح راحت کی لڑائی تھی یوسف کو سخت شکست ہوئی اور وہ اطاعت قبول کر لینے پر مجبور ہوا۔ ۱۴۱ہجری میں اس نے علم بغاوت بلند کیا۔ مگر لڑتا ہوا قید حیات سے رہا ہوا۔

ایک مفرور اور بے خانماں اب تخت پر جلوہ افروز تھا۔ عبدالرحمٰن۔ معاویہ بن ہشام کا بیٹا تھا جو کچھ اس کی مراد تھی۔ خدا نے پوری کر دی۔ اب وہ ایک سلطنت کا مالک تھا۔ مگر بُرا ہو۔ اس گردونِ ناہنجار کا۔ جس نے اس کو اپنی لیاقت قابلیت اور شجاعت کا ثمر امن چین سے نہ دکھانے دیا۔ عرب امیر حسب معمول حکومت کی قید سے تلملا کر شخصی حکومت سے نفرت کرنے لگے۔ بربران کے ہم آہنگ ہوئے ان کی خواہش تھی۔ کہ ہسپانیہ پر ایسی حکومت ہو۔ جو ان کو کامل آزادی میں رکھے جب وہ چاہیں ایک دوسرے کے گلے کا ہار ہو جائیں اور جب عیسائی حملہ کریں تو ایک ہو کر ان کا مقابلہ کریں یہ خیال تھا جو عرب امیروں کو بار بار عبدالرحمٰن کے برخلاف سرتابی کرنے پر اکساتا تھا۔ عبدالرحمٰن امن قائم کرنے کی کوشش کرتا۔ اور وہ بدامنی پھیلانے میں مساعی و کوشاں رہتے۔ عرب باغی لیون کٹیا لونیا اور نبورا کے عیسائی باغیوں کی طرح پپن سے اور جب وہ مر رہا تو اس کے بیٹے شارل میں سے مدد لیتے۔ ان دونوں مسیحی بادشاہوں کی حکمت عملی یہ تھی کہ بادشاہ قرطبہ کے برخلاف عرب گورنروں کو بغاوت کی ترغیب دیتے رہتے تھے۔ ان بغاوتوں کے اصلی محرک فرانسیسی بادشاہ ہوتے تھے مگر عبدالرحمٰن بھی تعقب کا مستعد تھا۔ ان بغاوتوں کو خوش اسلوبی سے فرو کر دیتا تھا۔ اپنی سلطنت کے بچاؤ اور امن قائم کرنے کی غرض سے جو پالیسی اس نے اختیار کی کوئی شک نہیں کہ موجودہ زمانہ کے لحاظ سے وہ ظالمانہ بیرحمی تھی۔ مگر اس زمانہ میں سوائے اس کے کام ہی نہ چل سکتا تھا۔ عبدالرحمٰن کی خوش قسمتی سے عرب امیروں میں باہم اتفاق نہیں تھا۔ وہ یہ تو سمجھتے تھے کہ بادشاہ کو مغلوب کرنے کے لئے باہمی اتفاق ضروری ہے مگر وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ مل کر کام کیسے کرتے ہیں۔ چند برسوں میں انہوں

M Awais Sultan
Group Admin
Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

نے اپنا راستہ دشمنوں سے صاف کریں۔ بغاوتیں فرو کی گئیں۔ عرب سرداروں کو پامال کیا گیا اور سارے ملک پر بادشاہ کا سکہ بیٹھ گیا۔ مگر بادشاہ کی طاقت کا دارومدار سپاہیوں پر تھا۔ وہ ہردلعزیز بادشاہ نہیں تھا۔ یہ نوجوان فرمانروا قرطبہ کے بازاروں میں بغیر محافظ دستہ فوج کے نہیں پھر سکتا تھا۔ اب اس کو مغلوب یا مفتوح لوگوں کے انتقام سے محفوظ رہنے کے لئے بہت سے سپاہی رکھنے پڑے۔ جب عبدالرحمن اپنے باغی امیروں کے ساتھ مصروف پیکار تھا تو ہسپانوی مسلمانوں کا ان کے ہمسائے عیسائیوں نے ناک میں دم کر رکھا تھا۔ مسلمانوں کے شہر جلا دیئے جاتے تھے گھروں اور کھیتوں کو برباد کر دیا جاتا تھا اور خود ان کو یا تو قتل کر دیا جاتا یا گرفتار کر کے غلام بنایا جاتا تھا۔ اس افراتفری اور مصیبت کے زمانہ میں عربوں کو بہت سے شمالی مقبوضات سے محروم ہونا پڑا۔ الفانسو کے بیٹے فرد ملا نے لیوگو۔ اپورٹو۔ سالا مانکا۔ کسٹیلا۔ زمورا اور سیگوویا کو فتح کر لیا ۷۷۷ء میں بے شمار باغیوں میں سے ایک مسمی سلیمان بن یقظان الکلبی کوہ پیرینیز کے پار شارلیمن سے عبدالرحمن کے برخلاف مدد کی التجا کرنے گیا۔ شہنشاہ فرانس نے جس کو سوائے توسیع سلطنت کے اور کوئی خیال ہی نہ تھا اس موقعہ کو غنیمت جانا اور سمجھا کہ ہسپانیہ تو اب یاروں کا ہوا۔ ایک لشکر جرار لے کر آندھی کی طرح اٹھا۔ پہاڑوں کو عبور کرتا ہوا اور ہر چیز کو آگے رکھتا ہوا سارا گوسا کی دیواروں کے تلے جا پہنچا۔ مگر سارا گوسا کے کمانڈر حسین بن یحیٰی الانصاری نے اس کو ایسی شکست دی کہ چھٹی کا دودھ یاد آ گیا۔ عیسائی بادشاہ نے خیال کیا کہ باغی مسلمان سردار نے جو مدد مانگنے آیا تھا کوئی ہاتھ کیا تھا پس اس کو گرفتار کر کے اپنے ملک کی طرف روانہ ہوا۔ مگر جب وہ کوہ پیرینیز سے گزر رہا تھا سلیمان کے بیٹوں مطروح اور عیشون نے اس پر چھاپہ مارا اور اس کی فوج عقب کو منتشر کر دیا۔ اس لڑائی کے بعد شارلیمن اور عبدالرحمن میں صلح کا عہد نامہ ہو گیا اب عبدالرحمن کا اپنے مفتوحہ ملک میں خوب سکہ جم گیا اور اگرچہ متواتر

M Awais Sultan Group Admin
Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

بغاوتیں اور شورشیں ہوتی رہیں اور خود اس کے خاندان کے افراد سرتابی کرتے رہے تاہم بہ حیثیت مجموعی اس کی حکومت کامیاب ثابت ہوئی۔ وہ تینتیس سال کی حکومت کے بعد ۱۷۲ھ ہجری میں داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔ اگرچہ بغاوتوں کو فرد کرنے کے لئے اس نے سخت اور ظالمانہ وسائل اختیار کئے۔ مگر وہ ایسے حلیم الطبع، رحمدل اور علم و ہنر کا شائق تھا۔ ابن الاثیر لکھتا ہے: "وہ کشیدہ قامت چھریرے بدن کا، موزوں اعضاء والا، عالم اور شاعر بہت عمدہ۔ دور اندیش فہیم وزن کی محنتی اور فیاض تھا۔"

محنت اور انتظامی قابلیت میں اس کا منصور سے مقابلہ کیا جاتا تھا۔ اس نے قرطبہ کو عالی شان محلات، مکانات، باغات اور رستوں سے فردوس کا نمونہ بنا دیا۔ ایک جامع مسجد بنوانی شروع کی مگر اس کے مکمل ہونے سے پہلے اس دار فانی سے چل دیا اگرچہ ۱۵۶ھ ہجری میں اس نے عباسی خلیفہ منصور کے نام کا خطبہ بند کرا دیا تھا۔ مگر خود خلیفہ ہونے کا دعویٰ نہ کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ خلافت کے مرکز کا ادب ملحوظ رکھتا تھا۔ جو ابھی تک اسلام کا مسکن اور عرب قبائل کے اکٹھے ہونے کی جگہ تھا۔ اس نے امیر کے خطاب پر ہی قناعت کی۔ ابن الاثیر اس کو صاحب الاندلوسیہ کر کے لکھتا ہے۔

عبدالرحمٰن کے بعد اس کا بیٹا ہشام تخت پر رونق افروز ہوا۔ وہ منصف مزاج حلیم الطبع اور فیاض حکمران تھا۔ مذہب کا بڑا پابند اور نیکی کا مجسم نمونہ تھا۔ وہ عمر بن عبدالعزیز ثانی تھا۔ لوگوں کی تکلیفات اور شکایات سے آگاہ ہونے کی خاطر معمولی کپڑے پہن کر قرطبہ کی گلیوں میں پھرا کرتا۔ اور عام لوگوں سے ملا جلا کرتا۔ وہ اکثر بیماروں کی تیمارداری کرتا۔ غریبوں سے ان کے گھروں پر جا کر ملتا۔ ان کی تکلیفات و مشقت کی داستانیں سنتا۔ اکثر ایسا ہوتا کہ رات کا وقت ہے۔ مینہ برس رہا ہے برف پڑ رہی ہے اور وہ کسی غریب بیمار کو کھانا کھلانے کے لئے خود گھر سے باہر نکلا ہے اس کی خیرات کی کوئی حد نہ تھی وہ ان غریبوں کو جو باوجود موسم کی شدت کے

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

مسجدوں میں نماز پڑھنے آتے۔ بڑی بڑی گراں قدر رقوم خیرات میں دیتا۔ اس کی ذات غریبوں، ضعیفوں، بے کسوں کی ملجا و ماوا تھی اور خوبی یہ کہ حکومت بارعب تھی۔ بغاوتوں کو سختی سے فرد کیا جاتا تھا۔ اور کوئی مجرم سزا پائے بغیر نہ بچتا تھا۔ اس نیک نہاد بادشاہ کے عہد میں رعایا خوشحال ہو گئی۔ اس نے السمیع کا ٹوٹا پل ٹھیک کرایا۔ باپ نے جو جامع مسجد شروع کرائی تھی۔ اس کو درجہ تکمیل پر پہنچایا اور سلطنت کے شہروں کو شاندار عمارات سے آراستہ کیا۔

مگر اس کی مضبوط و بارعب حکومت اور ذاتی رحم و شرافت کے باوجود امیر برابر بغاوتوں پر کمربستہ رہے تخت نشین ہوتے ہی اس کو اپنے بھائیوں کی بغاوت فرو کرنی پڑی۔ اپنے بھائیوں کو مطیع و فرمانبردار بنا کر وہ دریائے ابرو کی طرف بڑھا۔ جہاں سلیمان کے بیٹے مطرح نے علم بغاوت بلند کیا ہوا تھا اور شارلمین کو ہسپانیہ میں آنے کی دعوت بھیجی ہوئی تھی۔ باغی واصل جہنم ہوا اور سارا گوسا اور بارسلونا پھر اموی بادشاہ کے قبضہ تصرف میں آ گئے۔

اپنے ملک میں امن قائم کرنے کے بعد ہشام شمال کی طرف متوجہ ہوا۔ سرحدی عیسائی قبائل کی بغاوت کا فرد کرنا نہایت ضروری ہو گیا تھا۔ کیونکہ ان کی متواتر یورشوں سے کیا۔ دہرا سب ستیاناس ہو رہا تھا۔ یہ عیسائی باغی جہاں جاتے آگ اور تلوار کو ساتھ لے جاتے۔ جس چیز کو پاتے آگ کی نذر کر دیتے اور جس مسلمان کو دیکھتے تلوار کی گھاٹ اتار دیتے۔ اس وقت یہ فساد گویا جہالت اور تہذیب کے درمیان تھا۔ بدقسمتی سے تہذیب اندرونی فسادات سے کمزور ہو رہی تھی اور بیرونی مدد سے جہالت کی طاقت بڑھ رہی تھی۔ ہشام نے فرانسیسیوں کو سبق دینا مناسب سمجھا۔ انہوں نے ایسی بے ایمانی کی پالیسی اختیار کر رکھی تھی کہ عربوں کے ایوان حکومت کو جلانے کے لئے آئے دن ہسپانیہ کے اندر آتش بغاوت مشتعل کر دیتے تھے۔ اس غرض سے ہشام نے دو فوجیں روانہ کیں۔ ایک کیٹلونیا میں سے گزرتی ہوئی فرانس میں داخل ہوئی۔ گردین کو تاخت و تاراج

M Awais Sultan
Group Admin
Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

گیا، نوزبون اور دیگر چند قصبات کو پھر فتح کر لیا اور دریائے غریانگا کے کنارے پر بمقام دیلڈبن کونٹ آف ٹولوز کو سخت ہزیمت دی۔ دوسری فوج بھی کامیاب ہوئی اس نے گلیشیا کے قبائل کو جو اپنے سردار برمنڈ کے جھنڈے نیچے جمع ہوئے تھے سخت شکست دی اور ان کو صلح کی درخواست کرنے پر مجبور کیا۔ ہشام امام مالک کا بڑا ادب کرتا تھا۔ ادھر امام مالکؒ بھی ہشام کی نسبت کہا کرتے تھے کہ خلیفہ ہونے کے لئے وہی ہر لحاظ سے موزوں ہے کیونکہ منصف ہے۔ رحم دل ہے اور نیکیوں کا مجسم نمونہ ہے وہ جزیرہ نمائے ہسپانیہ میں مالکی مذہب کی اشاعت کرنے میں بیش از بیش سعی و کوشش کرتا تھا۔ اس وقت سے اندلس کی گورنمنٹ کا مذہب مالکی قرار پایا۔ فقیہہ جن کا بادشاہ بڑا ادب کرتا تھا۔ اس عہد میں سرکار اور رعایا دونوں میں بڑے بارسوخ و ممتاز ہو گئے۔ ہشام ۱۸۰ھ ہجری میں داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔ اور اس کی جگہ اس کا بیٹا حکم المنتصر تخت پر جلوہ افروز ہوا۔ یہ بادشاہ بڑا دانا اور دلیر تھا اور پہلا اندلسی بادشاہ تھا۔ جو شان و شکوہ سے رہتا تھا۔ تاہم اس کے عہد میں متواتر بغاوتیں اور شورشیں برپا ہوتی رہیں۔ وہ خوش باش اور ہنس مکھ تھا۔ زندگی کا لطف اٹھانے میں تکلف کی حد تک جا پہنچا تھا۔ وہ شکار کا شائق تھا اور صرف مفتیوں اور مولویوں کی سوسائٹی پر ہی بس نہ کر کے شاعروں گویوں اور عالموں کو زیادہ تر صحبت میں رکھتا تھا۔

فقیہہ اس بات سے ناراض ہو گئے۔ مگر ان کی ناراضی کی زبردست وجوہ اور تھیں۔ ہشام کی فیاضانہ پالیسی کی بدولت یہ لوگ ملک میں بڑے بااختیار ہو گئے تھے۔ حکم اگرچہ ویسے ان کا ادب کرتا تھا اور معدلت گستری میں ان کا فتاویٰ کی قدر کرتا۔ مگر امور سلطنت میں دخل نہ دینے دیتا تھا۔ فقیہہ جو دل میں بڑی بڑی امیدیں کئے بیٹھے تھے اس بات سے مخالف ہو گئے۔ وہ ممبروں پر برملا کہنے لگے کہ بادشاہ مذہب کا پابند نہیں اور اس کے اطوار ٹھیک نہیں۔ خدا اس پر رحم کرے اور اس کو سیدھا رستہ دکھائے اسطرح انہوں نے ہسپانوی مسلمانوں

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

کو جن میں ان کا بڑا رسوخ تھا، بادشاہ کے برخلاف برانگیختہ کر دیا۔ جزیرہ نما کے زیادہ تر باشندے مسلمان ہو گئے تھے اور بڑے بڑے شہروں جیسے کہ قرطبہ سیویل، کولیڈو اور میڈرڈ میں یہ نومسلم بڑے بڑے معزز خاندانوں کے افراد تھے۔ عربوں اور بربروں اور ہسپانیہ کے مسلمانوں اور عیسائیوں میں خاص کر شمالی صوبہ جات میں عام طور پر رشتے ناطے ہوتے تھے ان شادیوں سے جو اولاد ہوتی تھی اس کو مولّد کہتے تھے۔ خالص عرب ان مولدوں اور بلادیوں کو حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور جس طرح عہد امویہ میں ایران میں ہوتا تھا ویسے ہی یہ کرتے تھے یعنی ان کو سرکاری عہدوں پر ممتاز نہ ہونے دیتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خالص عربوں سے وہ لوگ بھی نفرت کرنے لگے اور وقتاً فوقتاً ہسپانوی مسلمان عرب حکومت کے برخلاف بغاوتیں کرنے لگے۔ فقیہہ ان نفرتوں کو مٹانے کی بجائے جلتی پر اور تیل ڈالتے اور دیسیوں کو بادشاہ کے برخلاف علم بغاوت بلند کرنے کی ترغیب دیتے۔ جب اندلس میں کھلبلی مچی ہوئی تھی۔ حکم کے دو چچوں سلیمان اور عبداللہ نے جن کو ہشام نے معاف کر دیا تھا۔ علم بغاوت بلند کر دیا۔ عبداللہ حریص و طامع شارلیمن سے مدد مانگنے کے لیے ایکس لاچیل کی طرف گیا۔ فرانسیسیوں کی مدد سے عبداللہ نے ٹولیڈو کو فتح کر لیا اور سلیمان بلنسیا پر قابض ہو گیا۔ اسی وقت شارلیمن کے بیٹے لوئیس اور چارلس شمالی صوبہ جات میں گھس آئے اور گلیشیا کا سردار الفنسو، اربگون پر حملہ آور ہوا۔ ایسے نازک وقت میں حکم نے غضب کی مستعدی دکھائی۔ ٹولیڈو کی محافظت کے لیے تھوڑی سی فوج وہاں متعین کر کے وہ اہل گلیشیا کی طرف بڑھا اور ایک خونریز لڑائی میں ان کو شکست فاش دی اور ان کے ملک کو تباہ و برباد کیا۔ پھر فرانسیسیوں کی طرف متوجہ ہوا اور ان کو ایسا مارا کہ کوہ پیرینیز کے پار بھگا دیا۔ اس طرح فتح و ظفر کے پرچم اڑاتا ہوا وہ ٹولیڈو کی طرف واپس آیا۔ سلیمان لڑائی میں مارا گیا اور عبداللہ نے اطاعت مان لی۔ اس کا قصور معاف کیا گیا۔ جب حکم اس طرح مصروف تھا۔ فرانسیسیوں نے موقع

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

پاکر بارسلونا کو فتح کر لیا اس میں شرارت ساری گورنر کی تھی اس بے ایمان دین فروش نے یہ خیال کر کے کہ شارلیمن مجھ کو اس علاقہ کا بادشاہ بنا دے گا۔ اس کو مدد کے لئے بلایا وہ آیا تو مدد کے لئے مگر قبضہ کر بیٹھا اور کیوں نہ کرتا۔ بارسلونا کا شہر خدا اس کو دے۔ اس شہر پر قبضہ کر لینے سے شارلیمن کا پاؤں ہسپانیہ میں خوب مضبوط جم گیا اس کے ہسپانوی مقبوضات دو حصوں پر منقسم تھے۔ سپٹی منیا جس کا صدر مقام بارسلونا تھا اور گسکنی جس میں ٹورا اور اراگون کے شہر آباد تھے تاہم ۸۰۹ھ میں حکم گسکنی کو پھر فتح کر لیا۔ ۸۰۵ھ میں قرطبہ میں بغاوت برپا ہوئی۔ مگر اس کو نہایت نرمی سے فرو کیا گیا۔ اگلے سال بادشاہ اہل مریڈا کی بغاوت فرو کرنے میں مصروف تھا کہ پھر اہل قرطبہ نے علم بغاوت بلند کر دیا۔ بادشاہ بسرعت تمام اپنے دارالخلافہ کی طرف واپس آیا اور اس مرتبہ بغاوت کو نہایت سختی سے فرو کیا ۸۰۷ھ میں شارلیمن کے ایک بیٹے لڈوگ نے ٹورٹائس کا محاصرہ کر لیا۔ مگر حکم کے بیٹے عبدالرحمٰن نے شہر کو بچا لیا۔ ۸۱۱ھ میں حکم خود ایک فوج لے کر فرانسیسیوں پر حملہ آور ہوا اور ایک حد تک کامیاب رہا۔ اہل ٹولیڈو کو یہ بات فراموش نہ ہوئی تھی کہ ان کا شہر کبھی ہسپانیہ کا دارالسلطنت تھا۔ پرانی عظمت کے خیال سے ان کے دل پر چھریاں چل جاتی تھیں اور عربوں کے برخلاف ان کا عناد دن بدن روبہ ترقی تھا۔ اپنی دولت اور کثرت تعداد کے گھمنڈ پر وہ بادشاہ کے احکام کی پرواہ نہ کرتا اور کسی شخص کو جو ان کی مرضی کے مطابق نہ ہوتا۔ گورنر تسلیم نہ کرتے تھے ان کی پہلی بغاوت بآسانی تمام فرو کی گئی۔ حکم کے ایک جرنیل عمروس بن یوسف جو ٹالورہ کی کمان پر متعین تھا اور خود بھی مولد تھا امن قائم کرنے پر مقرر کیا گیا۔ اس نے چند سربرآوردہ اشخاص کو اپنا ہم آہنگ بنایا اور ان کے ذریعہ اہل شہر کو بادشاہ کی اطاعت قبول کر لینے کی ترغیب دی دس سال بعد انہوں نے پھر علم بغاوت بلند کر دیا ان کی بغاوتوں اور شورشوں سے تنگ آ کر بادشاہ نے پھر عمروس کو مقرر کیا۔ اہل ٹولیڈو نے اس کی تقرری کو منظور کر لیا۔ کیونکہ وہ عمروس کو بادشاہ کا بداندیش اور دشمن خیال کرتے تھے۔

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

اس خیال سے انہوں نے اس کو شہر کے اندر ایک قلعہ نما مکان بنانے کی بھی اجازت دے دی۔ جب عمروس یہاں تک کامیاب ہو گیا تو ایک دن اس شہر کے سربر آوردہ اشخاص کو اپنے مکان پر بلایا اور سب کو قتل کر دیا۔ اس طرح دھوکہ میں آکر اپنے چیدہ چیدہ آدمیوں سے محروم ہو جانے کے باعث اہل شہر پھر سات سال تک مطیع و فرمانبردار رہے ۱۹۸ھ ہجری میں اہل قرطبہ کی شورش انتہائی حد تک جا پہنچی۔ ایک دن مسجد میں ایک عامی نے بادشاہ کے روبرو اس کی بے عزتی کی۔ اس شخص کو واجبی سزا دینے پر قرطبہ کے مضافاتی قصبہ شکندہ میں ایک طوفان بے تمیزی برپا ہو گیا۔ لوگوں نے بادشاہ کا محل گھیر لیا۔ اگرچہ صورت حال نہایت خطرناک ہو گئی تھی۔ مگر حکم نے مستعدی و مستقل مزاجی سے کام لیا۔ باغیوں کو مار کر ہٹایا گیا۔ ان کے بڑے بڑے لیڈر دار پر کھینچے گئے اور باغی خارج البلد کئے گئے ان میں سے بہت آدمی آبنائے سے گزر کر فارس (مراکو) کے نزدیک آباد ہو گئے۔ بہت سے اسکندریہ کی طرف چلے آئے اور وہاں سے جزیرہ کریٹ کی طرف روانہ کئے گئے۔ جزیرہ کو انہوں نے فتح کر لیا اور یونانیوں کے واپس لینے تک اس پر قابض رہے۔ صدر مقام قندیا جو خندق کا مخفف ہے۔ انہی کا آباد کردہ ہے ۸۱۶ھ میں شارلمین کے بیٹے اور جانشین اور حکم کے درمیان صلح کا عہد نامہ ہوا مگر یہ دیرپا ثابت نہ ہوا۔

حکم ۲۰۶ھ مطابق ۸۲۲ء میں ۲۶ سال کی حکومت کے بعد اس دار فانی سے رحلت کر گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا عبدالرحمٰن الاوسط تخت پر رونق افروز ہوا۔ ایک عرب مورخ لکھتا ہے اس کی حکومت بڑی عالی شان اور پر امن تھی لوگ خوشحال ہو گئے اور سلطنت کی آمدنی بڑھ گئی یہ بادشاہ علم دہنر کا دلدادہ تھا عالموں اور فاضلوں کی صحبت رکھتا تھا اس کے ارشاد پر نامور موسیقی دان زریاب بغداد سے قرطبہ میں آیا اور آتے ہی محل اور شہر میں بارسوخ ہو گیا اس وقت سے ہسپانوی عربوں کو راگ کا چسکا پڑا جو بتدریج ان کی مجلسی زندگی کا جزو بن گیا۔

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

بلحاظ دربار کی شان و شوکت اور رونق کے عبدالرحمٰن اپنے متقدمین سے بڑھ گیا عربوں کی عظمت ترقی و تہذیب۔ اخلاق کی درستگی اور صنائع و اطوار کی شستگی جن کی نقل کرنے کی کوشش یورپین سربرآوردہ اشخاص نے کی۔ ان امور کا آغاز اسی کے عہد میں ہوا۔ عبدالرحمٰن کے تخت نشین ہوتے ہی الفانسو ثانی سردار لیون نے مدینہ سالم کے ضلع پر حملہ کر دیا اور اس کی دیکھا دیکھی دوسری عیسوی قبائل نے بھی عرب صوبہ جات پر شورشیں شروع کر دیں ان کی گوشمالی کے لیے ایک زبردست فوج روانہ کی گئی جسنے عیسائیوں کی خوب سرکوبی کی ان کے برج اور قلعے مسمار کر دیئے اور لیون کو تاخت و تاراج کیا۔ جب عیسائیوں کا سارا بل نکل گیا تو انھوں نے اطاعت قبول کر لی۔ ان پر متقررہ اخراج سے بہت زیادہ جرمانہ کیا گیا مسلمان قیدی رہا کرائے گئے اور آئندہ کے اطمینان کے لیے چند شخص بطور یرغمال لیے گئے۔ فرانسیسیوں نے بھی اس موقعہ سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔ وہ کیٹلونیا کے اس حصہ میں جو عربوں کے زیر نگین تھا۔ قتل و غارت تباہی و بربادی کو ارتکاب میں لیے داخل ہوئے مگر منہ کی کھا کر الٹے بھاگے۔

اسی بادشاہ کے عہد میں نارمن (نارمنوں کو عرب مجوس کہتے تھے) ہسپانیہ کے ساحلوں پر نمودار ہوئے اور سمندر کے کنارے چند شہر لوٹ لیے۔ مگر جب مسلمانوں کا بیڑہ جہازات پہنچا تو بھاگ گئے۔ سرڈیا کے عیسائیوں نے شاہ فرانس کے بہکانے پر چند دفعہ علم بغاوت بلند کیا۔ مگر ہر مرتبہ بآسانی تمام راہ راست پر لائے گئے۔ ٹولیڈو کی ایک تازہ بغاوت جس میں عیسائی اور یہودی بھی شامل تھے ۸۴۷ء میں قطعی طور پر فرو کی گئی۔ عبدالرحمٰن کے عہد کے خاتمہ کے قریب قرطبہ کے عیسائیوں کا رویہ مخدوش ہو گیا اور آخر مبدل بہ بغاوت ہو گیا۔ ملک کے عیسائیوں کو عرب حکومت کے بخلاف کوئی وجہ ناراضی کی نہ تھی۔ بلکہ ان کو ہر طرح عربوں کا ممنون و مشکور ہونا چاہیے تھا ان کو کسی طرح کی تکلیف نہ دی جاتی اور مذہبی آزادی تمام و کمال حاصل تھی۔ بہت سے عیسائی فوج میں ملازم تھے اور بہت سے ملکی و فوجی مقتدر عہدوں پر ممتاز تھے۔ ممالک غیر کی اسلامی سفارتوں میں ان کی تعداد کثیر ملازم تھی۔ متمول

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

عربوں نے بہت سے عیسائی اپنی جائیداد کے منتظم بنائے ہوئے تھے۔ بہت سے عیسائی عربی لٹریچر کی خوبی دیکھ کر حکمرانوں کی زبان میں نوشت و خواند کرتے تھے اور اسی زبان میں گفتگو کرتے تھے۔ عربوں کی زبان کے ساتھ ہی انہوں نے عرب رسم و رواج اور اطوار کو بھی اختیار کر لیا تھا۔ ایسے عیسائیوں کو ان کے متعصب ہم مذہب نفرت کی نگاہ سے دیکھتے اور ان کو مرتد کہتے تھے۔ پادری اس خیال کو اور بھی چمکاتے تھے۔ موجودہ زمانہ کا ایک عیسائی مؤرخ لکھتا ہے "متعصب عیسائی مسلمانوں سے سخت نفرت کرتے تھے اور ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے متعلق طرح طرح کے شگوفے چھوڑتے تھے۔ حالانکہ وہ عربوں کے درمیان رہتے تھے اور ان کی مذہبی باتوں سے کما حقہ آگاہی حاصل کر سکتے تھے۔ مگر انھوں نے آنکھوں پر جہالت اور تعصب کی پٹی باندھی ہوئی تھی۔ وہ انہی لغو اور بیہودہ کہانیوں کو مانتے تھے جو مدت سے ان میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مکہ کی بابت مروج ہو چکی تھیں" وہ صرف عربوں کے مذہب سے ہی نفرت نہ کرتے تھے۔ بلکہ ان کی ترقی و تہذیب اور پسندیدہ اطوار کو بھی دیکھ کر جلتے تھے۔ عبدالرحمن کے عہد میں ان لوگوں کا مذہبی جوش شورش کی حد تک پہنچ گیا۔ پہاڑی علاقوں میں تو وہ لوٹ کھسوٹ کر لیتے مگر دارالخلافہ میں کٹے کی سزا پاتے۔ وہ پیغمبر عرب اور مذہب اسلام کو بڑی گالیاں نکالتے۔ نماز کے وقت مسجد میں داخل ہو کر دریدہ دہنی کرتے۔ نوجوان لڑکوں اور عورتوں کو گھروں سے نکال کر لے جاتے رسول صلعم کی شان میں برا بھلا کہنا اسلامی شرع کی رو سے گناہ کبیرہ ہے۔ کیونکہ اس کی بدولت نوبت جنگ پہنچ جاتی ہے مجرم جب قاضی کے روبرو پیش کئے جاتے تو خبیث عدالت میں بھی گالیاں نکالتے اور بکواس کرنی شروع کر دیتے۔ جب سزا کی منظوری کے لئے وہ کونسل میں پیش کئے جاتے تو نیک نہاد آدمی ان سے التجا کرتے کہ امن عامہ کا ہی خیال کر کے اپنے الفاظ واپس لے لو۔ اس نصیحت کو ماننے کی بجائے وہ پھر گالیاں نکالنی شروع کر دیتے۔ صورت حال کو ایسا دیکھ کر عبدالرحمن نے اپنی سلطنت کے پادریوں کی ایک کمیٹی

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

بٹھائی۔ وہ خود تو اس کمیٹی میں نہ آسکا مگر اس کی غیر حاضری میں ایک عیسائی پریذیڈنٹ ہوا۔ اس عیسائی کا نام گومز تھا۔ متعصب عیسائی اس پر لعنت بھیجتے تھے کہ لاٹ پادریوں کی کمیٹی کا کیوں صدر بنا ہے۔

لاٹ پادریوں نے ایک فتوی صادر کرکے آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو برملا گالیاں دینے کو ممنوع قرار دیا اور مجرموں کی گوشمالی کے لئے سخت وسائل استعمال کیے مگر پاجیوں کی دریدہ دہنی کو کوئی چیز نہ روک سکی۔ وہ غصہ میں آکر لاٹ پادریوں کو بھی صلواتیں سنانے لگے۔ بعض من چلے شریر جامع مسجد میں داخل ہو کر باآواز بلند پکارتے "ایمانداروں کے لئے آسمان کی بادشاہی آگئی ہے اور اے کافرو۔ اب دوزخ کی آگ کا مزہ چکھو" یہ بکواس سن کر مسلمان غضب میں آجاتے اور شریروں کو مارنے کے لئے دوڑتے مگر قاضی اپنے اختیارات سے کام لیتا اور ان بدبختوں کو ہلاک ہونے سے بچا لیتا تاہم بادشاہ مضبوط دل اور اس کی گورنمنٹ مستعد تھی۔ چند جاہل زندان میں ڈالے گئے۔ مگر واہ رے جہالت نصرانی پاجی انتحاص عبدالرحمٰن کی وفات تک اپنی بدکرداری سے باز نہ آئے۔ عبدالرحمٰن ۲۳۸ھ میں اس جہان فانی سے دار الجاوید کی طرف سدھار گیا۔ عبدالرحمٰن کے بعد اس کا بیٹا محمد تخت پر جلوہ افروز ہوا۔ ابن الاثیر لکھتا ہے۔

انصاف کرتے ہیں وہ اپنے باپ کے نقش قدم پر چلا۔ وہ پہلا اندلسی بادشاہ ہے جس نے باضابطہ گورنمنٹ کے لئے تو اعد و ضوابط بنائے اس نے اپنی فیاضی سے عوام الناس کی حالت کو درست کیا۔ انتظام سلطنت میں وہ ولید اول کا ثانی تھا۔"

عبدالرحمٰن کے انتقال کرتے ہی اہل ٹولیڈو نے سردار لیون سے مدد حاصل کرکے علم بغاوت بلند کر دیا۔ محمد اہل ٹولیڈو اور اہل لیون کی متفقہ افواج کی گوشمالی کے لئے ایک لشکر جرار لے کر بسرعت تمام روانہ ہوا اور وادی سیلط کے نزدیک ان مصروف پیکار ہوا۔ باغیوں نے اپنی کثرت کے گھمنڈ میں شاہی فوج پر سر بکف حملہ

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

کیا۔ شاہی فوجیں ایک جگہ گھات میں بیٹھی تھیں۔ موقع آتے ہی بڑھتے ہوئے باغیوں
پر ٹوٹ پڑیں اور تقریباً ان سب کا کام تمام کر دیا۔ اس کے بعد اہل ٹولیڈو نے
ایسی شرائط پر اطاعت قبول کی جن سے ان کو سلف گورنمنٹ مل گئی۔ اب اہل ٹولیڈو
کے نمک حراموں اور باغیوں کو بخوبی معلوم ہو گیا کہ حق بجانب بادشاہ کا غضب کہاں
تک تباہی و بربادی ڈھا سکتا ہے۔ دارالخلافہ میں غصہ فرد کرنے کے لئے سخت وسائل
اختیار کئے گئے اور وہ جاہل متعصب جو لوگوں کو بغاوت پر ابھارتے تھے یا سرحد
پار کے دشمنوں سے خط و کتابت رکھتے تھے دار پر کھینچے گئے۔ بڑے بڑے محرکوں کے واصل
فی الجہنم ہو جانے سے تعصب و جہالت کا وہ طوفان جو چند سالوں تک قرطبہ پر چھایا رہا تھا
بند ہو گیا امن و امان کا دور دورہ ہو گیا اور کچھ عرصہ بعد تو اس طوفان کا صرف نام ہی باقی رہ گیا
سلطنت کی اندرونی بدامنی سے فائدہ اٹھا کر فرانسیسیوں نے شمالی صوبجات پر قتل و غارت کا بازار
گرم کر دیا۔ محمد نے تنگ آ کر ان علاقوں میں مستقل فوج متعین کر دی۔ ۲۴۵ھ ہجری میں نارمن پھر ہسپانیہ
کے سواحل پر ترکتازی کرنے لگے اور کئی شہروں کو تباہ و برباد کر دیا۔ اسلامی بیڑہ نے ان کا تعاقب
کیا سخت خونریز لڑائی شروع ہوئی اور نارمن چند جہاز غرق کرا کر نوک دم اپنے ملک کی طرف
بھاگ گئے۔ گلیشیا، لیون اور نیورا کے عیسائی سرداروں کے برخلاف تعزیری مہمات روانہ
کی گئیں ۲۴۸ھ میں نیورا کا ملک تاخت و تاراج اور صدر مقام پمپلونا فتح کیا گیا۔ چار سال لیون
کے سردار نے صلح کی درخواست کی۔ مگر محمد کے عہد حکومت کے آخیر پر سلطنت کے مختلف حصوں
میں فساد شروع ہو گئے۔ اراگون میں ایک مسلمان ہسپانوی نے سارا گوسا، ٹوڈیلا اور ہوسکا پر قبضہ
کر کے بادشاہی کا لقب اختیار کیا۔ مغرب میں مریڈا کے ایک باشندہ ابن مروان نے الفانسو ثالث
کی مدد سے علم بغاوت بلند کیا۔ جلد ہی ایک خوفناک بغاوت بوبسٹرو میں پھوٹ پڑی۔ رونڈا
اور ملاغہ کا درمیانی کوہستانی علاقہ گوریلا جنگ کے لئے خوب موزوں ہے۔ جب جم کر نہ لڑا
جائے بلکہ موقع پر جب چاہا حملہ کر دیا۔ پٹے تو بھاگ گئے پھر نکل آئے اس طرح کی جنگ کو
گوریلا جنگ کہتے ہیں۔ اور ہمیشہ ڈاکوؤں اور لٹیروں کا مسکن رہا۔ اسی جگہ نپولین کے جرنیلوں
کو سخت مقابلہ پیش آیا تھا اور یہیں سلطان کی فوج کے ایک مفرور عمر بن حفصون نے لٹیروں

Islami Books Quran & Madnia Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

کی ایک بڑی تعداد مہیا کر کے خود مختار ریاست قائم کر لی ہوئی تھی۔ ان باغیوں کی مثال نے دبا کا کام کیا۔ ان کی دیکھا دیکھی ہر چہار طرف بغاوت کے آثار پیدا ہو گئے۔ سرحد کے عیسائی سردار اور فرانس کا بادشاہ اس آتش بدامنی پر اور تیل ڈالتے تھے۔ سلطنت کے ہر گوشہ میں فساد کے شعلے بلند ہو گئے۔ مگر حیرت ہے کہ عربوں کا ایوان حکومت اس آتش زدگی سے جل کر راکھ کا ڈھیر کیوں نہ ہو گیا۔ ایسی خطرناک آگ سے صحیح سلامت نکل آنا حاکم قوم کی پامردی اور حکمرانوں کے تدبر اور لیاقت کا ثبوت دیتا ہے۔ چونکہ بادشاہ خود بڑا ضعیف ہو گیا تھا۔ اس نے آتش بغاوت کو فرو کرنے پر اپنے بیٹے منذر کو متعین کیا۔ منذر پہلے شمال کی طرف روانہ ہوا۔ سارا گوسا، ردنہ، کارتھینا اور لریڈا کو فتح کیا۔ عبدالوحید بدقی کو جو اپنے زمانہ کا رستم تھا گرفتار کیا۔ موسیٰ کا بیٹا اسمٰعیل جو اراگون کے ایک حصہ پر قابض مطیع ہو گیا۔ ۲۷۱ھ میں منذر ابن مروان کی طرف روانہ ہوا اور اسے شکست فاش دی اور اس کا قلعہ مسمار کر کے زمین کے برابر کر دیا گیا۔ سارا گوسا پھر اراگونی باغیوں کے ساتھ آ گیا تھا۔ ان باغیوں کا سرگروہ موسیٰ کا پوتا محمد تھا۔ اس نے بولسٹرو کے ڈاکوؤں سے اتحاد کیا ہوا تھا۔ سارا گوسا باضابطہ محاصرہ کے بعد فتح کیا گیا۔ محمد اور اس کا مددگار عمر بن حفصون پہاڑوں کی طرف بھاگ گئے۔ شاہی فوج کے واپس جانے کی دیر تھی کہ وہ پھر پہاڑوں سے نکل آئے۔ ۲۷۳ھ میں منذر پھر عمر بن حفصون کی گوشمالی کے لئے روانہ ہوا۔ الہامہ کا جہاں باغی نے پناہ لی تھی محاصرہ کیا گیا۔ محصورین کا ناک میں دم آ گیا تھا کہ شہزادہ کے کیمپ میں بادشاہ کی وفات کی خبر موصول ہوئی۔ منذر نے محاصرہ اٹھا لیا اور بسرعت تمام دارالخلافہ کی طرف روانہ ہوا تاکہ تخت و تاج پر قبضہ کرے۔ عمر نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور یا تو جبر و اکراہ سے یا دغا اور بے ایمانی سے ایک وسیع علاقہ پر قبضہ کر لیا۔

محمد علم پرور اور سائنس کا دلدادہ تھا۔ وہ مدبر اور دانا تھا اور حکمرانی کے ڈھنگ سے بخوبی آگاہ تھا۔ منذر جو اس کے بعد تخت پر جلوہ افروز ہوا۔ متشدد مستقل مزاج۔ دور اندیش اور بہادر تھا۔ اگر عمر اس سے وفا کرتی تو کوئی شک نہیں کہ وہ سلطنت میں کلی طور پر امن قائم کر دیتا۔ وہ خود باغیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ آرچی ڈونا اور بولسٹرو کو فتح کر کے عمر کے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ باغی نے تنگ آ کر اطاعت قبول کر لی مگر پھر سب عہد و پیمان کو بالائے طاق رکھ بغاوت پر کمربستہ ہو گیا۔ منذر پھر باغی کی گوشمالی کے لئے روانہ ہوا۔ مگر بولسٹرو کے قریب ایک لڑائی میں مارا گیا۔ ڈوزی لکھتا ہے کہ منذر کو اس کے حکم سے زہر

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

دے دیا تھا۔ منذر کی تاریخ وفات میں بڑا اختلاف ہے اگرچہ اس کی حکومت صرف دو سال ہی رہی تاہم اتنی قلیل مدت میں ہی ملک خوشحال ہو گیا۔ منذر کے بعد اس کا بھائی عبداللہ تخت پر متمکن ہوا۔ ابن الاثیر لکھتا ہے "اس کے عہد میں اندلس بدامنیوں اور شورشوں کا گھر ہو گیا ہر طرف باغی کھڑے ہو گئے اور اس کے سارے زمانہ میں یہی طوفان بے تمیزی بپا رہا جس وقت عبداللہ تخت پر بیٹھا۔ سلطنت کی حالت دگرگوں ہو رہی تھی۔ ایوان حکومت قومی عناد کے بوجھ سے دبا ہوا تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ اب گرا کہ گرا والی قرطبہ کو نہ صرف ہسپانوی پہاڑیوں سے ہی سابقہ پڑا، بلکہ عرب بھی بگڑ بیٹھے۔ ہر طرف آتش بغاوت منتقل ہو گئی سیول اور ایلویرا میں عربوں اور بلادیوں میں وہ جوتی پیزار شروع ہوئی کہ الاماں مختلف بربر سردار مضبوط قلعوں پر قابض ہو کر حکومت سے ڈٹ ہو گئے۔ ملنسٹا، مدینہ بنی سالم، لورکا اور سارا گوسا پر عرب سردار مسلط ہو گئے اور ابراہیم ابن حجاج جو گوتھک شہزادی سارہ کی اولاد میں سے تھا اور جس کی بدولت اس کے قبیلہ بنو حجاج نے بڑا رو پیہ پیدا کیا تھا سیول کے علاقہ پر قابض ہو گیا۔ اس علاقہ پر اس نے بڑی شان و شوکت سے حکومت کی۔ اس کی حکومت مضبوط تھی۔ اس کا ٹھاٹھ بادشاہ سے بھی زیادہ بڑا ہوا تھا۔ اس نے چوری چکاری کا خوب انسداد کیا اور سختی سے امن قائم کر کے اپنی ریاست کی بیخ کو مضبوط کیا۔ تجارت اور صنعت و حرفت کو فروغ دیا اور بغاوت کے ایام میں جو تباہی و بربادی وارد ہوئی تھی اس کی تلافی کی۔ الگرو۔ بیجا۔ سان۔ اسٹیون۔ جیّن۔ مرسیا اور کئی اضلاع میں ہسپانوی مسلمان سردار خود سر ہو گئے۔ بیڈا جوز ابن سردان کے زیر تصرف تھا۔ اور ارگون محمد بن لوبہ بزکے قبضہ میں تھا۔ یہ شخص بادشاہوں کی طرح دربار منعقد کیا کرتا تھا۔ عمر بن حفصون نے ان فسادات سے فائدہ اٹھا کر اپنی ریاست کو خوب وسیع کر لیا۔ اس نے قرطبہ پر بھی قبضہ کرنے کی بھی ٹھان لی۔ سلطان جو ابھی تک مرنجان مرنج پالیسی پر قائم تھا۔ اپنے آبائی تخت کی حفاظت کرنے کے لئے شیر کی طرح انگڑائی لے کر اٹھا اس نے جرنیل عبداللہ نے پولی کے نزدیک ابن حفصون کو سخت ہزیمت دی۔ اس سے بادشاہ کے نصیب جاگ پڑے اور عبداللہ کی فتح نے تخت و تاج کو بچا لیا۔ پولی۔ ایجیکا۔ ارچی۔ ڈوڈنا۔ ایلویرا۔ اور جیّن نے

فوراً اطاعت مان لی۔ بعد ازاں وزیر بدر کے کہنے پر بادشاہ کے ہمدردانہ فعل سے ابن حجاج خودبخود مطیع و فرمانبردار ہوگیا۔ اس کا ایک پیارا بیٹا بطور یرغمال قرطبہ کی طرف روانہ کیا گیا تھا۔ عبد اللہ نے اس نوجوان سے نہایت رحمانہ سلوک کیا اور اس کو حجاج کے پاس واپس بھیج دیا۔ اس بات سے متاثر ہو کر حجاج نے بادشاہ کی اطاعت مان لی۔ اس زبردست امیر سے سلطان کی صلح و صفائی ہو جانے سے نئے زمانہ کا آغاز ہوا۔ بادشاہ کی حکومت خود سر علاقوں میں بتدریج پھر قائم ہونے لگی البیرا سے لے کر نیبلا تک کا سارا علاقہ بغیر جدال و قتال کے بطوع و رغبت مطیع ہوگیا۔ اس کی دیکھا دیکھی دیگر علاقوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ ارا گون کے بنو قاضی بھی اطاعت کے آثار ظاہر کرنے لگے مگر اس موقع پر بوڑھا بادشاہ چھیاسٹھ سال کی عمر میں چھبیس سال کی پر آشوب حکومت کے بعد داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔

ساحل لیگوریا، کوہ الپس، پیڈمی مانٹ اور ڈافنی میں ہر سمجھدار سیاح عرب خدوخال کی جھلک اس وقت تک موجود دیکھ کر ضرور اپنے آپ سے سوال کرے گا کہ آیا اتفاق سے ایسا ہو گیا ہے یا کچھ اور بات ہے۔ میں جس زمانہ کا ذکر کر رہا ہوں، یعنی ۸۸۹ء کا، اس میں عرب پھر ایک دفعہ جنوبی فرانس میں داخل ہوئے تھے۔ اس دفعہ وہ خلیج سینٹ ٹروپیس کے راستہ گئے اور اونس اور ڈافنی پر قابض ہو گئے۔ یہ فوج کشی کسی بادشاہ کی طرف سے نہ ہوئی تھی۔ بلکہ چند جاں بازوں نے ہسپانیہ اور افریقہ کی بندرگاہوں سے جمع ہو کر حملہ کیا تھا۔ ان کا بڑا قلعہ فریکسی ٹون تھا۔ ۹۰۶ء میں ڈافنی میں گزرتے ہوئے اور کوہ سنس کو عبور کر کے وہ پیڈمی مانٹ، لیگوریا اور سوئٹزرلینڈ کے ایک حصہ پر قابض ہو گئے وہ سوئٹزرلینڈ میں جھیل کانسٹینس تک گئے اور وہاں ایک بستی قائم کی فرانس میں انھوں نے فرجوس، مارسیلز اور گرینوبل کو فتح کیا اور نائیس پر بھی مدت تک قابض رہے اور یہ ان کی حکومت کی ہی بدولت ہے کہ آج تک اس شہر کے ایک حصہ کو کانٹن ڈی سرینزمہ کہتے ہیں۔

ستائیسواں باب (۲۷)

عرب ہسپانیہ میں

سنہ ۳۰۰ تا ۳۶۶ ہجری مطابق سنہ ۹۱۲ تا ۹۷۶ عیسوی

عبدالرحمٰن ثالث (الناصر) حکم ثانی (المستنصر) عبدالرحمٰن ثالث کی تخت نشینی باغیوں کی اطاعت۔ شمال کے عیسائی قبائل سے جنگ و گوشمالی۔ امیرالمومنین کا لقب اختیار کرنا۔ اہل گلیشیا کی تازہ یورشیں۔ غلاموں کا سرکاری ملازمت میں لیا جانا۔ الخندق کی لڑائی۔ قبائل کا صلح کی درخواست کرنا۔ حدود کا ابرد تک گھٹ جانا۔ افریقہ میں جنگ۔ اہل گلیشیا کے ساتھ تازہ جنگ۔ سینچو کا اپنی رعایا کے ہاتھوں خارج کیا جانا۔ ملکہ طوطہ۔ سینچو کا عبدالرحمٰن سے مدد مانگنا لیون کیسٹل اور نیورا کے علاقوں کا خلافت سے حلقہ بگوش بننا۔ عبدالرحمٰن کی وفات۔ اس کے عادات اور خصائل۔ حکم ثانی کی تخت نشینی۔ اس کی فیاضانہ حکومت۔ اہل گلیشیا اور نیوارا پر فتوحات۔ افریقہ کی طرف مہم کی روانگی حکم کی علم پروری۔ قرطبہ۔ اس کی شان و شوکت۔ اس کی وسعت۔ مدینۃ الزہرا شہامت ہے۔

عبداللہ کی وفات کے بعد اس کا پوتا عبدالرحمٰن تخت پر جلوہ افروز ہوا۔ حلف اطاعت لیتے وقت اس کی عمر بمشکل بائیس سال کی ہو گی۔ مگر اس کے چچا اور رشتہ دار جو عمر میں اس سے بڑے اور تجربہ کار تھے اس کی تخت نشینی پر بہت خوش ہوئے وہ اس کی تخت نشینی کو سلطنت کے لئے نیک شگون سمجھتے تھے۔ ایک مورخ لکھتا ہے وہ اس شہزادے میں عظمت اور بزرگی کے آثار دیکھ رہے تھے ان کا خیال تھا کہ وہ بنی امیہ کے ڈگمگاتے جہاز کو خیر و عافیت سے کنارے پر لگا دے گا۔

اس نے اپنے دادا کی مرنجاں مرنج پالیسی کو خیرباد کہہ کر باغیوں کی گوشمالی کے لئے مناسب وسائل اختیار کئے نیمے دروں نیمے بروں کی پالیسی کو چھوڑ کر اس نے

M Awais Sultan Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

ہسپانوی، بربری اور عرب باغیوں کو اعلان دیا کہ مجھے تمہارے خراج کی ضرورت نہیں بلکہ مجھے تمہارے قلعوں اور شہروں کی ضرورت ہے۔ اگر اطاعت مان لو گے پچھلی خطاؤں کی معافی دے دی جائے گی۔ اگر منحرف رہو گے۔ سخت عبرت انگیز سزا پاؤ گے۔ کئی شہر تو اسی وقت مطیع و فرمانبردار ہو گئے۔

اپریل ۹۱۳ء میں عبدالرحمٰن خود فوج میں آیا۔ خوب صورت نوجوان بادشاہ کے بہادرانہ اطوار اور فوج کے ساتھ مرنے مارنے پر اس کی آمادگی دیکھ کر فوج میں غضب کا جوش پیدا ہو گیا۔ تین ماہ سے کم عرصہ میں اس نے ایلورا اور جین کو فتح کر لیا۔ مضبوط سے مضبوط قلعے تسخیر کیے اور لیٹروں کو ایسا سبق دیا جو پھر فراموش نہ ہو۔ اس نے سیرانویدا کی بلندیوں پر بھی اسی طرح فتح و ظفر کے پرچم اڑائے جس طرح میدانوں پر اڑائے تھے۔ لیٹرے سرداروں کو جنہوں نے ملک کو پریشان کر رکھا تھا یا تو مطیع کیا یا دار پر کھینچا۔ محمد بن ابراہیم بن حجاج جو اپنے باپ کے بعد سیول پر حکومت کرتا تھا۔ عبدالرحمٰن کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی خدمات پیش کیں۔ پہلے پہل تو اہل سیول کچھ اچھلے۔ مگر تھوڑی مدت کے محاصرہ کے بعد ہی شہر کے دروازے کھول دیئے۔ پھر سلطان سرانیا ریگیو کے باغیوں کی گوشمالی کے لیے روانہ ہوا اور ایک ایک کر کے سب کو مطیع و فرمانبردار بنا لیا۔ عیسائی بھی جو بادشاہ کے جانی دشمن تھے اس کی فیاضی اور استقلال دیکھ کر دم بخود ہو گئے۔ گورنمنٹ نے ان سے نہایت فیاضانہ اور رحیمانہ سلوک کیا عمر بن حفصون ۹۱۷ء میں اس جہانِ فانی سے چل دیا۔ مگر اس کی وفات پر سرانیا کی جنگ ختم نہ ہوئی۔ دس برس تک بادشاہ کو اس پہاڑی علاقہ کی طرف ایک جرار فوج متعین رکھنی پڑی۔ ۹۲۸ء میں بوبسطر فتح کیا گیا اور دوسرے قلعے بھی تسخیر کر کے مسمار کیے گئے اور آخر سرانیا میں امن قائم ہو گیا اسی طرح مغرب کے باغی زیر فرمان کیے گئے جنوب کی طرف جب کوئی کھٹکا نہ رہ گیا تو بادشاہ نے اپنی ساری فوجیں مشرق اور شمال کے باغیوں کی سرکوبی کے لیے روانہ کیں۔ بیڈاجوز ایک سال کے محاصرہ کے بعد فتح ہوا ٹولیڈو نے لیون کے عیسائی سردار کی انگیخت سے پھر علم بغاوت بلند کر دیا۔ بادشاہ نے

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

اس شہر پر اور نمک حرام شہر کو رام کرنے کے لئے عالم کو گونگا ایک وفد روانہ کیا. باغی اہل لیون کی مدد پر اکڑے ہوئے تھے. بھلا عالموں کے کب قابو آتے تھے وہ لاتوں کے بھوت تھے باتوں سے نہیں سمجھ سکتے تھے. عالموں کو نہایت سخت جواب دیا. یہ دیکھ کر اہل ٹولیڈو سوائے تلوار کے راہ راست پر نہ آئیں گے بادشاہ بسرعت تمام فوج روانہ کی دو سال کے محاصرہ کے بعد باغیوں نے ٹولیڈو بغیر شرط کے شاہی فوج کے حوالہ کر دیا آخر سب فتنہ و فساد رفع ہوا. اور بادشاہ اپنی آبائی سلطنت پر تخت ہو کر حکومت کرنے لگا.

جب عبدالرحمٰن ملک میں امن قائم کر رہا تھا. اس کو دو دشمنوں سے جنگ کرنی پڑی ایک تو شمال کے عیسائی قبائل سے دوسری افریقہ کے فاطمیوں سے آٹھویں صدی کے وسط میں ہسپانیہ میں سخت قحط پڑا تھا جو برابر پانچ سال تک رہا اس قحط سے تنگ آ کر شمال ہسپانیہ کے بہت سے عرب افریقہ کی طرف تلاش معاش میں چلے گئے تھے. جب اہل گلیشیا نے شمالی میدان عربوں سے خالی پائے تو بغاوت کی سوجھی جبال کا آنا تھا کہ عمل بھی ہو گیا. بے رحم عیسائیوں نے ان عربوں کو جو ابھی وہیں تھے نذر تیغ بے دریغ کر دیا اور الفنسو کو اپنا بادشاہ بنایا چند سال بعد بربر بھی اس علاقہ میں زیادہ نہ آباد تھے. اپنی قلت تعداد کے باعث بہت سے شہر دن. استرگا لیون. زمورا. سلامانکا سمٹکس. سیگویا اور میرنڈا وغیرہ کو خالی کر آئے. تاہم الفنسو نے خالی شدہ ملک پر قبضہ نہ کیا. بلکہ چند رہے سہے مسلمانوں کو قتل کر کے اپنے پہاڑوں کی طرف چلا گیا. اس کے جانشینوں نے عربوں کی خانہ جنگیوں سے بڑا فائدہ اٹھایا اور نویں صدی کے وسط میں جبکہ ہسپانیہ میں ہر چہار طرف سلطان کے برخلاف آتش بغاوت مشتعل ہو رہی تھی انھوں نے اپنی ریاست کی حدود کو ڈورو تک بڑھا لیا اور وہاں ایک مضبوط قلعہ بنایا. یہاں سے وہ اسلامی علاقوں پر حملہ کرتے اور غیر محفوظ مسلمانوں کو تلوار اور آگ سے ہلاک کرتے یہ عیسائی جو جہاں تک وحشی اور قلاش محض تھے کہ تبادلہ جنس سے خرید و فروخت کرتے تھے اندلس کی متمول سلطنت کو شکار سمجھ کر اس پر نظر رکھ بیٹھے وہ ایسے

وحشی، ظالم اور بے رحم تھے کہ امان دینا جانتے ہی نہ تھے۔ جب کوئی شہر فتح کرتے قتل و غارت کا بازار گرم کرتے اور مرد و زن، بوڑھا، بچہ کسی کو بھی نہ چھوڑتے۔ اس آزادی نے جو عربوں نے عیسائیوں کو دے رکھی تھی ان کے دماغوں کو مسخ کر دیا تھا۔ اب اس بات کا اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ اگر ایسے وحشیوں کے قابو میں مسلمان آجاتے تو ان کا کیا حشر ہوتا۔ وہ عربوں کے روبہ ترقی تہذیب کو نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ لہٰذا عبدالرحمٰن کو نہ صرف اپنی سلطنت کے بچاؤ کا فکر کرنا پڑا۔ بلکہ ساتھ ہی تہذیب کی بھی حفاظت کرنی پڑی۔ نوجوان بادشاہ اپنے مشن کو بخوبی سمجھتا تھا۔ جس طرح اس نے باغیوں کا قلع و قمع کرنے میں کمال مستعدی سے کام لیا تھا۔ اسی طرح وہ اب اس طرف متوجہ ہوا۔ عبدالرحمٰن کو ان شمالی وحشیوں سے نبرد آزما ہونے کا بالکل خیال نہ تھا۔ وہ ان کے ساتھ بخوشی صلح و صفائی کے ساتھ رہنا۔ مگر وہ چین ہی نہ لینے دیتے تھے آخر تنگ آمد بجنگ آمد۔ اس کو مجبوراً ہتھیار اٹھاتے پڑے۔ ۹۱۴ء میں اہل لیون اپنے سردار اردون دوم کی سرکردگی میں صوبہ مریڈا میں گھس آئے اور ملک کو تلوار اور آگ سے تباہ و برباد کر دیا۔ انھوں نے الحنث کو فتح کر کے سارے مردوں کو تلوار کے گھاٹ اتارا اور عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا بے شمار مال و دولت اور قیدی لے کر وہ ڈورو کے پار واپس چلے گئے۔ عبدالرحمٰن اس وقت افریقہ میں فاطمیوں سے مشغول پیکار تھا۔ اس نے اپنے وزیر احمد بن ابو عبیدہ کو عیسائی وحشیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ احمد نے پہلے تو دشمن کو خوب مارا مگر سار اسٹیون میں زک کھائی تو عیسائیوں نے دلیر ہو کر ٹوڈیلا اور ویلٹرا کو تباہ و برباد کر دیا۔ اب عبدالرحمٰن نے مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ عیسائیوں کو ایسا سبق دینا چاہیئے کہ وہ قیامت تک نہ بھولیں۔

ماہ جولائی ۹۱۸ء کو زبردست فوج حاجب بدر کے ماتحت روانہ کی گئی۔ دشمن پہاڑوں میں پناہ گزین تھے۔ مگر اس بہادر نے پہاڑوں میں ہی ان پر حملہ کر کے ان کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا۔ یہ خیال کر کے کہ اہل لیون کو ابھی کافی سبق نہیں ملا۔ ماہ جون ۹۲۰ء میں عبدالرحمٰن بذات خود فوج لے کر اس طرف روانہ ہوا۔ اور رڈولکو کو شکست دی گئی اور اوسا مار

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

سان اسٹیبان، کلینیا اور چند دیگر اہم مقام فتح کئے گئے۔ اہل لیون کی حرکات کی نگرانی کے لئے ایک دستہ فوج وہاں متعین کر کے بادشاہ خود تبولا کی طرف متوجہ ہوا۔ محمد بن لوب ٹوڈیلا کے گورنر نے جو فوج ہراول کا کمانڈر تھا۔ نبورا کے سردار سینچو کو سخت شکست دی۔ سینچو نے لبنے میں شاہی فوجوں کے مقابلہ کی طاقت نہ دیکھ کر اپنے بھائی سردار لیون سے مدد مانگی۔ ان کی متحدہ افواج کوہ پیرینیز کی بلندیوں پر متعین ہو گئیں کہ عربوں کو گزرتی دفعہ پامال کر دیں وہ عربوں پر بڑے بڑے پتھر اور چٹانیں پھینکنے لگے۔

بادشاہ نے اپنے کو خطرے میں دیکھ کر مقام جنکویرا پر پہنچ کر جو ایک وسیع وادی میں آباد تھا اپنی فوج کو قیام کرنے کا حکم دیا۔ ڈوزی لکھتا ہے "اس وقت عیسائیوں نے سخت غلطی کی۔ پہاڑوں پر متعین رہنے کی بجائے وہ میدانوں میں اتر آئے اور مسلمانوں کی طرف سے حملہ ہونے پر مصروف پیکار ہو گئے ان کی حماقت کا نتیجہ یہ نکلا کہ سخت شکست کھا کر بھاگے مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور اگر رات تاریکی کا پردہ بیچ میں نہ رکھ دیتی تو وہ ایک عیسائی کو بھی زندہ نہ چھوڑتے۔ بہت سے عیسائی سردار مسلمانوں نے گرفتار کئے قیدیوں میں دو لاٹ پادری بھی تھے جو زرہ بکتر لگائے خود لڑ رہے تھے۔" اس فتح کے بعد نبورا کے تمام قلعوں کو مسمار کر کے بادشاہ ۲۴ ستمبر کو دار الخلافہ میں واپس آگیا۔ ۹۲۱ء میں اردونو اور سینچو پھر لڑائی کی تیاری کر کے نجرا اور ٹیکارا پر حملہ آور ہوئے اور عربوں کو تہ تیغ بے دریغ کیا۔ مقتولین میں چند سربرآوردہ عرب بھی تھے۔ اگر بادشاہ لڑائی کو ٹالنا چاہتا بھی تو نہیں ٹل سکتی تھی کیونکہ عام لوگ انتقام کے لئے سخت بے چین ہو رہے تھے اور بادشاہ خود بھی وحشیوں کی خبریں سن کر سخت غضب ناک ہو رہا تھا۔ موسم بہار کا انتظار کئے بغیر وہ جنگ کی غرض سے روانہ ہو پڑا۔

۱۰ جولائی کو وہ نبورا میں داخل ہوا۔ مگر دشمن کے دل پر اس کا ڈر ایسا غالب ہو گیا کہ وہ اس کے آنے پر اپنے قلعے خالی کر گئے۔ سینچو نے چند بار مقابلہ کرنے کی جرات کی مگر منہ کی کھا کر الٹا گیا۔ بار ہا شاہی فوجیں پمپلونا پر جو سینچو کا صدر مقام تھا بغیر کسی دقت کے قابض ہو گئیں شہر کے طرح سینچو کا قلعہ، محل اور دوسرے مکانات زمین کے ساتھ ہموار کئے گئے۔

M Awais Sultan
Group Admin
Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

اب باسکونس کا سردار مکمل طور پر مغلوب ہو گیا اور کچھ عرصہ کے لئے اس میں مزید مقابلہ کی سکت ہی نہ رہی۔ لیون کی طرف بھی بادشاہ کامیاب رہا۔ اور ۹۲۵ء میں اوردونو کے فرزندوں میں خانگی جنگ شروع ہو جانے سے اس کو اور بھی مدد مل گئی۔ اہل لیون کو ان کی حالت پر چھوڑ کر وہ اپنی سلطنت کی بد امنیوں کو فرو کرنے پر متوجہ ہوا اور جیسا کہ ابھی بیان کیا جا چکا ہے وہ سلطنت میں کامل امن وامان کا سکہ بٹھانے میں کامیاب ہو گیا۔

اب تک اموی بادشاہ امیر کے لقب پر ہی قانع رہے تھے وہ اس امر کو تسلیم کرتے تھے کہ خلیفہ اور امیر المومنین صرف خادم الحرمین الشریفین ہی ہو سکتا ہے۔ پس جب تک مکہ اور مدینہ خلفائے عباسیہ کے زیر نگین رہے وہ ان القاب کے اختیار کرنے سے محترز رہے اس وقت عباسی خلافت کا جہاز شکستہ ہو چکا ہے اور راضی اصل میں امرائے بنی بویہ دیلمی منتظمان محل کا قیدی نہ تھا تو بنفس خود ضرور تھا اور حرمین الشریفین پر المعز فاطمی قابض تھا۔ قرطبہ کے بادشاہ نے اس خیال سے کہ ہسپانیہ میں بنی امیہ کی تعظیم کی جاتی ہے اور اب خلفائے عباسیہ کی تکریم خلاف مصلحت ہے خلیفہ اور امیر المومنین کا لقب اختیار کر لیا اپنی رعایا کے ایک عظیم مجمع میں جس میں ہر طبقہ کے شامل تھے وہ الناصر الدین اللہ کے نام سے خلیفہ بنایا گیا۔

۹۳۳ء میں امیر ثانی نے اپنے بھائی الفنسو رابع اور چند دیگر رشتہ دار کو اندھا کر کے لیون کی سرداری پر تسلط کر لیا۔ وہ عربوں کو سخت نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتا تھا پس سرداری پر قابض ہونے کی دیر تھی کہ اس نے اسلامی ممالک پر یورشیں کرنی شروع کر دیں۔ عبدالرحمٰن بسرعت تمام اس کی طرف روانہ ہوا۔ وہ کوشش کی کہ رامیر کسی طرح سامنے آئے مگر وہ بڑا چالاک تھا وہ اسمہ کی دیواروں کے پیچھے ہی رہا اس جگہ ایک دستہ فوج متعین کر کے خلیفہ شمال کی طرف آگے بڑھا اس دفعہ اہل گلیشیا اور ریون سے اہل نیوار بھی مل گئے سینچو مر چکا تھا اور نیوار اب اس کے بیٹے گرشیا کے زیر نگین تھا جو اپنی ماں ٹھیوڈا کی تولیت میں تھا اور یہ عورت بھی رامیر کی طرح عربوں کی دشمن تھی خلیفہ نے کیسٹل اور الاوا کو تاخت و تاراج کر کے گلیشیا والوں کے سارے قلعے اور برج مسمار کر دیئے۔ رامیر کیسٹل کے صدر مقام برگوس کو بھی تباہی و بربادی سے بچانے کی طاقت نہ رکھتا تھا اس وقت محمد بن ہشام سارا گوسا کے گورنر کے بغاوت برپا کر دینے سے عیسائی قبائل کو بے حد تقویت مل گئی اب

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

سارا شمالی ہسپانیہ عبدالرحمن کے برخلاف تھا۔ صورت حال نہایت خطرناک اور نازک تھی مگر اس نے اپنی مستعدی اور تن دہی سے سب کو مغلوب کیا۔ سارا گوسا کا ایسی عجلت اور سرعت سے محاصرہ کیا کہ باغی گورنر محمد بن ہشام بیکار بیچارہ گیا اور اطاعت پر اتر آیا اس کی خطا بخشی گئی اور پھر گورنری پر مامور کیا گیا مگر قبائل کے ساتھ ویسی نرمی نہ کی گئی باسکوں کا ملک پھر تاخت و تاراج کیا گیا۔ قریوں اور شہریوں پر خراج لگایا گیا۔ ٹھوڈا نے شکست پر شکست کھانے کے بعد صلح کی درخواست کی اور خلیفہ کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا۔ ریمیر کو بھی چند شکستیں آئیں اور اب وہ پہاڑیوں کے پیچھے جا چھپا لیون کے علاقہ اور کیٹیلونیا کے ایک حصہ کے سوا جو فرانس کے زیر تصرف تھا اب سارا ہسپانیہ شاہ قرطبہ کے قبضہ میں آگیا عربوں کی شوریدہ سری اور منہ زوری دیکھ کر عبدالرحمن کچھ عرصہ سے سلطنت کے عہدوں پر اجنبیوں کو مامور کر رہا تھا۔ یہ اجنبی زیادہ تر جرمنی۔ فرانس۔ اٹلی۔ سویڈن۔ ناروے اور روس وغیرہ کے باشندے تھے اہل وینس اہل جنوا اور اہل پیسیا لوگوں کو بچپن میں ہی پکڑ کر ہسپانیہ کے ملک میں لاتے اور عربوں کے پاس فروخت کر دیتے تھے۔ مذہب اسلام قبول کر کے ان اجنبیوں نے عربی زبان اور عربی رسم و رواج بھی اختیار کر لئے عربوں کے گھروں میں وہ خاندان کے دیگر افراد کی طرح رہتے اور اکثر اعتبار کے کام پر لگائے جاتے۔ الناصر نے ان اجنبیوں کی ایک بڑی تعداد اپنے پاس رکھی۔ ان لوگوں کو اسقلابی یا مملوک کہتے تھے ان کو بڑے سے بڑے فوجی و ملکی عہدے دیئے گئے پرانے خاندانوں کے آدمی جو بہادری و شجاعت کے جوہر دکھا چکے ہوئے تھے ان نوخیزوں کو فرشی سلام کرنے پر مجبور کیا گیا۔ ان غلاموں کی فوج بادشاہ کی معتبر فوج تھی اس بے اعتباری اور بے رخی سے عرب اور بھی بگڑ گئے ۹۳۹ء میں اہل گلیشیا اور باسکوں نے پھر قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا اور ان کے برخلاف تعزیری مہمات روانہ کرنی ضروری ہو گئیں

اس موقع پر خلیفہ نے سخت غلطی کی۔ اس نے فوج کی اعلیٰ کمان ایک غلام جرنیل نجدہ نام کو دی۔ عرب سردار مارے غصہ کے آگ بھبوکا ہو گئے اور غصہ کی حالت میں انھوں نے قسم کھائی کہ نازک وقت پر غلاموں کو موت کے منہ میں جھونک دیں گے۔ خلیفہ کی بے رخی اور عربوں کے حسد سے جو شکست عرب فوج کو آئی اس کا بیان مختلف مورخ مختلف طرح پر کرتے ہیں۔ مسعودی اور مصری لکھتے ہیں کہ عرب بغیر کسی روک ٹوک زمورا تک

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

پہنچ گئے اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس شہر کے گرد چند فصیلیں تھیں اور اندر کی طرف ایک بڑی خندق تھی جو پانی سے لبریز تھی۔ عرب سپاہی بیرونی دیواروں تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے مگر جب انھوں نے ادھر دیکھا تو کھائی پائی اور اس پر طرہ یہ کہ تیروں کی بوچھاڑ شروع ہو گئی۔ جب عربوں نے یہ حالت دیکھی تو پیچھے ہٹ جانے کی ٹھانی۔ وہ دوسرے سپاہیوں کو چھوڑ کر دیواروں تلے جمع ہو گئے اور خلیفہ کی فوج کے بے شمار آدمی طعمۂ نہنگ اجل ہو گئے۔ کانڈے کا بیان مفصل اور مشرح ہے وہ لکھتا ہے۔ عرب خندق کی رکاوٹ اور اپنے ساتھیوں کی پسپائی کے باوجود حملہ کرنے میں بدستور سرگرم رہے وہ دیواروں کے شگافوں سے گزر کر اور اپنے مردوں کو روندتے ہوئے خندق کو عبور کر کے عیسائیوں پر حملہ آور ہوئے۔ عیسائی ان کے حملہ کی تاب نہ لا کر شہر میں بھاگ گئے۔ عربوں نے تعاقب کیا۔ سارا شہر کشت و خون کا میدان بن گیا۔ صرف بچے اور عورتیں بچیں "یہ لڑائی جو فصیلوں کے اندر ہوئی جنگ الخندق کہلاتی ہے"

ڈوزی نے ہسپانوی عیسائی مورخوں کی سند پر جو لکھا ہے وہ بالکل ہی متضاد ہے۔ وہ لکھتا ہے "دشمن نے عرب فوج پر الخندق نامی گاؤں کے نزدیک حملہ کیا۔ میدان کار زار سالامانکا سے بہت دور نہیں تھا۔ جب عرب سارے کے سارے میدان سے فرار ہو گئے تو لیون ولیبار بے حفاظت ہو گئے۔ بس پھر کیا تھا۔ اہل لیون اور اہل نیوآرہ خلیفہ کی فوج قلب میں گھس گئی۔ غلام بہ نہایت جگری سے لڑے۔ مگر کیا کر سکتے تھے۔ قریباً سارے کے سارے تہ تیغ ہو گئے" زمورا کی شکست سے خلیفہ کی مستعدی میں کوئی فرق نہ پڑا اس نے فوراً دوسری فوج روانہ کر دی جس نے اہل گلیشیا اور باسکو سے گن گن کر بدلے لیے۔

نومبر ۹۴۰ء میں بیدوجوز کے گورنر نے رامیر کو سخت تباہی بخش شکست دے کر اس کے ملک کو تلوار اور آگ سے برباد کر دیا۔ جب تک عیسائی قبائل میں ذرا بھی دم خم رہا یہ تعزیری مہمات برابر جاری رہیں ۹۵۵ء میں رامیر کے بیٹے اور جانشین ادر ڈونو ثالث نے صلح کی درخواست کی۔ صلح کا عہد نامہ ہو گیا۔ گلیشیا کے عیسائی سرداروں نے

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

وعدہ کیا کہ وہ خلیفہ کو اپنا بادشاہ تسلیم کرتا ہے۔ وہ آئندہ اندلسی عیسائیوں، یا ممالک غیر کے حکمرانوں سے خلیفہ کے برخلاف ساز باز نہیں کرے گا۔ متفرقہ میعاد کے اندر قرطبہ کی سلطنت کی حدود پر جو قلعے ہیں ان کو مسمار کر دے گا اور یہ کہ آئندہ اسلامی علاقوں پر یورشیں نہیں کرے گا۔ خلیفہ نے وعدہ کیا کہ نیوآر اور لیون کی آزادی کو قائم رکھے گا اور خراج پر قانع رہے گا۔ اس عہد نامہ کے مطابق اسلامی حدود دریائے ابرو تک گھٹائی گئیں۔ اب اسلامی سلطنت بحیرہ روم کی بندرگاہ طرطوسہ سے لے کر دریا کے کنارے کنارے فراغہ کے مضبوط قلعہ سے ہو کر بحر اوقیانوس کی بندرگاہ کریڈہ تک پھیلی ہوئی تھی۔

جب عبدالرحمن سرحدی قبائل کے ساتھ نبرد آزما تھا۔ اسی وقت اس کو افریقہ میں بھی مصروف پیکار ہونا پڑا۔ بنو فاطمہ کی دست برد سے محفوظ رہنے اور مراکو میں مہدی کے اقتدار کو روکنے کے لئے وہ ۹۱۷ء سے مغربی افریقہ کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں کی مدد کر رہا تھا اس کو یقین تھا کہ مہدی جو باغی عمر بن حفصون کے ساتھ ... رسم رکھتا ہے۔ ہسپانیہ کو ہضم کرنے کی ٹھانے ہوئے ہے بطور حفظ ما تقدم خلیفہ عبدالرحمن نے مغربی افریقہ پر قبضہ کرنے کی کوشش کی پہلے پہل وہ کامیاب رہا۔ مگر فاطمی تخت العز اعظم کے جلوہ افروز ہونے پر شاہ ہسپانیہ کی فوجیں افریقہ سے نکال دی گئیں۔ اس وقت عبدالرحمن خود عیسائیوں سے مصروف پیکار تھا۔ اس کے قبضہ میں صرف مراکو کی کلید سیطہ رہ گیا تھا۔ اور ڈونو ثالث سے صلح کرنے کے بعد مستقل مزاج خلیفہ افریقہ کی طرف متوجہ ہوا۔ تاہم ڈونو کی وفات پر اس کو فاطمی سلطنت پر حملہ کرنے کا خیال ترک کرنا پڑا کیونکہ اس کے جانشین سینچو نے اس عہد نامہ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا جو اس کے بھائی اور ڈونو نے کیا کیا تھا خلیفہ نے فوج افریقہ کے لئے تیار رکھی تھی۔ عیسائی قبائل کی سرکوبی کے لئے روانہ کی۔ بہادر جرنیل احمد بن علا۔ گورنر ٹولیڈو سپہ سالار بنایا گیا۔ اس نے جولائی کے مہینے میں اہل گلیشیا اور اہل لیون پر عظیم فتح حاصل کی۔ سینچو کو اس کی رعایا اور فرڈینڈ گنزالدار (عرب اس کو لوس کہتے تھے) کیسٹل کے نواب نے حکومت سے برطرف کر دیا۔ سینچو

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

اپنی دادی بھتوڈا کے پاس بھاگ گیا اور اہل لیون نے اورڈو دونوں نے اپنا بادشاہ بنا لیا بھتوڈا خود تو اپنے پوتے کی مدد نہ کر سکی۔ مگر اس نے خلیفہ سے مدد کی التجا کی۔ دادی اور پوتا دونوں قرطبہ کی طرف آئے جہاں ان کا تپاک سے استقبال کیا گیا۔ ان کی درخواست کو شرف قبولیت بخشا گیا اور ایک عرب سینچو کے ساتھ روانہ ہوئی۔ غاصب اورڈو دونو شکست کھا کر پہاڑوں کی طرف بھاگ گیا اور ماہ اپریل ۹۵۹ء میں سینچو پھر حکومت پر قائم ہو گیا۔ اب لیون۔ کیسٹل۔ گلیشیا اور نیوار عملی طور پر خلیفہ کے زیر حمایت ہو گئے خلیفہ اعظم اس فتح کے دو سال بعد تک زندہ رہا۔ وہ ۱۶ اکتوبر کو تہتر سال کی عمر میں پچاس سال حکومت کرنے کے بعد اس جہان فانی سے دار بقا کی طرف رحلت کر گیا۔

عبدالرحمٰن ہسپانیہ کے اموی بادشاہوں میں سب سے زیادہ قابل اور روشن ضمیر بادشاہ تھا۔ جب اس نے اہتمام سلطنت اپنے ہاتھ میں لیا۔ سلطنت کی حالت نہایت خراب تھی۔ مختلف قوموں کے سردار خود مختار ہو گئے تھے۔ سارے ملک میں بغاوتیں اور یورشیں برپا تھیں۔ شمال کے عیسائی قبائل متواتر حملے کرتے رہتے تھے۔ اس فرزانہ روزگار بادشاہ نے ان سب مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کیا اور نہ صرف اندلس کی سلطنت کو ہی بچا لیا۔ بلکہ آگے سے زیادہ اسے مضبوط اور طاقتور بنا دیا۔ ساری سلطنت میں امن و امان کا دور دورہ ہو گیا۔ پولیس کا انتظام ایسا مکمل اور عمدہ تھا کہ اجنبی اور تجار سونا اچھالتے ہوئے ناقابل گزار اور دشوار علاقوں میں سے گزرتے اور کوئی نہ پوچھتا کہ تمہارے منہ میں کتنے دانت ہیں۔ نرخ غلہ کی ارزانی۔ کاشتکاروں کا عمدہ عمدہ لباس پہننا۔ ادنیٰ ترین افراد تک گھوڑے کی سواری نصیب ہونا۔ یہ سب باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ ملک بڑا خوشحال ہو گیا تھا لہلہاتے ہوئے کھیت۔ باغات کی رونق۔ پھولوں کی کثرت اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ اس کی فیاضیانہ حکومت میں زراعت کو بیش از بیش ترقی ہوئی تھی۔ ایک مسافر آبپاشی کا سائنٹیفک اصول پر انتظام دیکھ کر بے ساختہ آفرین و تحسین کہتا تھا۔ مگر الناصر نے صرف زراعت ہی کو فروغ نہیں دیا۔ بلکہ تجارت، صنعت و حرفت و سائنس اور آرٹ کو بھی وہ رونق دی کہ چشم فلک نے کبھی نہ دیکھی تھی۔ قرطبہ۔ المیریا۔ اسیولی اور دیگر شہروں میں

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

بڑے بڑے صنعت و حرفت کے کام ہوتے تھے جن سے لوگ نہال اور ملک خوشحال ہو گیا تھا۔ تجارت کو یہاں تک ترقی ہوئی کہ محصول چونگی کی آمدنی سے سلطنت کا خرچ چل جاتا تھا۔ الناصر کے وقت سلطنت کی آمدنی بارہ ملین دینار سے زیادہ تھی۔ اس کا ایک حصہ فوج پر، دوسرا امورِ رفاہ عام و فروغ تجارت و صنعت پر خرچ ہوتا۔ ایک (تیسرا) حصہ جمع کیا جاتا۔ الناصر کے فوجی وسائل نہایت وسیع اور زبردست تھے۔ اس کی مضبوط بحری طاقت نے بحیرۂ روم پر بنو فاطمہ کے مقابلہ پر اس کا اقتدار قائم کیا۔ بری فوج ایسی تو اعدداں اور ترتیب یافتہ تھی کہ دنیا میں اس کی کوئی نظیر نہ تھی۔ اس کی بدولت اس نے شمال کے عیسائیوں کو زیرنگیں کیا۔ یورپ کے بڑے بڑے بادشاہ اس کی دوستی کی تمنا کرتے تھے۔ قسطنطنیہ کا قیصر جرمنی، فرانس، اٹلی کے بادشاہ اس کے دربار میں وقتاً فوقتاً تحائف بھیجتے رہتے تھے۔ اس زمانہ کی عجیب آمیز تعریف یہ ہے کہ کام کرنے والے بہت تھے۔ عبدالرحمٰن کی عقل خداداد کا یہ حال تھا، کہ بڑی سے چھوٹی چیز تک کوئی اس سے مخفی نہ تھی۔ ایک مؤرخ لکھتا ہے۔

یہ فرزانۂ روزگار بادشاہ جس نے قوم میں یک جہتی یگانگت کی روح پھونکی، سلطنت کو استحکام بخشا اور پولیٹیکل مساوات کا ڈنکا بجایا۔ کمال عالی حوصلگی سے ہر مذہب و ملت کے آدمی کو اپنی نسل میں بلاتا۔ وہ تو زمانہ وسطی کا بادشاہ ہونے کی بجائے موجودہ زمانہ کا بادشاہ ہونا چاہیے تھا۔ مگر خود عبدالرحمٰن کا اپنا قول تھا کہ ساری عمر میں اس کے چودہ دن خوشی سے گزرے۔ اس کے ایک بیٹے نے بغاوت کی۔ عدالتِ عالیہ نے موت کی سزا سنائی۔ بھائی کی جان بچانے کے لئے ولی عہد بھرے دربار باپ کے قدموں پر گرا اور رحم کی التجا کی۔ الناصر نے جواب دیا۔ میں گو باپ ہوں، مگر فرائض شاہی کا مجھ پر بار ہے۔ اگر میں عدالت کے فیصلہ میں دخل دوں تو ساری سلطنت درہم برہم ہو جائے گی۔ چنانچہ بیٹے کو پھانسی ہوگئی۔ مگر اس کے غم میں خلیفہ کو باقی عمر کسی نے متبسم نہ دیکھا۔ عبدالرحمٰن کی تعریف جو اس عیسائی مؤرخ نے کی ہے۔ اس کے مقابلہ میں عرب مورخوں کی تعریف پھیکی اور بے لطف سی معلوم ہوتی ہے۔ عبدالرحمٰن کے بعد اس کا بیٹا حکم المستنصر باللہ تختِ خلافت پر رونق افروز ہوا۔ اپنے باپ کی وفات سے چند سال پہلے سے حکم نے امور سلطنت میں حصہ لینا شروع کر دیا تھا۔ اس کے تدبر و دانائی اور

انصاف کی تعریف پہلے ہی دور دور تک پھیل چکی تھی۔ لیون اور نبورا کے عیسائی سرداروں نے اس خلیفہ اعظم کی وفات کو اپنے لئے ایک مصیبت کی بجائے عہد ناموں کے جنجال سے چھوٹنے اور عرب حمایت کے جوئے سے آزاد ہونے کا ذریعہ سمجھا۔ سینچو اور گرسیا نے یہ خیال کر کے کہ حکم صلح جو اور عالمانہ روش کا آدمی ہے۔ عہد نامہ کی شرائط پر زور نہیں دے گا۔ اور بفرض محال جنگ پر اتر بھی آیا تو باپ کی طرح منصور و کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ مخالفانہ رویہ اختیار کر لیا۔ اور حسب معاہدہ سرحدی قلعوں کو مسمار کرنے میں لیت و لعل اختیار کی۔ اسی وقت کیسٹل کے نواب فرڈیننڈ نے بھی یورشیں شروع کر دیں۔ ان ناشکر گزار اور عہد شکن عیسائی سرداروں کو نئے بادشاہ کے اصلی کریکٹر کا جلد ہی علم ہو گیا۔

بادشاہ کی ذرا سی فوجی نمائش نے ہی ان کو بتا دیا کہ ایک سپاہی بھی ہو سکتا ہے اور جس طرح کہ وہ کتابوں کی ورق گردانی کرتا ہے۔ اسی طرح قوموں کی قسمت کو بھی الٹ پلٹ سکتا ہے حکم خود فرڈیننڈ کے مقابلہ میں روانہ ہوا۔ اس کو سخت شکست دی اور سرحدوں کے پار بھگا دیا۔ اس مہم سے جب خلیفہ واپس آیا تو شریر اورڈونو جس کو سینچو نے جلیقہ کی مدد سے حکومت سے محروم کیا تھا۔ اس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خلیفہ نے اس کی بڑی خاطر و مدارت کی اور ڈونو نے عہد نامہ کیا۔ کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ صلح و صفائی سے رہے گا۔ اپنے بیٹے گرسیا کو بطور یرغمال حوالہ کرے گا اور باغی فرڈیننڈ سے کبھی نہ ہم آہنگ ہو گا۔ خلیفہ نے پھر ایک لشکر جرار۔ سپہ سالار غالب کے ماتحت کر کے اس کے ساتھ کیا اور حکم دیا کہ سینچو کو لیون اور گلیشیا سے خارج کر کے اس کو حکمران بنا دیا۔

سینچو نے جب یہ حالت دیکھی۔ عالم اس کی آنکھوں میں تیرہ و تار ہو گیا۔ اپنے ملک کے پادریوں اور امیروں کا ایک وفد لے کر خلیفہ کی خدمت میں بھیج کر خواستگار معافی ہوا۔ اور وعدہ کیا کہ عہد نامہ کی شرائط کو فی الفور پورا کر دوں گا۔ چند ماہ بعد اورڈونو انتقال کر گیا۔ اور سینچو پھر مخالفانہ رویہ پر قائم ہو گیا اور نبورا کیسٹل اور کیٹلونیا کے سرداروں کی مدد کے گھمنڈ پر شرائط عہد نامہ کو پورا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس خلاف ورزی نے حکم کو عیسائی قبائل کے برخلاف اعلان جنگ کرنے پر مجبور کر دیا پہلے وہ کیسٹل کی طرف متوجہ ہوا۔ سان اسٹیوان بزور

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

شمشیر فتح کیا۔ اب نوفرڈینڈ کی آنکھیں کھل گئیں۔ بجم کا ملتجی ہوا اور صلح ہو گئی مگر جس عجلت سے اس نے صلح کی تھی اسی سرعت سے اس نے توڑ دیا۔ غالب کو لیون کی طرف روانہ کیا گیا۔ وہ مدینہ سالم کے پاس بڑھتا ہوا سیپنخو کے علاقہ میں بمقام اسطیا پہنچ گیا۔ یہاں گلیتیا کی بڑی فوج نے اس کا مقابلہ کیا۔ سخت خونریز لڑائی کے بعد عیسائیوں کو شکست ہوئی اور گلیتیا تاخت و تاراج کیا گیا۔ یہاں سے فارغ ہو کر وہ سارگوسا کے گورنر سے مل کر باسکوں کے ملک پر حملہ آور ہوا ان لوگوں نے بھی عہد نامہ کی خلاف ورزی کی تھی۔ نیورا کے سردار کو سخت شکست آئی اور اس کے بڑے بڑے شہر دھاوا کر کے فتح کئے گئے۔ کالاحوا کی فتح جو غالب نے حاصل کی، وہ ان سب فتوحات سے عظیم الشان تھی۔ حکم نے اس شہر کی قلعہ بندیاں پھر مرمت کرا کے ایک بڑی فوج وہاں متعین کر دی۔ اسی طرح نیورا، گلیتیا، الوا اور کیسٹل کے چند شہروں میں فوجیں مقیم کی گئیں۔ اگرچہ حکم جنگ کو پسند نہیں کرتا تھا اور بہ مجبوراً اس کو تلوار اٹھانی پڑی، تاہم اس نے سارے دشمنوں کو زیر کر کے مطیع و فرمانبردار بنایا۔ سیپنخو سنہ ۹۶۲ء میں مطیع ہو گیا۔ اسی طرح کیٹلونیا بیرمل اور میرون کے عیسائی سردار سخت شکستیں کھانے کے مطیع ہو گئے اور عہد ناموں کی تجدید کی درخواست کی۔ چنانچہ انھوں نے وعدہ کیا کہ اسلامی علاقوں کی سرحدوں پر اپنے قلعے اور برج مسمار کر دینے کے عربوں کے برخلاف اپنے ہم مذہبوں کی اعانت و مدد نہ کریں گے۔ عیسائی قبائل یا اقوام کو عربوں کے برخلاف آپس میں ملنے نہ دیں گے۔ باسکوں کے سردار گریتیا نے لاٹ پادریوں اور امیروں کا ایک وفد بھیج کر صلح کی درخواست کی۔ مگر جب تک غالب اہل نیورا کا بھرکس نہ نکال چکا اس وفد کو انتظار میں رکھا گیا۔ بعد میں مندرجہ بالا شرائط پر گریتیا سے بھی صلح کر لی۔ اسی وقت گلیتیا کے سرحدی نواب لذرک بن بلکش کی ماں حکم کے دربار میں حاضر ہوئی اور اپنے بیٹے کی طرف سے درخواست کی۔ خلیفہ نے اس شہزادی کی بڑی خاطر کی۔ بہت سے تحائف دیئے اور اس کی درخواست کو شرف قبولیت بخشا۔ سنہ ۹۷۰ء میں کیسٹل کا باغی نواب فوت ہو گیا۔ اور اسی کے ساتھ فساد و ہنگامہ کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ دو سال بعد بنو ناظر کے سیلاب فتوحات کو روکنے کے لئے حکم نے مراکو کی طرف ایک مہم روانہ کی۔ معلوم ہوتا ہے کہ غالب مغربی افریقہ میں امویوں کا اقتدار قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ زناتہ، مغراوہ اور مکناسہ

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

قبائل بربر فاطمی خلیفہ سے منحرف ہوکر اندلسی خلیفہ کے تابع ہوگئے اور اپنی مساجد میں حکم کے نام پر خطبے پڑھنے شروع کئے۔ بہت سے علوی شہزادے جو مدت سے فارس میں رہتے تھے ہسپانیہ کی طرف آگئے جہاں ان کی بڑی مدارت کی گئی اور یہ پہلے تو نفیس کی طرف لائے گئے اور وہاں سے قرطبہ کی طرف۔ مگر بعد میں ان کے چند اشخاص اسکندریہ کی طرف جلاوطن کر دیئے گئے۔

ابن خلدون لکھتا ہے "حکم لٹریچر اور سائنس کا شائق تھا اور عالموں کی قدر کرتا ہے۔ اس نے بہت سی کتب جمع کیں۔ اگرچہ اس کے متقدمین بھی علم دوست اور نایاب و قیمتی کتابوں سے اپنے کتب خانوں کی زینت بڑھانے کے شائق تھے تاہم حکم اس کام کو بڑی تن دہی اور مستعدی سے کرتا تھا۔ لائبریری کے انتظام کے لئے ایک خاص افسر مقرر تھا اور کتابوں کی فہرست چوالیس جلدوں میں مرتب تھی۔ حکم نے ہسپانیہ کو ایک علمی منڈی بنا دیا جہاں ہر ملک و قوم کی علمی پیداوار فروخت ہوتی تھیں۔ وہ ہر ایک ملک میں نایاب کتابوں کی تلاش کرنے کے لئے اپنے ایجنٹ بھیجتا تھا اور بڑی بڑی قیمتوں پر کتابیں خرید لیتا تھا۔ وہ تصنیفات پر بڑے بڑے گراں قدر انعام دیتا تھا اور سب سے پہلا نسخہ حاصل کرنے کی کوشش کرتا تھا

ابوالفرج اپنی مشہور آفاق کتاب "الاغانی" عراق میں شائع کرنے سے پہلے اس کو بھیج دی تھی۔ اور انعام میں ایک ہزار دینار حاصل کئے تھے۔ محل کے چند کمرے نقول کتب اور ان کی جلد بندی کے لئے مخصوص تھے اور اس کام پر بڑے بڑے ماہر آدمی مقرر تھے۔ حکم صرف کتابیں جمع کرنے کا ہی شائق نہ تھا بلکہ ہر کتاب اور اس کے مصنف کے متعلق مفصل نوٹ لکھتا تھا

وہ ہسپانیہ اور ممالک غیر کے عالموں، سائنس دانوں اور فلاسفروں پر بڑی مہربانی کرتا تھا۔ اس فرزانۂ روزگار بادشاہ کے عہد میں علم و ہنر کی ہر شاخ میں بڑی ترقی ہوئی۔ ہسپانیہ میں ہر فرد لکھنا پڑھنا جانتا تھا۔ حالانکہ اس وقت یورپ کی یہ حالت تھی کہ سوائے پادریوں کے کوئی شخص الف بے بھی نہیں جانتا تھا۔ یہاں تک بڑے بڑے ذی رتبہ اشخاص بھی نرے جاہل اور ان پڑھ تھے۔ حکم نے تعلیم کی اشاعت کے لئے صرف قرطبہ میں ستائیس سکول غریب طبقہ کے لئے قائم کئے ان سکولوں میں نہ صرف یہ کہ فیس معاف ہوتی تھی۔ بلکہ طالب علموں کو کتابیں بھی سرکار سے دی جاتی تھیں اور قرطبہ کی یونیورسٹی

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

تو تمام دنیا میں مشہور تھی۔ وہ قاہرہ کی جامع ازہر اور بغداد کی نظامیہ یونیورسٹی کے برابر تھی۔

یہ نیک نہاد خلیفہ یکم اکتوبر ۹۷۶ء کو داعی اجل کو لبیک کہہ گیا اور اس کے ساتھ ہی ہسپانیہ میں اموی عظمت کا چراغ بھی گل ہوگیا۔ قرطبہ کوہ میرا مورینا کے دامن میں ایک خوشنما میدان پر واقع ہے اور دریائے گوڈال کیوِر (وادی الکبیر) کے دائیں کنارے پر نیم دائرہ کی شکل میں آباد ہے۔ شہر کو عرب گورنروں نے عالی شان عمارات سے خوب آراستہ کیا۔ مگر اعلیٰ پیمانہ پر اس کی آرائش و زیبائش عبدالرحمٰن الداخل ہی کے عہد میں شروع ہوئی۔ اس بادشاہ نے زمام سلطنت ہاتھ میں لیتے ہی سب سے پہلے پاس کی پہاڑوں سے ایک نہر لا کر شہر کو خوشگوار اور میٹھے پانی کی نعمت سے بہرہ ور کیا اس کے جانشین بھی اس کام میں اضافہ کرتے رہے۔ آخر قرطبہ میں پانی کی وہ فراوانی ہوگئی کہ دنیا کے سب شہر مات ہو گئے۔ پانی نلوں کے ذریعے لایا جاتا اور پھر شہر اور مضافات میں تقسیم کیا جاتا۔ حوض اور چہبچے یا تو سنگ مرمر کے ہوتے یا برنجی اور بعض محلات میں سونے اور چاندی کے۔ شرب پانی کا لطف اس کے ہر رنگ میں اٹھاتے۔ کوئی بڑا مکان ایسا نہ تھا جس میں حوض یا فوارے نہ بنے ہوتے تھے۔ عبدالرحمٰن ثالث نے ۹۴۰ء میں ایک نہر تیار کرائی۔ اس نہر نے پہلی سب نہروں کو مات کر دیا۔ یہ نہر سائنٹفک طرز پر بنی ہوئی محرابوں پر سے گزرتی تھی اور گردونواح کی پہاڑیوں کا پانی شہر میں لاتی تھی۔ شہر میں ایک بڑے تالاب میں آ کر جمع ہوتا تھا۔ تالاب کے درمیان شیر کا ایک بت تھا جس پر سونے کے پترے جڑے ہوئے تھے اور اس کے منہ سے پانی نکل کر بہتا تھا۔ شیر کے بت کے پاس آدمی کا ایک بہت بڑا بت جو شیر پر پانی گراتا تھا۔ شہر کی ضروریات سے جو پانی فاضل بچتا تھا وہ دریا میں گرا دیا جاتا تھا۔

عبدالرحمٰن اول نے "مرضانہ" نامی مشہور عالم باغ بنوایا جو یورپ کے مہذب ممالک کے لئے نمونہ بنا۔ اس باغ میں دنیا کے ہر خطہ کے نایاب و قیمتی درخت اُگے ہوئے تھے۔ ایک عالی شان محل باغ کی زیب و بہار کو دوبالا کرتا تھا۔ مگر عبدالرحمٰن ایسا بادشاہ نہیں تھا۔ کہ اپنے ہی آرام کا خیال رکھے۔ اس نے رفاہ عامہ کی غرض سے ساری سلطنت میں جابجا مساجد، حمام، پل اور مدرسے بنوائے۔ اسی نے اس جامع مسجد کو جو ہسپانیہ کی زینت کا موجب ہوئی شروع کیا۔ اس کے بیٹے نے اس کی تکمیل کی اس زمانہ کے قرطبہ کی شان و شوکت اور چہل پہل کا اندازہ ایک پرانے مورخ کے بیان سے ہو سکتا ہے جو لکھتا ہے۔

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

عالی شان مکانوں کے درمیان اور لیمپوں کی روشنی میں ایک مسافر دس میل تک جا سکتا ہے ایک اور مؤرخ لکھتا ہے "شہر طول میں چوبیس میل اور عرض میں چھ میل تھا۔ اس سارے رقبہ پر محلات، مساجد اور باغات دریا کے کنارے بنے ہوئے تھے۔ شہر کی فصیلوں سے باہر بستیاں تھیں جو تعداد میں ستائیس اور آبادی سے معمور تھیں۔ ہر ایک بستی میں مسجدیں، حمام اور بازار تھے اور کسی بستی کے آدمی کو کسی ضرورت کے لیے دوسری بستی میں جانے کی حاجت نہ تھی دارالخلافہ کی ضروریات تین ہزار قصبوں اور شہروں سے بہم پہنچائی جاتی تھیں۔ قرطبہ کے مضافات کے مجسٹریٹ ہر جمعہ کو نماز جمعہ کے بعد خلیفہ کی خدمت میں رپورٹیں پیش کرتے تھے۔

جامع مسجد کو الداخل نے شروع کیا اور ہشام نے درجہ کی تکمیل کو پہنچایا اور الناصر نے آراستہ کیا۔ اس مسجد کی عمارت بڑی عالی شان تھی اس میں سونے چاندی کا کام کیا ہوا تھا اور اس کی آرائش و زیبائش نہایت ہی اعلیٰ پیمانہ پر تھی۔ قرطبہ میں کتب خانوں کا کوئی شمار ہی نہ تھا۔ ہر امیر آدمی خواہ ناخواندہ ہی کیوں نہ ہوتا کتابیں جمع کرنے میں بڑی جد و جہد کرتا۔ الزہرہ کا محل جس کو الناصر نے بنوایا تھا۔ دارالخلافہ سے چار میل کے فاصلہ پر تھا اور دنیا کے عجائبات میں شمار ہوتا تھا۔ یہ محل سفید، سرخ، سبز اور گلابی رنگ کے چکنے پتھر سے بنا ہوا تھا۔ یہ پتھر دنیا کے مختلف حصوں سے بصرف زر کثیر جمع کیا گیا تھا۔

اس کے مشرقی ایوان میں فوارے تھے جو مختلف حیوانات کی صورت پر سونے یا کسی قیمتی پتھر کے بنے ہوئے تھے۔ ان حیوانوں کے منہ سے پانی جاری رہتا ہے۔ ملاقاتی ایوان کاری گری کا اعلیٰ نمونہ تھا۔ جو خالص سنگ مرمر اور سونے سے بنا ہوا تھا اور جا بجا ہیرے موتی جڑے ہوئے تھے۔ پرانے مورخ لکھتے ہیں "اس محل کی قطع وضع اس کی خوبصورتی۔ اس کی آرائش و زیبائش سونے اور سنگ مرمر کے ستونوں۔ نقش و نگار۔ مینا کاری پچی کاری۔ حیوانی صورتوں پر فوارے کی تیاری۔ ان سب کا خاکہ قلم سے کھینچنا ناممکن ہے۔ ہر ایک باغ میں درندوں کے احاطے اور ہر ایک ملک کے پرندوں کے مکان بنے ہوئے تھے۔ مشرقی دروازوں پر اس ملکہ کا بت نصب تھا جس کے نام پر محل اور شہر مشہور تھا اور اس کے باغات کے علاوہ امیروں وزیروں کے مکانات تھے اور ان کے متصل الزہرا کا شہر تھا۔ بادشاہ نے اعلان کیا تھا جو شخص اس شہر میں آباد ہوگا۔ اس کو چار سو درہم انعام میں دیئے جائیں گے۔ اس انعام کے لالچ میں بہت سے لوگوں نے وہاں مکانات بنوا لیے۔ شاہی محل

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

کو دس ہزار آدمیوں نے بیس سال میں تیار کیا تھا۔

تاہانِ بنی امیہ کے عہد میں قرطبہ میں تین ہزار آٹھ سو مساجد، ساٹھ ہزار محلات، دو لاکھ مکانات، سات سو حمام، آٹھ ہزار دکانیں، علاوہ ہوٹلوں اور سراؤں کے تھے گویا کہ شان و شوکت اور وسعت میں یہ شہر بغداد کا رقیب تھا۔ اس شہر کی دھوم دھام جرمنی تک پہنچ گئی تھی چنانچہ سیکسی کی راہبہ ہرد ساتھا۔ اس شہر کو زیورِ عالم لکھتی تھی۔ (یہ سورخہ دسویں صدی کے وسط میں ہوئی) جب شہر پورے جوبن پر تھا اس کی آبادی دس لاکھ نفوس کی تھی اور آج کل صرف تینتیس ہزار ہے۔

قرطبہ صرف ترقی و تہذیب، علم و ہنر، صنعت و حرفت اور تجارت کا ہی مخزن نہیں تھا بلکہ شہامت کا بھی مسکن تھا۔ شہامت عربوں کے کریکٹر کا ایک جزو ہے۔ غرناطہ کی سلطنت میں شہامت ترقی و تہذیب کے جس سانچہ میں ڈھل کر نکلی اس کا اصلی کریڈٹ الناصر اور اس کے بیٹے کو حاصل ہے۔ ان کے زمانہ میں شجاعانہ و شیمانہ خیالات کا چرچا ہوا۔ اور ساتھ ہی مستورات کی قدر و عزت کا خیال پیدا ہوا۔ ایک قابل مورخ لکھتا ہے۔ "شہامت کے وہ جوہر جو بعد میں مغرب کی عیسائی قوموں میں پیدا ہوئے الناصر، حکم اور المنصور کے زمانہ میں عربوں میں پیدا ہو چکے تھے۔

اجنبی نائٹ حفاظت کی ضمانت لے کر حرب بہادروں سے دنگل کا اکھاڑہ جمانے آتے پرانا دستور یہ تھا۔ کہ بہادر لڑائی کرنے سے پہلے اپنی محبوبوں یا معشوقوں کے نام پکارتے تھے مگر اب یہ دستور متروک ہو گیا تھا اب نائٹ اپنی معشوقوں کا کوئی نشان کاندھوں پر یا ٹوپیوں پر لگا کر اکھاڑے میں داخل ہوتے۔ عرب لیڈیاں دنگلوں اور بازیوں کا تماشہ دیکھنے آتیں۔ اور ان کی موجودگی موقع کی شان و شوکت کو دوبالا کر دیتی۔ مردوں اور عورتوں کا ایک موقع پر جمع ہونا خیالات اور اطوار میں ایسی پاکیزگی پیدا کرتا تھا کہ آج کل ہندوستان کے مسلمان اس کا احساس و اندازہ اچھی طرح کر ہی نہیں سکتے ہیں۔

عربوں کے اعلیٰ اخلاق اور عالی حوصلگی نے ہسپانیہ میں حکومت کے خاتمہ تک مٹنا نہ رکھا۔ اس بارہ میں یورپ کا کوئی مشہور ترین شہیم ان سے بازی نہیں لے جا سکتا تھا۔ بطور مثال

ایک واقعہ کا ذکر کافی ہے سنہ ۱۱۳۱ء میں جب الفنسو ہفتم کی بیگم ایک قلعہ میں محصور ہو گئی تو اس نے مسلمان بہادروں پر بزدلی کا الزام لگایا۔ بدیں وجہ کہ انھوں نے ایک عورت کے زیر حفاظت قلعہ کا محاصرہ کیا ہے۔ جب مسلمانوں نے یہ خبر سنی انھوں نے کہا۔

اگر قلعہ کی محافظ واقعی ایک عورت ہے تو ہم محاصرہ کرنے سے بزدلی اور بداخلاقی کے مرتکب ہو رہے ہیں چنانچہ انھوں نے درخواست کی کہ بیگم محل پر کھڑی ہو کر ان کا اطمینان کر دے۔ جب بیگم آ کھڑی ہوئی تو مسلمانوں نے جھک کر اسے سلام کیا۔ محاصرہ اٹھالیا۔ اور فوراً واپس ہٹ گئے۔ شریف شہیم کے لیئے یہ دس اوصاف لازمی تھے۔ اتقا۔ بہادری۔ خوش اخلاقی۔ مردانگی۔ فصاحت اور نظم میں پوری مہارت۔ شہسواری۔ تلوار۔ نیزے اور کمان کے استعمال کی پوری مشق۔

⁂

اٹھائیسواں باب

عرب ہسپانیہ میں
سنہ ۳۶۶ تا سنہ ۴۲۸ ہجری مطابق سنہ ۹۷۶ تا ۱۰۳۶ء

(ہشام ثانی۔ مہدی۔ سلیمان۔ عبدالرحمن۔ محمد ثانی۔ ہشام ثالث۔ ہشام ثانی کی تخت نشینی۔ حاجب۔ المنصور۔ اس کی سازشیں۔ اختیارات پر اس کا تسلط عیسائی قبائل پر اس کی فتوحات۔ اس کی وفات۔ اس کے بیٹے المظفر کی جانشینی اس کی کامیاب حکومت۔ المظفر کی وفات۔ حاجب۔ عبدالرحمن مہدی کا تصرف۔ تخت و تاج پر ہشام ثانی کا استعفا۔ سلیمان کا مہدی کو ہلاک کرنا۔ قرطبہ میں بدامنی۔

حکم گیارہ سال کا ایک بیٹا ہشام نامی چھوڑ گیا تھا۔ اس نے اس کم سن بچے کو تخت نشین

M Awais Sultan
Group Admin
Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

کرنے کے لئے اپنی زندگی میں سخت جدوجہد کی۔ اپنی وفات سے چند ماہ قبل اس نے امیروں وزیروں کی ایک کونسل منعقد کرکے ان سے ہشام کے لئے حلفِ اطاعت لیا اور ایک دستاویز لکھ کر خلافت اپنے بیٹے کے نام وصیت کی۔ جب وہ جاں بلب تھا۔ اس نے اپنے کم سن بیٹے کو بلایا تھا۔ اس نے اپنے کم سن بیٹے کو حاجب اور وزیر محمد بن ابی عامر کے سپرد کیا۔ مرحوم خلیفہ کا خیال تھا کہ یہ لڑکا اپنی لائق و قابل ماں صبیحہ کی نگرانی میں اور نمک حلال اور خیر اندیش مشیروں کی مدد سے بے غل و غش حکومت کرتا رہے گا۔ چنانچہ وہ المؤید باللہ کے نام سے خلیفہ بنایا گیا۔ مگر مرحوم خلیفہ نے حریص و طامع محمد بن ابی عامر کی نمک حلالی کا ٹھیک اندازہ نہ لگایا۔ بہت مدت نہ گذری تھی کہ اس نے حاجب مشافی اور دیگر امیروں جو اس کے ارادوں کو پورا ہونے میں مزاحم تھے۔ برطرف کر دیا۔ اور جب کے سلطنت میں قابل آدمیوں کا قحط پڑ رہا تھا اس نے بہت سے والیوں اور امیروں کو قتل کرا دیا۔ اور سارے اختیارات پر تسلط کرکے نوجوان خلیفہ کو محل میں نظر بند کر دیا۔ سوائے تہواروں کے موقعوں پر بھی صرف اتنا ہوتا تھا کہ وہ آداب بجا لاتے اور واپس چلے جاتے تھے۔ قلمدان وزارت پر قبضہ کرکے اس نے حاجب المنصور کا لقب اختیار کر لیا۔ اور الزہیرہ کے نام سے ایک عالی شان محل اپنے لئے بنوایا۔ سکوں پر اپنا نام درج کرایا۔ اور تمام شاہی احکام و فرمان اپنے نام سے جاری کرنے لگا۔ اور خطبہ میں خلیفہ کے نام کے ساتھ اس کا نام بھی شامل کیا گیا۔ اپنے رقیبوں سے میدان خالی کرکے وہ فوج کی طرف متوجہ ہوا۔ اس کو عرب عنصر سے پاک و صاف کرکے بربر لوگ بھرتی کئے۔ جن پر اس کو زیادہ اعتماد تھا۔ حقیقت میں اس نے عربوں کو گرا کر دوسرے درجہ پر کر دیا۔

بقول ابن خلدون اس نے باون دفعہ اور بقول دیگر چھپن مرتبہ فوج کشیاں کیں اور ہر دفعہ مظفر و منصور رہا۔ اس کی فوج کا کوئی دستہ کبھی تلف اور اس کا جھنڈا کبھی سرنگوں نہ ہوا حکم کی وفات کے اہل گلیشیا اور باسکوں نے علم بغاوت بلند کرکے اسلامی علاقوں پر یورشیں شروع کر دیں۔ منصور یعنی محمد بن ابی عامر نے ان عیسائی قبائل پر چند حملے کرکے لیون اور نیورا کو باجگذار بنایا اور ان کے صدر مقاموں میں اپنی فوجیں متعین کر دیں۔ پھر کیٹلونیا کی طرف متوجہ ہوا۔ بارسلونا کو تاخت و تاراج کیا اور فرنگی نوابوں کو اس علاقہ سے باہر نکالا ان فتوحات سے سلطنت کی حدود پھر کوہ پیرینیز تک بڑھ گئیں۔ مراکو میں بھی اس نے

فتح وظفر کے پرچم اڑائے اور اس کے جرنیلوں نے بہت سا مغربی افریقہ فتح کر کے سلطنت سے ملحق کیا۔ ۳۸۱ھ (۹۹۱ء) میں اس نے حاجب کے عہد کو اپنے خاندان میں موروثی کرنے کا خیال کیا۔

اگر وہ چاہتا تو اپنے آقائے نامدار کے بیٹے کو تخت سے برطرف کر کے بادشاہ بن سکتا تھا جیسا کہ اصل میں اب بھی تھا۔ مگر قوم سے ڈرتا تھا۔ امرا ورڈ ساز تو خاندان کے تبادلہ کو بنظر استحسان دیکھتے۔ مگر عام لوگ خاص کر ہسپانوی مسلمان اس کو ہرگز پسند نہ کرتے۔ مذہب کی طرح خاندان کی محبت بھی ان کی قومی زندگی کا جزو تھی اور اگرچہ منصور نے ملک کو خوشحالی اور عظمت کی نعمت بخشی تاہم لوگ اس کو بنظر حقارت دیکھتے تھے کہ اس نے بادشاہ کو نظر بند کر رکھا ہے۔ منصور کو اس عام خیال کا علم تھا۔ مگر ساتھ ہی سمجھتا تھا۔ کہ کچھ وقت بعد یہ خیال نسیاً منسیاً ہو جائے گا تاہم اس نے اپنے بیٹے عبدالملک کو وزارت میں ہی جانشین کرنے پر قناعت کی ۳۸۶ھ (۹۹۶ء) میں اس نے سید اور ملک کریم کا خطاب اختیار کیا۔ یہ ممتاز شخص ۳۹۲ھ میں داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔ اور اس کو مدینہ سالم میں دفنایا گیا۔

شمالی حدود کے عیسائی جتنا حاجب المنصور سے ڈرتے تھے اتنا اندلس کے کسی حاکم سے نہ ڈرتے تھے۔ یہ شخص فن جنگ کا مسلم الثبوت استاد تھا۔ وہ سپاہیوں کا بڑا خیال رکھتا تھا۔ ان کی تربیت و قواعد پر بیش از بیش زور لگاتا تھا۔ اس نے قلیل عرصہ میں ہی ہسپانیہ کو ایسی زبردست اور نو اعداد فوج تیار کر کے دے دی کہ بقول ڈوزی عبدالرحمٰن ثالث کے عہد میں بھی ایسی فوج اس ملک کو نصیب نہ ہوئی تھی۔

اس ملک پر صرف یہی احسان نہ تھا۔ اگر پولیٹیکل مصلحتوں کی وجہ سے وہ فلاسفروں اور آزاد منشوں پر اتنا مہربان نہ تھا۔ تاہم موقع پر ان کی حفاظت کرنے سے بھی نہ چوکتا تھا اس کے عہد حکومت میں فوج کے ساتھ ساتھ علم و ہنر، صنعت و حرفت اور تجارت نے بھی ترقی کی۔ رینوڈ صاحب لکھتے ہیں "اسلامی ہسپانیہ جتنا اس کے عہد میں خوشحال ہوا پہلے کبھی نہ ہوا تھا" وہ علم دوست تھا اور عالموں کی عزت کرتا تھا۔ جن وسائل سے اس نے اختیارات حاصل کئے۔ اگرچہ وہ برے تھے۔ مگر اختیارات کا استعمال اس نے برا نہ کیا۔ وہ منصف مزاج، ہاتھوں کا فیاض، دل کا صاف اور زبان کا سچا تھا۔ اس کے انصاف کی یہاں

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

تک شہرت ہوئی کہ لوگوں میں ضرب المثل ہو گیا۔

منصور کے بعد اس کا بیٹا عبدالملک المظفر حاجب کے عہدہ ممتاز ہوا۔ انتظام سلطنت میں وہ اپنے باپ کے نقش قدم پر چلا۔ عیسائی قبائل پر اس نے چند فتوحات حاصل کیں اور اس کی کامیاب حکومت میں ملک کو پیش از پیش ترقی وخوش حالی نصیب ہوئی۔ ایک قدیم مؤرخ لکھتا ہے۔ اس کے زمانہ میں دن عید اور رات شب برات تھی۔

باوجود ان سب باتوں کے بنو عمر ہر دلعزیز نہ تھے اگر وہ بادشاہ کے نام پر حکومت کرنے پر قانع رہتے تو ممکن ہے وہ معتدبہ عرصہ تک قلمدان وزارت پر مسلّط رہتے۔ مگر ان کی حرص وآز حد مناسب سے بڑھ گئی۔ وہ تخت کے سایہ میں بیٹھ کر نہ صرف اختیارات پر ہی متصرف کرنے کی اٹھانے ہوئے تھا بلکہ خود تخت پر بھی نظر رکھتے تھے۔ اس طرح انھوں نے شاہی خاندان کے سارے افراد اور سارے بنوامیہ کو اپنا جانی دشمن بنا لیا اور فقیہہ اور عام لوگ بھی ان سے متنفر ہو گئے۔ ساتھ ہی الناصر کی تخت نشینی کے بعد جزیرہ نمامیں جو تغیر ہوا تھا۔ وہ انقلاب کی صورت اختیار کیا جاتا تھا۔ عرب سوسائٹی اپنے حسن وقبح کے ساتھ کنج عدم میں پنہاں ہو گئی تھی۔

قوموں کا اتحاد جو الناصر اور حاجب اعظم کا مقصد اولی تھا وہ پرانے طریق ودستور شرفاء نوازی وطبقۂ امراء کو کمزور کر کے حاصل ہوا تھا چنانچہ یہ طبقہ دن بدن خستہ حال اور تلاش ہوتا جاکر اب بیٹھنے کے قریب پہنچ گیا تھا۔ اور پرانے ناموروں اور تاریخی آدمیوں کے نام لوگوں کے حافظہ سے محو ہوتے جاتے تھے۔ وہ امراء اور درباری جو بنوامیہ کے ساتھ رشتۂ اخوت بھی رکھتے تھے۔ اگرچہ اب تک اپنی حالت پر قائم تھے اور اسی آن بان سے رہتے تھے۔ مگر اس زمانہ میں سب سے زیادہ زبردست اور با اثر اشخاص دراصل وہ بربر اور غلام جرنیل تھے جنھوں نے حاجب المنصور کے عہد میں دولت کے انبار لگائے اور بڑا اقتدار حاصل کر لیا تھا۔ ادھر مادی نشوونما نے ایک اور طبقہ بھی پیدا کر دیا۔ یہ طبقہ متوسط الحال لوگوں کا تھا۔ سوداگر تجار اور حرفتی جماعتیں ملک کے تمدن میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے لگے۔ اس کشمکش سے نئی مشکلات پیدا ہو گئیں۔ دولت کی کثرت اور نئے طبقہ کی رونمائی سے مختلف جماعتوں

کی آپس میں چشمک ہوگئی۔ اس زمانہ کی تاریخ بہت سے ایسے واقعات پیش کرتی ہے۔ جن سے آج کل کے مدبروں کے بھی ہوش گم ہوتے ہیں۔ فوجی و ملکی صیغوں کی باہمی رقابت۔ نوکروں کی مالکوں سے نفرت۔ عام طبقہ کی اعلیٰ طبقہ سے عداوت یہ مشکلات تھیں جو پیدا ہو گئیں۔

دارالخلافہ کی سوشل حالت ایسی نازک ہوگئی تھی کہ خفیف سے فساد سے امیروں اور غریبوں میں نوبت جوتی پیزار پہنچنے کا اندیشہ دامنگیر ہو جاتا تا۔ قرطبہ کارخانوں کا شہر ہو گیا تھا۔ ہزار ہا مزدور ان میں ملازم تھے اور ڈر تھا کہ ان کو لوٹ کا ذرا سا بھی لالچ مل گیا تو فوراً شورش و بغاوت پر کمربستہ ہو جائیں گے۔ مگر مال دار جماعتیں بنو عامر کی مخالفت میں اس خطرہ کو بھول گئیں۔

مظفر عین عالم شباب میں اس جہان فانی سے رخصت ہو جانے سے آخر وہ مصیبت آن پہنچی جس کا کھٹکا لگ رہا تھا۔ بنو عامر بلندی سے تو گر ہی۔ مگر اپنے ساتھ سلطنت کو بھی لے مرے۔

مظفر کی جگہ اس کا بھائی عبدالرحمٰن سینچول عہدۂ حجابت پر ممتاز ہوا۔ بوجہ اس کی بدچلنی اور عیاشی کے لوگ اس سے سخت نفرت کرتے تھے۔ مگر وہ تھا۔ کہ خلیفہ ہونے کی آرزو دل میں دبائے ہوئے تھا اس نے ہشام ثانی کو تخت و تاج چھوڑ دینے پر مجبور کیا۔ اس بات سے اہل قرطبہ سخت جوش اور طیش میں آ گئے۔

سینچول ایک مہم کے ساتھ دارالخلافہ سے شمال کی طرف روانہ ہوا ہی تھا کہ ایک شاہی خاندان کے ممبر محمد کی سرکردگی میں قرطبہ میں آتش بغاوت مشتعل ہو گئی۔ بنو عامر کا محل (الزہرا) جلا کر خاک سیاہ کر دیا گیا۔ ہشام نے خلافت سے استعفا دے کر زمام سلطنت محمد کے حوالہ کر دی۔ اور وہ مہدی کے نام سے تخت پر جلوہ افروز ہوا۔ تخت نشین ہوتے ہی وہ سینچول کے درپے ہوا۔ دارالخلافہ کی آتش خود بخود صوبوں تک جا پہنچی اور قلیل عرصہ میں ہی ایک بڑی بھاری فوج مہدی کے جھنڈے تلے جمع ہو گئی۔ فرانسیسی انقلاب کی اس فوج میں متوسط درجے کے لوگ بہت سے شامل ہوئے تاہم ایسا عالمگیر جوش پھیلانے میں مہدی نے سخت غلطی کی۔ اس جوش نے ہی آخر ہسپانیہ میں امویوں کے

ایوان حکومت کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا۔ سنچول کے ساتھی اس کو چھوڑ گئے اور وہ قید ہو کر تلوار کی ضرب سے راہی ملک عدم ہوا۔ مگر نئے خلیفہ نے زیادہ عرصہ تک حکومت نہ کی اس نے اپنے چلن سے لوگوں کو بیزار کر دیا۔ غضب ناک اور تند خو بربر منہ زور ہو گئے اور انھوں نے اور امیدوار تخت پر بٹھا دیا۔ وہ بھی اموی تھا اور اس کا نام سلیمان تھا قرطبہ اب خوفناک بغاوتوں کا دنگل بن گیا۔ طرفین کی طرف سے اب ایک سے ایک بڑھ چڑھ کر ظلم و جور کرنے لگے۔

دشتی سپاہیوں کی انگیخت پر مہدی نے ہشام ثانی کو باہر نکالا۔ اور پھر اس کو تخت پر متمکن کر دیا۔ اس پر سلیمان نے کسٹیل اور لیون کے عیسائیوں سے مدد مانگی اور مہدی نے کیٹلونیا والوں سے مدد کی درخواست کی۔ اس طرح مظفر کی وفات کے چند ماہ بعد ہی عرب اہل گلیشیا اور دیگر عیسائیوں نے مدد کی درخواست تو قبول کی مگر اس شرط پر کہ المنصور اور حاجب اعظم کے مفتوحہ علاقے ان کو واپس دیئے جائیں۔ چنانچہ دو سو قلعے اور شہر عیسائیوں کو واپس کر دیئے گئے۔ قرطبہ کا ٹھیک وہی حشر ہوا جو دو ملانوں میں مرغی کا ہوتا ہے۔ کبھی ایک طرف والے اس کو فتح کر لیتے کبھی دوسری طرف والے اور غضب یہ کہ داخل اس طرح ہوتے گویا کسی بڑے غنیم کا شہر فتح کیا ہے۔ عبدالرحمن ثالث کا خوب صورت محل الزہراء لوٹا گیا اور اس کا کچھ حصہ ضائع بھی ہو گیا۔ آخر میں مہدی قتل ہو گیا۔ اور سلیمان نے بے یار و بے کس ہشام کو گرفتار کر کے یا تو دار پر کھینچ دیا۔ یا مکہ کی طرف جانے کی اجازت دی۔ تاہم غاصب سلیمان زیادہ عرصہ حکومت نہ کر سکا۔

ایک اور بغاوت نے اس کی حکومت کا قل پڑھنے کے ساتھ ہی خود اس کا بھی قل پڑھ دیا۔ پھر ایک ادریسی خاندان کا ممبر تخت پر متمکن ہوا۔ مگر جلد ہی قتل ہو گیا۔ پھر اس کا بھائی قاسم تخت پر بیٹھا۔ قاسم کی حکومت رحیمانہ اور منصفانہ تھی۔ مگر تخت نشینی کے کچھ عرصہ بعد بربروں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اس پر اہل قرطبہ نے ایک اموی شہزادہ کو تخت پر بٹھایا۔ مگر وہ بھی زیادہ عرصہ نہ رہا۔ پھر دو اموی بادشاہ یکے بعد دیگرے تخت پر بٹھائے گئے۔ آخر ان برائے نام بدقسمت بادشاہوں میں سے اخیر بادشاہ پر ہسپانیہ

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

میں بنو امیہ کا چراغ سلطنت ہمیشہ کے لئے گُل ہو گیا۔

بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

کچھ عرصہ تک اہل قرطبہ یحییٰ بن علی حمود کے زیر فرمان رہے۔ ۱۰۵۵ء میں اس کے ہو جانے پر انھوں نے اپنے شہر میں جمہوری سلطنت قائم کر لی جو چالیس سال تک رہی۔ اور اس کا خاتمہ سیول کے بادشاہ نے کیا۔

انتیسواں باب

(۴۲۸ھ تا ۸۷۱ھ ہجری۔ ۱۰۳۶ء تا ۱۴۶۶ء عیسوی)

ملوک الطوائف یا سلطنت کی باہمی تقسیم طاقت کا بتدریج بڑھنا۔ المرابطین یوسف بن تاشفین جنگ زلاقہ۔ یوسف ابن تاشفین کی وفات۔ اس کے بیٹے علی کی تخت نشینی۔ اس کی وفات۔ مرابطی سلطنت کی تباہی۔ الموحدین: عبدالمومن ابو یعقوب۔ یوسف ابو یوسف یعقوب المنصور۔ جنگ الارک۔ یعقوب کی وفات۔ محمد الناصر کی تخت نشینی۔ العقاب کی تباہی۔ سلطنت کی بربادی بنو احمر کا عروج۔ غرناطہ کی سلطنت۔

دارالخلافہ کی بدانتظامیوں اور شورشوں نے صوبائی گورنروں اور امیروں کو خود مختار ریاستیں قائم کر لینے کا موقع دے دیا۔ بنو حمود۔ ملاغہ الجزیرہ اور گرد و نواح کے اضلاع پر قابض ہو گئے

M Awais Sultan Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

اور امیر المومنین کا لقب اختیار کیا وہ ان اضلاع میں ۴۵۰ھ تک حکمرانی کرتے رہے۔
آخر شاہ غرناطہ نے ان کو درطۂ تباہی میں ڈال کر ان کی حکومت کا خاتمہ کیا غرناطہ پر
بربر سردار زاوی کا تسلط ہو گیا۔ اس کا خاندان ۴۹۰ھ تک حکمران رہا سیول مع مغربی اضلاع
اور الگر ذبنو عباد کے زیر تصرف ہو گیا اس خاندان کا بانی سیول کا قاضی القضاۃ ابوالقاسم
محمد المعروف بہ عباد تھا بنو عباد کا آخری بادشاہ معتمد تھا۔ اس کو یوسف ابن تاشفین نے
افریقہ کی طرف بھگا دیا۔ ٹولیڈو پر بنو ذوالنون کا قبضہ ہو گیا یہ بادشاہ اپنی شان و شوکت اور
کتب فکر کی وجہ سے بڑے مشہور رہے ہیں بنو ذوالنون کے اخیر بادشاہ قادر نے ۴۸۵ھ میں شہر
الفنسو ششم کے حوالہ کر دیا۔ بنو ہود جو عبدالرحمٰن ثالث کے جرنیل کی اولاد تھے ۵۱۱ھ تک
سارگوسا پر حکمران رہے۔ آخر ان کو امیر نے حکومت سے محروم کر کے شہر پر قبضہ کر لیا
باداجوز۔ دبلنشیا۔ مرسیا اور المیریا پر بعض مختلف سردار حکمران ہو گئے۔ ڈانیا اور بحیرۂ روم
کے جزائر مجاہد بن عبداللہ الانصاری المعروف بہ ابوالجیوش کے قبضہ میں آ گئے۔ یہ شخص بڑا
تجربہ کار سپاہی اور بحری افسر تھا اور ایک مضبوط اور زبردست بیڑہ جہازات ہمیشہ تیار رکھتا
اور فرانس اور وینس کے سواحل پر ہمیشہ یورشیں کرتا رہتا۔ جب تک وہ قید حیات میں
رہا کسی عیسائی جہاز کو بحیرۂ روم میں پھرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ ان مندرجہ بالا بادشاہوں
کو ملوک الطوائف کہتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک علم و ہنر کا مربی اور عالموں کا حامی تھا
ہر ایک بجائے خود اشاعت تعلیم میں ساعی و کوشاں رہتا تھا اور ان میں سے اکثر خود بھی جید عالم
اور شاعر تھے۔ سیول کا آخری بادشاہ معتمد بڑا ادب اور نازک خیال شاعر تھا۔ مظفر شاہ
باداجوز نے کتاب المظفری نام شاندار تاریخ پچاس جلدوں میں چھوڑی ایک عرب مورخ بالکل
بجا لکھتا ہے کہ "ہار کے ٹوٹ جانے سے موتی بکھر گئے۔ مگر ان موتیوں نے فرداً فرداً وہ چمک
دکھائی کہ علم کے ستارے بن کر آسمان پر چمکے" اگر یہ بادشاہ آپس میں اتفاق سے رہتے یا اپنی اغراض
مشترک سمجھتے تو وہ ہسپانوی عیسائیوں کے حملوں کو کامیابی سے روکنے کے قابل ہو جاتے
مگر ان کے باہمی حسد و عناد نے ان کی تباہی و بربادی کا راستہ صاف کر دیا۔ ان میں بعض
تو بلے عقل کے کورے اور کاٹھ کے گھوڑے نکلے کہ اپنے ہم مذہب بادشاہوں کے خلاف

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

عیسائیوں سے ساز و باز کرنے لگے۔

۱۰۵۵ء میں کیسٹل اور لیون کا بادشاہ فرڈیننڈ اپنی ساری فوج سے پراگندہ عربوں پر حملہ آور ہوا۔ اور کئی ضروری مقامات ان سے چھین لیے اور حسب معمول ہر شہر و قریہ میں ناگفتنی مظالم توڑے۔

معتضد شاہ سیویل نے عیسائی بادشاہ کو خراج دینا منظور کر کے اپنی حکومت کو بچالیا۔ ۱۰۶۹ء میں داعی اجل کو لبیک کہہ گیا اور اس کا بیٹا معتمد تاج و تخت کا وارث ہوا۔ ۱۰۷۵ء میں معتمد نے قرطبہ کو فتح کرلیا اور تھوڑے عرصہ کے بعد سارا صوبہ ٹولیڈو زیر نگیں کر کے اپنی سلطنت کو دریائے وادی الکبیر سے لے کر دریائے گوادیانا تک وسعت دیدی۔

فرڈیننڈ اول ۱۰۶۵ء میں راہی ملک عدم ہوا اور اس کا بیٹا الفنسو ششم کیسٹل کے تخت پر متمکن ہوا۔ یہ عیسائی بادشاہ بڑا حریص اور طامع تھا اس نے اپنے بھائیوں کو حکومت سے محروم کر کے لیون، کیسٹل، گلیشیا اور نوار پر قبضہ کر کے شہنشاہ کا لقب اختیار کیا اور عرب سرداروں کے خراج پر قانع نہ ہو کر اس نے سارے جزیرہ نمائے (ہسپانیہ و پرتگال) کو ہضم کرنے کا مصمم ارادہ کرلیا۔ اس کے پاس سارے یورپ کی جنگجو اقوام کی افواج تھی بس دیر کس بات کی تھی اس نے فوراً جنوں اور شیطانوں (وہ مسلمانوں کو جن اور شیطان کہا کرتا تھا) کے برخلاف اعلان جنگ کردیا۔ ۱۰۸۵ء میں بنو ذوالنون کے اخیر بادشاہ قادر نے ٹولیڈو کا شہر اس کے حوالہ کردیا۔ اب الفنسو کا پاؤں زمین ہی پر نہ پڑتا تھا، اس کا دماغ عرش پر پہنچ گیا تھا۔ غرناطہ۔ باڈاجوز۔ سیویل اور دیگر شہر جو ابھی مسلمانوں کے زیر نگین تھے تاڑ گئے کہ لٹیا ڈوبنے والی ہے بیچارے ہر طرف مدد کے واسطے ہاتھ پاؤں مارنے لگے، تاہم ان کی باہمی ناچاقی اور نااتفاقی نے ان کو آپس میں ملنے نہ دیا اور اب وہ بیرونی دنیا کی راہ تکنے لگے۔ جب ہسپانیہ کی اسلامی سلطنت جان توڑ رہی تھی تو اس وقت مغرب الاقصیٰ میں ایک نئی سلطنت قائم ہو رہی تھی جو حدود صحرا کے بربر جن کو ملثمین کہتے تھے مسلمان ہو گئے اپنے مذہبی لیڈروں کی سرکردگی میں جن کو مرابطہ کہتے ہیں۔ انھوں نے فتوحات کا طوفان بپا کر کے سینی گیمبیا سے لے کر

کر الجیریا تک سلطنت قائم کر لی۔ ان کے بادشاہوں کو المرابط کہتے تھے مگر یہ لفظ المرادی ہو گیا۔ مشہور آفاق یوسف بن تاشفین ماہ اکتوبر ۱۰۸۶ء میں ہسپانیہ کی طرف آیا اور سیول کے پاس معتمد اور دیگر مسلمان سرداروں کی فوجیں اس کے جھنڈے تلے جمع ہو گئیں اور یہ متحدہ افواج باڈاجوز کی طرف روانہ ہوئیں۔ الفنسو نے باڈاجوز سے بفاصلہ ۱۲ میل مقام زلاقہ پر عربوں کا مقابلہ کیا۔ عربوں کے پاس کل بیس ہزار فوج تھی اور الفنسو کے پاس ساٹھ ہزار۔ ۲۳ اکتوبر ۱۰۸۶ء کو بروز جمعہ سخت خونخوار لڑائی ہوئی۔

ابن الاثیر لکھتا ہے "الفنسو میدان کارزار سے صرف تین سو آدمیوں کے ساتھ بھاگا۔ باقی سب کے سب میدان جنگ میں کھیت رہے"۔

زلاقہ کی فتح نے ایک عرصہ تک یورپ کی عیسائی سلطنت کو سرنگوں رکھا۔ اس دفعہ یوسف بن تاشفین زیادہ دیر تک ہسپانیہ میں نہ ٹھہرا۔ دوسرے سال آکر اس نے ہسپانوی بادشاہوں کو برطرف کیا۔ معتمد کو مراکو میں جلاوطن کیا۔ ان کی ریاستیں مرابطی سلطنت سے ملحق کر لیں اور دریائے ٹیگس تک سارا اندلس اب شہنشاہ مراکو کے زیر نگیں ہو گیا۔ فقیہہ جنھوں نے مرابطین کی سلطنت قائم کرنے میں بیش از بیش مدد دی تھی اب بڑے بااختیار ہو گئے۔ ان فقیہوں کے بیہودہ تعصب اور تنگ خیالی کا اندازہ اس سے لگالو کہ انھوں نے امام غزالی کی مشہور آفاق کتاب احیاء العلوم کو خلاف شرع قرار دیا۔

جب تک یوسف قید حیات میں رہا۔ عیسائی خوف سے دبکے رہے۔ یوسف ۱۱۰۶ء میں اس دار ناپائدار سے رحلت کر گیا اور اس کا بیٹا ابوالحسن تخت پر جلوہ افروز ہوا۔

ایک مورخ لکھتا ہے "اگرچہ وہ لیاقت اور قابلیت میں باپ کے درجہ کو نہیں پہنچا تھا تاہم اس کے نقش قدم پر چلا۔ اس نے عیسائی قبائل کو چند شکستیں دے کر ان سے تلوار، مجریط (میڈرڈ) وادی الحجارہ اور کئی دیگر شہر اور قلعے فتح کر لیے اور اس کے جرنیل سیر ابن ابی بکر نے شانترم۔ باڈاجوز۔ پرتگال یعنی اپورٹو تیورا (ایورہ) اور الیش بونا (لزبن) بزور شمشیر پھر سے مسخر کر لیے۔ مگر ان شہروں کے مقابلہ میں سرقسطہ (سارا گوسہ) قلات ایوب اور دریائے ٹیگس کے پار کئی دیگر شہر عیسائیوں نے لے لیے۔ جب المرابطی اندلس میں مصروف

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

بیکار تھے۔ افریقہ میں ایک نئی تحریک پیدا ہو رہی تھی جس نے آخر ان کی سلطنت کا چراغ گل کر دیا۔

سنہ ۵۱۴ھ میں ایک شخص محمد المعروف بہ ابن تومرت علوی حسنی مغربی افریقہ کے شہر سوس کا باشندہ مراکو کی پہاڑیوں میں نمودار ہوا۔ وہ عربی النسل تھا۔ مگر بربری قومیت اختیار کر رکھی تھی اس نے عالم جوانی میں بلاد مشرق کی سیاحت کی اور امام غزالی اور ابوبکر الطرطوسی اور دیگر عالموں سے فلسفہ اور شرع سیکھی۔

وطن مالوف میں واپس آکر اس نے سوسائٹی کو مختلف برائیوں میں مبتلا اور اس کا بے حد میلان درویشوں کی طرف دیکھ کر کوہستان اطلس کے وحشی باشندوں کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا اور اپنے آپ کو مہدی بنایا جس کے آنے کی پیشین گوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کر گئے ہوئے تھے۔ ایک قلیل عرصہ میں اس نے بہت سے مرید بنا لئے تھے۔ اور ایک مال دار سوداگر علی نامی کے نوجوان بیٹے عبدالمومن کو اپنا خلیفہ بنا لیا۔ اس کے مرید اپنے آپ کو موحدین کہتے تھے۔ موحدین کی طاقت بتدریج بڑھتی گئی اور قلیل عرصہ میں انھوں نے مرابطی سلطنت پر قبضہ و تصرف حاصل کر لیا۔

جتنا عرصہ علی بن تاشفین زندہ رہا اس نے ان لوگوں کو قابو میں رکھا۔ وہ سنہ ۵۳۷ھ میں داعی اجل کو لبیک کہہ گیا اور اس کا بیٹا تاشفین تخت پر متمکن ہوا۔ یہ بڑا نالائق اور ناقابل تھا۔ موحدین کو قابو میں نہ رکھ سکا۔ سنہ ۵۳۹ھ میں تاشفین قتل ہو گیا اور مراکو کی سلطنت عبدالمومن کے قبضہ و تصرف میں آگئی۔ مرابطین اور موحدین کی لڑائی سے ہسپانیہ کے عیسائیوں کو اندلس کے اسلامی علاقوں پر تاخت و تاراج کرنے کا موقع مل گیا۔ انھوں نے نہایت بے رحمی سے عربوں کو تلوار کے گھاٹ اتارنا شروع کر دیا۔ الفنسو ہشتم۔ الفنسو ششم کے پوتے نے شہنشاہ کا لقب اختیار کر کے قرطبہ۔ سبولی اور کارمونہ تک قتل و غارت کا بازار گرم کیا۔ اکزیر کو تاخت و تاراج کر کے آگ لگا دی اور وادی عش تک شور محشر بپا کر دیا۔ پانچ سال بعد اس نے جین، بیزہ، بلیدہ اور اندوجار کے سرسبز علاقوں کو ویران کیا۔ اندلس کے مسلمانوں نے پھر اپنے آبنائے پار کے بھائیوں سے مدد کی التجا کی۔ سنہ ۵۴۱ھ میں عبدالمومن نے ایک فوج اور

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

بیڑہ جہازات ان کی مدد کے لئے روانہ کیا۔ اس کے جرنیلوں نے عیسائیوں کو مار کر پیچھے ہٹایا اور مرابطی گورنروں کو جو خود مختار ہو گئے تھے مطیع و فرمانبردار کر کے اندلس کو اس کے زیر نگین کیا۔ چار سال بعد عبدالمومن نے اپنی وسیع سلطنت کو صوبوں میں تقسیم کیا اور اپنے بیٹوں کو ان کا گورنر بنایا۔ ۵۵۵ھ میں اس نے فرانسیسیوں سے شہر مہدیہ واقع شمالی افریقہ فتح کر کے امیر المومنین کا لقب اختیار کیا۔ اور اس فتح سے وہ سارے شمالی افریقہ کا مالک ہو گیا۔ اس کی سلطنت بارقہ صحراؤں سے لے کر بحر اوقیانوس تک پھیلی ہوئی تھی۔ محمد بن تومرت ۵۲۴ھ / ۱۱۳۰ء میں فوت ہو گیا تھا۔ عبدالمومن کو اسی نے اپنے مریدوں کا سردار بنایا تھا۔

عبدالمومن ۳۳ سال کی عظیم الشان حکومت کے بعد ۱۱۶۳ء میں اس جہان فانی سے کوچ کر گیا۔ وہ ایک خوب صورت آدمی تھا۔ آنکھیں بھوری نیلی تھیں اور بارعب۔ وجیہہ۔ بہادر۔ دانا۔ مستعد اور عالموں کا قدر دان تھا۔ اس کے عہد حکومت میں ساری سلطنت خاص کر ہسپانیہ میں علم و ہنر کو بڑی ترقی ہوئی۔ اس نے مراکو میں کئی کالج اور سکول جاری کئے۔ اس کی وفات کے بعد پہلے اس کا بڑا بیٹا محمد تخت سلطنت پر متمکن ہوا۔ مگر وہ سست۔ کاہل اور نااہل تھا۔ ارکین سلطنت نے اس کو معزول کر کے اس کے بھائی ابو یعقوب یوسف کو تخت پر بٹھا دیا۔ وہ بڑا رحم دل اور فیاض تھا۔ اس کی تخت نشینی سے سلطنت کی خوشحالی و اقبال مندی کے آثار ہویدا ہو گئے۔ وہ ہسپانیہ میں چند بار آیا اور ٹاراگونہ اور سنتریم کے علاوہ کئی دیگر شہر عیسائیوں سے بزور شمشیر واپس لئے۔ یوسف ۱۱۸۴ء میں اس دار ناپائدار سے دار جاوید کی طرف رحلت کر گیا۔ اور اس کی جگہ اس کا فرزانہ روزگار بیٹا یعقوب تخت پر جلوہ افروز ہوا۔ اس کے عہد میں الموحدین کی سلطنت کا آفتاب اقبال نصف النہار پر چمکنے لگا۔ وہ مدبر اور دانا حکمران تھا۔ الفنسو ہشتم کو اس نے پے در پے شکستیں دے کر پانچ سال کے لئے التوائے جنگ کا معاہدہ کیا۔ یہ میعاد ختم ہی ہوئی تھی کہ کیسٹل کی فوج بہت سے والنٹیروں کے ساتھ جو کوہ پیرینیز کے پار سے آئے تھے۔ اندلس پر حملہ آور ہو گئی۔ قتل و غارت اور لوٹ مار تو ان کا شیوہ تھا بس آتے ہی خون کے دریا بہا دیئے اور ملک کو ویران کر دیا۔

اس حملہ کی خبر سنتے ہی یعقوب افریقہ سے روانہ ہوا۔ ادھر فرانسیسیوں نے بھی ساری عیسائی دنیا سے فوج منگوا کر ایک بھاری فوج کے ساتھ باڈاجوز کے پاس الارک کے مقام پر موحدین کے بادشاہ پر حملہ کیا۔ مسلمان ایسی بے جگری سے لڑے کہ عیسائیوں کے چھکے چھوٹ گئے اور ایک لاکھ چالیس ہزار دشمنوں کا میدان میں کھیت ڈال دیا اور تیس ہزار قید کر لئے۔ بچے ہوئے کلٹرودہ کی طرف بھاگ گئے اور شہر کو خوب مضبوط کر لیا۔ مگر مسلمانوں نے حملہ کر کے شہر کو فتح کر لیا۔ الفنسو ٹولیڈو کی طرف بھاگ گیا جہاں اس نے ایک اور فوج تیار کر کے موحدین کے بادشاہ کا مقابلہ کیا۔ مگر پھر شکست کھائی۔ کلٹرودہ۔ وادی الکبیر۔ میڈرڈ۔ اسکولینیا اور سالا مانکا اور کئی دیگر شہر اور قلعے جو عیسائیوں نے ہسپانیہ اور پرتگال میں فتح کر لئے تھے پھر مسلمانوں کے زیر تصرف ہو گئے۔ نومبر ۱۱۹۶ء میں یعقوب نے ٹولیڈو کا محاصرہ کیا اور آخر سخت جدوجہد کے بعد فتح کر لیا۔ الفنسو کی دیرینہ سال ماں ابھی زندہ تھی اس نے جب دیکھا کہ حریف فتح پا گیا ہے تو ایک دم اس پر حیرت کا عالم طاری ہو گیا آخر کار کچھ نہ بن آیا تو شرم و حیا کے برقع کو پھاڑ کر حرم سرا سے نکل آگے آگے کچھ خواجہ سرا پیچھے پیچھے الفنسو کی بیویاں اور لڑکیاں جگر غم سے داغ داغ اور کلیجے صدمات سے چاک چاک۔ دلوں میں مگر منہ سے بجز دعائیں نہیں۔ بادشاہ کے سامنے آئیں اور کہا۔ اے بادشاہ اقبال مند اس چراغ سحری کی التجا ہے کہ شہر کی جان بخشی کر۔ رحمدل بادشاہ نے نہ صرف یہی کہ اس بڑھیا کی التجا قبول کی بلکہ بے بہا تحائف دے کر نہایت عزت و احترام سے رخصت کیا۔ میڈرڈ کو اہل اراگون کے چنگل سے چھڑا کر وہ سیول کی طرف واپس آیا جہاں وہ ایک سال تک رہا اور عیسائی شہزادہ کے سفیر اس سے صلح کے متعلق گفتگو کرتا رہا۔ آخر اس نے عیسائیوں کی درخواست کو شرف قبولیت بخش کر صلح کر لی۔ اس نے اندلس کے طریقہ انتظام میں بھی تبدیلیاں کیں۔ اور ۱۱۹۷ء کے آخیر پر افریقہ واپس آیا اور ۱۱۹۹ء میں داعی اجل کو لبیک کہہ کر دار لقرار میں جا بسا۔ یعقوب صلاح الدین کا ہمعصر تھا اسی کی طرف ایشیا کے سلطان المعظم نے کروسیڈروں کے خلاف مدد لینے کے لئے اپنے بھتیجے امیر اسامہ کو سفارت دے کر بھیجا تھا۔

یعقوب علم و ہنر کا بڑا سرگرم اور سرپرست تھا ایک قدیم مؤرخ لکھتا ہے " چونکہ وہ خود عالم تھا۔ عالموں کی قدر کرتا تھا خود عابد و پارسا تھا۔ عابد و پارساؤں کی عزت کرتا تھا اور مذہب کا پابند تھا۔" اس کی فوج خوب قواعد داں تھی اور ضابطہ کی پابند رکھی جاتی تھی۔ اس کی حکومت فیلفیانہ

اور منصفانہ تھی۔ اس نے اپنی سلطنت کے ہر شہر میں دارالشفا قائم کیے۔ جہاں بیماروں کا مفت علاج کیا جاتا تھا اور بوڑھوں اور ضعیفوں کے لیئے غریب خانے بنائے۔ فخر روزگار حکیم ابن زہر اور ابن باجہ اسی کے عہد میں ہوئے ہیں مشہور عالم۔ فلاسفر اور سائنس داں ابن رشد اس کے زمانہ میں قرطبہ کا قاضی تھا۔ عباسی خلفاء رشید و مامون اور ہسپانیہ کے اموی بادشاہوں کی طرح اس نے نہروں پر بڑا زور دیا۔ مسافروں اور بیماروں کی حفاظت کا سامان کیا اور شہروں کو عالی شان عمارات سے آراستہ کیا ابن رشد کو مفتریوں کے کہنے میں آکر اس نے پہلے تو بالزام ارتداد قید کر دیا۔ مگر جلد رہا کر کے عہدے پر بحال کر دیا تھا۔

اس نے الارک کی لڑائی کے بعد سیول میں ایک رصدگاہ بنائی (بعد میں عیسائیوں نے اس رصدگاہ کا جرس خانہ بنا لیا) یعقوب المنصور کے بعد اس کا بیٹا محمود الناصر الدین اللہ کے نام سے تخت پر متمکن ہوا۔ الناصر اور منصور میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔ کہاں تو منصور جیسا دانا اور مدبر بادشاہ۔ کہاں الناصر ایسا نالائق اور بزدل حکمران۔ وہ مستعد۔ یہ عیش پرست۔ وہ سلطنت بنانے والا۔ یہ بنے بنائے کھیل کو بگاڑنے والا۔ موحدین کی سلطنت کو غار ادبار میں گرانے والا اور ہسپانیہ میں عربوں کی مٹی خراب کرنے والا۔

یعقوب المنصور کی وفات عیسائیوں کے پھر اندلس پر حملہ کرنے کا پیش خیمہ تھا۔ الفنسو نہم پھر اپنی فوجوں کو لے کر سیول اور قرطبہ کے گرد ہو گیا۔ اور ملک کو تلوار اور آگ سے دوزخ کا نمونہ بنا دیا۔ انتقام لینے کی غرض سے الناصر ایک بھاری فوج لے کر ہسپانیہ کی طرف روانہ ہوا سیول پہنچ کر اس نے کلٹروا (قلعات رباح) کے گورنر یوسف بن قادس کو اس جرم پر کہ اس نے شہر الفنسو کے حوالہ کر دیا تھا قتل کر دیا۔

یہ گورنر اندلسی مسلمانوں میں بڑا ہر دلعزیز تھا اس کے قتل سے وہ ناراض ہو گئے اور جنگ میں دل توڑ کر نہ لڑے۔ الناصر کی فوجی تباہیوں کی خبر سن کر عیسائی آپے سے باہر ہو رہے تھے صلیب کے بہادر ایشیا میں صلاح الدین سے مار کھا کر فلسطین اور شام سے بھاگ کر ہسپانیہ میں آ گئے۔ پوپ انوسینٹ نے ٹولیڈو کے آرچ بشپ (ہز الاٹ پادری) راڈرکس کے کہنے پر عربوں کے برخلاف ساری دنیا میں جہاد کرنے کا حکم دے دیا۔ کیسٹل۔ ارگون۔ پرتگال۔ لیون اور نیوار کے

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

فرانس۔ اٹلی اور جرمنی کے کروسیڈروں سے مل کر موحدین پر حملہ کرنے کی غرض سے بڑھے۔ دونوں فوجیں مقام العقاب پر آمنے سامنے ہوئیں (العقاب کو عیسائی لاس نیوس ڈی ٹولاسا کہتے ہیں)

لڑائی کے شروع ہوتے ہی اندلسی مسلمان یا تو بھاگ گئے یا دشمن سے جا ملے۔ افریقی مسلمانوں نے خوب داد مردانگی دی مگر کثرت تعداد کے سامنے ان کی کچھ پیش نہ گئی ایک ایک کر کے مارے گئے مگر اپنی جگہ سے نہ ہٹا۔ الناصر حالانکہ بزدل اور بودا تھا وہ بھی پیچھے نہ ہٹتا تھا بمشکل اس کو میدان کارزار سے واپس ہونے پر رضامند کیا گیا۔ سیول سے وہ مراکو کی طرف آیا۔ مگر ۶۱۰ھ/۱۲۱۴ء میں شرم اور ندامت کے باعث وہ گھل گھل کر فوت ہو گیا۔

ناصر کے بعد اس کا بیٹا یوسف المستنصر باللہ کے نام سے تخت پر بیٹھا۔ تخت نشینی کے وقت اس کی عمر کل ۱۶ سال کی تھی۔ اس کا لازمی نتیجہ تھا کہ اختیارات شیخوں کے ہاتھ میں چلے جائیں یہ نوجوان ۶۲۰ھ/۱۲۲۳ء میں انتقال کر گیا اور سید (اس خاندان کے سارے بادشاہ سید کہلاتے ہیں) ابو محمد عبدالواحد تخت پر متمکن ہوا۔ اس کے عہد میں ہسپانیہ کے موحد گورنر خودسر ہو گئے۔ اگلے سال عبدالواحد قتل ہو گیا۔ موحدین نے المنصور کے ایک بیٹے ابو محمد کو العادل کے نام سے تخت پر بٹھایا۔

۶۲۴ھ/۱۲۲۷ء میں العادل کے برخلاف آتش بغاوت مشتعل ہوئی اور وہ باغیوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اس پر اس کا بھائی ادریس جو سیول کا گورنر تھا۔ المامون کے نام سے تاج و تخت کا دعویٰ دار ہوا محمد بن یوسف بن ہود نے سر یا اور اندلس کے بہت بڑے مشرقی حصہ پر خود مختار حکومت قائم کر لی ۶۲۶ھ/۱۲۲۹ء میں مامون عیسائی معاونوں کے ساتھ افریقہ کی طرف روانہ ہوا۔ اس کی روانگی سیول میں بغاوت کا پیش خیمہ تھی۔ باغیوں نے موحدین کی حکومت کا جوا اپنی گردنوں پر سے اتار کر ابن ہود کی حکومت تسلیم کر لی۔ اس طرح وہ اندلس کے بڑے حصے کا بادشاہ ہو گیا۔ باغیوں نے موحدین کو یا تو دیس سے نکال دیا یا تلوار کے گھاٹ آتار دیا۔ موحدین کی سلطنت کے کھنڈرات پر صرف ابن ہود ہی نے سلطنت قائم نہ کی بلکہ زیان (ابو جمیل) ویلنشیا کا بادشاہ بن بیٹھا اور محمد بن یوسف ابن الاحمر ارجون کے شہر اور قلعہ پر متصرف ہو گیا۔ ان خود سر امیروں میں سے الاحمر زیادہ خوش نصیب ثابت ہوا۔ اس نے ایک ایسی سلطنت کی بنا ڈالی جو اڑھائی صدی تک عربوں کی تہذیب کا مرکز بنی رہی۔ ابن خلدون جو الاحمر کے ایک

جانشین کے دربار میں غرناطہ میں مقیم رہا ہے اس بہادر شخص کے متعلق یہ لکھتا ہے اس کے بزرگ بنو نصر کے نام سے ہسپانیہ میں آباد ہوئے اور خلفائے بنو امیہ کے عہد میں جلیل القدر عہدوں پر ممتاز رہے۔ محمد جس کو شیخ کہتے تھے اس وقت بنو نصر کا سردار تھا اور اپنی عقل خداداد اور قابلیت کی بدولت اپنے قبیلہ میں بڑا بارعب اور بارسوخ ہو گیا تھا۔ جب موحدین کی سلطنت میں زوال آنا شروع ہوا اور ان کے کاروبار لٹے اور سردار نے اپنے قلعے دشمنوں کے حوالے کرنے شروع کئے تو ابن الاحمر نے بھی سلطان کا لقب اختیار کیا۔ اب سارا اندلس ملکی جنگوں کا اکھاڑا بن گیا۔ اہل کیسٹل عرب سرداروں کے نفاق اور باہمی ناچاقی کا فائدہ اٹھانے سے نہ چوکے انھوں نے ان کو آپس میں لڑایا اور پھر خود سب کو تباہ و برباد کیا۔ ابن ہود کے برخلاف مدد لینے کے لئے الاحمر نے پہلے شاہ کیسٹل سے اتحاد کیا۔ ابن ہود نے بھی اس کے برخلاف مدد لینے کے لئے تیس قلعے اس عیسائی بادشاہ کو دے دیئے۔ غرضیکہ میدان کارزار گرم ہوا۔ سنہ ۱۲۳۶ء میں اہل کیسٹل نے قرطبہ فتح کیا۔ دو سال بعد ویلنشیا لے لیا۔ سنہ ۱۲۳۹ء میں انھوں نے میراسنغر کیا۔ سنہ ۱۲۴۶ء میں مرسیا کو زیر و زبر کیا۔ آخر "ریان" کو ٹیونس کی طرف بھگا دیا۔ سنہ ۱۲۴۸ء میں پندرہ ماہ کے محاصرے کے بعد انھوں نے سیول پر قبضہ کیا۔ جب اہل کیسٹل الاحمر کے رقیبوں کو اس طرح پامال کر رہے تھے۔ وہ یہ ریز۔ جین۔ غرناطہ۔ ملاغہ اور البرا کو زیر نگیں کر رہا تھا۔ اس نے اپنی تدابیر اور دانائی سے ایک ایسی سلطنت کی بنا ڈالی۔ جو صدیوں تک عیسائی ہسپانیہ۔ پرتگال اور کوہ پرنیز کے پار کے میڈروں کے مقابلہ میں پہاڑ کی طرح ڈٹی رہی۔ مگر شروع ہی سے مقابلہ برابر کا نہ تھا اور آخر کار الاحمر کی سلطنت ہی ان کی جولا نگاہ رہ گئی۔ مگر مرتے دم تک اس کے جانشینوں نے مقابلہ خوب دل کھول کر کیا۔

غرناطہ کو فتح کر کے ابن الاحمر نے اس کو اپنا صدر مقام بنا لیا اور الغالب باللہ اپنا نام رکھا۔ اس شہر میں اس نے اپنے لئے ایک قلعہ اور ایک عالی شان محل (الحمرا) بنوایا۔ اس کے جانشین نے اس محل کو زیادہ وسیع کر کے نہایت آراستہ پیراستہ کیا۔ ابن الاحمر کی پالیسی کا سنگ بنیاد یہ تھا کہ مراکو کے مرینی بادشاہوں سے نہایت گہرا ارتباط رکھا جائے اور یہی وجہ تھی کہ اس کی سلطنت کی تمام مساجد میں اس کے نام کے ساتھ مرینی بادشاہوں کے نام بھی خطبہ

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

میں پڑھے جاتے تھے۔ ۶۶۲ھ مطابق ۱۲۶۴ء میں ابن الاحمر اور شاہ کیسٹل میں جنگ چھڑ گئی۔ عیسائی بادشاہ نے غرناطہ کی حکومت پر حملہ کیا۔ مگر منہ کی کھا کر پسپا ہوا۔ ابن الاحمر ۱۲۷۳ء میں انتقال کر گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا ابو عبداللہ محمد تخت پر رونق افروز ہوا۔ یہ بادشاہ خود بڑا عالم اور فقیہہ تھا (یہی وجہ ہے کہ اس کو الفقیہہ کہتے تھے) اور علم کا بڑا حامی اور سرپرست تھا۔

۱۲۷۵ء میں پھر کیسٹل کے عیسائیوں نے جرنیل دان نونوح (اصل نام نونو گونزا لیز ڈی لارا ہے) کی سرکردگی میں غرناطہ پر حملہ کیا۔ مگر مرینی بادشاہ کی مدد سے محمد نے ان کو کامل شکست دی اور عیسائیوں کا جرنیل میدان کارزار میں ہی کھیت رہا۔ گیارہ سال کے بعد پھر اہل کیسٹل اور عربوں میں جنگ چھڑ گئی۔ جو صدی کے خاتمہ تک برابر ہوتی رہی۔ اس میں محمد کامیاب رہا۔ تیس سال کی حکومت کے بعد وہ ۱۳۰۲ء میں اس دار فانی سے رحلت کر گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا اسی نام سے تخت پر متمکن۔ وہ ۱۳۰۹ء تک نہایت دانائی اور مستعدی سے حکومت کرتا رہا۔ پھر اس کے بھائی نصر نے بغاوت کی اور اس نے تاج و تخت اس کے حوالہ کر دیا۔ نصر ایک بدقسمت بادشاہ ثابت ہوا۔ تخت نشین ہوا ہی تھا کہ شاہان کیسٹل اور اراگون نے اس پر حملہ کر دیا اور اس نے خراج دینا منظور کر کے اپنی جان بچائی۔ ۱۳۱۴ء میں نصر کو تخت و تاج اسمٰعیل (ابن الاحمر کے بھائی اسمٰعیل کے پوتے) کے حوالہ کرنا پڑا۔ ۱۳۱۶ء میں اہل کیسٹل نے اس سے کئی شہر چھین لیے۔ مگر تین سال بعد اسمٰعیل نے ان کو بمقام الویرا سخت شکست دی۔

۱۳۱۹ء میں شاہ کیسٹل نے اپنے بیٹے پیڈرو کے ماتحت ایک زبردست فوج غرناطہ کو قطعی طور پر فتح کر لینے کی غرض سے روانہ کی۔ پیڈرو کے ہمراہ پچیس شاہزادے تھے۔ جن میں سے ایک انگلستان کا تھا جو انگریزوں کی فوج لے کر اہل کیسٹل کی مدد سے آیا تھا۔ تمام شہزادے مع پیڈرو کے میدان کارزار میں ہی کام آگئے۔

۱۳۲۵ء میں اسمٰعیل کے قتل ہو جانے پر اس کا بیٹا ابو عبداللہ محمد تخت پر بٹھایا گیا۔ وہ ایک زبردست اور کامیاب حکمران ثابت ہوا۔ ۱۳۳۳ء میں اس نے جبل طارق کو جسے عیسائیوں نے مسخر کر لیا تھا فتح کر لیا۔ جب سلطان محمد قلعہ بندیوں کا معائنہ کر کے واپس آرہا تھا تو قاتلوں کے ایک گروہ نے

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

ایک پہاڑی کے پیچھے گھات میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا۔ مقتول بادشاہ کے بعد اس کا بھائی ابو الحجاج یوسف تخت پر جلوہ افروز ہوا۔ یہ بادشاہ بنو نصر میں سب سے زیادہ دانا اور روشن ضمیر تھا۔ اس کی فیاضیانہ اور منصفانہ حکومت سے سلطنت کو بڑی ترقی ہوئی۔ لوگ خوشحال اور نہال ہو گئے۔ اپنے بزرگوں کی طرح لٹریچر اور سائنس کا بڑا حامی تھا اندلس کے مسلمانوں کی بدقسمتی سے یہ فرزانہ روزگار زیادہ عرصہ تک زندہ نہ رہا۔ ۷۵۵ھ میں جب کہ وہ محل کی مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا ایک دیوانے نے اس کو خنجر سے سخت زخمی کر دیا جس کے باعث وہ راہی ملکِ بقا ہو گیا۔ اس کی جگہ اس کا بھائی محمد الغنی باللہ تخت پر متمکن ہوا۔ الغنی ایک عالم اور دانا بادشاہ تھا۔ اس نے اپنی سلطنت میں علم و ہنر کو بڑا فروغ دیا۔

اس کا وزیر مشہور آفاق ابن الخطیب المعروف لسان الدین خاندان بنی نصر کا مورخ تھا۔ دار الخلافہ سے الغنی کی عارضی غیر حاضری میں اس کا بھائی اسمٰعیل تخت پر قابض ہو گیا اس پر الغنی افریقہ کی طرف چلا گیا اور رفاس دیار تخت مراکش میں سکونت پذیر ہوا۔ تاہم اسمٰعیل بن نیا زیادہ دیر تک حکومت نہ کرنے پایا۔ اس کو ایک باغی ابو سعید نے جس کو ابو عبداللہ محمد بھی کہتے تھے قتل کر دیا۔ دو سال بعد ابو سعید بھی حکومت سے محروم ہو کر شاہ کیسٹل کے پاس مدد کے لیے بھاگا۔ مگر اس نے اس کا مال و اسباب دبا لینے کی خاطر اس کو قتل کرا دیا۔ ابو سعید کی وفات پر الغنی غرناطہ کی طرف واپس آیا اور لوگوں نے نہایت جوش اور تپاک سے اس کا خیر مقدم کیا۔ اس کی باقی حکومت نہایت چین سے گزری۔ اس نے آزاد رہ کر اندلسی شاہ کیسٹل سے دوستانہ تعلقات قائم رکھے۔ امن کی وجہ سے اس کی رعایا خوش حال اور فارغ البال ہو گئی۔ غرناطہ کی صنعت و حرفت کو پھر وہی عروج حاصل ہو گیا۔ لیوانٹ اور مشرق الاقصے سے تجارت ہونے لگی۔ ملک میں جابجا نہریں کی گئیں۔ الغنی ۷۹۱ھ میں اس جہان فانی سے رخصت ہو گیا۔ اس کی وفات پر رعایا نے بڑا ماتم کیا۔

الغنی کی وفات کے بعد اس کا بیٹا ابو عبداللہ یوسف تخت پر متمکن ہوا۔ اس بادشاہ کی حکومت امن و امان سے نہ گزری۔ اگرچہ وہ خود باپ کے نقش قدم پر چلنے اور اہل

کیسٹل سے دوستانہ تعلقات قائم رکھنے کا خواہاں تھا مگر موجودہ زمانہ کی طرح پبلک جوش نے اس کو جنگ کا ڈھنگ ڈالنے پر مجبور کیا جس میں وہ ناکام رہا۔ تاہم اہل غرناطہ کا جوش مدھم پڑ جانے سے وہ نوجوان بادشاہ ہنری ثالث سے مفید مطلب شرائط پر عہد نامہ کرنے کے قابل ہو گیا۔

یوسف ثانی نے اپنے بیٹے یوسف کو جو بڑا لائق اور قابل تھا اپنا جانشین مقرر کیا مگر ۱۳۹۶ء میں اس کی وفات پر اس کے چھوٹے بیٹے محمد نے تخت پر قبضہ کر کے بڑے بھائی کو نظر بند کر لیا۔ ۱۴۰۵ء میں کیسٹل کی سرحدی فوج نے مملکت غرناطہ پر حملہ کر دیا۔ محمد اس فوج کے خلاف شاہ کیسٹل سے شکایت کرنے کی بجائے خود اس کو سزا دینے پر تیار ہو گیا۔ بس پھر کیا تھا جنگ چھڑ گئی اور طرفین کا یکساں نقصان ہوا

۱۴۰۸ء میں محمد رابع کی وفات پر سید یوسف کو نظر بندی سے نکال کر تخت پر متمکن کیا یوسف نے تخت نشین ہوتے ہی اہل کیسٹل سے التوائے جنگ کی میعاد بڑھانے کی کوشش کی۔ دو سال بعد پھر دونوں قوموں میں لڑائی شروع ہو گئی۔ طرفین کا یکساں نقصان ہوا۔ التوائے جنگ کے بعد آخر صلح کا عہد نامہ ہوا اور یوسف کی زندگی میں پھر کوئی جنگ نہ ہوئی۔

اس وقت کیسٹل پر ہنری ثالث کا خورد سال بیٹا ماں کی نگرانی میں حکومت کر رہا تھا۔ یہ عیسائی ملکہ عربوں کو بڑا پسند کرتی تھی۔ لہٰذا دونوں قوموں میں خوب ارتباط قائم ہو گیا۔ ہر سال دونوں بادشاہ ایک دوسرے کو تحائف بھیجتے اور خط و کتابت کا سلسلہ جاری رکھتے۔ کیسٹل اور اراگون کے نائٹ اپنی گورنمنٹ سے ناراض ہو کر یوسف کے پاس پناہ لیتے۔ بہت سے فرنگی روسا تلوار کے ساتھ نبرد آزمائی کرنے کے اپنے تنازعات کے تصفیہ کے لئے غرناطہ آتے اور فیصلہ کا دار و مدار۔ یوسف اپنی مہربانی، رحم دلی، انصاف فیاضی اور نیک نہادی کی وجہ سے اپنوں اور غیروں میں یکساں ہر دلعزیز رہا۔

اس کے عہد حکومت میں اہل کیسٹل اور عربوں میں اتحاد رہا۔ اس سے عربوں کو بڑا فائدہ پہنچا۔ انھوں نے گزشتہ نقصانات کی تلافی کی اور مدت تک امن کی نعمت

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

سے متمتع ہوئے۔ یہ نیک نہاد بادشاہ پندرہ سال حکومت کرکے اس دار فنا سے دار لبقا کو کوچ کر گیا۔ اس کی وفات کا ماتم ہر کہ ومہ نے کیا۔ اس کے ساتھ ہی غرناطہ کی شان وشوکت بھی رخصت ہو گئی۔

اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد الملقب بہ الیسار (بائیں ہاتھ والا) تخت پر متمکن ہوا وہ بڑا مغرور اور بدمزاج تھا۔ اس نے جلد ہی اہل غرناطہ کو اپنے چلن سے بیزار کر دیا۔ اس نے جنگی کھیلوں اور تہواروں کو جن کے اہل غرناطہ بڑے شائق تھے بند کر کے ایسے کھیل رائج کیے جن کو غرناطہ کے خوش طبع لوگ پسند نہ کرتے تھے۔ آخر نوبت بایں جا رسید کہ اہل غرناطہ نے علم بغاوت بلند کر کے اس کو دار الخلافہ سے نکال دیا۔

اس کو ایک دفعہ پھر بلا لیا گیا۔ مگر پھر نکال دیا گیا۔ اور تخت پر ایک امیر یوسف جو شاہی خاندان کا ممبر تھا قابض ہو گیا اور کیسٹل کے بادشاہ جان ثانی نے اس کی مدد کی۔ تاہم یوسف چند ماہ بعد ہی فوت ہو گیا اور محمد ہفتم پھر تاج وتخت پر متصرف ہو گیا۔ ۱۴۵۵ء میں اہل کیسٹل نے غرناطہ پر حملہ کیا اور اگرچہ آرچی ڈونا کی دیواروں تلے ان کو سخت شکست ملی۔ مگر انھوں نے ساری وادی عش اور خاص غرناطہ کو تباہ وبرباد کر دیا۔ ۱۴۴۴ء میں محمد کو اس کے بھتیجے ابن المناف نے معزول کر دیا۔ اور چونکہ وہ بڑی خیرات کرتا تھا۔ اس لیے لوگوں نے اس کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔ مگر بہت سے اراکین سلطنت ابن المناف کے چچا زاد بھائی سعد بن اسمٰعیل کو (جو جان ثانی کے پاس پناہ گزین تھا) تخت پر بٹھانے کے خواہش مند تھے۔ چنانچہ وہ اس کو لینے کے لیے کیسٹل کی طرف گئے۔ ابن اسمٰعیل کی فوج اور ناراض شدہ امراء کو ساتھ لے کر غرناطہ پر حملہ کر دیا اور پانچ سال تک عربوں میں خانہ جنگی ہوتی رہی ۱۴۵۴ء میں ابن المناف کو شکست ہوئی اور ابن اسمٰعیل بنو نصر کے تخت پر متمکن ہوا۔ اس نے تخت نشین ہوتے ہی صلح کی تجدید کے لیے ہنری رابع شاہ کیسٹل کی طرف گرانقدر تحائف بھیجے۔ مگر اہل کیسٹل نے اس کی درخواست کو منظور نہ کیا اور غرناطہ پر حملہ کر دیا اور چند سالوں تک میدان جدال وقتال گرم رہا اور عربوں کو ہسپانوی عیسائیوں کے ہاتھ سے سخت اذیت پہنچی۔ ان کے گھر جلا کر خاکستر اور ان کے کھیت اور باغات ویران

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

کر دیے گئے ان محلات، مکانات اور باغات اور عمارات اور انہار جن سے ملک سرسبز اور شاداب تھا تباہ و برباد کی گئیں۔ اس جنگ کا فائدہ ہر طرح عیسائیوں کو تھا۔ کیونکہ عربوں کو اپنی فتوحات سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا تھا۔ کیونکہ اہل کیسٹل کے تعصبات بہت خاصے پر تھے اور سلطنت غرناطہ اب سمندر، کوہ ایلورا اور کوہ البشارت کے درمیان محدود ہو چکی تھی۔ اہل کیسٹل نے آرچی ڈونا اور جبل الطارق کو فتح کر لیا۔ شکستوں سے ابن اسمٰعیل کا دل ٹوٹ گیا۔ اس نے دیکھا اگر جنگ جاری رہی تو ساری سلطنت تباہ و برباد ہو جائے چنانچہ جس طرح ہو سکا اس نے صلح کی۔ اس نے ہنری رابع کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا اور بارہ ہزار دینار سالانہ خراج دینے کا وعدہ کیا۔ یہ عہد نامہ دونوں بادشاہوں نے غرناطہ کے قریب بالمشافہ ملاقات کر کے مکمل کیا۔ یہ صلح ۱۴۶۶ء یعنی ابن اسمٰعیل کی وفات تک قائم رہی

تیسواں باب ۳۰

(۸۶۷ھ تا ۱۰۱۶ھ ہجری ۱۴۶۳ء تا ۱۶۱۰ء)

آخری جدوجہد۔ غرناطہ کا محاصرہ۔ اس کی حوالگی۔ فرڈیننڈ اور اسبیلا کی بدعہدی۔ ہسپانوی مسلمانوں کا قتل عام انکا ملک سے اخراج۔ ہسپانیہ میں مسلمانوں کا خاتمہ۔

ابن اسمٰعیل کی جگہ اس کا بڑا بیٹا علی ابوالحسن تخت پر بیٹھا وہ بہادر، شجاع اور دانا تھا۔ اور اگر اس کی مسلمان رعایا متفق ہو کر اس کی مدد پر آمادہ ہو جاتی تو وہ ضرور اپنے بزرگوں کا نام روشن کرتا اور سلطنت کے شکستہ جہاز کو بخیر و عافیت کنارے لگا کر درست کر لیتا مگر شومئی بخت سے قوم میں تفرقہ پڑا ہوا تھا اور وہ تنزل کرتی جاتی تھی۔ کچھ خود اس کی شتاب زدگی اور پھر اس کے بیٹے کی بغاوت نے رہا سہا بیڑا بھی غرق کر دیا۔ ۱۴۶۹ء میں فرڈیننڈ اور اسبیلا کی شادی ہو جانے سے کیسٹل اراگون اور لیون کی قلمرو میں ایک جھنڈے کے زیر سایہ ہو گئیں۔ خاوند اور بیوی دونوں تعصب کا پتلا تھے۔ کافروں کو قتل کرنا اور ان کے گھروں

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

کو جلانا ان کے نزدیک عین کار ثواب تھا۔ دونوں ہی ہسپانیہ کی ترقی و تہذیب کو ملیا میٹ کرنے پر تلے ہوئے تھے وہ میعاد صلح کو نہایت بے قراری سے کاٹ رہے تھے ایک ایک گھڑی ان کے لئے ایک ایک سال تھا۔ اگر ابوالحسن تیزی نہ کرتا تو ممکن تھا کہ بلا ٹل جاتی۔ اس نے اس خراج کے ادا کرنے سے جو اس کے باپ نے دینا کیا تھا انکار کر دیا۔ اور انکار بھی ایسا سختی سے کیا کہ جب عیسائی بادشاہ کا قاصد خراج لینے آیا تو ابوالحسن نے اس سے کہا کہ "اپنے بادشاہ سے کہدو کہ جو بادشاہ خراج دیتے تھے وہ مر چکے ہیں۔ اب ہماری ٹکسال میں سونے کے سکے تیار نہیں ہوتے بلکہ ان کی بجائے تیر و سنان بنائے جاتے ہیں۔

جس موقع کی تاک میں دو میاں بیوی بیٹھے تھے وہ ابوالحسن نے خود پیش کر دیا۔ میعاد صلح ختم ہی ہوئی تھی کہ ابوالحسن سیاہ گھٹا کی طرح اٹھ کر زہرا پر جا برسا۔ اس شہر کو فتح کرنے کی دیر تھی کہ جہالت و تعصب کا طوفان جو پہلے ہسپانیہ تک محدود رہتا تھا بپا ہو گیا۔ دور اندیش عربوں نے بادشاہ کی شتاب زدگی دیکھ کر آنے والے وقت کو معلوم کر لیا۔ بادشاہ کے درباری ایوان میں ایک بوڑھے فقیہہ نے کہا۔ کاش میری ماں مجھ کو نہ جنتی تاکہ میں یہ تباہی و مصیبت نہ دیکھتا۔ زہرا کی تباہی کا دبال ہماری گردنوں پر پڑے گا اور ہسپانیہ میں اب اسلامی سلطنت چند دنوں کی مہمان ہے۔ زہرا کو ابوالحسن نے خوب مضبوط کر لیا تھا اور شاہ کیسٹل نے اس خیال سے کہ اس کے واپس لینے میں سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ رات کے پردے میں الحماد کے محفوظ شہر پر جو دامن کوہ میں دارالخلافہ سے پندرہ میل کے فاصلہ پر واقع تھا اور غرناطہ کا پھاٹک تھا۔ مسلمانوں نے حق مدافعت ادا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تاہم عیسائیوں نے دھاوا کر کے شہر کو فتح کر لیا اور آن کی آن میں اسے گنج شہیداں بنا دیا۔ بچے اور عورتیں بھی جنھوں نے جامع مسجد میں پناہ لی تھی نہایت بے رحمی سے ذبح کئے گئے۔

اس طرح الحماد کی قسمت کا فیصلہ ہو گیا۔ ہائے افسوس وہ شہر جس میں کل کھوے سے کھوا سے چھلتا تھا آج شہر خموشاں ہو گیا۔ وہ شہر جس میں کل چہل پہل ہو رہی تھی آج گنج شہیداں بن گیا۔ الحماد کی قسمت نے غرناطہ کی قسمت کا بھی فیصلہ کر دیا۔ سارا شہر ماتم اور رنج والم کے سمندر میں ڈوب گیا ہے کس مسلمان بادشاہ کی حماقت پر لعنت کرتے تھے۔ جس نے بیہودہ ...

دکھایا۔ ابوالحسن نے شہر کو دو دفعہ واپس لینے کی کوشش کی، ایک دفعہ تو ناکام رہا، مگر دوسری دفعہ فتح کا نقارہ بجنے کو ہی تھا کہ اس کو خبر پہنچی کہ اس کے بیٹے عبداللہ محمد نے علم بغاوت بلند کر دیا ہے اس خبر نے اس کے ہوش و حواس گم کر دیئے۔ اس نازک موقع پر جب ہسپانوی مسلمانوں کا جنازہ اٹھنے کو تیار تھا ان کو کثیر الازدواجی[1] کے نقصانات کا علم ہوا۔ ابوالحسن دو بیویاں تھیں ایک تو عائشہ اس کے چچا کی بیٹی تھی اور ایک اعلیٰ خاندان کی عیسائی لیڈی ازبیلا تھی۔ عرب اسے زہرہ پکارتے تھے۔ اس کے بال بچوں سے بڑی الفت کرتا تھا۔ عائشہ نے اپنی سوکن کے رسوخ سے حسد کھا کھا کر اپنے بدمعاش بیٹے بوعبدل (ہسپانوی ابو عبداللہ محمد کو بوعبدل کہتے تھے) کو باپ کے برخلاف علم بغاوت بلند کرنے پر اکسایا۔ عائشہ سے رشوت لے کر فوج اور رعایا کا ایک حصہ اس نوجوان سے مل گیا اور اس کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔ ابوالحسن بسرعت تمام غرناطہ کی طرف آیا باپ بیٹے میں میدان جدال و قتال گرم ہو گیا۔ مگر باپ بیٹے میں قلیل عرصہ کے لئے التوائے جنگ ہو گیا اور بوڑھا بادشاہ لوجا (لوشا) کی جس کو عیسائیوں نے گھیر لیا تھا۔ خلاصی کرانے اور کینٹ کو فسخ کرنے کے قابل ہو گیا۔ لیکن یہ فتوحات لاحاصل تھیں۔ بادشاہ کو خبر پہنچی کہ اس کا غدار اور نالائق بیٹا الحمراء کے قلعہ پر قابض ہو کر سارے غرناطہ پر تسلط کر بیٹھا۔ ابوالحسن پھر ملاغہ کی طرف آیا۔ جہاں اس کا بھائی ابوعبداللہ محمد الزغل[2] گورنر تھا اب صرف گوڈکسی اور بیزاد و شہر اس کے زیر نگین رہ گئے تھے۔ فرڈی نینڈ اور ازبیلا نے لوجا پر اپنی فوجوں کی شکست سے برافروختہ ہو کر ایک زبردست فوج صوبہ ملاغہ کی طرف روانہ کی اور اس کا شغل کھڑی فصلوں کا جلانا۔ خرما اور زیتون کے درختوں کو کاٹنا انگوروں کی بیلوں کا ستیاناس کرنا۔ آبادیوں کو تباہ و برباد کرنا۔ مویشیوں کو ہلاک کرنا اور چرالینا اور لوگوں کو ذبح کرنا کامیابی ہے۔ تو کوئی شک نہیں کہ شروع میں اس عیسوی فوج نے اہم کامیابیاں حاصل کیں۔ جب عیسائی فوج اس طرح کی کامیابیاں حاصل کر رہی تھی۔ الزغل اور اس کے نائب رضوان نے الشرقیہ کی پہاڑیوں میں

لے۔ فرانس کے سردنجی مسیحی بادشاہوں میں بھی اس کا عام رواج تھا۔ اکثر کی دو دو تین تین بیویاں ہوتی تھیں۔ اور شارل مین کی نسبت تو کہا جاتا ہے کہ اس کی ایک وقت میں نو بیویاں تھیں ۱۲

ے۔ زغل عربی میں دال رعنا کو کہتے ہیں ۱۲

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

اس پر حملہ کرکے اس کو بیخ وبن سے اکھاڑ دیا۔

اب تک عربوں کی حالت بالکل مایوسی بخش نہ تھی، مگر بو عبدل کی ایک نئی حماقت نے سارا نقشہ پلٹ دیا (اپنے چچا الزغل کی کامیابیوں کو ماند کرنے کی غرض سے (کیونکہ اہل غرناطہ اس طرف ڈھل چکے تھے) بدقسمت بو عبدل نے عیسائیوں کے شہر لیوسنیا پر حملہ کر دیا اور سخت شکست کھاکر قید ہوگیا۔

اس وقت ابوالحسن نے تاج و تخت الزغل کو دے دیا اور خود مع اپنے کنبہ کے الویرا کی طرف اور وہاں سے المنیکر کی طرف چلا گیا۔ جہاں وہ چند ہی دن بعد راہی ملک بقا ہوگیا۔ بو عبدل کی گرفتاری کو فرڈیننڈ اور ایسبیلا نے مدد غیبی سمجھا۔ کیونکہ اس کے ذریعہ سے وہ مسلمانوں کی فوج میں پھوٹ ڈال کر غرناطہ کی سلطنت کو بے ڈکار ہضم کر سکتے تھے۔

یہ نوجوان (ابو عبدل) بودا، کم زور اور بے وقوف تو تھا ہی فوراً فرڈیننڈ کے ہتھے چڑھ گیا اس نے خراج گزار ہونا منظور کر لیا جب میاں بیوی نے دیکھا کہ انھوں نے نادان شہزادے کو خوب پھانس لیا ہے تو انھوں نے اس کو فوج، سامان جنگ، آذوقہ اور بہت سا روپیہ دیکر غرناطہ کی طرف بھیجا۔ کیسٹل کی فوج اور غرناطہ کے ان لوگوں کی مدد سے جنھوں نے عائشہ سے رشوت لی ہوئی تھی اس نے البنرین کو فتح کر لیا اور غرناطہ پھر خوفناک خانہ جنگیوں کا مرکز بن گیا۔ الزغل نے بو عبدل کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ آؤ میں اور تم دونوں مل کر حکومت کریں اور مل کر اپنے مشترکہ دشمن کا مقابلہ کریں مگر نالائق نے اپنے چچا کی ایک بھی نہ سنی۔ اہل کیسٹل نے الزغل اور بو عبدل کی لڑائی سے فائدہ اٹھاکر الویرا، قصر، بونیلا، رونڈا اور کئی دیگر شہروں کو فتح کر لیا۔ لوجا جس کو وہ پہلے فتح نہ کر سکتے تھے ۱۴۸۶ء میں مسخر کر لیا۔ اور سال بعد ملاغہ پر قبضہ کر لیا۔ الزغل شہر کی خلاصی کرانے کے لئے ایک دفعہ باہر نکلا۔ مگر بو عبدل نے اس کے راستہ میں رکاوٹ پیدا کر دی اور یہاں تک حماقت و کمینہ پن کیا کہ اسلامی شہر کی فتح پر فرڈیننڈ کو پیغام مبارکباد بھیجا۔

اگرچہ مندرجہ بالا شہر عیسائیوں نے لوگوں کو امان دینے کے وعدے پر لئے۔ مگر جب فرڈیننڈ کا ایک دفعہ قبضہ ہوگیا تو اس نے وہی طوفان بے تمیزی برپا کر دیا۔ مسلمانوں

کو یا تو غلام بنالیا۔ یا گھروں سے نکال دیا۔ اب الزغل کے قبضہ میں صرف نبیرہ۔ المیرا۔ ویرا، ہوسکرا اور چند دیگر شہر رہ گئے۔ سکار فرڈینینڈ نے بوعبدل سے ایک خفیہ معاہدہ کر کے اس سے وعدہ کیا کہ الزغل سے جتنے شہر فتح کرو گے وہ تمہارے ہی پاس ہی رہیں گے۔ یہ دشمن ملک و قوم اس کے دام تزویر میں آگیا اور اہل کیسٹل کی مدد پر آمادہ ہوگیا۔ اس طرح فرڈی ننڈ کو اپنی فوج سے نبیرہ پر حملہ کرنے کا موقع مل گیا۔ الزغل جب سخت مایوس ہوگیا تو اس نے افریقہ کے بادشاہ سے مدد کی التجا کی۔ مگر قسمت کا پھیر دیکھئے اس کی سلطنت خود خانہ جنگیوں کا مرکز بن رہی تھی مدد کہاں سے آتی۔ تاہم مسلمان بہادرانہ مدافعت کرتے گئے اور چندبار عیسائیوں کو شکست بھی دی۔ مگر فرڈینینڈ نے شہر کا خوب محاصرہ کیا ہوا تھا۔ آخر محصورین بھوک پیاس سے تنگ آکر شہر حوالے کر دینے پر مجبور ہوئے۔

جن شرائط پر شہر حوالہ کیا گیا تھا ان کی پرکاہ بھر پرواہ نہ کی گئی۔ مسلمان گھروں سے نکالے اور ان کا مال و اسباب مویشی وغیرہ دین دار عیسائی بادشاہ اور ملکہ نے ضبط کر لئے۔ الزغل جو اب تک اپنی قوم کی آزادی بحال رکھنے کے لئے دشمنوں سے سینہ سپر رہا تھا۔ فرڈی ننڈ اور ایسبلا کا فرمانبردار ہو گیا۔ اس کو بادشاہ کا خطاب دے کر اوڈ اور کا ضلع دیا گیا۔ مگر یہاں بھی اس کو آرام نہ لینے دیا اور سال بعد افریقہ کی طرف جلاوطن کر دیا گیا۔

اب سوائے غرناطہ اور اس کے مضافات کے عربوں کے قبضہ میں کچھ نہ رہا۔ بوعبدل الزغل کی تباہی کو اپنی ترقی کا پیش خیمہ سمجھا۔ مگر بیوقوف نے یہ نہ جانا کہ عیسائی مربی اس کی بھی جڑیں کاٹ رہے ہیں۔ تاہم اس کو اپنے خودغرض عیسائی مربیوں کی مروت کا جلد ہی پتہ لگ گیا۔ الزغل کو جلاوطن ہوئے کچھ عرصہ نہ گزرا تھا کہ فرڈینینڈ نے بوعبدل کو غرناطہ خالی کرنے کو کہا۔ اس نے انکار کیا بس پھر کیا تھا عیسائی بادشاہ نے غرناطہ کو تلوار اور آگ سے دوزخ کا نمونہ بنا دیا۔ ویگا کو تباہ و برباد کر کے فرڈننیڈ قرطبہ کی طرف لوٹ گیا اب عربوں کے لئے موت اور زندگی کا سوال پیدا ہو گیا۔ موسیٰ بن ابی الغرین نامی ایک دلیر اور بہادر سردار نے بوعبدل جیسے نامرد میں بھی بہادری کی روح پھونک کر عربوں کو دشمن کے ملک پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دی۔ غرض یہ تھی کہ دشمن کو اپنے ملک کا فکر ہو جائے گا اور اسلامی

M Awais Sultan Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

سلطنت سے واپس ہو جائے گا۔ عرب اس نائٹ کی نصیحت پر عمل پیرا ہوئے اور چند
سرحدی شہر بھی فتح کر لئے مگر موسم بہار کے آتے ہی پھر فرڈیننڈ ۴ ہزار پیادوں
اور ۱۰ ہزار سواروں سمیت غرناطہ کے علاقہ میں داخل ہو کر اسلامی چمن کی بہار کو مبدل
بہ خزاں کرنے لگا۔ فصلیں اور پھل دار درخت ضائع کئے گھروں کو آگ لگا کر خاکستر
کیا اور بے گناہ لوگوں کو تلوار کے گھاٹ اتارا۔ تباہی و بربادی جہالت اور تعصب
کا طوفان آخری تہذیب کے مرکز کے ارد گرد چھاتا ہوا نزدیک سے نزدیک تر آ رہا تھا۔
ویگا کے لوگ دارالخلافہ میں پناہ گزین ہوئے۔ دس سال تک مسلمانوں نے ایک ایک انچ
زمین کے لئے لڑ کر خون بہائے۔ جہاں جتنے نہ ہٹتے مر جاتے یا مار ڈالتے۔ فتح یا موت ان
کا اصول تھا۔ آخر لے دے کر ان کے پاس صرف دارالخلافہ رہ گیا۔ بس اب کیا تھا۔ موت کا
نقشہ ان کی آنکھوں کے سامنے کھنچا گیا۔ انھوں نے حفاظت کا سامان جہاں تک ہو سکا کیا
ابھی تک دارالخلافہ اور کوہ البشارت کی آمد و رفت مسدود نہیں ہوئی تھی اس سے فائدہ
اٹھا کر مسلمان ہر روز آذوقہ لانے اور موسیٰ حق مدافعت ادا کرتا۔ جنگ ڈوئیل میں عرب
بہادروں نے کئی دشمنوں کو قتل کیا۔ (یعنی ایک ایک سو کر لڑتے تھے) جب فرڈیننڈ نے
دیکھا کہ اس کے کئی نائٹ اس طرح ہلاک ہو گئے ہیں تو اس نے محاصرہ کو ناکہ بندی سے
بدل دیا۔ شہر کے باہر ایک ایک انچ پر عیسائیوں نے قبضہ کر لیا اور تمام راستے مسدود
ہو گئے اور اب محصورین کے لئے سامان خوراک لانا ناممکن ہو گیا۔ آذوقہ نمٹ گیا۔ آخر
صفر کے مہینہ میں لوگوں کو تکلیف و مصیبت حد برداشت سے بڑھ گئی۔ محاصرہ کو توڑ
کر نکل جانے کی کوشش میں کامیابی نہ ہوئی کیونکہ فوج سخت نحیف ہو گئی تھی۔ آخر جب
ہونٹوں پر دم آگیا تو شہر کو حوالہ کر دینے کی تحریک کی گئی۔ بھوک اور پیاس نے وہ کام کیا جو محض
بہادری شجاعت نہ کر سکتی تھی۔ حوالگی شہر سے متعلق شرائط طے کرنے کے لئے عیسائی کیمپ
کی طرف ڈیلی گیٹ روانہ کئے گئے۔ لمبی چوڑی بحث کے بعد مندرجہ ذیل شرائط طے ہوئیں
اگر عرب دو ماہ تک براہ خشکی یا تری ملک و شہر سے نہ نکل سکے تو غرناطہ عیسائیوں کے
حوالہ کیا جائیگا۔ بادشاہ اس کے جرنیل اور وزیر اور شیخ اور اس کی رعایا۔ عیسائی بادشاہوں

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

کا حلف اطاعت اٹھائے گی۔ ابو عبدل کو البوکسرا میں جاگیر دی جائے گی۔ مسلمانوں کو امان دی جائے گی۔ ان کی جائیدادوں، ہتھیاروں اور گھوڑوں کو ضبط نہ کیا جائے گا۔ مذہبی فرائض کی ادائیگی میں کوئی رکاوٹ نہیں کی جائے گی۔ ان کی مساجد اور عبادت گاہیں بدستور قائم رہیں گی۔ موذن کو اذان دیتے وقت کوئی ایذا نہ پہنچائی جائے گی۔ مسلمانوں کو اپنے رسم ورواج اور لباس، زبان میں آزادی ہوگی۔ ان کے مقدمات انھیں کے مجسٹریٹوں کے سپرد ہوں گے۔
اگر مسلمان اور عیسائیوں میں مقدمہ ہو جائے تو طرفین کے مشترکہ ممبروں کی پنچ فیصل کرے گی۔ مسلمانوں پر موجودہ ٹیکسوں سے بڑھ کر کوئی ٹیکس نہیں لگایا جائے گا کوئی عیسائی جبراً مسلمانوں کے گھروں میں داخل نہ ہو سکے گا۔ مسلمان قیدی رہا کئے جائیں گے۔ جو مسلمان افریقہ جانا چاہیں ان کو روکا نہ جائے گا۔ ان کو کیسٹل کے جہازات صرف کرایہ لے کر افریقہ پہنچا دیں گے اگر مقررہ میعاد کے اندر کوئی مسلمان نہ جائے تو جہاز کا کرایہ اور اس کی جائداد کا عشر لیکر اس کو جانے کی اجازت دے دی جائے گی۔ کسی شخص کو بغیر ثبوت جرم سزا نہ دی جائے گی۔ جو عیسائی مرد یا عورت مسلمان ہو جائے اس کو جبراً اپنے مذہب میں نہ لایا جائے گا۔ اگر کوئی مسلمان ہونا چاہے تو اس کو غور وخوض کرنے کے لئے چند دنوں کا موقع دیا جائے گا۔ مقررہ دنوں کے گزرنے کے بعد عیسائی اور مسلمان جج اس پر جرح کریں گے۔ اگر وہ عیسائی ہونے پر ہی تلا ہوا ہو تو اس کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے گا۔ کوئی عیسائی سپاہی مسلمانوں کو خلاف مرضی ان کے مکانوں سے باہر نہ نکال سکے گا اگر کوئی مسلمان عیسائیوں میں رہنا یا سفر کرنا چاہے تو اس کی حفاظت کی جائے گی۔ مسلمانوں پر یہودیوں کی طرح تمیز کرنے کا کوئی نشان نہ لگایا جائے گا۔ اور نہ ہی اس غرض کے لئے کوئی علامت رکھنے پر ان کو مجبور کیا جائے گا۔
صرف موسیٰ نے حوالگی شہر کی مخالفت کی اس نے مسلمانوں سے کہا۔ دشمنوں کے وعدوں پر نہ جاؤ۔ وہ بڑے بے ایمان ہیں۔ ہمت کرو اور محاصرہ کو توڑ کر نکل جاؤ۔ اگر کامیاب ہو گئے تو بقول کسے "جان بچی لاکھوں پائے" اگر ہار گئے تو مردوں کی موت مر کر شہید کہلاؤ گے۔ بہشت میں جگہ پاؤ گے۔ غلاموں کی زندگی بسر کرنے سے موت اچھی ہے۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ اہل کیسٹل اپنے وعدوں کو پورا کریں گے؟ اے بھائیو! تم دھوکے میں ہو۔ دشمن تمہارے

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

خون کا پیاسا ہے موت تو ہمیں شہادت کا تاج پہنائے گی مگر ان کی متابعت در بدر پھرائے گی کتوں کی سوت مارے گی۔ غرضیکہ ہم بے انصافی ظلم اور جہالت کا شکار ہو جائیں گے۔ دیکھو انھوں نے ہم کو جلا کر خاکستر کرنے کے لئے آگ پہلے ہی تیار کر رکھی ہے" (مذہبی عدالت سیول میں ۱۴۸۰ء میں قائم ہوئی اور اس نے سات یہودیوں کو یکبار زندہ آگ میں جھونک دینے سے اپنی کارروائی شروع کی۔

اس کی تقریر کا کچھ اثر نہ ہوا اس پر جوانمرد نے اپنے رفیقوں کو نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھ کر اپنا گھوڑا اسنگایا اور شہر سے باہر نکل گیا اور پھر کبھی نہ آیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب وہ شہر سے باہر نکلا تو راہ میں عیسائی نائٹ اس کے رو برو ہوئے بہادر نے مقابلہ کیا۔ بہتوں کو تلوار کے گھاٹ اتارا۔ جب گھوڑا زخموں سے چور چور ہو کر مر گیا۔ تو یہ قومی پہلوان گھٹنوں کے بل ہو کر دشمنوں پر وار کرنے لگا۔ دشمن نے جان بخشی کا وعدہ کیا۔ مگر وہ ایسی زندگی سے موت کو ہزار درجہ بہتر سمجھتا تھا۔ لڑتا گیا۔ آخر جب سخت کمزور ہو گیا اپنے آپ کو دریائے ذنیل میں گرا دیا۔ کیونکہ زرہ بکتر تھا بھاری تھی گرتے ہی تہ نشین ہو گیا اور پانی کی تہ میں شہرت کے آسمان پر ستارہ بن کر چمکنے لگا

سلطانان مصر و روم کی طرف مدد کے لئے قاصد روانہ کئے گئے۔ اگر مسلمانوں میں ایک دوسرے کا درد ہوتا تو یہ روز بد ہی کا ہے کو دیکھنا نصیب ہوتا کوئی مدد نہ پہنچی اور میعاد مقررہ گزر گئی۔ آخر ۲ر جنوری ۱۴۹۲ء کو غرناطہ اہل کیسٹل کے حوالہ کیا گیا۔ بڑی نامبارک تھی وہ گھڑی جس میں غرناطہ پر ہلال کی بجائے صلیب کا پرچم لہرانے لگا اس سے جزیرہ نمائے (ہسپانیہ اور پرتگال) کی ترقی و تہذیب کا مہتاب ہمیشہ کے لئے چاہ گمنامی کے قعر میں ڈوب گیا۔

بو عبدل اور اس کا خاندان البوکسرلی کی روانہ ہوا۔ جب وہ پادل کی پہاڑیوں پر پہنچا اس نے غرناطہ کو مڑ کر دیکھا اور خوب رو دیا۔ اس کی ماں جو ان سب برائیوں کی جڑ تھی اس کی طرف منہ کر کے کہنے لگی ہاں ہاں اب عورتوں کی طرح دل کھول خوب رو لو کہ مردوں کی طرح کام نہیں کر سکتے۔ اندلس میں بو عبدل کچھ عرصہ ہی رہنے پایا تھا کہ فرڈیننڈ نے اس کو اپنی سلطنت کے لئے موجب خطرہ سمجھ کر افریقہ کی طرف جلاوطن کر دیا۔ وہ فاس کی طرف چلا گیا اور وہاں اپنی موت تک مقیم رہا۔ وہ ۱۵۱۸ء میں اس جہان فانی سے رخصت ہوا۔ ایک عرب مورخ نے اس کے بیٹوں کو ایسی بری

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

حالت میں دیکھا کہ نان شبینہ سے محتاج تھے اور خیرات پر گزارہ کرتے تھے

معاہدہ کی شرائط پر ناں بعد نہ فرڈی نینڈ اور نہ اس کی ایماندار ملکہ نے عمل کیا انھوں نے وہی کیا جس کی پیشینگوئی عرب کا آخری ہیرو موسیٰ کر گیا تھا۔ زمانہ وسطیٰ کے عیسائی بادشاہوں میں سے صرف الفنسو ہفتم، فرڈی نینڈ ثانی اور سنفرڈ شاہ جرمنی منصف عادل پائے گئے۔ طلیطلہ کی فتح پر الفنسو نے حاکم المذہبین (مسیحیت و اسلام) کا لقب اختیار کیا اور مسلمانوں کی جان و مال کی حفاظت کا عہد کیا۔ مگر وہ بھی زیادہ عرصہ اس عہد پر قائم نہ رہ سکا۔ آخر پادری اس پر غالب آ گئے اور عہد توڑ دا رہے تھے

یہودی عربوں کے زیر سایہ رہ کر بہت مالدار ہو گئے تھے ان کی دولت پر کیسٹل کے بادشاہوں کی مدت سے نظر تھی ۱۴۹۲ء میں فرڈی نینڈ نے جو اپنی بے ایمانی کو مذہبی جامہ میں چھپائے رکھتا تھا اور جب دھوکہ سے کام نکالنا چاہتا تھا تو وعدہ کر دیتا تھا ایک فرمان جاری کیا کہ یہودی یا تو اپنا مذہب ترک کر دیں یا ملک سے نکل جائیں پس پھر کیا تھا ان بیچاروں کو زندہ جلایا گیا، دار پر کھینچا گیا۔ اور ملک سے خارج کیا گیا۔ یہودیوں کے بعد مسلمانوں کی باری آئی ہر طرح کی سختی ان پر روا رکھی گئی اور بہتوں کو جبراً اصطباغ دیا گیا۔ یہ خلاف ورزی اور بے ایمانی دیکھ کر مسلمان آبادی سخت طیش میں آ گئی اور البیرہ کے مسلمانوں نے علم بغاوت بلند کر دیا۔ مگر ان کی بغاوت سے مظالم میں اور بھی اضافہ ہو گیا ۱۴۹۹ء میں ظالم زمینیر نے قتل عام کا حکم دے دیا۔ مسلمانوں کو دو ہی باتیں کہی گئیں یا تو مذہب چھوڑ دو یا زندگی سے ہاتھ دھوؤ۔ بعض عیسائی ہو گئے اور زیادہ تر اپنے مذہب پر قائم رہے اور البوکسری پہاڑیوں کی طرف چلے گئے یہاں قصابوں نے ان پر حملہ کیا۔ اہل کیسٹل نے صرف مردوں کو ہی قتل کرنے پر بس نہ کی۔ بلکہ ایک مسجد کو جس میں بہت سے بچے اور عورتیں پناہ گزین تھیں، بارود سے اڑا دیا۔ اگرچہ مسلمان نہایت کمزور ہو گئے تھے مگر انھوں نے مردانہ وار مقابلہ شروع کر دیا۔ اور ۱۵۰۱ء میں بمقام جبل بلانسا عظیم فتح پائی۔ اس فتح سے رہے سہے مسلمانوں کو افریقہ کو ترکی اور مصر چلے جانے کا موقع مل گیا۔ تاہم ان کا مال و اسباب اور مویشی عیسائی بادشاہ اور ملکہ نے ضبط کر لئے۔ ابھی تک ملک میں اچھی خاصی تعداد مسلمانوں کی تھی ان کو بزور شمشیر عیسائی بنایا گیا۔ اگرچہ بظاہر وہ عیسائی ہو گئے۔ مگر دل سے مسلمان رہے وقت مقررہ پر وضو کر کے نمازیں

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

ادا کرتے ہیں ۔ اصطباغ کے پانی کے اثر کو زائل کرنے کے لئے وہ اپنے بچوں کو پادری کی نظر سے اوجھل ہوتے ہی خوب نہلا دیتے اور عیسائی طریقہ پر نکاح کر لینے کے بعد گھروں میں آ کر اسلامی شرع کے مطابق نکاح کرتے تھے ۔

اگر کوئی دانا اور فیاض گورنمنٹ ہوتی تو وہ ان شرائط پر پورا پورا عمل کرتی جو غرناطہ حوالہ کرتے وقت مسلمانوں نے طے کرائی تھیں ۔ مگر سپانیہ کے عیسائی بادشاہ بڑے جاہل اور سخت متعصب تھے ۔ وہ دن بدن مسلمانوں پر زیادہ ہی سختیاں کرنے لگے ۔ ان برائے نام عیسائیوں کی بڑی نگرانی کی جاتی اور ذرا بھی شک و شبہہ ہو جاتا تو یہ سزا دی جاتی کہ زندہ کو جلا دیتے تھے غرناطہ، قرطبہ اشبیلیہ میں آگ کے شعلے ہمیشہ ہی بلند رہتے تھے ۔ مرد اور عورتیں اور بچے ان میں زندہ ڈال دیئے جاتے تھے بغاوت کے اندیشہ سے مسلمانوں کو ہر قسم کے ہتھیار رکھنے کی ممانعت کر دی گئی تھی ۔ یہاں تک کہ چاقو بھی ممنوع قرار دیا گیا اس طرح ان بہادروں کی اولاد جنہوں نے سپانیہ بزور شمشیر فتح کیا تھا در بدر دھکے کھاتی پھرتی تھی اور وہ کتوں کی موت مارے جاتے تھے ۔

۱۵۶۶ء میں سپانیہ کے مسلمانوں کی حالت نہایت ہی قابل رحم ہو گئی ان کے مال و اسباب اور جائدادوں پر ہی قناعت نہ کر کے عیسائی ان کی بیخ کنی کے درپے ہو گئے ۔ دیوانہ اور ظالم فلپ ثانی اس وقت سپانیہ کے تخت پر متمکن تھا ۔ غرناطہ کا بڑا لاٹ پادری بھی بڑا خونی اور جاہل و متعصب تھا ۔ اس نے فلپ سے ایک فرمان جاری کرایا ۔ کہ عرب ایک دن کے اندر ہی اپنی زبان اپنی رسومات اپنے اطوار حتیٰ کہ ہر ایک قومی امتیاز کی چیز کو ترک کر دیں ۔ مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ اپنے مہذبانہ لباس ترک کر کے عیسائیوں کی سی ٹوپیاں اور پتلونیں پہنیں ۔ غسل چھوڑ کر نصرانیوں کی سی غلاظت اختیار کریں ۔ اپنی زبان اور رسومات نیز اپنے نام ترک کر کے سپانیوں کی زبان ، رسومات اور نام اختیار کریں ۔ تنگ آ کر مسلمانوں نے علم بغاوت بلند کیا ۔ آسٹریا کے انسان صورت شیطان سیرت ڈون جان نے جو چارلس پنجم کا حرامی بیٹا اس کی معشوقہ بیربرا بیرومبرگ کے بطن سے تھا تین سال کے بعد بغاوت کو فرو کیا ۔ گویا کہ بالفاظ دیگر سپانیہ سے مسلمانوں کا نام ہی مٹا دیا ۔ اپنی آنکھوں

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islamic Books Quran & Madni Ittar House

کے سامنے وہ سرد و مردوں عورتوں اور بچوں کو قتل کراتا۔ الپوکسرٹی کے سارے قریے اور وادیاں لاشوں سے پٹ گئیں۔

جو غریب غاروں میں پناہ گزین ہوئے انھیں دھوئیں سے ہلاک کیا گیا۔ تاہم بلیسیا اور مریسیہ میں کچھ مسلمان باقی رہ گئے۔ ۱۶۱۰ء میں فلپ ثالث نے اپنے باپ کے نالائق مشن کی تکمیل کی پانچ لاکھ ناکردہ گناہ مسلمان افریقہ کی طرف جلا وطن کئے گئے اور بغیر کسی ساز و سامان کے ساحلوں پر اتار دیئے گئے

اندرونی حصۂ ملک میں بھی دو لاکھ کے قریب مسلمان تھے ان کو نہایت بے رحمی سے فرانس کی سرحدوں کے پار نکال دیا بہت سے تو راہ کی سختیوں سے ہی راہی ملک بقا ہوئے جو بچے وہ مرتے کھپتے گرتے پڑتے اسلامی ممالک میں چلے گئے۔ غرناطہ کی فتح سے لے کر فلپ ثالث کے عہد تک تیس لاکھ اشخاص جزیرہ نما سے خارج کئے گئے۔ اس طرح ہسپانیہ کی زمین اس بہادر شجاع، دانا اور روشن ضمیر قوم سے جس نے اس کو گاتھ لوگوں کے مظالم سے نجات دی تھی جس نے اندلس کو فردوس کا نمونہ بنا دیا تھا جس نے موجودہ یورپ کی بنیاد ڈالی تھی۔ محروم ہو گئی۔

موروں (ہسپانیہ کے عربوں سے مراد ہے) کے اخراج سے ہسپانیہ کو کیا فائدہ ہوا۔ یہ کہ رشک باغ جناں اندلس جو علم و ہنر، ترقی و تہذیب کا مامن و مسکن تھا، ظلم، جہالت، عیاشی کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں پھنس کر وحوش و جہول کا ٹھکانا بنا۔ کاٹڈی (یہ خود ہسپانوی ہے) ارقام کرتا ہے "باطنی و اندرونی تاریکی نے ان ممالک کا احاطہ کر لیا جو ان عربوں کی موجودگی سے آسمان ترقی و تہذیب کے آفتاب بنے ہوئے تھے۔ فطرت نہیں بدلی۔ وہ تو اسی طرح شگفتہ ہے، مگر وہ لوگ نہیں رہے، وہ مذہب نہیں، بعض ٹوٹی پھوٹی یادگاریں ابھی تک اس ویرانہ آباد کے کھنڈرات میں قائم ہیں۔ ان میں سے صداقت کی آواز آتی ہے۔ وہ عظمت اور شان و شوکت عربوں کے ساتھ گئی۔ تباہی و مصیبت فاتح ہسپانویوں کے حصہ آئی۔

ایک اور یورپین ہسپانیہ کی تباہی کا یوں نقشہ کھینچتا ہے "معاہل ہسپانوی یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ وہ عربوں کو ملک بدر کرنے سے خوش تھے اور بغلیں بجاتے تھے

یہ ایک عجیب واقعہ تھا، پوپ بڑی دیگا کہتا ہے ان کو ہلاک کرو۔ فلپ ثالث نے اس کی تکمیل کی اور موروں کو ملک سے نکال باہر کیا۔ یہ نہیں سمجھتے تھے کہ سونے کی چڑیا کو اپنے ہاتھ سے دے رہے ہیں ہسپانیہ صدیوں تک علم و ہنر و تہذیب کا مسکن رہا۔ یورپ کا کوئی ملک مسلمانانِ ہسپانیہ کے رتبہ کو نہیں پہنچتا تھا۔ فرڈیننڈ اور ایسیبلا کی شان و شوکت اور چارلس خامس کی سلطنت کی رونق محض عارضی اور اسلامی حکومت کی رونق و عظمت کی گرد کو بھی نہیں پہنچتی۔ مسلمان ہسپانیہ سے ناپید ہو گئے اور چاند کی طرح جو سورج کی روشنی سے چمکتا ہے، بلسائی ہسپانیہ ایک لمحہ کے لئے چمکا مگر پھر گہن لگا اور وہی بات ہو گئی کہ

"چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیری رات"

اب تک ہسپانیہ اسی تاریکی میں مبتلا ہے۔ مسلمانوں کی اصلی یادگاریں ویرانوں میں جا کر ڈھونڈو۔ ان ویرانوں پر کسی بہار تھی اور جہت خدا حصار تھی۔ انگور کی بیلیں اور زیتون کے درخت لہلہاتی ہوئی فصلیں ان پر ایستادہ تھیں۔ مسلمانوں کے علم و ہنر اور ترقی و تہذیب کا اس وحشی آبادی میں جا کر کھوج نکالو جو جہالت اور وحشت کے انتہائی درجہ تک پہنچ چکی ہے یہی آبادی کبھی مسلمان تھی اور علم و ہنر کا سرچشمہ تھی۔

اکتیسواں باب (۳۱)

یاد ایام گزشتہ

غرناطہ کی سلطنت۔ غرناطہ کا شہر۔ الحمرا۔ الجرنیلف۔ غرناطہ کا علم و ہنر۔ لباس۔ عربی ہسپانیہ کا تبصرہ۔ گورنمنٹ۔ امیر اور وزیر۔ تمدنی حالت۔ صنعت و حرفت۔ زراعت۔ کاریگری۔ تعلیم۔ مستورات کی پوزیشن عالم مستورات۔ طرزِ معاشرت۔

غرناطہ کی سلطنت ہسپانیہ کے ان حصص پر مشتمل تھی جو جزیرہ نما کے جنوب مشرقی کونہ میں آباد ہیں۔ جب یہ سلطنت پوری رونق پر تھی، اس وقت بھی طول میں شرقاً غرباً سٹر ینگ اور

عرض میں شمالاً جنوباً ۵۰ لیگ سے زیادہ نہ تھی۔ اس چھوٹی سی سلطنت میں بھی وہ تمام طبعی وسائل موجود تھے جو بڑی بڑی سلطنتوں میں ہوتے ہیں اس کی وسیع وادیوں کے پہاڑ معدنی دولت سے مالا مال تھے اور پہاڑی علاقوں کے باشندے بہ سبب جفاکش اور بردبار ہونے کے اعلیٰ درجے کے سپاہی اور کاشتکار تھے۔ اس کے سبزہ زاروں میں ندی نالے بکثرت تھے اور ان کے ساحلوں پر کئی بندرگاہ آباد تھے۔ جو بحیرہ روم کی بڑی بڑی منڈیوں میں شمار ہوتے تھے۔ اس میں تیس شہر اسی قلعہ بند قصبے۔ چند ہزار چھوٹے قصبے اور قریے تھے۔ عربوں کے وقت میں صرف وادی الکبیر پر بارہ ہزار قصبے چند ہزار چھوٹے قصبے اور قریے تھے۔ غرناطہ کا سبزہ زار جس کو آج کل دیگا ڈی گرینیڈا کہتے ہیں اور جو کشت و خون کا میدان رہا ہے۔ تیس لیگ میں میں پھیلا ہوا تھا۔ دریائے شنیل (ژنیل) اور تین اور دریا جبال ثلج سے نکل کر اس سبزہ زار میں سے گزرتے تھے ان دریاؤں کے کناروں پر باغ۔ رمنے۔ محل۔ مکان وغیرہ تھے یہ سب چیزیں مل ملا کر ایک ایسا خوشنما نظارہ پیش کرتی تھیں کہ دیکھ کر دل باغ باغ ہو جاتا تھا۔ باغات کے اردگرد لہلہاتے ہوئے کھیت نظارہ کی خوشنمائی کو دوبالا کر دیتے تھے

عربوں نے اس سبزہ زار کو آباد کرنے کے لئے بیش از بیش جدوجہد کی۔ اس کی آبپاشی کی غرض سے دریائے شنیل اور دریائے ڈارو سے کئی نہریں نکالیں اور ایک سال میں کئی فصلیں لیتے تھے اور غیر آب و ہوا اور غیر ممالک کی پیداوار کو بھی کامیابی سے کاشت کر لیتے تھے۔ المیرا اور ملاغہ کے بندرگاہوں سے ایک بڑی مقدار ریشم اور کتان کی اٹلی کے شہروں کو بھیجی جاتی تھی۔ ہر ایک شہر اپنی صنعت و حرفت میں مشہور تھا۔ احمری سلطنت کے بندرگاہوں میں یورپ۔ لیونٹ روم اور افریقہ کے جہاز تجارتی مال بار کرنے کے لئے ہمیشہ لنگر زن رہتے تھے۔ اس سلطنت کا صدر مقام تمام قوموں کا تجارتی مرکز بنا ہوا تھا۔

غرناطہ کے باشندوں کا بڑا اعتبار تھا۔ ہسپانوی عیسائیوں کی دستاویز کے مقابلہ میں ان کا زبانی قول زیادہ معتبر سمجھا جاتا تھا۔ دیہاتی اور ابریشمی مال کے سوا وہ قدرتی پیداواریں بھی خاص کر ریشم اور کتان ممالک غیر کو روانہ کرتے تھے۔ فلارنس اپنی ضروریات کو المیرا اور ملاغہ کے بندرگاہوں سے ہی پوری کر لیا کرتا تھا۔

غرناطہ مندرجہ بالا سبزہ زار میں منارۂ حفاظت یا دیدبان کی طرح کھڑا تھا۔ اب کی طرح اس وقت بھی اس کا کچھ حصہ دریائے ڈیگا پر اور کچھ دامن کوہ میں آباد تھا۔ مکانات پہاڑ کی بلندیوں تک چلے گئے تھے۔ دریائے ڈارو شہر کے بیچوں بیچ سے ہو کر بہتا تھا۔ شہر کی ضرورت سے جو پانی بڑھ رہتا تھا۔ وہ سبزہ زار کو شاداب کرتا تھا۔ بنو نصر کے عہد میں شہر کے اردگرد ایک مضبوط فصیل تھی جس میں بیس دروازے اور ایک ہزار تیس برج تھے۔ وسط میں قلعہ تھا۔ شہر کے ہر گھر سے متعلق ایک باغ تھا جس میں رنگترے، لیموں، کھٹے میٹھے اور حنا کے درخت بہار دیتے تھے۔ ہر ایک گلی میں لوگوں کے آرام کے لیے نلکے لگے ہوئے تھے۔

مکان نہایت نفیس اور خوبصورت تھے اور ان کی آرائش و زیبائش میں بڑا اہتمام کیا جاتا تھا۔ پندرھویں صدی کے وسط میں آبادی چار لاکھ نفوس کی تھی۔ شہر کے مقابل ایک پہاڑ کی چوٹی پر ابن الاحمر نے ایک قلعہ یا شہر الحمراء آباد کیا۔ اس کے احاطہ کے اندر چالیس ہزار اشخاص رہتے تھے۔ (اصل میں اس شہر کا نام مدینۃ الحمراء تھا) اس حیرت انگیز شہر کے مفصل حالات قلم بند کرنے سے بوجہ عدم گنجائش معذور ہوں۔ برج، قلعہ جات اور محلات جو اعلیٰ درجہ کی صنعت اور کاریگری کا نمونہ تھے اور جن کے برآمدے اور ستون، گنبد اور چھجے ابھی تک اسی شان و شوکت سے کھڑے ہوئے اپنے بنانے والے کی تعریف کے راگ گا رہے ہیں۔ ہوادار کمرے جو ایسی استادی سے بنائے گئے تھے کہ اردگرد کے باغات کی معطر ہوائیں ہمیشہ ان میں داخل ہوتی تھیں۔ بے شمار فوارے جن کا چلانا یا بند کرنا مالکوں کی مرضی پر منحصر تھا کبھی تو بلند پانی کی دھار اچھالتے تھے کبھی مستطیل شکل میں پانی کی بہار دکھاتے تھے اچھلتے ہوئے پانی میں مکانات، فواروں اور نیلی شفق آسمان کا عکس اس صفائی سے پڑتا کہ دیکھنے والا محو حیرت ہو جاتا تھا اور جادو کا گمان کرتا تھا۔ عالی شان ایوان سنہری، روپہلی، زعفرانی اور نیلے رنگ کی چیزوں سے ایسے آراستہ و پیراستہ ہوتے تھے کہ نگار خانہ چین بھی ان سے شرماتا تھا۔ ایوان اسد جس کے ایک سو اٹھائیس نہایت نفیس اور خوبصورت ستون تھے۔ ایسا خوشنما تھا کہ چشم فلک نے کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ اس کا فرش سفید اور زرد سنگ مرمر کا تھا۔ پتھر کے جوڑوں میں سونے کی دھاریاں ایسی استادی سے جڑی گئی تھیں کہ دیکھ کر حیرت ہوتی تھی۔ اس کی دیواروں کا نقش و نگار اس کی سنگ مرمر کی خوبصورت

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

محرابیں۔ اس کے عالی شان گنبد۔ ایوان نشاط جس میں بادشاہ اور وزیر راگ و رنگ سنتے تھے خوبصورت حرم۔ اس کی اعلیٰ مینا کاری، خوشنما پردے۔ چھوٹے بڑے کمروں کی سجاوٹ اور آرائشگی ان کا رنگ و روغن ان سب چیزوں کو بیان کرنے کے لئے ایک بڑے ماہر بیتہ عالم کا قلم درکار ہے۔ الحمراء کے سامنے مشہور آفاق شاہی ایوان الجزملیف (اصل نام الجامع العارف ہے) محل الحمراء کی طرح فصیل کی دیواروں کے اندر واقع تھا۔ یہ بھی بقول ایک مورخ کے فواروں حوضوں اور چمنوں سے آراستہ تھا۔ اس کی یادگار میں چند صنوبر کے درخت باقی رہ گئے تھے باغ نیم دائرہ کی شکل کے تھے۔ چوٹی سے ایک نہر لاکر ان کی آبپاشی کی جاتی تھی۔ یہ نہر بے شمار جھرنوں اور آبشاروں کا لطف دکھاتی ہوئی درختوں میں غائب ہو جاتی تھی۔

غرناطہ کے بادشاہوں نے بھی خلیفہ کا لقب اختیار کر لیا تھا۔ وہ علم و ہنر کی سرپرستی میں خلفاء قرطبہ سے کم نہ تھے ان کے فیاضانہ عہد حکومت میں کئی رفاہ عام کے کام ہوئے۔ اور غرناطہ عالموں فاضلوں۔ شاعروں۔ ماہر سپاہیوں غرضیکہ ہر فن کے باکمالوں کا مسکن بن گیا۔ غرناطہ کی عورتیں بھی صاحب کمال ہوئی ہیں چنانچہ نزہون زینب۔ حمدہ۔ حفصہ۔ القلایہ۔ صفیہ۔ ماریہ کے ناموں پر اسلامی ہسپانیہ کو فخر ہے۔ غرناطہ کے عرب بادشاہ صرف لٹریچر پر ہی زور نہ دیتے تھے۔ بلکہ تاریخ۔ جغرافیہ۔ فلسفہ۔ ہیئت اور نیچرل سائنس۔ طب اور راگ وغیرہ کے بھی بڑے سرپرست تھے۔ نزہون بنت ابوبکر الغسانی باکمال شاعرہ اعلیٰ تاریخ داں اور ادیب تھی پانچویں صدی ہجری کے اخیر میں گذری۔ زینب و حمدہ بنات زیاد تاجر کتب۔ غرناطہ کے متصل موضوع وادی الحما میں رہتی تھیں ابن الاثیر ان کے علمی کمالات ثروت۔ عفت و حیا اور حسن و جمال کی تعریف کرکے لکھتا ہے کہ علم کی محبت ان کو علماء کی صحبت میں کھینچ لاتی اور وہ بے تکلف بدرجہ مساوات ان میں ملتی جلتیں۔ مگر پورے وقار و تمکنت کے ساتھ کیا مجال کہ آداب نسوانی کی خفیف سی بھی خلاف ورزی ہو۔ حفصہ و قلایہ غرناطہ کی خواتین تھیں۔ صفیہ۔ سکینہ۔ اشبیلیہ فصاحت و بلاغت اور ملکہ تقریر رکھنے کے علاوہ خوشنویسی میں بھی ید طولیٰ رکھتی تھیں۔ ماریہ بنت ابو یعقوب الفیصلی علم و فضل میں یکتائے روزگار تھی ایک یورپین مصنف تسلیم کرتا ہے کہ وقت کے اندازہ کے لئے پنڈولم دستکن م کا استعمال عربوں نے ہی یورپ کو سکھایا اور

تارہ برقی کے بھی اصل موجود ہیں جس میں من بعد بتدریج مزید اصلاحات اور ترقیاں ہوتی گئیں
قصہ مختصر امر واقعہ ہے کہ زمانہ حال کی بہت سی ایجادوں کا کریڈٹ جن کے بغیر علم و فنون ہرگز موجودہ اعلیٰ سطح پر نہ پہنچتے۔ اندلس کے عربوں کو ہی حاصل ہے اسلامی اندلس میں دو قسم کے مدارس تھے ایک تو ابتدائی جن میں عموماً غرباء کے بچوں کو لکھنا پڑھنا اور دینیات سکھائے جاتے۔ دوسرے اعلیٰ مدارس جہاں تمام اعلیٰ علمی مضامین پڑھائے جاتے اور یورپین کی وحشی اقوام کے شائقین۔ ہزاروں کی تعداد میں آکر وہاں نور علم سے بہرہ ور ہوتے۔ مشہور مائیکل سکاٹ اور ہور نے ان ہی اسلامی مدارس کے تلامذہ تھے۔ صرف سلطنت غرناطہ میں ستر عام کتب خانے۔ سترہ کالج اور دو سو ابتدائی مدرسے تھے۔ صرف قرطبہ میں ایک سو ستر یگانہ روزگار عرب پیدا ہوئے اور ایک سو بیس ایسے عالم اجل۔ ادیب۔ مورخ۔ محدث و سائنس داں جن کے طفیل غرناطہ کی یونیورسٹی زمانہ میں بے عدیل مانی گئی۔ مشہور مسیحی فلاسفر ان لوکن اور سینیکا بھی قرطبہ ہی میں پیدا ہوئے تھے۔

ہر یونیورسٹی کا اہتمام ایک ریکٹر کے سپرد تھا جو چیدہ عالموں میں سے منتخب کیا جاتا تھا تیرہویں صدی مسیحی کے وسط میں غرناطہ یونیورسٹی کا ریکٹر سراج الدین ابو جعفر عمر الحکمی تھا۔ ریکٹروں کی تقرری میں مذہب کا کوئی خیال نہ کیا جاتا تھا۔ یہودی اور عیسائی عالم بھی اس عہدے پر برابر ممتاز ہوتے تھے۔ عربوں کی نظر میں علم کا درجہ مذہب سے بڑا تھا۔ اسلامی ہسپانوی یونیورسٹیاں سالانہ جلسہ کیا کرتیں۔ جن میں عام لوگ بھی مدعو کئے جاتے ان سالانہ جلسوں کے علاوہ وقتاً فوقتاً بھی جلسے کئے جاتے ان موقعوں پر یونیورسٹیوں کے عالم نظمیں پڑھتے اور مختلف علمی شاخوں پر نہایت فصاحت و بلاغت سے تقریریں کرتے۔ ہر کالج کے دروازہ پر یہ عبارت کندہ ہوتی۔

دنیا چار چیزوں سے قائم ہے۔ دانا کے علم سے بڑے آدمی کے انصاف سے۔ عابد کی دعا سے۔ بہادر کی بہادری سے"۔ قرطبہ کے زوال پر غرناطہ شہامت کا مخزن بنا جس طرح خلفاء کے شہر میں عورتیں عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھیں اور مختلف جلسوں محفلوں کھیلوں وغیرہ میں اپنی شمولیت سے موقع کی رونق کو دوبالا کرتی تھیں۔ اسی طرح غرناطہ میں بھی ہوتا تھا۔

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

غرناطہ کے بہادروں کی شجاعت اور سپرٹ کا بڑا کریڈٹ عورتوں کو ہی حاصل ہے۔ جب عرب شہسوار میدان کارزار پر جاتا، اپنے معشوق کی کوئی علامت اپنے بازو پر باندھ لیتا اور انعامی مبارزت کے مواقع پر عموماً اس کی معشوقہ بھی داد دینے والوں میں ہوتی۔

مسلم عورتیں بڑی حسین، متوسط القامت، حاضر جواب اور خوش کلام ہوتیں تھیں۔ نفیس ریشم باکتان یا سوتی کپڑوں کا لباس زیب بر کرتیں۔ کمر بند اور پٹکے کا ان میں عام رواج تھا۔ ابن خلدون ان کے شوق لباس کو دیوانگی سے تعبیر کرتا ہے۔ عطر کا عام استعمال تھا۔ خاندانی عورتیں زیور اور بناؤ سنگار کی شوقین ہوتیں۔ ہیرے، پکھراج، زمرد اور سونے کے زیورات پہنتیں۔ ان کی موجودگی عجب شان و شوکت پیدا کرتی۔ وہ مسجدوں میں ایسی معلوم ہوتی تھیں جیسے موسم بہار میں سبزہ زار کے اندر پھول۔ ان لوگوں میں جنہوں نے فوجی پیشہ اختیار کر لیا تھا، پگڑی کا استعمال متروک ہو گیا تھا۔ ویلنسیا، مرسیا اور مشرقی صوبہ جات کے قاضیوں اور فقیہوں نے بھی اس کا استعمال ترک کر دیا اور یہ ٹوپی پہنتے تھے یہ ٹوپی ایرانی طرز کی ہوتی۔ مگر اونچی اتنی نہ ہوتی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ ٹوپی قلنسوہ کے قسم کی تھی۔

ابن سعید ایک عالم کی بابت لکھتا ہے کہ وہ ننگے سر سلطان کے دربار میں حاضر ہوا۔ یہی مؤرخ لکھتا ہے کہ ابن ہود اور ابن الاحمر کبھی عمامہ نہیں پہنتے تھے۔ مغربی اضلاع قرطبہ، سیویل وغیرہ میں قاضی اور فقیہہ عمامہ کا استعمال کرتے تھے۔ مگر ایشیائے مروجہ عماموں سے ان کے عمامے چھوٹے ہوتے تھے۔ چنانچہ ہسپانوی مسلمان اپنے ایشیائی ہم مذہبوں کی بڑی بڑی پگڑیاں دیکھ کر تعجب کرتے تھے۔ بادشاہ اور شاہزادے تھے۔ عرب نائٹ اپنے بزرگوں کی طرح ہلکی زرہ اور آلات نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ فرانسیسیوں کی طرح بھاری زرہ بکتر پہنتے تھے اور ان کے ہی آلات کا استعمال کرتے تھے۔ زرہ بکتر پر عموماً زرد وزی کوٹ پہنتے تھے۔ ہسپانوی مسلمان بڑے پاک و صاف رہتے تھے نہایت ستھرا لباس پہنتے تھے اور مکانوں میں صفائی کا بڑا انتظام رکھتے تھے ان کو صفائی کا یہاں تک خیال تھا کہ اگر کسی غریب کے کپڑے میلے ہو جاتے اور اس کے پاس چند پیسے بھی ہوتے تو وہ ان پیسوں کا صابن خرید لیتا۔ روٹی نہ کھاتا اور میلے کپڑوں سے کبھی پبلک کے سامنے نہ جاتا۔

اب تک میں نے غرناطہ اور قرطبہ کا الگ ذکر کیا ہے اب میں ہسپانوی عربوں کے طریق حکومت، نظام ملک داری، ملک کی تمدنی حالت اور ان کے زمانہ میں علم و ہنر کی ترقی کا ذکر عام طور پر کروں گا۔

گورنمنٹ کا اعلیٰ حاکم سلطان ہوتا اور ایشیا کی طرح انتظام عمل طور پر وزیروں کے ہاتھ میں ہوتا۔ ہر ایک محکمہ الگ الگ وزیر کے ماتحت تھا۔ چار بڑے محکمے تھے۔ محکمہ مال محکمہ وزیر خارجیہ۔ محکمہ عدل اور محکمہ جنگ۔ وزیر کا خطاب بادشاہ کے خاص مشیروں کو بھی دیا جاتا تھا۔ مگر محکموں کے مشیروں کو بادشاہ کے مشیروں سے ممیز کرنے کے لئے وزیر ذوالوزارتین کہتے تھے۔ ایشیا میں کونسل کا پریزیڈنٹ وزیر اعظم ہوتا تھا۔ مگر ہسپانیہ میں حاجب (چیمبرلین) ہوتا تھا۔ جو بادشاہ سے براہ راست احکام حاصل کرتا اور پھر ان پر عمل کراتا تھا۔ وہ اصل میں وزیروں کا صدر ہوتا تھا۔ سب وزیر ایک ایوان میں بیٹھ جاتے تھے۔ مگر پریزیڈنٹ کی نشست ذرا اونچی ہوتی تھی۔ وزیروں کی طرح مشیران خاص بھی خلیفہ کے ساتھ درباری ایوان میں بیٹھنے کے مجاز تھے۔ چند سیکرٹری بھی ہوتے تھے جن کو کاتب الدول کہتے تھے۔ سب سے بڑا سیکرٹری محکمہ کتاب الرسائل کا ہوتا تھا۔

ایک دوسرا افسر کاتب الذمام غیر مسلموں کی حفاظت کے لئے مقرر تھا۔ سرکاری حساب وکتاب کی نگرانی صاحب الاشغال کے سپرد تھی یہ افسر اصل میں وزیر محکمہ مال ہوتا تھا۔ کیونکہ وہ محاصل کو وصول کرتا۔ ٹیکس تشخیص کرتا۔ رسیدیں دیتا اور حساب کی پڑتال کرتا تھا۔ غرناطہ کی سلطنت میں جو افسر سرکاری حساب وکتاب اور سلطان کے خانگی اخراجات اور دیگر مالی کاروبار کا ذمہ ہوتا اس کو وکیل کہتے تھے۔ اس سلطنت میں سیکرٹری آف سٹیٹ کا عہدہ نہیں ہوتا تھا۔ دیوان الرسائل وزیر کی نگرانی میں رہتا تھا اور مہر بادشاہ خود ثبت کرتا تھا۔ بنو احمر اور بنو ہوبرین کے زمانہ میں صاحب الاشغال صرف محصل مداخل رہ گیا۔

ہسپانیہ میں قاضی کی پوزیشن بڑی اعلیٰ تھی۔ اعلیٰ قاضی القضات کی بجائے قاضی الجماعت کہتے تھے۔ پولیس کے اعلیٰ افسر کو بلاد مشرق کی طرح صاحب الشرطہ کہتے تھے۔ خلفائے قرطبہ کے عہد میں اس کے اختیارات بڑے وسیع تھے۔ طوائف الملوکی کے زمانہ میں صاحب

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

الشرطہ محض ایک کمشنر پولیس رہ گیا۔ شہروں کے کمشنروں کو صاحب المدینہ اور بعض افغانستان صاحب اللیل کہتے تھے۔ یہ مجسٹریٹ قاضیوں کے ماتحت ہوتے۔ محتسب الیشام اور افریقہ کی طرح ہوتے سوداگروں کے ناپ تول کے پیمانوں اور اوزان کا معائنہ کرنے اور دنگہ فساد کو رد کتے۔ رات کے پہرہ داروں کو الدرابون کہتے تھے وہ شام کے بعد شہر کے اندرونی پھاٹکوں کے کواڑ بند کر دیتے تھے وہ ہمیشہ خوب مسلح رہتے۔ ہاتھ میں لالٹین لے کر پھرتے۔ ان کے ساتھ حفاظت کے لیے ایک زبردست کتا بھی ہوتا تھا۔

شروع شروع میں بیڑہ جہازات کے اعلیٰ افسر کو امیر الماء کہتے تھے۔ فرانسیسیوں اور ہسپانیوں نے اس کو بگاڑ کر امرالبحر کر دیا۔ عربوں نے پھر ان سے الماء مد کے نام کو اخذ کیا عبدالرحمن الناصر اور اس کے جانشینوں کے عہد میں امیر الماء کو قائد السواحل کہتے تھے بنوامیہ اور الموحدین نے بیڑہ کو خوب اچھی حالت میں رکھا ان کی بحری طاقت سب عیسائی سلطنتوں کی متفقہ طاقت سے زیادہ تھی ابن خلدون تیمور کا معصر تھا۔ اس کے تھوڑا تے سے مسلمانوں نے بحرۂ روم میں اپنی بحری طاقت کو سنبھالنے کی پھر کوشش۔ عربوں کے ماتحت ہسپانیہ کو جو زراعتی ترقی حاصل ہوئی۔ ویسی کسی ملک کو نصیب نہیں۔ عربوں نے زراعت کو علم کا زینہ دیا اور اپنی دانائی اور علم کی روشنی سے ملک کے وسائل زرخیزی کو حیرت انگیز نشوونما دی۔

زمینوں کی قسموں اور مختلف پیداواروں کی خاصیت سے کامل آگاہ اور واقف ہونے کے باعث انھوں نے خاص خاص قسم کے درخت اور پودے لگائے اور بنجر زمین کو سرسبز و شاداب بنایا۔ ہسپانیہ کے چاول شکر کپاس۔ زعفران اور کئی قسم کے اعلیٰ اعلیٰ پھل دار درخت جن کے باعث آج یہ جزیرہ نما مشہور ہے اور یورپ کے مختلف حصص میں اس کی تقلید کی گئی ہے۔ عربوں کی ہی بدولت وہاں پہنچے زمین میں اس کے مناسب حال فصل پیدا کی جاتی تھی۔ صوبہ ویلنسیا کے مقام الشاربہ میں ابھی تک کھجوروں کے جھنڈ ان کی یاد تازہ کر رہے ہیں۔ البوفورا کے قریب چاول بکثرت پیدا کیے جاتے تھے۔ گنا، کپاس اور لبوا ور گنبشیا میں بافراط پیدا ہوتی تھی۔ زیرمیں۔ غرناطہ اور ملاغہ کی سرزمین انگور

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

کی بیلوں سے ڈھکی ہوئی تھی۔ سیول اور اندلیسہ کے زیادہ حصہ پر زیتون کے درخت لگائے گئے چنانچہ ۱۲۴۸ء میں جب فرڈی نینڈ اول نے سیول پر قبضہ کیا تو وہاں کئی کروڑ درخت اور ایک لاکھ کولھو روغن زیتون نکالنے کے لیے موجود تھے عرب زمین کو مرحفال نامی ایک آلہ سے ہموار کرتے اور آب پاشی کے علم کو تو درجہ کمال پر پہنچا دیا۔ سارے ملک میں نہروں کا جال پھیلا ہوا تھا۔ وہ لوہا اور فولاد چیزیں سفیدا میں تیار کرتے تھے اور ان کا فولاد ایسا اعلیٰ ہوتا تھا کہ غرناطہ کی تلواریں ساری دنیا میں مشہور تھیں۔ عربوں نے ہسپانیہ میں ریشم کتان اور ادنی کپڑے کے کارخانے جاری کئے۔ رنگ سازی میں بھی کمال کیا۔ نیل انہی کی ایجاد ہے۔ الحمراء کے محل میں جو مٹی کے برتن اب تک محفوظ پڑے ہیں وہ اور اس محل کی کھپریل ثابت کرتی ہیں کہ مٹی کے کام کو انھوں نے کمال کے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا دیا تھا۔ وہ سونا چاندی پینسل غام۔ ریشم اور ریشمی پارچات۔ کھانڈ۔ رس۔ پارہ۔ سجی۔ پکالوہا۔ زیتون۔ اونی کپڑے۔ عنبر۔ چونا۔ مومیائی۔ بلور۔ ابرق۔ تیل۔ گندھک۔ زعفران۔ ادرک۔ سونٹھ اور کئی دیگر مصالحے۔ اندلسیہ کے ساحل کی مچھلیاں۔ کیٹلونیا کے موتی۔ ملاغہ اور بیجا کی کان کے ہیرے اور کارتھجنا کے یاقوت بیرونی دنیا کو بھیجے جاتے تھے۔ چمڑے کے کمانے اور رنگنے کے وہ استاد تھے۔ نگران کے اخراجات کے ساتھ ہی ملک سے یہ صنعت بھی جاتی رہی اور ہسپانیہ سے فاس میں پہنچی۔ وہاں سے اہل انگلستان نے حاصل کی۔ چنانچہ آج بھی انگلستان میں اس چمڑے کو سراکو اور کورڈووا کہتے ہیں۔

عربوں نے ہسپانیہ میں بارود۔ رگھانڈ اور کاغذ کے کارخانے قائم کئے۔ کاریگری میں بھی عرب کم نہ تھے۔ سنگ تراشی و میناکاری میں وہ اپنے عیسائی ہمسایوں سے بہت بڑھ چڑھ کر تھے۔ خلفائے قرطبہ کے محلات خاصکر الزہراء میں میناکاری کا کمال دکھایا گیا اور پتھر کے شہتیر جو اب تک الحمراء میں محفوظ ہیں۔ ثابت کرتے ہیں کہ غرناطہ میں ان دونوں صنعتوں کو بڑا عروج حاصل تھا۔

شہر کیا کوئی چھوٹا سا قصبہ بھی کالجوں سے خالی نہ تھا۔ ہر ایک شہر کی اپنی یونیورسٹی تھی قرطبہ۔ اشبیلیہ۔ ملاغہ۔ سارگوسا۔ لزبن جین۔ سالامانکا کی۔

Islami Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

یونیورسٹیاں بڑی مشہور تھیں۔ اسلامی ہسپانیہ میں مندرجہ اشخاص نہایت زبردست مورخ ہوئے ہیں۔

ابن حیان جس نے ہسپانیہ کی دو تاریخیں لکھیں۔ ایک دس جلدوں میں۔ دوسری ساٹھ جلدوں میں۔

ابن الابار۔ متوفی ۶۵۸ھ [۱۲۶۰]۔ ابو عبید اللہ البکری۔ ابن بشکوال (ابوالقاسم خلف بن عبد الملک بن مسعود بن موسیٰ) وہ ۴۹۴ھ [۱۱۰۱] میں قرطبہ میں پیدا ہوا۔ اور ۵۷۸ھ [۱۱۸۳] میں فوت ہوا۔ ابن السعید۔ ابوالحسن علی۔ وہ غرناطہ میں ۶۱۰ھ [۱۲۱۴] میں پیدا ہوا۔ اشبیلیہ میں تعلیم پائی اور ۶۸۵ھ [۱۲۸۶] میں فوت ہوا۔ الشکند۔ متوفی ۶۲۹ھ [۱۲۳۱]۔ ابن الخطیب لسان الدین وہ ۷۱۳ھ [۱۳۱۳] میں پیدا ہوا۔ ہفتم شاہ غرناطہ یوسف الحجاج کا وزیر ہوا۔ الغنی کے عہد میں بالزام غداری ۷۷۶ھ [۱۳۷۴] میں قتل کیا گیا۔ ابن خلدون اگرچہ اندلسیہ میں رہا۔ مگر وہ تونس میں پیدا ہوا تھا۔ اس کا خاندان مدت سے اشبیلیہ میں آباد تھا۔ ۶۴۶ھ [۱۲۴۸] میں فرڈی نینڈ نے یہ شہر فتح کر لیا۔ تو خاندان مذکور تونس کو ہجرت کر لیا۔ وہیں یہ مشہور آفاق مورخ ابو زید عبد الرحمٰن بن ابوبکر محمد ۷۳۲ھ [۱۳۳۲] میں پیدا ہوا۔ بیس سال کی عمر میں ابواسحٰق شاہ تونس کا وزیر ہو گیا۔ پھر مرینی سلاطین فاس۔ عثمان اور ابوسالم کا وزیر بنا۔ ۷۶۴ھ [۱۳۶۲] میں غرناطہ گیا اور کچھ عرصہ پیٹر شاہ کیسٹل کے دربار میں سفیر رہا۔ ۷۶۶ھ [۱۳۶۵] سے ۷۸۴ھ [۱۳۸۲] تک مختلف اعلیٰ مناصب پر مامور رہا اور ساتھ ہی اپنی نادرۂ روزگار تاریخ لکھتا رہا۔ ۷۸۴ھ [۱۳۸۲] میں قاہرہ چلا گیا اور دو سال بعد مقرر ہو کر تا وفات وہاں کا اعلیٰ مالکی قاضی رہا۔ ۸۰۳ھ [۱۴۰۱] میں تیمور سے اس کے لشکر میں جا کر ملا۔ ۱۵ رمارچ ۸۰۸ھ [۱۴۰۶] کو فوت ہوا۔ ابن خلدون اپنے دسویں جد امجد کے نام سے پکارا گیا۔

میں پہلے صفحوں میں غرناطہ کی عام عورتوں کے نام درج کر چکا ہوں۔ یہاں ابتدائی زمانہ کی عالمانہ اور شاعرہ عورتوں کے نام جو قرطبہ اور دیگر شہروں میں ہوئی ہیں درج کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

حسانہ التیمیہ بنت ابوالحسین شاعرہ اور امام العلٰی یہ دونوں چھٹی صدی ہجری میں قصبہ وادی الکبیر میں ہوئیں۔ امۃ العزیز جو آل رسول الشریفہ کہلاتی اور الغسانیہ پانچویں

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

صدی ہجری میں صوبہ المیریا کے قصبہ بجا میں گذریں یہ خاتونیں اپنے زمانہ کے مشہور عالموں میں شمار ہوتی تھیں العروضیہ جو بلنسیا میں رہتی تھیں۔ علم صرف و نحو، علم فصاحت میں بڑی ماہر تھیں وہ ۴۵۰ھ میں بمقام دنیا اس دار ناپائدار سے رحلت فرما ہوئی۔ حفصۃ الرکینہ جو اپنی خوبصورتی، لیاقت، شرافت اور دولت کے لئے مشہور، موحدین کے عہد میں ہوئی حفصہ بنت حمدون وادی الکبیر کی رہنے والی اور چوتھی صدی ہجری کی مشہور عالمہ اور شاعرہ تھی۔ زینب المریبہ وادی عش کی رہنے والی۔ حاجب المظفر کے عہد میں ہوئی۔ وہ حاجب کے خاندان سے بہت خلا ملا رکھتی تھی۔ مریم بنت ابو یعقوب الانصاری سیول کی باشندہ بڑی عالم عورت تھی۔ فصاحت نظم اور رالحیجری کی تعلیم دیا کرتی تھی۔ وہ بڑی رحم دل، نیک چلن پارسا، شریف الطبع اور ملنسار تھی اور اپنے فرقہ میں محبوب تھی وہ چوتھی صدی ہجری کے اخیر پر دار البقا کی طرف انتقال کر گئی۔ اسماء العماریہ یہ بھی سیول کی رہنے والی اور بڑی عالمہ عورت تھی۔ ام الحنا بنت قاضی ابو محمد عبدالحق ابن عطیہ شاعرہ اور فقیہہ تھی۔ بہجہ قرطبہ کی رہنے والی المستکفی کی بیٹی۔ ولادہ کی سہیلی اپنی شاعری اور خوبصورتی کے لئے مشہور آفاق تھی۔ اعتماد الرمیکیہ آخری حکمران سیول معتمد کی بیوی اور بوسینہ اس کی بیٹی اپنے زمانہ کی بڑی ممتاز خاتونیں تھیں۔

ہسپانوی مسلمانوں کی ترقی و تہذیب کا مکمل مرقع پیش کرنے کے لئے ان کے حکیموں اور فلاسفروں کا ذکر بھی ضروری ہے

ابوبکر محمد بن یحیٰی المعروف بہ ابن الصائغ[1] جس کو عام طور پر ابن باجہ کہتے ہیں، سلاگوسا کا باشندہ تھا۔ وہ بڑا ماہر حکیم، فلاسفر، مہندس اور ہیئت دان تھا اس نے راگ میں بھی کمال حاصل کیا تھا وہ ۵۳۳ھ مطابق ۱۱۳۸ء میں بمقام فاس داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔

ابن طفیل (ابوبکر محمد بن عبدالملک ابن طفیل) ہسپانیہ کے عربوں میں نہایت ہی نامور فلاسفر ہوا ہے۔ وہ وادی عش میں پیدا ہوا تھا اور علم طب، علم ریاضی، فلسفہ اور شاعری میں

[1] سنار ۱۲

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

مہارت تامہ حاصل کی۔ الموحدین خاندان کا دوسرا بادشاہ ابو یعقوب یوسف اس کی بڑی عزت کیا کرتا تھا۔ ابن طفیل ۵۸۱ھ ہجری مطابق ۱۱۸۵ء میں مراکو میں فوت ہوا۔ یعقوب المنصور کے بیٹے اور جانشین نے خود اس کی تجہیز و تکفین میں مدد دی۔ ابن طفیل کی مشہور تصنیف حی ابن یقظان ہے۔ فطری دین پر سب سے پہلے جو کتب لکھی گئیں یہ ان میں سے ایک ہے اس کا ترجمہ لاطینی میں ہوا اور ۱۶۸۶ء میں بزبان انگریزی بھی اس کا ملخص چھپ گیا۔

ابن زہر (ابوبکر الایادی) سیول کا باشندہ تھا اور ایک ایسے خاندان کا فرد تھا جس کے سارے ارکان عالم حکیم یا دبیر تھے ان میں بعض نہایت جلیل القدر عہدوں پر ممتاز اور بادشاہوں کے منظور نظر تھے۔ ابن زہر ابو یوسف یعقوب المنصور کا طبیب خاص تھا وہ ۵۹۵ھ ہجری مطابق ۱۱۹۹ء میں جہان فانی سے رخصت ہو گیا۔ اس کے اجداد بھی نامور طبیب تھے ابن رشید (ابوالولید محمد بن احمد بن رشید) ۵۲۰ھ مطابق ۱۱۲۶ء میں پیدا ہوا۔ الموحدین کے زمانہ میں اس کا دادا اور باپ اندلسہ کے قاضی القضاۃ تھے۔ ابن رشد ابو مروان۔ ابن زہر اور ابن طفیل کا دوست تھا۔ انھوں نے اس کی رسائی ابو یعقوب یوسف تک کی ۱۱۶۹ء میں ابن رشد سیول کا قاضی تھا ۱۱۸۲ء میں قرطبہ کا قاضی ہوا وہ ۹ صفر ۵۹۵ھ دسمبر ۱۱۹۸ء کو اس دارالمحن سے دارالامن کی طرف کوچ کر گیا۔

باب ۲۲

۱۶۹ھ تا ۵۶۷ھ / ۷۸۵ء تا ۱۱۷۱ء

ادریسی ۔ اغالبہ ۔ جنیہ سسلی پر حملہ ۔ اس کی فتح ۔ اغلبیوں کا زوال ۔ بنو فاطمہ کا عروج ۔ مصر کی فتح ۔ قاہرہ کی بنیاد ۔ شام ۔ حجاز اور یمن کی فتح بنی فاطمہ کا زوال ۔ اس خاندان کا انجام ۔ قاہرہ ۔ اسمعیلیوں کا گرانڈ لاج ۔

بنو عباس کے تیسرے خلیفہ مہدی کے عہد تک افریقہ کے سارے مقبوضات عباسی حکومت کو تسلیم کرتے رہے۔ خلیفہ ہادی کے عہد میں حضرت حسن کی نسل کا ایک شخص

ادریس مغربی مراکو کی طرف بھاگ گیا اور وہاں بربری کی مدد سے جنھوں نے اس کو اپنا امام اور سردار تسلیم کر لیا۔ ایک زبردست سلطنت کی بنا ڈالی۔ جو شمالی افریقہ میں مدت تک قائم رہی۔

اس نے فاس کا شہر آباد کیا اور اس کو اپنا دارالسلطنت بنایا۔ اس کی مدبرانہ حکومت کی بدولت یہ شہر علم و ہنر اور ترقی و تہذیب کا مسکن بن گیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کو عباسیوں کے ایک جاسوس نے زہر کھلا دیا جس کے باعث وہ جاں بحق ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا کم سن بیٹا کہ اس کا نام بھی ادریس تھا اپنی ماں اور وزیر غالب کی سرپرستی میں تخت پر رونق افروز ہوا۔ ادریس ثانی مرد میدان اور قوی پہلوان ثابت ہوا۔ اس نے جنوب کی طرف بڑی بڑی نمایاں فتوحات حاصل کیں۔ ابن خلدون لکھتا ہے اس وقت عباسیوں کی حکومت مغرب الاقصیٰ میں تشلف سے لے کر سوس الاقصیٰ تک اٹھ گئی۔

۲۱۳ھ میں ادریس ثانی داعی اجل کو لبیک کہہ گیا اور اس کا بیٹا محمد خلیفہ ہوا۔ اپنے خاندان کے افراد کو گورنروں پر مقرر کرنے کی پالیسی میں اس کو نمایاں کامیابی ہوئی کیونکہ سوائے ایک کے اس کے سارے گورنر نمک حلال اور خیر خواہ رہے۔ محمد ۲۲۱ھ میں اس جہان فانی سے رخصت ہو گیا اور اس کا بیٹا علی جو اس وقت نو سال کی عمر کا تھا تخت پر متمکن ہوا۔ اس کی تخت نشینی سے ساری رعایا خوش ہوئی اور اس کے باپ کے نمک خواروں نے ایسی ایمانداری اور تن دہی سے کام کیا کہ ایک مؤرخ لکھتا ہے اس کی حکومت ادریس اقبال مند تھی یہ نیک نہاد خلیفہ بائیس سال کی عمر میں لاولد فوت ہو گیا اور اس کی جگہ اسکا بھائی یحییٰ بن محمد تخت پر جلوہ افروز ہوا۔ اس کے طویل عہد حکومت میں سلطنت کی حدود ہر طرف کو بڑھیں اور سلطنت میں ہر طرح کی ترقی ہوئی اس نے فاس کی آبادی کو بڑھایا اور اس کی رونق کو ترقی دی اور ہر طرف کے آدمی آ کر دارالخلافہ میں جمع ہو گئے۔ یحییٰ ۲۶۴ھ میں اس دارِ ناپائدار سے کوچ کر گیا اور اس کا بیٹا کہ اس کا نام بھی یحییٰ تھا۔ تخت پر متمکن ہوا لیکن ابھی زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ ایک مدعی تخت بغاوت نے اسے سپین بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔ جہاں وہ دنیا ہی سے گزر گیا۔ یحییٰ ثانی کے بھاگ جانے کے بعد اس کا چچا زاد بھائی

M Awais Sultan Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

علی بن عمر خود شہر فاس کا حکمران بن بیٹھا۔ مگر خارجیوں کی بغاوت نے اس کو ہسپانیہ میں پناہ لینے پر مجبور کیا اور وہ وہاں پر فوت ہوگیا۔ علی کے بھاگ جانے پر فاس کے لوگوں نے ادریس ثانی کے ایک پوتے یحییٰ بن قاسم کو اپنا امام اور خلیفہ بنا لیا یہ بادشاہ بڑا عالم اور مذہب سے باخبر تھا۔ سارے ادریسی مقبوضات کو زیر نگین کرنے میں کچھ عرصہ تو وہ کامیاب رہا تاہم ۳۰۹ ہجری میں اس کے عہد حکومت کا خاتمہ بہت بری طرح ہوگیا۔ شہر مکناسہ کے فاطمی گورنر نے اس کو حکومت سے الگ کر دیا۔ سلطنت کھو کر یحییٰ پرائیویٹ لائف بسر کرنے لگا اور ۳۳۱ھ میں اپنی وفات تک مہدیہ میں مقیم رہا۔ یحییٰ ثالث کے اخراج کے ساتھ ہی ادریسی حکومت کا بھی خاتمہ ہوگیا اور اس خاندان کے مختلف شہزادے مختلف سرحدی علاقوں پر قابض ہو گئے اور شاہی القاب اختیار کر لیے۔

۳۱۹ھ میں عبدالرحمٰن ثالث الناصر نے افریقہ پر چڑھائی کر کے مراکو کا بہت سا حصہ فتح کر لیا اور ادریسی شہزادوں کو قرطبہ کی طرف لے آیا۔ مغربی مراکو ہسپانوی خلیفہ کے اور مشرقی فاطمی خلیفہ کے قبضۂ تصرف میں آگیا۔

میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ ۱۸۴ھ میں افریقہ خود مختار ہوگیا تھا ہارون رشید نے اپنے ایک بزرگ کو وہاں کا باجگذار بادشاہ بنا دیا تھا۔ ہارون رشید کے حال میں اس کا ذکر کر چکا ہوں۔ اس سلطنت کا پہلا حکمران ابراہیم بن اغلب تھا۔ وہ بڑا مدبر اور مستعد شخص تھا اس نے قیروان کے قریب ایک نیا شہر عباسیہ آباد کر کے اس کو اپنا صدر مقام بنا لیا۔ اس نے بارہ سال حکومت کی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا عبداللہ تخت پر جلوہ افروز ہوا اس کے عہد میں کوئی جنگ یا فساد نہ ہوا۔ امن و امان کا دور دورہ رہا۔ لوگ خوش خلق اور بدحال ہو گئے۔ وہ ۲۰۱ھ میں انتقال کر گیا۔ اس کا بھائی زیادۃ اللہ لائق، اولوالعزم اور علم و ہنر کا مربی تھا مگر طبیعت کا تیز اور زود رنج تھا جس کی وجہ سے اس کے برخلاف سخت بغاوت برپا ہوئی۔ سخت جدوجہد کے بعد آخر باغیوں کو شکست ہوئی اور ۲۰۸ھ یا ۲۰۹ھ میں پھر امن قائم ہوگیا۔

عربوں نے جزیرہ سسلی کے جنوب میں مدت سے ایک بستی قائم کی ہوئی تھی مگر اس کی باضابطہ فتح اس کی اغلبی بادشاہ کے عہد میں ہوئی ۲۱۲ھ میں اس نے قیروان کے قاضی اسد بن

فرات مؤلف اسدیہ جو مالکی فقیہہ پر مستند کتاب ہے) کے ماتحت ایک لشکر جزیرہ سسلی کی طرف روانہ کیا۔ اس حملہ کی وجوہات عربی مورخوں نے اور بیان کئے ہیں اور عیسائی مورخوں نے اور۔ عیسائی مورخ لکھتے ہیں کہ ایک نوجوان رومی نے ایک نن (جو عورت شادی نہ کرے بلکہ اپنی زندگی مذہب کے لئے وقف کر دے اس کو نن کہتے ہیں) کو ورغلایا۔ قیصر روم نے اس کی زبان کاٹ دینے کا حکم دیا۔ وہ بھاگ کر افریقہ آگیا۔ اور عربوں کے جزیرہ پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ انھوں نے حملہ کر کے جزیرہ فتح کر لیا۔

عرب مورخ نن کا کوئی ذکر نہیں کرتے۔ ابن اثیر لکھتا ہے۔ رومیوں کے قیصر نے جو قسطنطنیہ میں رہتا تھا ۲۱۱ھ میں ایک شخص پیٹرسن قسطنطین کو سسلی کا گورنر بنا کر بھیجا۔ قسطنطین نے فیمی نامی ایک رومی بہادر اور دانا سپاہی کو جنگی بیڑہ کا کمانڈر مقرر کیا۔ فیمی نے افریقہ پر یورش کر کے مسلمانوں کو سخت ایذا پہنچائی۔ اسی اثنا میں امبراطور قسطنطنیہ نے قسطنطین کو حکم بھیجا کہ فیمی کو قید کر کے اذیت دو۔ جب فیمی نے یہ خبر سنی اس نے علم بغاوت بلند کر کے قسطنطین کو قطانیہ کی طرف نکال دیا اور خود سسلی کا بادشاہ بن بیٹھا اس کے بعد فیمی اور اس کے نائب مسمی بلاطہ میں جس کی مدد پر میکائیل گورنر پلرمو تھا جنگ شروع ہو گئی فیمی کو سخت زک ملی اور بلاطہ سرقوسہ کا بادشاہ ہو گیا اس پر فیمی نے زیادۃ اللہ اغلبی سے مدد مانگی اور صلہ میں جزیرہ سسلی دینے کا وعدہ کیا۔ ربیع الاول ۲۱۲ھ میں عرب مقام مزدرہ پر اترے بلاطہ نے جو فیمی کا دشمن اور رقیب تھا۔ عربوں کا مقابلہ کیا مگر شکست کھائی اس پر وہ کلابریا کی طرف بھاگ گیا۔ جہاں وہ کچھ ہی عرصہ بعد فوت ہو گیا۔ عربوں نے جزیرہ کے بڑے بڑے قلعے فوراً فتح کر لئے۔ سرقوسہ کا محاصرہ کیا گیا۔ مگر عرب کیمپ میں وبا پھوٹ پڑی جس سے اسد بن فرات اور بہت سے سپاہی تلف ہوئے۔ اسد کی جگہ محمد بن ابی الجواری سپہ سالار ہوا۔ مگر اتنے میں رومیوں کی فوج شہر کی مدد کو آپہنچی اور عربوں کو محاصرہ اٹھانا پڑا۔ تاہم مسلمان مینو اور جرجنت کے فتح کر لینے میں کامیاب ہوئے۔ جہاں انھوں نے بھاری فوجی دستے متعین کر دیئے۔ قصر عنیا پر فیمی کو شہر کے باشندوں نے بے ایمانی سے مار ڈالا۔

Islamic Books Quran & Madni Ittar House
M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

محمد بن ابی الجواری بہت ہی تھوڑی مدت بعد داعی اجل کو لبیک کہہ گیا اور زہیر بن غوث اسلامی فوجوں کا سپہ سالار مقرر ہوا۔ اسی اثناء میں رومیوں کو قسطنطنیہ سے بڑی کمک پہنچ چکی تھی۔ انھوں نے حملہ آوروں کو پامال کرنے کی کوشش شروع کی۔ مینو کا جہاں عرب مقیم تھے محاصرہ کیا گیا۔ خوش قسمتی سے ہسپانیہ اور افریقہ کی طرف سے کمکیں آن پہنچیں۔ رومی سراقوسہ کی طرف واپس چلے گئے اور عربوں نے پھر مجاہدانہ کارروائی شروع کر دی۔ ماہ رجب ۲۱۶ھ (۱۳ اگست تا ۱۱ ستمبر ۸۳۱ء) میں پلرمو مفید مطلب شرائط پر مطیع ہو گیا۔ پلرمو کا قبضہ سارے جزیرہ کے قبضہ کا پیش خیمہ تھا۔ اگرچہ جزیرہ کا بڑا حصہ اسلامی حکومت میں تصرف میں آگیا تاہم زیادۃ اللہ کے خاص رشتہ دار ابو الاغلب ابراہیم بن عبد اللہ کے ملکی و فوجی گورنر مقرر ہونے تک کوئی باقاعدہ انتظام حکومت نہ کیا گیا۔ ابو الاغلب کے زمانہ گورنری میں کوہ اٹنا (جبل النار) کے آس پاس کے اضلاع فتح کیے گئے۔ زیادۃ اللہ ۲۲۱ھ میں داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔ اور اس کی جگہ اس کا بھائی ابو عقال اغلب تخت نشین ہوا۔ ابو عقال کا عہد حکومت بڑا مفید ثابت ہوا۔ سسلی کی طرف کمکیں بھیجی گئیں اور مزید فتوحات کا سلسلہ جاری کیا گیا۔ اس وقت عربوں نے جنوبی اطالیہ میں فوج اتار کر کئی ساحلی علاقے فتح کر لیے۔

ابو عقال دو سال سات ماہ حکومت کر کے ۲۲۶ھ میں فوت ہو گیا۔ اور اس کا بیٹا ابو العباس محمد تخت پر رونق افروز ہوا۔ وہ بڑا دانا حکمران اور عمارات بنانے کا بڑا شائق تھا۔

۲۲۱ھ میں وائسرائے سسلی کے نائب فضل بن جعفر ہمدانی نے براہ سمندر جا کر میسینا کے نزدیک اپنی فوج اتاری۔ نیپلز کی مدد سے میسینا نے دو سال تک عربوں کے حملے روکے مگر آخر میں مطیع ہو گیا۔ ۲۳۱ھ میں فضل نے لینٹینی کا شہر فتح کیا اور راس الکبریٰ تک فتح و ظفر کا ڈنکا بجایا۔ کلابریا اور کمپانیا کو زیر کیا۔ اور ایک سو پچاس قصبات یا تو زیر فرمان کیے گئے یا باجگذار بنائے گئے۔ ایک عربی بیڑہ جہازات وسیلے تابڑ میں گیا جس نے عتانڈی اور سدما کے مضافات کو تاخت و تاراج کر کے گنٹیا کا محاصرہ کیا۔ مگر عربوں کی باہمی نااتفاقی نے شہر کو بچا دیا۔ ۲۳۲ھ میں عرب ٹارنیو میں آباد ہوئے۔ ۲۳۳ھ میں گوسا کو تسخیر کیا۔ ۲۳۵ھ میں روما پر حملہ کیا۔ مگر ایک سخت طوفان اور آندھی نے پوپ لیو رابع کی مدد کی۔ عرب جہاز چٹانوں

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

اور کناروں سے ٹکرا ٹکرا کر پاش پاش ہوگئے۔ سسلی کا وائسرائے ابن عبداللہ ماہ رجب ۲۳۶ھ میں بمقام پلرمو داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔ اس کی وفات پر عرب آبادکاروں نے عباس بن فضل کو اپنا کمانڈر مقرر کیا۔ اور شاہ افریقیہ نے ان کے انتخاب کو منظور کیا۔ عباس نے سسلی کی فتح کا سلسلہ قائم رکھا۔ ۲۲۶ھ اور ۲۴۲ھ میں قطانیہ قلعات ابی ثور۔ اور کئی دیگر شہر یکے بعد دیگرے فتح کیے گئے

عباس ۲۴۷ھ میں اس دار ناپائدار سے رحلت کر گیا۔ آبادکاروں نے اس کی جگہ اس کے بیٹے عبداللہ کو منتخب کیا اور اغلبی بادشاہ ابوابراہیم نے اس کو منظور کیا کچھ عرصہ بعد اس کی جگہ خفاجہ بن سفیان مقرر کیا گیا۔ ۲۵۰ھ میں مسلمانوں نے نوٹوں نامی ایک مشہور اور اہم شہر پر قبضہ کیا۔ اور چند سالوں میں مسلمانوں نے سارا قوس کو جو ابھی تک مقابلہ پر تلا ہوا تھا، مع آباشاس اور قصرالجدید کے شہروں کے فتح کر لیا۔ ۲۵۴ھ میں خفاجہ کے بیٹے محمد نے پھر گشیا کا محاصرہ کر کے ردمہ کے مضافات کو زیر فرمان کیا۔ خفاجہ ۲۵۵ھ میں انتقال کر گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد وائسرائے کے عہدہ پر ممتاز ہوا اس کے زمانہ وائسرائی میں احمد بن عمر نے جزیرہ مالٹا کو فتح کیا۔ محمد بن خفاجہ ۱۴ رجب ۲۵۷ھ میں قتل کیا گیا۔

سسلی کے واقعات کا سلسلہ ملانے کے لئے افریقی حکومت کے حالات قلم بند کرنے ضروری ہیں جب ابوالعباس محمد ۲۴۲ھ میں داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا ابوابراہیم احمد تخت پر جلوہ افروز ہوا۔ اس کے عہد حکومت میں بالکل امن امان رہا وہ اپنی رعایا سے پدرانہ سلوک کرتا تھا اس کے دشمن کی دستبرد سے سلطنت کو محفوظ رکھنے کے لئے دس ہزار قلعے۔ گڑھیاں۔ پتھر اینٹ اور گچ کی بنوائیں ابوابراہیم احمد ۲۴۹ھ میں فوت ہوگیا اور اس کا بھائی ابومحمد زیادۃ اللہ تخت پر رونق افروز ہوا، وہ بالکل اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلا۔ مگر صرف ۱۸ ماہ حکومت کر کے دارالبقا کی طرف سفر کر گیا۔

اس کی وفات پر اس کا بھائی ابوعبداللہ محمد تخت پر رونق افروز ہوا۔ ابن الاثیر لکھتا ہے "وہ ایک دانا عالم اور لائق بادشاہ تھا" اس کے عہد میں رومیوں نے سسلی میں کچھ اقتدار حاصل کیا ان کا زور بڑھتا دیکھ کر محمد نے چند قلعے بنوائے اس نے براعظم میں کچھ علاقے فتح کئے ابوعبداللہ محمد ۲۶۱ھ میں فوت ہوگیا اور اس کی جگہ اس کا بھائی ابراہیم تخت پر متمکن ہوا۔

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

شروع شروع میں تو اس نے خوب دانائی اور انصاف سے حکومت کی مگر بعد میں اس کے دماغ میں فتور آگیا اور اس نے لوگوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ اپنے فرزندوں کو کو بھی نہ چھوڑا۔ اس کے کشت و خون کی خبر سن کر خلیفہ معتضد سخت ناراض ہوا۔ اور اس کی برطرفی کا حکم بھیج کر اس کے بیٹے ابوالعباس عبداللہ کو جو اس وقت سسلی میں تھا۔ افریقہ کی حکومت پر مقرر کیا۔ ابراہیم نے جوگیوں کا بھیس اختیار کیا۔ قیدیوں کو رہا کیا اور رومیوں سے جنگ کا ڈھنگ ڈالنے کے لئے سسلی کی طرف روانہ ہو گیا۔ سسلی پہنچ کر وہ تھوڑے عرصہ کے بعد فوت ہو گیا۔ ابوالعباس عبداللہ رحم دل اور منصف مزاج بادشاہ تھا۔ ملکی معاملات کو اچھی طرح کے انتظام میں بڑا ماہر تھا۔ مگر اس کو چند غلاموں نے اس کے بیٹے ابونصر زیادۃ اللہ کے ایما سے بحالت خواب قتل کر دیا۔ یہ پدر کش (ابونصر زیادۃ اللہ) بادشاہ اپنے خاندان کا آخری بادشاہ تھا پہلے تو اس نے غلاموں کو جن کو خود اس نے اپنے باپ کے قتل پر مامور کیا تھا دار پر کھینچا اور پھر ایسا عیش میں ڈوبا کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہ رہی۔ لچوں، اچکوں اور بد معاشوں کی صحبت اختیار کی اور سلطنت کو تباہ و برباد کیا۔ وہ نشۂ عشرت میں مست تھا اور ادھر شمالی افریقہ میں ایک انقلاب عظیم کا جس سے سارا نقشہ ہی بدل گیا، مواد پک رہا تھا۔

امام جعفر صادق کی وفات پر جو اختلاف شیعہ لوگوں میں ہو گیا تھا اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے کثیر تعداد نے تو امام موسیٰ الکاظم کو جسے مرحوم اپنا جانشین کر گیا تھا۔ اپنا پیشوا قبول کر لیا۔ مگر باقیوں نے اسمٰعیل بن محمد المعروف بہ المکتوم کو اپنا امام بنایا۔ موخر الذکر شیعہ اسمٰعیل کے نام سے مشہور رہے۔ اسمٰعیلی اپنے پانچ روحانی اماموں کو مکتوم کہتے ہیں کیونکہ دشمنوں کے ظلم کے خوف سے انھوں نے اپنے منصب کا اظہار نہ کیا تھا ان کے مذہبی عقائد تیسری صدی مسیحی کے مشہور ایرانی حکیم مانی کے فلسفہ سے جس کا اثر مسیحی تعلیمات اور اسلامی تصوف میں بصراحت نمایاں ہے اخذ کئے گئے ان میں سے بہت آدمی دراصل مانی ہی عقائد کے پیرو تھے۔ ان کے عقائد عام مسلمانوں سے بالکل جدا تھے۔ وہ ایمان بالقال کے قائل تھے اور ایمان بالحال کو نہ مانتے تھے۔ یعنی احکام مذہبی کی تعمیل کو نجات کے لئے ضروری نہ جانتے۔ امام پر ایمان لے آنے کو کافی سمجھتے۔ اسمٰعیلی شیعوں کا یہ فرقہ باطنیہ کے نام سے مشہور رہا ہوا۔ ان کی رندانہ تعلیم

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

اور سربستہ عقائد سے عباسیوں کو شک پڑ گیا کہ کہیں کچھ دال میں کالا نہ ہو۔ چنانچہ وہ ان کی نہایت احتیاط سے نگرانی کرنے لگا۔ قرامطہ اور حشاشین کے گروہ اسی فرقہ سے نکلے۔

محمد المکتوم کی وفات پر اس کا بیٹا جعفر المصدق اسمٰعیلیوں کا امام ہوا۔ اس کی وفات پر اس کا بیٹا محمد الحبیب ان کا امام ہوا۔ یہ امام بڑا لائق، جری، اولوالعزم اور خوبیوں میں سفاح اور منصور کے باپ محمد سے ملتا جلتا تھا۔ وہ حمص کے نزدیک مقام سلامیہ میں رہتا تھا۔ جہاں سے اپنے داعی، مرید بھرتی کرنے کے لئے اطراف و جوانب میں روانہ کرتا۔ اس کے عقائد بسرعت تمام یمن، یمامہ، بحرین، سندھ، ہندوستان مصر اور شمالی افریقہ میں پھیل گئے۔ اس کا ایک بڑا سرگرم داعی ابوعبداللہ حسین بن محمد بن ذکریا تھا جو کسی وقت بصرہ کا محتسب رہ چکا تھا۔ اس کا خطاب بعد میں الشیعی یعنی غالی شیعہ ہو گیا۔ وہ صوفی اور معلم بھی پکارا جاتا تھا۔ ۲۷۸ھ میں ابوعبداللہ افریقہ کی طرف گیا اور اپنی فصاحت اور بلاغت اور طریق عمل سے بربریوں میں بڑا رسوخ حاصل کر لیا۔ اور بہت جلد ہی کتامہ کے زبردست قبیلہ کو اہل بیت کے مریدین میں شامل کر لیا۔ اس وقت ابراہیم بن محمد افریقہ کا حکمران تھا اس نے اسمٰعیلیہ تحریک کو روکنے کی بیش از بیش جدوجہد کی تاہم ابوعبداللہ ساری مشکلات پر غالب آتا رہا اور ادھر زیادۃ اللہ کی نالائقی نے اس کی کامیابی کا راستہ صاف کر دیا۔ جب اغلبی بادشاہ رقادہ[1] میں گلچھرے اڑا رہا تھا، ابوعبداللہ ملک میں اقتدار رسوخ بڑھا رہا تھا۔ اور اس کے قاصد لوگوں کو مہدی کے آنے کی خوشخبری سنا رہے تھے زیادۃ اللہ نے دو فوجیں الشیعی کو پامال کرنے کے لئے روانہ کیں۔ مگر دونوں شکست کھا کر پامال ہوئیں۔ بس پھر کیا تھا، الشیعی کا بول بالا ہو گیا۔ زیادۃ اللہ پہلے طرابلس کی طرف، وہاں سے ایشیا کی جانب بھاگ گیا اور بقول ابن عساکر ۲۹۶ھ میں بمقام رقہ فوت ہوا۔ ابوعبداللہ بروز شنبہ یکم رجب ۲۹۶ھ (۲۶ مارچ ۹۰۹ء) کو اغلبیوں کے دارالخلافہ میں فتح و ظفر کے پرچم اڑاتا ہوا داخل ہوا۔ شہروں اور قصبوں کا چارج لینے کے لئے گورنر بسرعت تمام روانہ کئے گئے۔ ابوعبداللہ کی رحیمانہ اور مدبرانہ پالیسی نے لوگوں کو

---

[1] رقادہ قیروان سے تین میل تھا۔ آب و ہوا نہایت پاکیزہ تھی اور باغات، چشموں، حماموں اور بلند محلات سے معمور تھا۔

کے دلوں کو مسخر کر لیا اور انھوں نے اس بادشاہ کو جس کے نام پر ابو عبداللہ نے ملک پر قبضہ کیا دل و جان سے منظور کر لیا۔

محمد الحبیب تیسری صدی ہجری کے خاتمہ پر فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا عبیداللہ امامت کی گدی پر رونق افروز ہوا۔ مرتے ہوئے باپ نے بیٹے سے کہا "تم مہدی ہو تم کو ایک ایسے دور دراز ملک میں جانا پڑے گا جہاں سخت مشکلات کا سامنا ہوگا۔ تاہم عبیداللہ چپ چاپ سلامیہ میں بیٹھا رہا جب الشیعی (ابو عبداللہ) نے قبیلہ کتامہ کو اچھی طرح مطیع و فرمانبردار کر لیا اور اس نے مہدی (عبیداللہ) کو افریقہ آنے کے لئے قاصد روانہ کئے تو عبیداللہ اپنے فرزند ابوالقاسم اور الشیعی کے بھائی ابوالعباس اور چند رفیقوں کے ساتھ سوداگر کا بھیس بدل کر روانہ ہوا اگرچہ ابو عبداللہ نے مہدی کے ساتھ خط و کتابت کرنے میں بہت احتیاط ملحوظ رکھی تاہم عباسیوں کے کان میں عبیداللہ کے سلامیہ سے فرار ہونے کی بھنک پڑ گئی خلیفہ مکتفی نے مفرورین کے حلیے ساری سلطنت میں مشتہر کر کے حکم دیا کہ جہاں ملیں گرفتار کر لو۔ طرابلس میں ابوالعباس نے مہدی کی پارٹی کو وہیں چھوڑا اور خود قیروان کی طرف گیا۔ یہاں وہ تنہا گرفتار کر لیا گیا بس پھر کیا تھا زندان میں ڈال دیا گیا۔ عبیداللہ اور اس کا بیٹا تعاقب سے بچ گئے۔ اور وہ ۲۹۶ھ میں سجلماسہ میں جا پہنچے یہ شہر بڑا خوبصورت تھا اور کوہ اطلس کے جنوبی دامن میں واقع تھا اور اس وقت بنو مدرار کا دارالسلطنت تھا۔ یہ شہر موجودہ مراکش کے قریب ۱۴۰ھ میں آباد ہوا تھا۔ جہاں ان کے بلند طالع نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔ سجلماسہ پر اس وقت ایک بربری شہزادہ الیسع بن مدرار حکمران تھا۔ پہلے تو اس نے ان کی بڑی خاطر تواضع کی۔ مگر زیادۃ اللہ کا ایک خط موصول ہونے پر ان کو زندان میں ڈال دیا۔ تاہم الشیعی ایک لشکر جرار کے ساتھ پہنچ گیا اور اپنے بھائی ابوالعباس کو قیروان کے زندان سے نکال کر وہ الیسع کی طرف بڑھا۔ الیسع نے مقابلہ کیا مگر شکست کھائی اور مارا گیا۔ پھر ابو عبداللہ بسرعت تمام اس زندان کی طرف روانہ ہوا جہاں مہدی مع فرزند مقید تھا۔ اس نے باپ بیٹے کو گھوڑے پر بٹھایا اور خود ان کی رکاب میں پیدل روانہ ہوا اور قبیلہ کے سرداروں کو ساتھ لیا کیمپ کی طرف جاتے ہوئے خوشی سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور وہ باآواز بلند پکارتا لوگو دیکھو یہ تمہارے آقائے نامدار ہیں "عباسی

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

خلیفہ قادر کے عہد میں علماے بغداد نے فتویٰ دیا کہ مہدی حضرت علی و فاطمہ کی اولاد نہیں۔ مگر یہ محض رقابت کا نتیجہ تھا۔ مقریزی، ابن اثیر، ابوالفدا، ابن خلدون سب عبیداللہ کو صحیح النسب سید ثابت کرتے ہیں۔

وہ سجلماسہ میں چند دن رہے پھر رقادہ کی طرف آئے۔ جہاں قیروان کے لوگوں نے مہدی کو خلیفہ مان کر اس کی بیعت کی۔ اب افریقہ پر مہدی کی حکومت ہو گئی اور باستثنا چند لوگوں نے اس کی حکومت کو قبول و منظور کیا۔ مختلف صوبوں اور سسلی میں والی مقرر کئے گئے اور جنگ سے جو نقصانات پہنچے تھے ان کی "تلافی" کی کوشش کی گئی۔ عبیداللہ کی مستعدی اور امور سلطنت میں اس کی سرگرمی اور جانفشانی دیکھ کر ابو عبداللہ کا بھائی ابوالعباس مارے حسد کے جل بھن کر کوئلہ ہو گیا۔ اس کا خیال تھا کہ مہدی میرے ہاتھ میں کٹھ پتلی کی طرح رہے گا اپنی دال گلتی نہ دیکھ کر اس نے فاطمی خلیفہ کو معزول کرنے کے لئے بنو کتامہ کے سرداروں سے جوڑ توڑ شروع کئے۔

ابوالعباس نے اپنے بھائی ابو عبداللہ کو بھی اپنے ساتھ ملانے کی سخت کشش و کوشش کی۔ لالچ بُری بلا ہے یہ انسان کو اندھا کر دیتی ہے ابو عبداللہ بھی خلیفہ کے برخلاف سازش میں شامل ہو گیا۔ مہدی نے ان دونوں بھائیوں کو خوش کرنے کی بیش از بیش جدوجہد کی۔ مگر اس کی کوششیں بارآور نہ ہوئیں۔ جب مہدی کو خبر ہوئی کہ دونوں بھائی اس کو قتل کرنے کی سازش کر رہے ہیں تو اس نے دونوں کا کام تمام کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ چنانچہ ان دونوں کو ان کے محلوں میں قتل کرا دیا۔ بادشاہ گر کے قتل ہو جانے سے فتوحات کا سلسلہ بند نہ ہوا۔ عبیداللہ برابر ملکوں پر فتح حاصل کرتا گیا۔ یہاں تک کہ اس کی سلطنت صحرائے لیبیا سے لے کر مغرب الاقصیٰ تک پھیل گئی اگرچہ مہدی فوج کو باضابطہ رکھنے کی سخت جدوجہد کرتا۔ مگر اس کی فوج میں وحشی بربر زیادہ تھے۔ وہ بوقت جنگ سخت مظالم کرتے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آئندہ عہد میں سخت بغاوتیں اور شورشیں بپا ہوئیں۔ مہدی نے اپنے خاندان کو اچانک حملہ ہونے کی بلا سے محفوظ رکھنے کے لئے مناسب سمجھا کہ دارالخلافہ خوب مضبوط اور قلعہ بند ہونا چاہئے تیونس سے روانہ ہو کر اس نے سارے ساحل کا ملاحظہ کیا کہ کوئی عمدہ جگہ انتخاب کرے۔ آخر کار اس نے ایک راس کو پسند کیا۔ اس پر اس نے ۳۰۳ھ میں مہدیہ شہر کو بسانا شروع کیا جو پانچ سال میں مکمل ہوا شہر کے گرد ایک بڑی مضبوط فصیل بنا کر

اور اس فصیل میں آہنی پھاٹک لگائے گئے۔ فصیل کے اندر بڑے بڑے عالی شان محلات سنگ مرمر کے تالاب اور نہریں، دور تک گودام بنائے گئے۔ جب شہر بدرجہ تکمیل کو پہنچ گیا تو عبیداللہ نے کہا "اب میں فاطمیوں کی آئندہ قسمت سے مطمئن ہوں"، عبیداللہ کی حکومت زبردست اور فیاضانہ تھی سیوطی جیسا مورخ بھی مانتا ہے کہ عبیداللہ لوگوں پر عدل و انصاف سے حکومت کرتا تھا اور وہ اس کی طرف جھکے ہوئے تھے ۳۰۹ھ میں اس نے ادریسیوں کو مطیع کیا مگر مصر فتح نہ کر سکا۔ مراکو کی حکومت پر قانع نہ ہو کر وہ ہسپانیہ پر نظر رکھے بیٹھا۔ مگر موت نے اس کی یہ آرزو پوری نہ ہونے دی۔ مہدیہ کو نارمنوں نے ۵۴۳ھ ۱۱۴۸ء میں فتح کیا۔ مگر بارہ سال بعد عبدالمومن نے اسے پھر واپس لے لیا۔ فاطمی عہد میں اگرچہ شمالی افریقہ زیادہ متمدن ہو گیا لیکن خلفائے عباسیہ و فاطمیہ کی باہمی منافست اور سلجوقی سلاطین سے مسلسل جنگ و جدل کی بدولت اسلام کو نقصان بھی بڑا پہنچا۔ ورنہ اغلب تھا کہ سلجوقی قسطنطنیہ اور مشرقی یورپ کو فتح کر لیتے اور صلیبی مجاہدین کو بھی شام میں نہ گھسنے دیتے۔

۲۴ سال کی کامیاب و شاندار حکومت کے بعد عبیداللہ المہدی ۳۲۲ھ میں داعی اجل کو لبیک کہہ گیا اور اس کا بیٹا ابوالقاسم (محمد نزار القائم) بامر اللہ تخت پر رونق افروز ہوا۔ قائم بڑا ماہر سپاہی تھا۔ جنگوں میں خود شامل ہوتا تھا۔ وہ پہلا فاطمی خلیفہ ہے جس نے بحیرہ روم پر اقتدار حاصل کرنے کو ایک زبردست بیڑہ جہازات کا مرتب کیا۔ سوائے فاس کے سارے مراکش پر حکومت قائم کر کے وہ یورپ کی طرف متوجہ ہوا۔ فاس پر ادریسیوں کا قبضہ تھا۔ افریقی بندرگاہوں پر اہل اطالیہ وقتاً فوقتاً تاخت و تاراج کرتے رہتے تھے انتقام گیری کی غرض سے ابوالقاسم نے جنوبی اطالیہ کو گنٹیا تک تاخت و تاراج کیا اور اس کے جہازات کے بیڑہ نے جینوا کو فتح کر لیا۔ جو ایک معتد بہ عرصہ تک عربوں کے زیر نگیں رہا۔ سارڈی کا ایک حصہ بھی مطیع کیا گیا۔ اگر قائم کی خود اپنی سلطنت میں شورش بپا نہ ہو جاتی تو یہ یقینی بات ہے کہ وہ تمام ملک اطالیہ کو فتح کر لیتا۔ بدقسمتی سے جب وسعت سلطنت کے ہونہار آثار نظر آنے لگے تو بغاوت کا مادہ مواد بربروں کے ظلم و جور کی وجہ سے اندر ہی اندر پک رہا تھا۔ یک لخت اور اچانک پھٹا۔ بغاوت کا سرغنہ ایک خارجی ابو یزید مخلد بن کیداد ایک مدرس تھا۔ اس نے وعظ کر کے کوہ اوراس کے بربر اپنے ساتھ ملا لئے۔

از راہ دوراندیشی جو اکثر ایسے جاہل متعصبوں میں نہیں ہوتی اس نے ہسپانوی خلیفہ الناصر

M Awais Sultan Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

کوکھی مہدی یعنی قائم کی سلطنت پر تسلط کر لینے کے لئے مدعو کیا۔ ۳۳۳ھ میں ابویزید جس کو اس کے مرید شیخ المسلمین کہتے تھے اپنے وحشی مریدوں کا لشکر لیکر پہاڑوں سے اترا۔ اس نے فاطمی فوجوں کو شکست دے کر کئی شہر فتح کرلئے اور اس کے مریدوں نے قتل و غارت اور لوٹ مار کا وہ بازار گرم کیا کہ الامان تھوڑے ہی عرصہ میں انھوں نے وہ تباہی و بربادی وارد کردی جس کا کھٹکا مہدی کو تھا۔

ملک کا بڑا حصہ خارجی مدعی کے قابو میں آگیا۔ قائم کی حکومت مہدیہ اور چند قلعہ بند ساحلی شہروں تک محدود رہ گئی۔ یزید نے دھاوا کر کے مہدیہ کو فتح کرلینے کی کوشش میں چار دفعہ سرتوڑ حملے کئے۔ مگر چاروں دفعہ شکست کھا کر پسپا ہوا۔ اب حملوں کو چھوڑ کر اس نے محاصرہ پر قناعت کی اور سوس کی طرف روانہ ہوگیا کہ حملہ کر کے اسے فتح کرے

ابویزید نے سوس کا محاصرہ کر رکھا تھا کہ قائم داعی اجل کو لبیک کہہ گیا اور اس کا بیٹا ابوطاہر اسمٰعیل المنصور بامر اللہ تخت پر جلوہ افروز ہوا۔ یہ نوجوان بادشاہ بڑا صاحب حوصلہ مستعد اور مستقل مزاج تھا۔ اس نے وحشی باغیوں کو شکست پر شکست دے کر پیچھے ہٹانا شروع کیا۔ ان باغیوں نے فتح کے وقت ذرا بھی رحم سے کام نہ لیا تھا پس جب ان کی باری آئی تو ان پر بھی ذرا رحم نہ کیا گیا۔ جو تائب و مطیع ہو گئے وہ مورد الطاف شاہی ہوئے۔ جو اڑے رہے واصل جہنم ہوئے۔ ابویزید جبل سالات کی طرف بھاگا یہ ایسا دشوار گزار علاقہ ہے کہ بمشکل گیارہ روز میں طے ہوتا ہے۔ منصور نے باغیوں کا سرگرمی سے تعاقب کیا اور آخر اس کو اور اس کے مریدوں کو کتامہ کی پہاڑیوں پر جا دبایا ان پہاڑیوں پر باغیوں کا قلعہ تھا۔ سخت خونریز لڑائی شروع ہوئی۔ ابویزید نے محاصرہ توڑ کر نکل جانے کی کوشش کی۔ مگر گرفتار ہو کر دار پر کھینچا گیا۔ اگرچہ بعد میں بھی ابویزید کا بیٹا اور اس کے چند چیلے چانٹے تکلیف دیتے رہے مگر پھر سارا افریقیہ بنی فاطمیہ کے قبضہ تصرف میں آگیا۔

سسلی اور کلابریا کے عرب آباد کار فاطمیوں کی حکومت کو اچھی طرح تسلیم نہیں کرتے تھے ان کو خوب مطیع و فرمانبردار بنایا گیا۔ ۳۳۹ھ میں منصور نے ابوالقاسم حسن بن علی ابن ابی الحسن الکلبی کو سسلی اور اس کے متعلقات کا والی مقرر کیا۔ یہ عہدہ حسن کے خاندان میں عرصہ دراز تک یعنی ۱۰۸ سال رہا۔ تاوقتیکہ آخری امیر حسن کے زمانہ میں کونٹ راجر نے یہ جزیرہ ۴۵۲ھ میں فتح

M Awais Sultan Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

نہ کر لیا۔ فرانسیسیوں نے کلابریا پر حملہ کر دیا۔ مگر ان کو اٹلی کے ساحل پر ایک بحری لڑائی میں سخت شکست دی گئی۔ تاہم مراکو منصور کے قبضہ سے نکل گیا۔ کیونکہ ابو یزید کی بغاوت سے فائدہ اٹھا کر ہسپانیہ کے اموی خلیفہ الناصر نے سارے ادریسی مقبوضات پر قبضہ کر لیا تھا۔ منصور ۳۴۱ھ میں اس دارِ ناپائدار سے رخصت ہو گیا اور اس کا بیٹا ابو تمیم سعد المعز لدین اللہ تخت پر جلوہ افروز ہوا۔ بنی فاطمیہ کے مخالف مورخ بھی اس بادشاہ کو دانا، مستعد، شجاع، بہادر، عالم اور سائنس و فلسفہ کا ماہر اور علم و ہنر کا مربی مانتے ہیں اس نے سوسہ کے قریب منصوریہ کا شاندار شہر آباد کیا۔ در حقیقت وہ مغرب کا مامون تھا اس کے عہد حکومت میں شمالی افریقہ تمدن و تہذیب کے انتہائی درجہ پر پہنچ گیا لوگ خوشحال اور مالدار ہو گئے۔ ملکی فسادات اور شورشیں سختی سے فرو کئے گئے نظم و انتظام اعلیٰ اصول پر قائم کیا گیا۔ قواعد اور ضوابط مرتب کئے گئے۔ صوبوں کی اضلاع میں تقسیم کر کے ہر ضلع پر ایک لائق و متدین افسر مقرر کیا گیا اور ان افسروں کے ماتحت امن قائم رکھنے کے لئے فوج نظام اور فوج ملیشیا کا ایک حصہ رکھا گیا۔ بری و بحری فوج کو از سرِ نو آراستہ کیا گیا اور تجارت کو بڑا فروغ دیا گیا۔ اس بادشاہ نے اپنی شرافت طبع اور لیاقت سے ان سرداروں کی جو اس کے باپ اور دادا کے خون کے پیاسے تھے اگر محبت نہیں تو دوستی ضرور حاصل کر لی اس نے ان سے رحیمانہ اور فیاضانہ سلوک کر کے دشمنوں کو دوست اور ہوا خواہ بنا لیا اس کے جرنیل انجیف یعنی قائد القواد جوہر[1] نے رجب الناصر ہسپانیہ کے شمالی عیسائی قبائل سے مصروف پیکار تھا مراکش کو فتح کر لیا اور نیز بنی شاد سردار مہناجہ نے اور ان اور بگیا کے نمداروں کی خوب گوشمالی کی معتز کی ڈاک کا جہاز جو مغرب کی طرف جا رہا تھا۔ گرفتار کر لیا۔ اس پر فاطمی خلیفہ سخت طیش میں آ گیا اور اس نے سسلی کے وائسرائے حسن بن علی کو حکم دیا کہ ایک مضبوط بیڑہ جہازات سے کر اندلس کی طرف جائے اور المیریا کے ساحل کو تباہ و برباد کر دے۔ اس کے جواب میں الناصر کے کپتانوں نے سوسہ اور مرز خفر کے مضافات کو تباہ و برباد کیا۔ بس پھر کیا تھا۔ دو مسلمان بادشاہ مل کر یورپ فتح کرنے کی بجائے

---

[1] ابو الحسن نام تھا جوہر تخلص وہ عبد اللہ کاتب الرومی کا بیٹا۔ صقلیہ کا باشندہ اور کمال فیاض و متقی تھا۔ ۲ ذی قعدہ ۳۶۵ھ / ۲۹ جنوری ۹۷۶ء کو مصر میں فوت ہوا۔

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

ایک دوسرے پر وار کرنے لگے۔ مامون عباسی کے عہد میں ان مسلمانوں نے جو قرطبہ سے جلاوطن کئے گئے تھے جزیرہ اقریطش فتح کر لیا تھا وہ اب تک اس پر قابض تھے اور ترقی و تہذیب اور علم و ہنر کو پھیلانے میں تھے ۳۵۰ھ میں رومیوں نے اس کو فتح کرنے کی سخت جد و جہد کی سات سو جہازوں نے رومی فوج جزیرہ پر اتاری۔ عرب مغلوب ہو گئے اور مارے گئے۔ یونانی سپاہ نے جو قتل و غارت مچایا قلم اس کے بیان سے عاجز ہے۔ مردوں کو زندہ پکڑ کر جلایا۔ شیر خوار بچوں پر بھی رحم نہ کھایا اور عورتوں کی سخت آبرو ریزی کی۔

سسلی کی فتح سے جزیرہ کریٹ کی کسر نکل گئی۔ جزیرہ سسلی میں ابھی رومیوں کے پاس چند قلعے تھے ان قلعوں سے نکل کر وہ عربوں پر یورشیں کرتے رہے۔ وہاں کے وائسرائے احمد بن حسین نے جزیرہ کو رومیوں سے پاک و صاف کرنے کی جد و جہد کی۔ رومیوں نے جو فوج مدد کے لئے روانہ کی وہ خشکی پر مار کھا کر اپنے جہازوں پر واپس آ گئی۔ جہازوں کے لنگر اٹھا کر رومیوں نے بھاگنے کی کوشش کی۔ عرب بیڑہ نے ان کا تعاقب کر کے سارے جہازوں کو سمندر کی تہ کے نذر کیا۔ ۳۵۱ھ کے اخیر میں سارے جزیرے پر مسلمانوں کا تسلط ہو گیا۔ سسلی کو جو عروج کلبی امیروں کے عہد میں حاصل ہوا ویسا پھر کبھی اسے نصیب نہیں ہوا۔ ہر شہر اور ہر قصبہ میں مساجد۔ کالج اور سکول بنائے گئے۔ علم و ہنر کو فروغ دیا گیا۔ لوگ خوشحال اور نہال ہو گئے۔ ہر طرف چہل پہل اور باغ و بہار ہو گئی۔ پلرمو کو قلمی یونیورسٹی۔ بغداد اور قرطبہ کی یونیورسٹیوں کے برابر سمجھی جاتی تھی۔

۳۵۶ھ میں کافور الاخشیدی کی موت پر مصر میں ایک ہنگامہ محشر بپا ہو گیا۔ صوبہ کے معتزز و معتمد اصحاب نے المعز کو دعوت بھیجی کہ خدا کے واسطے مصر پر قبضہ کر کے ہم کو موجودہ مصیبتوں سے بچاؤ۔ معز نے اپنے جرنیل جوہر کے ماتحت ایک زبردست فوج روانہ کی۔ فاطمی جرنیل بغیر کسی دقت اور لڑائی کے پایہ تخت فسطاط میں داخل ہو گیا۔ اور ۱۵ شعبان ۳۵۸ھ کو جامع مسجد میں المعز کے نام پر خطبہ پڑھا۔ ۳۵۹ھ میں اس نے اذان میں حی علی خیر العمل کا اضافہ کیا۔ جنی و شیعہ کی اذانوں میں یہی فقرہ آج تک مابہ الامتیاز ہے۔ جوہر نے فاطمی تسلط کو فروغ دینے کے لئے شہر القاہرہ کی بنا ڈالی۔ یہ شہر بعد میں المعز اور اس کے جانشینوں کا صدر مقام بنا۔ اس نے حجاز اور شام کو بھی زیر نگیں کیا۔ اور حرمین الشریفین میں المعز کے نام کے خطبے پڑھے گئے۔ قرامطہ جو اب تک اسلامی فرمانرواؤں سے

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

سے خراج لے رہے تھے. فسطاط کے قریب ایک ہی لڑائی میں پامال کئے گئے. اب تک المعز افریقہ میں رہا تھا مگر جوہر کی تاکیدی درخواست پر اس نے مصر کی جانب جانے کا مصمم ارادہ کر لیا. جانے سے پیشتر اس نے اپنے آبائی ملک کا دورہ کیا اور بلقین بن زیری کو سیف الدولہ کا خطاب دے کر افریقہ کا وائسرائے بنایا. معز اس کو یوسف ابوالفتوح کر کے بلاتا تھا احمد کو سسلی کی حکومت پر مستقل کیا. شمالی افریقہ کی حکومت کا انتظام کر کے ۲۱ صفر ۳۶۲ھ میں وہ مشرق کی طرف روانہ ہوا. اور ۱۵ رماہ رمضان المبارک کو قاہرہ میں داخل ہو کر سونے کے تخت پر جلوہ افروز ہوا اور مصر، شام اور حجاز کے ڈیلی گیٹوں سے بیعت لی. جوہر کے ہاتھوں سے شکست کھانے کے باوجود قرامطہ ابھی تک شرارتوں سے باز نہ آئے تھے وہ سلطان دمشق سے بلج لیا کرتے تھے. مگر فاطمی گورنر نے دینے سے انکار کر دیا. اس بات سے ناراض ہو کر انھوں نے اس کے مقابلہ کے لئے بڑی جمعیت فراہم کی. گورنر کو شکست ہوئی اور وہ مارا گیا اور شہر باغیوں کے قبضہ میں آگیا پھر وہ مصر کی طرف روانہ ہوئے مگر المعز نے عین الشمس پر ان کا مقابلہ کیا اور ان کا خوب بھرکس نکالا. اس شکست سے ان کی طاقت ٹوٹ گئی ان کے صدر مقام الاحسا کی کیفیت. سفرنامہ حکیم خسرو میں مشرح طور پر ہے. جب فاطمی قرامطیوں سے مصروف پیکار تھے. معز الدین بویہ کے ایک چھوکرے افتگین نے دمشق اور اس کے مضافات پر قبضہ کر لیا.

بروز جمعہ ۱۵ ربیع الثانی ۳۶۵ھ کو معز داعی اجل کو لبیک کہہ گیا اور اس کا بیٹا ابوالمنصور نزار العزیز باللہ تخت پر رونق افروز ہوا. بڑا فیاض، دانا، رحم دل، بہادر اور خطا سے درگزر کرنے والا تھا اس نے بلقین بن زیری اور اپنے باپ کے وقت کے دیگر عہدہ داروں کو بدستور ان ہی عہدوں پر رہنے دیا. افتگین جس نے فلسطین کی طرف اپنی ریاست کو بڑھانے کی کوشش کی تھی شکست کھا کر گرفتار ہو گیا. عزیز نے اس سے ایسا رحیمانہ سلوک کیا کہ وہ جب تک قید حیات میں رہا، فاطمی خلیفہ کا بے دام غلام رہا. عزیز کے عہد میں فاطمیوں نے سارا شام اور جزیرہ عرب کا ایک حصہ فتح کر لیا. صرف حجاز اور یمن میں ہی نہیں بلکہ موصل، حلب، حماۃ، شیراز اور دیگر شہروں میں بھی فاطمی خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا. اس وقت فاطمی سلطنت دریائے فرات سے لے کر بحر اوقیانوس تک پھیلی ہوئی تھی اور عرب کا بھی ایک حصہ اس میں شامل تھا

اب تک فاطمی خلفاء کے معتبر سپاہی کتامی بربر تھے اور ان کے ہی قبیلہ ان کو یہ عروج حاصل

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

ہوا تھا۔ عزیز نے ترکوں اور ایرانیوں کی بھی ایک فوج مرتب کی۔ غرض یہ تھی کہ بربری سلطنت کے سیاہ و سفید پر مسلط نہ ہو جائیں

عزیز ۳۸۶ھ میں بمقام بلبیس شام کی طرف جاتا ہوا دار فنا سے دار البقا کی طرف مراجعت کر گیا اور اس کے ساتھ بنی فاطمہ کی شان و شوکت اور عظمت کا آفتاب غروب ہو گیا۔ بستر مرگ پر عزیز نے اپنے خورد سال بیٹے اور ولی عہد منصور کو مصر و شام کے قاضی القضاۃ محمد بن النعمان المتوفی ۹۹۹ھ اور ابو محمد حسن بن عمار المعروف امین الدولہ کتامی قبیلہ کے شیخ اور جرنیل افواج کے سپرد کیا۔ خیال اس کا یہ تھا کہ ان امیروں کی نگرانی میں یہ نونہال ایک کامیاب حکمران ہو جائے گا۔ منصور الحاکم بامر اللہ کے لقب سے امام اور خلیفہ بنایا گیا مگر تخت نشین ہوتے ہی وہ ایک بے ایمان سازشی برجوان نامی کے ہتھے چڑھ گیا۔ برجوان اور ابن عمار میں سخت عداوت تھی اور ان کی باہمی عداوت اور رقابت سے شام اور مصر میں سخت آتش فساد مشتعل ہوئی اور غضب یہ ہوا کہ حاکم خود دیوانگی کے آثار کرنے لگا۔ وہ عجیب عجیب احکام نافذ کرتا۔ ذرا سی غفلت پر سزائے موت کا حکم دے دیتا۔ بڑھتے بڑھتے اس کا مرض حد اعتدال سے گزر گیا۔ بغیر کسی وجہ سے اس نے کئی سربرآوردہ اشخاص قتل کرا دیئے۔ مگر جب ہوش و حواس میں ہوتا تو علم و ہنر کو فروغ دینے کی سعی و کوشش کرتا۔ چنانچہ اس نے شام اور مصر میں کئی مسجدیں اور کالج اور رصدگاہیں بنوائیں اور مشہور منجم و ہیئت دان ابن یونس کا مربی تھا۔ اس دیوانگی کی حالت میں پچیس سال تک وہ اپنے بزرگوں کے تخت پر متمکن رہا مگر آخر خوش طالعی نے اس سے منہ پھیر لیا۔ وہ بڑا تنہائی پسند تھا اور رات کو اکثر اکیلا پھرا کرتا تھا۔ اکثر وہ قاہرہ کے متصل کوہ مقطم کے ایک ویران مکان پر چلا جاتا۔ بقول ابن خلدون یا تو وہ ستاروں کی طرف دیکھتا رہتا یا عبادت کرتا۔ ۲۷ شوال ۴۱۱ھ کی رات کو وہ خدمتگاروں کے ساتھ وہاں گیا۔ دامن کوہ سے اس نے خدمتگاروں کو واپس کر دیا۔ مگر کوہ مقطم سے پھر کبھی واپس نہ آیا۔ جب دیر تک نہ آیا تو شک پیدا ہو گیا۔ جستجو کے لئے آدمی دوڑائے گئے۔ پہاڑی کی چوٹی پر اس کے ٹٹو کی اگلی ٹانگیں ملیں جو تلوار سے کاٹی ہوئی تھیں۔ پاس ایک غار میں خنجروں سے چھیدے ہوئے اس کے کپڑے ملے۔ کوٹ کے تکمے بدستور موجود تھے مگر بادشاہ کا جسم نہ ملا تاہم یقین ہو گیا کہ کسی نے اس کو قتل کر دیا ہے۔ بعض مورخوں کا خیال ہے کہ اس کو اس کی بہن ست الملک نے قتل کرا دیا تھا کیونکہ حاکم اسے عشق بازی سے روکتا تھا مگر بقول مقریزی یہ قصہ بالکل غلط ہے۔ تین سال بعد ایک بغاوت ہوئی اور اس کا سرغنہ پکڑا گیا تو اس نے اقبال کیا کہ تین رفقاء سمیت اسی نے حاکم کو قتل

کیا تھا، حاکم درحقیقت ایک نئے مذہب کا بانی تھا اس کے پیرو اس کو خدا کا اوتار سمجھتے تھے اس کے قتل ہو جانے پر وہ کہتے تھے کہ وہ خود غائب ہو گیا ہے۔ پھر پوری پوری شان و شوکت کے ساتھ دوبارہ نزول کریگا یا ان کے اپنے الفاظ میں یہ کہ "جب چاہئے گا آئے گا" لبنان کی دروز قوم میں ابھی تک حاکمی مذہب رائج ہے۔ حاکم کے گم ہو جانے پر اس کا بیٹا ابو ہاشم علی الظاہر لاعزاز دین اللہ کے نام سے تخت پر متمکن ہوا۔ چار سال تک اس کی پھوپھی ست الملک اس کی نگرانی کرتی رہی اس کی وفات پر اسرار اور ناظر امورات سلطنت کو سرانجام دیتے رہے اس بادشاہ کے عہد میں شام کا بڑا حصہ بنو فاطمہ کے ہاتھ سے نکل گیا اور ایک عرب سردار صالح بن مرس نے حلب اور اس کے گرد و نواح کے اضلاع پر قبضہ کر لیا۔

ظاہر سولہ سال تک حکومت کر کے اکتیس برس کی عمر میں فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا ابو تمیم سعد المستنصر باللہ کے نام سے تخت پر بیٹھا تخت نشینی کے وقت اس کی عمر کل سات برس کی تھی۔ لہذا سلطنت دھڑا بندی کرنے والوں کے اختیار میں آ گئی جن کی بد انتظامی اور نفسا نفسی سے سلطنت کا جہاز شکستہ ہو گیا ۱۰۴۷ء میں حرمین شریفین نے فاطمی حکومت کا جوا اتار کر پھینک دیا۔ پانچ سال کے بعد افریقہ کے زیری حکمران المعز بن بادیس بن منادیہ بن بلوقین نے شرف الدولہ کا لقب اختیار کر کے فاطمی خلیفہ کی اطاعت سے انکار کر دیا خطبہ سے المستنصر کا نام مٹا دیا اور اس کی بجائے عباسی خلیفہ القائم کو امیر المومنین مان کر اس کا نام خطبہ میں جاری کیا۔ بساسیری کی بغاوت اور بغداد سے قائم کی فراری سے مستنصر کا پھر بول بالا ہو گیا اور ایک سال تک عراق میں اس کے نام پر خطبہ پڑھا جاتا رہا۔ ان دنوں حکیم ناصر خسرو قاہرہ کی سیاحت کر رہا تھا، مگر طغرل نے عباسی خلیفہ کا مذہبی اقتدار پھر مغربی ایشیا میں قائم کر دیا اور الپ ارسلان کے عہد میں سلجوقیوں نے فاطمیوں کو العریش کے پار بھگا دیا۔ مرنے کو مارے شاہ مدار لوگ آگے ہی خراب و خستہ ہو رہے تھے اوپر سے قحط کی بلا نازل ہو گئی جو بقول ایک مورخ کے غیر آباد ہو گیا۔ مصیبت کے زمانہ میں مستنصر نے اپنی مدد کے لئے عکا کے گورنر مشہور عالم بدر الجمالی کو بلایا اور ملکی اختیارات اس کے سپرد کر دیئے بدر الجمالی نے فاطمی خلیفہ کے عہد میں وہی کام کیا جو حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیز کے زمانہ میں کیا تھا اس نے سلطنت میں امن قائم کیا لوگوں کو ورطۂ تباہی سے نکالا اور بادشاہ کا رعب سارے مصر پر قائم کیا تاہم وہ دمشق کے واپس لینے میں کامیاب نہ ہو سکا مگر ساحل فلسطین کے بہت سے شہر فتح کر لئے۔

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

بدرالجمالی نے ۴۸۷ھ میں داعی اجل کو لبیک کہہ گیا ایک ماہ بعد خلیفہ بھی دنیا کے رنج و محن سے چھوٹا اس کی حالت ایک وقت ایسی ردی ہو گئی تھی کہ سوائے ایک چٹائی کے کچھ نہ رہا تھا۔ دو رنگی زمانے کی مشہور رہے۔

مستنصر نے اپنے بیٹے نزار کو ولی عہد کیا ہوا تھا حسن صباح کے پیرو نزار کو ہی اپنا امام مانتے تھے۔ مگر بدرالجمالی کے بیٹے الافضل نے جو باپ کے عہدے پر متمکن ہو چکا تھا نزار کے چھوٹے بھائی ابوالقاسم احمد کو المستعلی باللہ کے نام سے تخت پر بٹھایا۔

نزار اسکندریہ کے گورنر کے پاس بھاگ گیا جس نے اس کو خلیفہ مشتہر کیا۔ مگر افضل نے دونوں کو شکست دے کر گرفتار کر لیا۔ گورنر تو بر ملا دار پر کھینچا گیا مگر نزار کا کیا حشر ہوا۔ کسی کو معلوم نہیں۔

افضل نے ۴۹۰ھ میں یروشلم کو پھر سوادزنگ سے فتح کر لیا۔ مگر وہ اس پر زیادہ عرصہ تک قابض نہ رہ سکا کیونکہ کروسیڈ کا طوفان بے تمیزی شام اور فلسطین پر چھا گیا۔ جس سے سلجوقیوں اور فاطمیوں کو خس و خاشاک کی طرح اڑا کر پھینک دیا۔

مستعلی ماہ صفر ۴۹۵ھ میں فوت ہو گیا اور اس کا خورد سال بیٹا ابو علی منصور الآمر باحکام اللہ کے نام سے تخت پر بیٹھا۔ الآمر کے بالغ ہوتے تک الافضل ہی حکومت کرتا رہا۔ اس کی حکومت فیاضانہ اور مدبرانہ تھی

اس کا نام خطبہ میں جاری کیا۔ بساسیری کی بغاوت اور بغداد سے قائم کی فراری سے مستنصر کا پھر بول بالا ہو گیا اور ایک سال تک عراق میں اس کے نام پر خطبہ پڑھا جاتا رہا۔ ان دنوں حکیم ناصر خسرو قاہرہ کی سیاحت کر رہا تھا۔ مگر طغرل نے عباسی خلیفہ کا مذہبی اقتدار پھر مغربی ایشیا میں قائم کر دیا۔ اور الپ ارسلان کے عہد میں سلجوقیوں نے فاطمیوں کو العریش کے پار بھگا دیا۔ مرتے کو مارے شاہ مدار۔ لوگ پہلے ہی خراب و خستہ ہو رہے تھے اوپر سے قحط کی بلا نازل ہو گئی۔ جو بقول ایک مورخ کے سات سال تک مسلط رہی۔ کاروبار سلطنت بالکل الٹ گئے اور ملک کا بڑا حصہ ویران و غیر آباد ہو گیا۔ مصیبت کے زمانہ میں مستنصر نے اپنی مدد کے لئے عکہ کے گورنر مشہور عالم بدرالجمالی نے فاطمی خلیفہ کے عہد میں وہی کام کیا جو حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیز کے زمانہ میں کیا تھا

اس نے سلطنت میں امن قائم کیا۔ لوگوں کو ورطۂ تباہی سے نکالا اور بادشاہ کا رُعب سارے مصر پر قائم کیا۔ تاہم وہ دمشق کے واپس لینے میں کامیاب نہ ہوسکا۔ مگر ساحل فینقیا کے بہت سے شہر فتح کرلیے۔

بدر الجمالی ۴۸۷ھ میں داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔ ایک ماہ بعد خلیفہ بھی دنیا کے رنج و محن سے چھوٹا۔ اس کی حالت ایک وقت ایسی ردی ہوگئی تھی کہ سوائے ایک چٹائی کے کچھ نہ رہا تھا۔ وہ تنگی زمانہ کی مشہور ہے

مستنصر نے اپنے بڑے بیٹے نزار کو ولی عہد کیا ہوا تھا (حسن بن صباح کے پیرو نزار کو اپنا امام مانتے تھے) مگر بدر الجمالی کے بیٹے الافضل نے جو باپ کے عہدے پر ممتاز ہوچکا تھا۔ نزار کے چھوٹے بھائی ابو القاسم احمد کو المستعلی باللہ کے نام سے تخت پر بٹھایا۔ نزار اسکندریہ کے گورنر کے پاس بھاگ گیا۔ جس نے اس کو خلیفہ مشتہر کیا۔ مگر افضل نے دونوں کو شکست دے کر گرفتار کرلیا۔ گورنر تو برملا دار پر کھینچا گیا۔ مگر نزار کا کیا حشر ہوا کسی کو معلوم نہیں۔ افضل نے ۱۰۹۶ء میں یروشلم کو پھر ترکمانوں سے فتح کرلیا۔ مگر وہ اس پر زیادہ عرصہ تک قابض نہ رہ سکا۔ کیونکہ کروسیڈ کا طوفان بے تمیزی شام اور فلسطین پر چھا گیا۔ جس نے سلجوقیوں اور فاطمیوں کو خس و خاشاک کی طرح اڑا کر پھینک دیا۔ مستعلی ماہ صفر ۴۹۵ھ میں فوت ہوگیا۔ اور اس کا خورد سال بیٹا ابو علی منصور الآمر باحکام اللہ کے نام سے تخت پر بیٹھا۔ الآمر کے بالغ ہونے تک الافضل ہی حکومت کرتا رہا۔ اس کی حکومت فیاضانہ مدبرانہ تھی۔ افضل کے بیٹے شرف المعالی کی کامیابیوں کے باوجود ساحل فینقیا کے تمام شہر جو بدر الجمالی نے فتح کیے تھے ایک ایک کرکے کروسیڈروں نے مسخر کرلیے۔ شہر صولی کی لوٹ مار اور قتل و غارت کا مفصل بیان پہلے درج ہوچکا ہے۔ مصری فوجیں اس شہر کی مدد کو اس وقت پہنچیں جبکہ جنازہ اٹھ چکا تھا۔ جب عامر سن بلوغت کو پہنچا وہ بدچلن و عیاش نکلا۔ وہ ظالم، خود سر اوباش اور لاابالی تھا۔ زبردست وزیر کی نگرانی سے سخت گھبراتا تھا اور چاہتا تھا کہ اس کو قتل کرادے۔ نو سال بعد کردنی خویش آمدنی پیش کی شکل پوری ہوئی۔ جب وہ جزیرہ کے ایک باغ کی طرف جا رہا تھا۔ راستہ میں چند فدائیوں نے اس کو قتل کردیا۔ چونکہ عامر کی بیگم حاملہ تھی اور فرزند نرینہ کی امید تھی اس کا چچا زاد بھائی ابو المیمون عبد المجید الحافظ لدین اللہ کے نام سے منتظم سلطنت بنا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ لڑکی پیدا ہوئی۔ اس پر حافظ نے خلافت و امامت کے لیے اپنا حق ظاہر کیا لوگوں نے اس کی بیعت کرلی۔ مگر تھوڑے ہی بعد الافضل کے بیٹے وزیر ابو علی احمد نے جو بڑا لائق اور جری تھا اس کو معزول کردیا۔ وہ اثنا عشریہ تھا اور مصر کی حکومت دبانے کی بھی خواہش رکھتا تھا۔ اس نے

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

بارھویں و آخری امام کا (جو غار سامرہ میں پانچ سال کی عمر میں گم ہو گیا تھا) نام سکہ اور خطبہ میں جاری کیا اور اذان سے زائد فقرہ بھی خارج کرا دیا۔ کچھ عرصہ تک یہی ہوتا رہا۔ مگر حافظ نے نظر بندی کی ہی حالت میں وزیر کو قتل کرنے کی سازش کی چنانچہ ۱۵ محرم ۵۲۶ھ کو البوستان الکبیر میں وہ قتل کر دیا گیا۔ ابو علی احمد کی وفات پر پھر تخت پر متمکن ہوا۔ مگر اس کی تخت نشینی سے سلطنت کو کوئی فائدہ نہ پہنچا۔ کیونکہ وہ بڑا بودی طبیعت کا آدمی نکلا وہ اپنے وزیر امیر الجیوش یانس لحافظی (جو ایک خطرناک اور شریر آدمی تھا) کے ہتھے چڑھ گیا۔ کہا جاتا ہے کہ حافظ کے ایما سے یانس ماہ ذی الحجہ ۵۲۶ھ میں قتل کر دیا گیا۔ اور حافظ نے اب ایک بہرام نامی ارمنی کو اپنا وزیر مقرر کیا۔ بہرام اور ایک دوسرے عہدے دار رضوان کی باہمی رقابت اور عداوت نے سلطنت کو ورطۂ تباہی میں ڈال دیا۔ حافظ نے بہرام کو زندان میں ڈال دیا اور رضوان کو وزیر بنایا۔

رضوان نے بھی بادشاہ کے برخلاف علم بغاوت بلند کیا۔ مگر ایک لڑائی میں مارا گیا۔ ان وزیروں کے کرتوتوں کو دیکھ کر حافظ نے سارے اختیارات اپنے ہاتھ میں لئے اور آئندہ کوئی وزیر مقرر نہ کرنے کا فیصلہ کیا اپنی موت تک وہ اسی فیصلہ پر کاربند رہا۔ حافظ ۵۴۴ھ (۱۱۴۹ء) میں داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔ اس کے اخیر عہد حکومت میں دار الخلافہ میں سخت ناراضگی پھیلی رہی ابن اثیر لکھتا ہے۔ حافظ عمر بھر دوسروں خاص کر وزیروں کا آلہ کار رہا ہے۔ حافظ کی جگہ اس کا بیٹا ابو المنصور اسمٰعیل الظافر بامر اللہ کے نام سے تخت پر متمکن ہوا۔ یہ بادشاہ بڑا عیاش تھا دن رات عیش و عشرت میں ڈوبا رہتا تھا۔ برے اور کمینہ آدمیوں سے صحبت رکھتا تھا۔ سلطنت میں اس کا عدم وجود برابر تھا۔ اصل میں اس کا وزیر ابو الحسن علی بن السالار الملقب بہ الملک العادل حکومت کرتا تھا ابن السالار کو اس کے سوتیلے بھائی عباس نے ۵۴۸ھ (۱۱۵۳ء) میں قتل کرا دیا اور ظافر کا وزیر بنا اس زمانہ میں مصری خلفاء کی جو حالت تھی۔ اس کا ابن الاثیر نے نہایت دلچسپ خاکہ کھینچا ہے وہ لکھتا ہے "وزارت اس کی تھی جس کے بازو میں زور تھا۔ خلیفہ تو نرا کاٹھ کا پتلا تھا وزیر ہی بادشاہی کرتے تھے الافضل کے بعد بغیر جنگ و جدال اور کشت و خون کے کوئی شخص قلمدان وزارت پر قابض نہیں ہو سکتا تھا۔ خلیفہ کی حکومت محلوں کی چار دیواری تک محدود تھی ہم اسلام کی تاریخ میں بھی یہاں زوال کے وہی آثار دیکھتے ہیں جو اس نے ہر دو سلم میں دیکھے تھے۔ بغاوتوں۔ سازشوں۔ رقابتوں۔ دھڑہ

M Awais Sultan
Group Admin
Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528

بندیوں نے کا قاہرہ کی سرزمین کو میدان جنگ کا رنگ دے رکھا تھا اس وقت تک مصری جوں توں کر کے ملک شام میں عسقلان پر قابض رہے تھے مگر ابن السالار کے قتل پر جو فساد اور ہنگامے مصر میں برپا ہوئے ان سے فائدہ اٹھا کر کروسیڈروں نے اس شہر کو تسخیر کر لیا۔

ماہ محرم ۵۴۹ھ میں عباس کے بیٹے نصر نے ظافر کو قتل کر دیا۔ اپنی اور اپنے بیٹے کی بریت کرنے کے خیال سے تاکہ لوگوں کو ان پر شک نہ گزرے۔ بے ایمان اور ظالم وزیر نے ظافر کے بھائیوں جبرائیل اور یوسف کو خلیفہ کے قتل کے الزام میں وار پر کھینچ دیا۔ پھر اس نے ظافر کے خورد سال بیٹے ابو القاسم عیسیٰ کو الفائز بنصر اللہ کے نام سے تخت پر بیٹھایا اور خود مطلق العنان بادشاہ کی طرح حکومت کرنے لگا۔ مگر بے گناہ خون کبھی نہیں چھپ سکتا۔ ظافر کی بہنوں نے جلد ہی حقیقت حال معلوم کر لی۔ انھوں نے اپنے بال کاٹ کر ایک سیاہ لفافہ میں بند کر کے بالائی مصر کے گورنر طالعی بن رزق کی طرف بھیجے اور اپنے بھائی کے قتل کا قصاص لینے کی درخواست کی۔ طالعی ایک لشکر جرار اور خانہ بدوش عربوں کی ایک فوج کو ماتمی لباس پہنا کر قاہرہ کی طرف بڑھا۔ عباس اور نصر مارے خوف کے اپنے خزانے لے کر شام کی طرف فرار ہو گئے۔ مفرورین کے ساتھ امیر اسامہ اور دیگر رفیق بھی تھے۔ ظافر کی بہنوں نے عسقلان کے کروسیڈروں کو لکھا اگر عباس اور اس کے بیٹے کو پکڑ کر ہمارے حوالے کرو گے تو ہم بہت سا روپیہ انعام میں دیں گے۔ روپیہ کے لالچ میں کروسیڈ قلعہ سے نکل کر مفرورین پر حملہ آور ہوئے۔ عباس مارا گیا اور نصر گرفتار ہو گیا۔ اسامہ بچ کر نکل گیا۔ فرانسیسیوں نے نصر کو لوہے کے پنجرے میں بند کر کے قاہرہ کی طرف روانہ کیا جہاں وہ سولی پر چڑھایا گیا۔ پھر طالعی الملک الصالح کے خطاب سے عہدہ وزارت پر مامور ہو کر خورد سال خلیفہ کا سرپرست ہوا۔ الفائز بالغ ہونے سے پہلے ہی داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔

وزیر نے شاہی خاندان کے کسی بالغ اور لائق ممبر کو جو کثرت تھے انتخاب کرنے کی بجائے ظافر کے بھائی یوسف کے کم سن بیٹے کو خلیفہ بنایا۔ اس لڑکے کا نام ابو عبد اللہ علی تھا اور العضد لدین اللہ کے نام سے تخت پر بیٹھایا گیا۔ الصالح بدستور حکومت کرتا رہا مگر اس کا رویہ خطرناک ہو گیا۔ بقول ابن خلدون الصالح محل میں سازش سے قتل کیا گیا اور مقریزی ایک فدائی نے اس کو ہلاک کیا۔ اس کے قتل پر اس کا بیٹا رزیق الملک العادل کے خطاب سے وزیر ہوا۔ مگر اس کو

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

شاور السعدی نے برطرف کر دیا اور شاور السعدی کو ایک عرب ضرغام صاحب الباب نے اصاحب الباب کا عہدہ عباسیوں کے حاجب کے برابر تھا، نکال دیا شاور بھاگ کر دمشق میں نورالدین محمود کے پاس آگیا اور اس کی مدد لے کر واپس آیا۔ ایک خونریز لڑائی میں ضرغام مارا گیا اور شاور پھر وزارت پر قابض ہو گیا۔ بنو فاطمہ کے حالات پہلے ہی درج ہو چکے ہیں۔ العاضد ۵۶۷ھ میں فوت ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی عبید اللہ المہدی کے خاندان کا خاتمہ ہو گیا۔

۴؍ جمادی الثانی ۳۵۹ھ (۱۴؍ مئی ۹۶۹ء) کو جوہر نے قاہرہ کی داغ بیل لگا دی تھی اور المعز کے پہنچنے سے پہلے فصیلیں تیار ہو گئیں تھیں۔ عالیشان عمارات آناً فاناً تیار ہو گئیں اور شہر کا نظارہ نہایت خوشنما ہو گیا۔ شہر میں کئی پختہ سڑکیں اور بازار تھے۔ شہر کے باہر مضافات تک سڑکیں چلی جاتی تھیں اور حارات کہلاتی تھیں بازاروں کو اخطاط کہتے تھے اور شہر کی فصیل تک ختم ہو جاتے تھے خلیفہ کا خاص محل جس میں بارہ گنبد والے ایوان تھے شہر کے مشرقی حصہ میں واقع تھا اور نام اس کا قصر الکبیر الشرقی یا قصر المعزلی تھا۔ محل کے دس پھاٹک تھے ہر پھاٹک پر فوج کا ایک دستہ متعین رہتا تھا ہر دستہ میں پانچ سو سپاہی پیدل اور پانچسو سوار ہوتے تھے محل کے بارہ ہزار خدمتگار تھے۔ محل سے ایک زمین دوز راستہ ایک دوسرے عالی شان محل کی طرف جاتا تھا یہ محل دریائے نیل کے کنارے شہر کے مغربی حصہ میں واقع تھا اس کو قصر المعزلی یا قصر البحر کہتے تھے۔ شہر کے اندر اور باہر خلیفہ کے اور بھی کئی محل اور مکان تھے جن کی پچی کاری کی گلکاری چین کے نقش و نگار کو ماند کرتی تھی اور کندن کی ڈلک ستاروں پر آنکھ مارتی تھی امیروں کے محلات بھی کاریگری کا اعلیٰ نمونہ تھے مگر رقبہ میں شاہی محلوں سے کمتر تھے۔ شہروں میں خوبصورت باغات کی بہار۔ ان کے گرد مکانات کی قطار ہوشیار اور طرار سیاح کو بھی ورطۂ حیرت میں ڈال دیتی تھی۔

پندرھویں اور سولھویں صدی مسیحی کے یورپین سیاح بھی قاہرہ کو دیکھ کر گمان کرتے تھے کہ روضۂ رضوان میں یا باغ جنات میں داخل ہو گئے ہیں مسجدیں۔ کالج۔ شفاخانے اور بڑے بڑے ہوٹل اور سرائیں شہر میں بے شمار تھیں۔ چار جامع مسجدیں تھیں اور ان کی شان و شوکت دیکھ کر آنکھیں کھل جاتی تھیں۔ بنو فاطمہ کے عہد میں قاہرہ میں ایک امام باڑہ تھا جس کو حسینیہ کہتے تھے اس کی عمارات ایسی خوبصورت تھیں کہ چشم فلک نے کبھی نہ دیکھی ہوں گی اس میں ایام عاشورہ میں مجلسیں قائم کی جاتی تھیں۔ مردوں اور عورتوں کے واسطے عالی شان حمام بنے ہوئے تھے۔

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islami Books Quran & Madni Ittar House

عورتوں کے حمام فروخت شناخت ہو جاتے تھے ان کی ظاہر نمائش مختلف تھی۔ منڈیوں میں بیس ہزار دکانیں تھیں جو دنیا کی پیداوار سے بھرپور تھیں ان کی آراستگی دیکھ کر گمان ہوتا تھا کہ رئیسوں کی کوٹھیاں ہیں شہر کے گرد ایک بڑی مضبوط فصیل تھی چند بڑے بڑے دروازوں کے نام یہ تھے۔ الباب النصر، الباب الفتوح الباب القنطرہ، الباب الذویلہ اور الباب الخلیج۔ متمول لوگوں کی دل لگی بازوں اور شکروں سے پرندوں کا اور کتوں سے ہر قسم کے ہرنوں کا شکار کھیلنا تھا اور دریا کے کنارے رہنے والے ملاح دریائی گھوڑے شکار کرتے تھے۔ سلطنت کے انتظامی محکمے اور صیغے عباسیوں کی طرح تھے مگر چند کے نام مختلف تھے دونوں میں نمایاں فرق یہ تھا کہ مصر میں امیر الجیوش کا بڑا اقتدار ہوتا تھا وہ کمانڈر انچیف اور وزیر دونوں کا کام کرتا تھا اور کمزور بادشاہوں کے عہد میں تو امیر الجیوش ہی بادشاہ ہوتا تھا۔ پہلے دس خلیفوں کے عہد میں امیر الجیوش صرف اپنا ہی منصبی کام ہی کرتا تھا۔ مگر مستنصر کے عہد سے بنو فاطمہ کا آفتاب ڈھلنا شروع ہوا۔ مثل ہے دن برے آئیں تو عقل ماری جاتی ہے۔ سازش اور دھڑہ بندی نے تدبیر کی جگہ چھین لی۔ سب نفسا نفسی میں مبتلا ہو گئے۔ صرف پولیٹیکل سروس عزت اور حرمت کا ذریعہ ٹھہر گئی۔ عالموں کی جگہ جاسوسوں نے لی اور ایماندار و باوفا مگر آزاد طبع لوگوں کی بجائے خوشامدیوں اور منافقوں کی قدر ہونے لگی۔ حکام نے لوگوں میں پھوٹ ڈلوانے اور دھڑہ بندیاں پیدا کرانے کو ملک داری سمجھ لیا مگر ان سفیہانہ کوششوں کا خمیازہ آخر خود ان ہی کو اٹھانا پڑا۔

پہلے فاطمی علم و ہنر کے بڑے مربی تھے انھوں نے دار العلم، کتب خانے اور دار الحکمہ قائم کئے۔ بڑی بڑی کتابیں ہندسہ اور سائنس کے آلات بہم پہنچائے۔ ان علمی خزانوں تک ہر ایک کی رسائی تھی، ہر ایک ان سے مستفیض ہو سکتا تھا۔ لکھنے کا سامان مفت دیا جاتا تھا۔ خلفاء علمی مجلسیں منعقد کرتے تھے جن میں مدارس اعلیٰ کے پروفیسر منطقی، مہندس، فقیہہ، حکیم اپنا اپنا خاص لباس یعنی خلع پہنے شریک ہوتے تھے۔ یونیورسٹیوں میں جو گؤن گریجوئیٹوں کو دیئے جاتے ہیں۔ وہ بالکل اسی طرز کے ہیں جس طرز کے خلع ہوتے تھے۔ دو لاکھ ستاون ہزار دینار سالانہ کالجوں، پروفیسروں اور تعلیمی افسروں کی تنخواہیں، تعلیمی سامان اور علمی آلات پر خرچ کئے جاتے اور بطریق شائستہ رعایا سے وصول کئے جاتے تھے ہر علمی شاخ کی تعلیم دی جاتی تھی۔ علم ہیئت کو شائع کرنے کے لئے رصد گاہیں بنی ہوئی تھیں الشیاء

M Awais Sultan
Group Admin
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528
Islamic Books Quran & Madni Ittar House

اور سپانیہ سے بڑے بڑے عالم اور سائنس داں ان مسلمان حکمرانانِ مصر کے عہد کو زینت دینے کے لیے بلائے گئے تھے۔ بنو فاطمہ کی تاریخ کو مکمل کرنے کے لیے اس عجیب تحریک کا ذکر ضروری ہے جو انھوں نے اپنی رعایا میں علم پھیلانے کی غرض سے پیدا کی تھی۔ وہ اپنے فرقہ میں غیر مذاہب کے لوگوں کو شامل کرنے سے جو پولٹیکل فائدہ مرتب ہو سکتا تھا اس کو نظر انداز نہ کرتے تھے۔ بڑے دارالحکمۃ کے متعلق ایک گرانڈ لاج تھی۔ جس میں اسمٰعیلی مذہب کے سرا پا راز اصول سے واقف ہونے کے خواہشمندوں کو اس مذہب کے عقائد کی تعلیم دی جاتی تھی۔ ہفتہ میں دو بار یعنی شنبہ اور دو شنبہ کو داعی الدعاۃ ذریعہ یا قاضی القضاۃ ہوتا تھا۔ جلسے کا انعقاد کرتا تھا۔ اس جلسے میں مرد اور عورتیں سفید لباس زیب بر کئے ہوئے شامل ہوتی تھیں۔ ان جلسوں کو مجالس الحکمۃ کہتے تھے۔ کاروائی شروع کرنے سے پہلے داعی الدعاۃ گرانڈ ماسٹر کا خلیفہ خود ہوتا تھا۔ انتظار کرتا۔ جب گرانڈ ماسٹر آ جاتا تھا تو داعی الدعاۃ اس کو وہ لکچر پڑھ کر سناتا جو نئے ممبروں کو سنانا ہوتا تھا۔ اس پر خلیفہ اپنے دستخط کر دیتا۔ لکچر سن چکنے کے بعد وہ نو وارد داعی الدعاۃ کے ہاتھ کا بوسہ دیتے اور گرانڈ ماسٹر کے دستخط کو پیشانی سے لگاتے۔

مقریزی نے اس لاج کی مختلف ڈگریوں کا ذکر کرتے ہوئے فری میسری کی تاریخ کا خاکہ کھینچ دیا ہے۔ اصل میں میسنوں کی لاج قاہرہ کی لاج ہی سے نقل کی گئی ہے۔ دارالحکمۃ کی پولٹیکل شان تو اس کے بانیوں کے ساتھ ہی رخصت ہو گئی۔ مگر اس کی علمی شعاعوں نے ملکوں کی اقرالغربی کے زمانہ تک مصر کے شہروں کو منور رکھا اور اس کے جو راز تھے وہ زمانہ دراز گزر جانے کے باوجود ابھی تک ویسے کے ویسے ہی ہیں اور مختلف مذاہب و ملت کے اقوام و ممالک میں اپنی شان دکھا رہے ہیں۔

M Awais Sultan
Group Admin
Islami Books Quran & Madni Ittar House
Uploaded by Madnia Liabrary Group on whatsapp +923139319528